فمال هؤلاء القوم لا يكادون يفقهون حديثا

حدیث نعمان برکت آگین بحسن توفیق احسن الخالقین نسخہ مختصر بیان مسائل فقہیہ بالفعل موسوم

احسن المسائل

ترجمہ اردو کنز الدقائق باجازت ہدایت یار خان صاحب حسب فرمائش مولوی عنایت علی صاحب

در مطبع علوی محمد علی بخش خان لکھنؤ بسعی مولوی محمد معشوق علی صاحب طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی رسولہ وخیر خلقہ محمد المصطفی وآلہ المجتبی و
ائمۃ الہدی بعد حمد وصلوۃ کے احقر العباد محمد احسن صدیقی نانوتوی غفر اللہ لہ
برادران دینی کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ مولانا شاہ اہل اللہ صاحب برادر شاہ
ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے کتاب کنز الدقایق کو کہ فقہی مسائل مین ایک متن متین ہے
اور اوسکی اکثر روایتین مستند علماء دین ہین بغرض تسہیل بزبان فارسی مین ترجمہ کیا تھا اس ترجمہ مین
کئی خوبیان شاہ صاحب مغفور نے رکھی تھین اول یہ کہ اکثر جگہ فرعیات مین امام شافعیؒ کے
خلاف کو نقل فرمایا اور امام اعظمؒ کے قول کا ماخذ حدیث شریف سے بیان کردیا دوم یہ کہ
جو لفظ عبارت کنز مین خاص ایسا تھا کہ اوسکے معنی علیحدہ لکھے جاتے اُسکے صرف ترجمہ پر
کفایت نکی بلکہ علیحدہ اوسکے معانی تشریح کے ساتھ لکھدیے سوم یہ کہ جو مسئلہ نہایت مختصر اور
تھا کہ بدون مثال اُسکے معنی سمجھ مین نہ آتے تھے اُسکی مثال بھی مندرج فرمائی غرضکہ یہ ترجمہ
صاحب کا گویا کنز کی ایک مختصر اور نہایت مفید شرح ہے اب چونکہ ہمتین اس ملک کے

لوگونکی باسباب چند در چند عربی اور فارسی سے قاصر ہین اور نیز زبان اردو مین فائدہ عام کے حق مین وافر اسلیے اس احقر نے اس کتاب کا ترجمہ زبان اردو مین مناسب جانا اور اصرار عزیز از جان مولوی محمد منیر کا اس باب مین زیادہ تر باعث اس سلسلہ کی تحریک کا ہوا چنانچہ بعون اللہ وحسن توفیقہ عرصہ قلیل مین اسکا ترجمہ سلیس با محاورہ اردو مین کیا اور نام اس ترجمہ کا احسن المسائل رکھا اس ترجمہ مین یہ التزام کیا ہی کہ حتی الوسع اردو کا محاورہ ہاتھہ سے نجاوے اور عبارت فارسی شاہ صاحب مرحوم کا مطلب بھی چھوٹنے نپاوے مگر شاہ صاحب کا ترجمہ حال المتن تھا اس ترجمہ مین متن کنز کو لکھنا زائد جانکر صرف ترجمہ پر اکتفا کیا اور عبارت شرح کو دو خط مقوس اس شکل مین ( ) لکھدیا ہی دوسرے یہ کہ جسقدر عبارت فارسی شاہ صاحب نے لکھی تھی اوسیقدر پر مینے کفایت کی ہان جسقدر کچھہ مضمون زائد در کار تھا اوسکو خود اپنی طرف منسوب کرکے یا تو داخل کتاب کر دیا ہی یا حاشیہ پر معانی الفاظ مشکلہ وحل اصطلاح فقہا کو لکھدیا ہی لیکن فرائض مین کسیقدر توضیح نفس عبارت مین اپنی طرف سے کردی ہی کہ اُسکے مسائل دیکھنے کی اکثر حاجت رہتی ہی اور اختصار اس باب مین مناسب نہین اور بعض جا کچھہ مثالین جو شاہ صاحب نے بخیال وضوح مسائل قلم انداز فرمادی تھین مینے بڑھادین ہین اور جن مسائل کی صورتین ایکسی تھین اور احکام مختلف اونکے دلائل بھی ہدایہ وشرح وقایہ اور دوسری معتبر کتابون سے حاشیہ پر لکھدی ہین حاصل یہ کہ مینے اپنی دانست مین نفس کتاب کی توضیح وتشریح مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا اللہ تعالی اسکو قبول فرماوے اور میرے لیے باقیات صالحات مین سے کرے امید ناظرین با انصاف سے یہ ہی کہ دعای خیر سے یاد فرماوین اور اگر اس خود غلط کی غلطی اب بھی نظر سے گذرے تو اُسکی اصلاح فرماوین والحمد للہ اولاً وآخراً وصلی اللہ علی کل عبد مصطفے والسلام علی من اتبع الہدے

تنبیہ سر کے مسح مین مقدار فرض امام مالکؒ کے نزدیک تمام سر ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک
مسح کا لفظ جسپر بولا جا سکین گو تین ہی بال سر کے ہون مقدار فرض ہی اور امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفیؒ کے
نزدیک مقدار فرض چوتھائی سر ہی اسلیے کہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
پیشانی کے بالون اور سر کے اگلے حصہ پر مسح کیا اور یہ مقدار چوتھائی سر کے قریب ہی اور اگر اس سے کمتر
درست ہوتا تو آپ اپنی امت کیواسطے کبھی تو ایک دفعہ کرتے حالانکہ کمتر پر مسح ثابت نہین ہوا اور
داڑھی کے مسح کو سر کے مسح پر قیاس کیا ہی **فائدہ** شریعت مین فرض ایسے حکم کو کہتے ہین جو ایسے
یقین سے ثابت ہو کہ اُسمین شبہہ نہو ایسے فرض کا چھوڑنے والا فاسق ہوتا ہی اور انکار کرنیوالا [illegible]
اور کبھی فرض ایسی بات کو کہتے ہین جسکے بدون عمل درست نہو اس طرحکا فرض عمل کے رکن کے
مانند ہوتا ہی اور سنتین وضو مین (یہ چیزین ہین اول یہ معلوم کرنا چاہیے کہ سنت دین اسلام کی
اُس طریق جاری کو کہتے ہین جس کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہو بدون واجب کرنیکے
یا آپنے عمل کیا ہو مگر ہمیشہ نکیا ہو پس اسطرح کی چیزین وضو مین سے اول) دونو ہاتھونکا پہونچون تک ابتدا
وضو مین دھونا ہی جیسے (وضو کے شروع مین بسم اللہ کہنا بھی سنت ہی یہ دو سنتین ہوئین) تیسری
مسواک کرنا چوتھے کلی کرنا پانچوین ناک مین پانی دینا چھٹے داڑھی اور انگلیون مین خلال کرنا ساتوین
ہر عضو کا تین بار دھونا آٹھوین وضو کا دل سے ارادہ کرنا نوین سارے سر پر ایک دفعہ مسح کرنا دسوین کانونکا مسح کرنا سر کے مسح کے
بچے ہوئے پانی سے گیارھوین اُس ترتیب کی رعایت رکھنی جو قرآن مجید مین مذکور ہی بارھوین اعضا کا
لگاتار دھونا (**فائدہ** دل سے ارادہ کرنا اور ترتیب اور پے در پے دھونا امام شافعیؒ کے نزدیک فرض ہی
اور امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کے نزدیک سنت ہی اور انکی دلیل یہ ہی کہ وضو کی آیت مین سوائے تین عضو کے
دھونے اور سر کے مسح کرنیکے اور کوئی بات مذکور نہین اور کلام مجید پر اعداد حدیثون سے کچھ بڑھا لینا درست
نہین اور یہ جو حدیث شریف مین آیا ہی کہ انما الاعمال بالنیات یہان مراد عملونکا ثواب ہی نہ انکی درستی

اور اگر درستی اعمال ہی مراد ہوتی تو چاہیے تھا کہ بدن اور کپڑے اور مکان کو پاک کرنا [illegible] کی کو
چھپانا اور قبلہ کی طرف منھ کرنا بدون نیت کے درست نہوتا حالانکہ یہ چیزین بدون [illegible] ی درست
ہین اور یہ بات ٹھہری ہوئی ہی کہ عمل کا ثواب بدون نیت کے حاصل نہین ہوتا بخلا[illegible] ی صحت کے
کہ وہ بدون نیت بھی ہوجاتی ہی اور حرف ف کہ فاغسلوا مین ہی وہ اسواسطے ہی ک[illegible]
الدوے پیچھے سب اعضا کو دھونا چاہیے اُس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ بعض اعضا کو [illegible] جن کو
پیچھے دھووین اسیطرح لگاتار دھونا بھی آیت سے نہین نکلتا ایک زائد بات ہی اور نہ متوا[illegible] ور
حدیثون سے ثابت ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل فرمانا اوسکے مسنون ہونے پر [illegible]
اور وضو کے مستحب (یہ ہین کہ اعضا کے دھونے مین) داہنے سے شروع کرنا اور گردن کا مسح کرنا [illegible]
ادس فعل کو کہتے ہین جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عادت شریف کے طور پر کی[illegible] وضو کو
توڑتا ہی کسی ناپاک چیز کا مصلی کے بدن سے نکلنا (جاننا چاہیے کہ جو چیز بدن سے نکلتی ہی اوسکی [illegible] ین
ہین ایک وہ کہ مقام پائخانہ یا پیشاب سے نکلے وہ تو بلا خلاف تھوڑی ہو یا بہت وضو کو توڑتی ہی [illegible]
وہ کہ اُن دونو مقامون کے سوا کسی اور جگہ سے نکلے جیسے قے اور خون اور پیپ قے مین بہت ہونا [illegible]
اور خون اور پیپ مین زخم کے منھ سے بہ جانا شرط ہی اس دوسری قسم مین امام شافعی کا خلا[ف] [illegible]
امام اعظم صاحب کی یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی نماز مین قے کرے یا اوسکی نکسیر [illegible]
چاہیے کہ نماز پر سے ہٹے اور وضو کرکے پھر اپنی اوسی نماز کو پورا کرلے) اور منھ بھر کر قے کا ہونا [illegible]
توڑتا ہی اگرچہ پت ہو یا جما ہوا خون یا کھانا یا پانی لیکن اگر بلغم یا خون ایسا ہو جسپر تھوک غا[لب] [illegible]
وضو کو نہ توڑیگا (یعنی اگر تھوک ملنے سے خون زردی مائل ہوگا تو وضو نہ توڑیگا اور اگر سرخ رہیگا تو توڑیگا کیونکہ
خون غالب ہی) اور جیسا کہ متلانا (جو قے کا سبب ہوتا ہی) کئی بار کی قے کو جمع کردیتا ہی (یعنی اگر قے تھوڑی
تھوڑی چند بار ہووے تو دیکھنا چاہیے کہ اگر متلانا ایک ہی دفعہ ہو تو سب جدا جدا قی کو ایک جاننا چاہیے

ورنہ جدا جدا اوجھڑی مین وضو ٹوٹنے کے لیے بھر منھ ہونا شرط ہی اور لیٹے ہوے سونا اور دونو سرین
زمین پر لگا کر اور پانون دونون طرف کو نکال کر سونا بھی وضو کو توڑتا ہی حتی کہ اگر کھڑا ہوا یا رکوع مین سو ویگا
وضو نہ ٹوٹیگا) اور بیہوشی اور دیوانہ پن اور مست ہونا (وضو کو ہر حال مین توڑتا ہی مخصوص بالغ نمازی کے لیے
اور لیٹنے والے سے نہین) اور بالغ نمازی کا آواز سے ہنسنا اگرچہ سلام پھیرنے کیوقت ہو (وضو کو
توڑتا ہی واضح ہو کہ آواز سے ہنسنے کے باعث وضو کا جاتا رہنا مشروط ہی اس بات پر کہ نمازی بالغ
ہو نہ لڑکا اور نماز بھی رکوع اور سجدہ والے ہو جنازہ کی نماز نہو اسواسطے کہ وضو کا ٹوٹنا کھلکھلانے سے
ظاہر قیاس کے خلاف ہی تو جسجگہ نص مین آیا ہی اوسی پر موقوف رکھین گے اوسکے سوا مین اسکا حکم
نہ لینگے اور روایت حدیث مین یون وارد ہی کہ ایک اندھا شخص نماز جماعت کی صف کے سامنے گر پڑا
لوگ اوس پر آواز سے ہنسے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی آواز سے ہنسا ہو چاہیے کہ وضو اور نماز کو
پھر سے ادا کرے) اور مباشرت فاحشہ (بھی وضو کو توڑتی ہی یعنی مرد و عورت بدون آڑ اور حجاب کے
ایسی طرح ملین کہ ایک کی شرمگاہ دوسرے کی شرمگاہ سے ملجاوے) اور زخم مین سے کیڑے کا نکلنا وضو کو
نہین توڑتا اور نہ ذکر کو اور عورت کو ہاتھ لگانا (اسلیے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
کسی نے پوچھا تو آپنے فرمایا کہ ذکر تجھ مین سے ایک گوشت کا ٹکڑا ہی یعنی جیسے اور بدن کو ہاتھ لگانے سے
وضو نہین جاتا ایسے ہی ذکر کے چھونے سے نہین جاتا اور نیز ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلعم اپنے بعض ازواج
طاہرات کا حالت وضو مین بوسہ لیتے تھے اور وضو نماز کے لیے دوبارہ نکرتے تھے اور اس مسئلہ مین
امام شافعی کا خلاف ہی) **فصل غسل کے بیان مین** (غسل مین فرض منہ کا دھونا اور کلی
اور ناک مین پانی ڈالنا اور تمام بدن کا دھونا ہی اور بدن کو ملنا اور جسکے ختنہ نہوئی ہو اسکو اپنے
تبلئے چمڑے مین پانی کا ڈالنا فرض نہین اور غسل مین سنت یہ ہی کہ اول اپنے دونو ہاتھ تین بار دھووے
پھر اپنی شرمگاہ کو اور نجاست ظاہری کو دھووے پھر وضو کرے (اور پانوٴن کے دھونیکو بعد تک رکھے)

پھر اپنے تمام بدن پر تین بار پانی بہاوے (جاننا چاہیے کہ اگر غسل تختہ خواہ پتھر پر کرے تو ضرور نہین
کہ پانو کا دھونا پیچھے پر رکھے اسواسطے کہ پانو پھر خراب ہونگے اور انکا سب کے بعد دھونا اسی مصلحت کے
لیے ہی) اور عورت کے بالونکی جڑ اگر تر ہو جاوے تو گندھے ہوے بالونکا کھولنا ضرور نہین ــ اور
غسل فرض ہی اُس منی کے نکلنے پر جو کود کر نکلے اور اپنی جگہ سے جدا ہونے کیوقت لذت کے ساتھہ
جدا ہو (یعنی لذت اور شہوت اپنی جگہہ سے جدا ہونے کیوقت شرط ہی نہ ذکر سے باہر نکلنے کیوقت)
اور نیز غسل فرض ہی جبکہ ذکر کا سر پیشابگاہ یا مقام پائخانہ مین غائب ہو جاوے (اور اس صورتمین
غسل فاعل اور مفعول دونوںپر واجب ہی (واضح ہو کہ ذکر کا داخل کرنا مقام پائخانہ مرد و عورت مین
حرام و ناجائز ہی لیکن اگر اس امر ناشایستہ کے مرتکب ہو جاوین تو غسل دونوںپر واجب ہوتا ہی)
اور فرض ہی حیض کے موقوف ہونے پر (جو خون معمولی عورت کا ہوتا ہی) اور نفاس کے بند ہونے پر
(جو بچہ ہونیکے بعد خون ظاہر ہوتا ہی اور) واجب نہین مذی کے نکلنے کیوقت (جو پتلا پانی ہوتا ہی
اور عورت کے چھیڑنے کیوقت ذکر سے تیزی کے بعد نکلتا ہی) اور نہ ودی کے نکلنے کیوقت (جو پیشاب
کرنیکے بعد گاڑھا پیشاب نکلتا ہی) اور نہ خواب مین صحبت کرنیسے بدون تری نکلنے کے ــ اور غسل کرنا
جمعہ اور دونو عیدون کے لیے اور احرام باندھنے کیواسطے اور عرفہ کے روز سنت ہی اور واجب ہے
غسل دینا مردہ کو اور اُس شخص کو جو حالت ناپاکی مین مسلمان ہوا ہو اور اگر ناپاک نتھا تو صرف
مسلمان ہونیکے لیے غسل مستحب ہی (جاننا چاہیے کہ شریعت مین واجب ایسا حکم ہی جو ثابت ہوا ہو
ایسی دلیل سے جسمین شبہہ ہو اُسکے ترک کرنیوالے کو فاسق شمار کرتے ہین اور اُسکے منکر کو کافر
نہین جانتے) **پانی کے مسئلے** مینہہ کے پانی اور چشمہ اور دریا کے پانی سے وضو کیا جاوے
اگرچہ کوئی پاک چیز اُسکی تین صفتون مین سے (جو رنگ اور بو اور مزہ ہین) ایک کو بدل دے
خواہ مدت تک رہنے کے باعث بدبودار ہو جاوے مگر جب پانی کہ چیزون کے گرنیسے بدل گیا ہو یا اسمین

کوئی چیز پکانے سے متغیر ہوا ہو یا کسی درخت خواہ میوہ سے نکالا گیا ہو (جیسے گنّے کا رس اور
تربوز کا پانی) یا دوسری چیز کے اجزا پانی پر غالب ہو جاوین (جیسے ستو) تو ایسے پانی سے
وضو نہین ہوگا اور نہ اُس ٹھہرے ہوے پانی سے جسمین ناپاکی ہو اور وہ دہ در دہ نہو اور دہ در دہ کی
صورت مین وہ پانی ایسا ہی جیسا بہتا پانی (اور بہتے پانی کی تعریف یہ ہی کہ تنکا بہا لیجاوے
(واضح ہو کہ اصل اس مسئلہ کی یہ ہی کہ بڑے حوض اور بڑے چشمے سبکے نزدیک پاک ہین
اور سلف کے امامون نے انکے طول وعرض مین سے ہر ایک کی مقدار کو دس گز اور گہراو کو
اسقدر کہ چلو بھرنے سے زمین نہ کھلجاوے ٹھہرایا ہی یعنے چارون طرف اُسکے کپڑے کے
گز سے جو چھہ مٹھی یا چوبیس اونگل کا ہوتا ہی دس گز ہو اور بعضون نے شاہی گز کو اختیار
کیا ہی جو سات مٹھی اور ایک کھڑی اونگلی کا ہوتا ہی پس جس صورت مین کہ پانی کا طول
زیادہ ہو اور عرض کم یا گہرا بہت ہو اور چوڑا کم مگر پیمایش کے حساب سے اگر ضرب کیا جاوے
تو مکسر دہ در دہ ہو جاتا ہی تو بعض روایات مین ایسے پانی پر دہ در دہ کا حکم لگایا ہی
اور مخفی نرہے کہ امام مالک رح کے نزدیک پانی خواہ تھوڑا ہو یا بہت ناپاک نہین ہوتا
جبتک اثر رنگ اور بو اور مزہ نجاست کا اُسمین ظاہر نہو اور امام شافعی کے نزدیک
پانی کا ناپاک نہونا قلتین کی مقدار پر مخصوص ہی جو تخمیناً پانچ مشکین متوسط ہوتی ہین
اور امام اعظم رح نے دلیلون کا خلاف ملاحظہ فرما کر دہ در دہ اختیار کیا ہی جسمین مذہبون سے
زیادہ تر احتیاط ہی اور حدیثون اور آثار سبکی رو سے طاہر اور پاک ہی پس وہ دہ در دہ
پانی سے وضو کیا جاوے بشرطیکہ ناپاکی کا اثر یعنی مزہ اور رنگ اور بو اُسمین معلوم نہو
۔ اور پانی مین اگر ایسا جانور مرجاوے جسمین خون جاری نہو جیسے مچھر اور مکھی اور بہڑ
اور بچھو اور مچھلی اور مینڈک اور کیکڑا تو پانی کو ناپاک نہین کرتا اور جو پانی کہ ثواب کے لیے

استعمال کیا گیا ہو (مثلاً اوس سے وضو پر وضو کیا ہو) یا حکمی ناپاکی کے دور کرنے مین
خرچ کیا ہو (مثلاً بے وضو ہو جانے پر اُس سے وضو کیا ہو) اور یہ پانی کسی جگہ مین (مثلاً
زمین پر یا کسی برتن مین) ٹھہر جاوے تو وہ خود پاک ہی مگر پاک کرنیوالا نہین (یعنے
بدن یا کپڑا ایسے پانی مستعمل مین بھر جاوے تو اُسکا دھونا ضرور نہین الا دوبارہ
اُس سے وضو کرنا درست نہین اسلیے کہ وہ پاک کرنیوالا نہین لیکن اگر اُس مستعمل پانیسے
حقیقی نجاست کو دھو ڈالین تو پاک ہو جاویگی کیونکہ نجاست حقیقی کے دور کرنیمین
یہی شرط ہی کہ بہنے والی چیز اور پاک اور نجاست کو دور کرنیوالی ہو اور یہ سب باتین
مستعمل پانی مین موجود ہین گو کہ اس سے نجاست حکمی پاک نہین ہوتی) اور کنوئین کے
مسئلہ مین تین مذہب ہین جح ح طح علامت نجاست کی ہی اور ح علامت بحالِ خود
رہنے کی ہی اور ط علامت طہارت کی اختصار کے لیے حروف کو رکھ لیا ہی اسکی تفصیل
یہ ہی کہ اگر کوئی مرد ناپاک جو اپنے بدن پر نجاست حقیقی نرکھتا ہو کنوئین مین گر جاوے
یا ڈول نکالنے کو اُسمین غوطہ مارے تو امام اعظمؒ کے نزدیک کنوئین کا پانی ناپاک
ہو جاتا ہی اور آدمی بھی ناپاک رہتا ہی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک کنوان بحال
خود پاک ہی اور آدمی بدستور ناپاک اور امام محمدؒ کے نزدیک کنوان اور آدمی دونو
پاک ہین (اور جو چمڑا کہ دباغت دیا جاوے وہ پاک ہو جاتا ہی مگر سور اور آدمی کا چمڑا
پاک نہین ہوتا دباغت یہ ہی کہ چمڑے کی رطوبت اور بدبو اور اُسکا سڑجانا دوا سے خواہ
مٹی ملنے سے خواہ آفتاب مین سوکھانے سے دور کر دیا جاوے اور معلوم رہے کہ یہ
حکم مرے ہوئے جانور کے چمڑے کا ہی ورنہ ذبح کیے ہوے جانور کا چمڑا بدون دباغت کے
بھی پاک ہی) اور آدمی اور مردہ جانور کے بال اور ہڈیان پاک ہین (اسلیے

کنوئین کے مسائل

کہ انمین جان نہین کیونکہ انکو بذات خود دم معلوم نہین ہوتا تو مرجانا باعث نجاست نہین
ہونیکا۔ **کنوئین کے مسائل** کوئین مین اگر ناپاکی گر پڑے تو اسکا پانی کھینچنا چاہیے
الا اونٹ یا بکری کی دو مینگنیون اور کبوتر اور چڑیا کی بیٹ سے پانی نہ نکالا جاوے
(اور تین مینگنیون مین اختلاف ہی) اور جو جانور کھاے جاتے ہین انکا پیشاب
نجس ہی ہرگز پینا نچاہیئے (اور امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہی اور امام ابو یوسف کے
نزدیک دوا کیواسطے اسکا پینا جائز ہی اور امام اعظمؒ کے نزدیک ناجائز) اور جو چیز
باعث بیوضو ہو جانیکا نہو وہ ناپاک نہین (یعنے تھوڑی سی قے یا خون اور پیپ کہ
بہے نہون اگر پانی مین گر جاوین یا کپڑا اور بدن انمین بھر جاوے تو ناپاک نہین ہوتا
) اور چوہے کے مانند جانور کے مرجانے سے ۲۰ ڈول بیچ کے راس کے نکالنے
چاہئین اور ۴۰ ڈول کبوتر کے برابر کے مرنے سے اور بکری جیسے جانور کے
مرنے یا کسی جانور کے پھول جانے اور پھٹ جانیسے (خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا) تمام پانیکا
کھینچنا چاہیے اور اگر تمام پانی کا نکالنا نہو سکے (مثلا کنوان چشمہ دار ہو کہ اسکا پانی ٹوٹتا
نہو) تو ۲۰۰ دوسو ڈول نکالے جاوین۔ اور چوہا اگر پھول جاوے یا پھٹ جاوے اور اسکے
گرنیکا وقت معلوم نہو تو کنوئین کو تین دن رات سے ناپاک کردیتا ہی اور اگر پھولا نہو
تو ایکدن رات سے (مترجم کہتا ہی کہ فتوی امام محمدؒ کے قول پر ہی کہ جسوقت جانور کو
کنوئین مین دیکھین اسوقت سے ناپاک متصور ہوگا خواہ پھولا ہو یا نہو) اور پسینے کا
حال مثل جھوٹھے کے ہی اور آدمی اور گھوڑے اور ان جانورونکا جھوٹا جنکا گوشت
کھایا جاتا ہی پاک ہی اور کتے اور سور اور درندہ چوپایونکا جھوٹا مثلا شیر اور چیتے
اور بھیڑیے کا جھوٹھا ناپاک ہی اور بلی اور گلیوان مین پھرنے والے مرغی کا اور درندہ

پرندونکا (مثل باز اور جرہ کے) اور گھر کے رہنے والے جانورونکا (جیسے مثل چوہے
اور سانپ کے) مکروہ ہی (کہ طہارت مین نقصان رکھتا ہی مگر نقصان بہت نہین) اور گدہے
اور خچر کے جھوٹے (کے پاک ہونے اور ناپاک ہونے) مین شک ہی یعنے بعض دلیلین اُسکی
پاکی کو چاہتی ہین اور بعض اُسکی ناپاکی کو پس اُس سے وضو کرکے تیمم بھی کرے اگر پاک پانی
میسر نہو اور (وضو اور تیمم مین سے) جسکو اول کرے درست ہی بخلاف اُس پانی کی جسمین
خرما تر کیے ہون (اُسمین علما کا اختلاف ہی بعض اُس سے وضو جائز کہتے ہین اور بعض ناجائز
اور یہ اختلاف اسی صورت مین ہی کہ پانی پتلا اور بہتا ہوا ہو اور کھٹا اور نشہ آور اور گاڑہا
نہوا ہو ورنہ سبکے نزدیک اوس سے وضو کرنا جائز نہین) +

باب تیمم کے بیان مین جس صورت مین کہ نمازی پانی سے ایک میل دور ہو یا مرض
یا سردی سے خطر رکھتا ہو یا درندہ یا دشمن یا پیاس کا خوف ہو یا سامان پانی کا مثل ڈول اور
رسی کے نرکھتا ہو تو (ایسی صورتمین) تیمم کرے (واضح ہو کہ میل کی مقدار چار ہزار گز ہے
۲۴ انگل کے گز سے -) اور تیمم کی صورت یہ ہی کہ جنس زمین پر جو پاک ہو گو غبار نرکھتی ہو
نیت تیمم کرکے دو ضرب لگاوے اول ضرب کے بعد اپنے تمام منہ پر ہاتھ پھیر لے اور دوم
ضرب کے بعد دونو ہاتھونپر کہنیون تک ہاتھ پھیرا دے اگرچہ ناپاک ہو یا حیض والی عورت ہو
(یعنی انکو بھی دو ضربین چاہئین) اور اگر باوجود میسر ہونے جنس زمین کے غبار سے تیمم کرے
تب بھی درست ہی (اور بدون نیت کے تیمم جائز نہین - مخفی نرہے کہ جنس زمین اُن چیزون سے
مراد ہی جو نہ جلین نہ گلین جیسے خاک اور ریت اور پتھر اور سرمہ اور انکی مثل ہین) پس کافر کا
تیمم کرنا بیکار ہی نہ وضو کرنا اسلیے کہ تیمم مین نیت شرط ہی نہ وضو مین اور کافر اپنے کفر کی جہت سے
نیت کا اہل نہین) اور تیمم کو اسلام سے مرتد ہونا نہین توڑتا (اسواسطے کہ تیمم کے وقت ایسا نتھا

کہ اُسکی نیت درست تھی) بلکہ جو چیز وضو کو توڑتی ہی اور نمازی کا قدرت پانا ایسے پانی پر
جو اُسکی حاجت ضروری سے بچ رہے ابتداء تیمم کرنے کو منع کرتا ہی اور پہلے اگر تیمم کیا ہو وہ
اس قدرت سے جاتا رہتا ہی سا اور جس شخص کو توقع پانی ملنے کی ہو وہ آخر وقت تک
نماز نہ پڑھے اور تیمم کرنا وقت سے پہلے اور دو فرضون کے لیے اور نماز جنازہ اور
عیدین کے جاتے رہنے کے خوف سے درست ہی اگرچہ بناہی کے طور پر ہو (یعنی نماز
تو وضو سے شروع کی تھی الا نماز مین بیوضو ہو گیا تو ہو سکتا ہی کہ تیمم کر کے اُسی نماز کو
پورا کر لے) اور جمعہ کے جاتے رہنے اور وقتی نماز کے جاتے رہنے کے خوف سے تیمم
درست نہین (اسلیئے کہ اُن دونون نمازونکا بدلا موجود ہی کہ جمعہ کا بدلا ظہر ہی اور وقت
کی نماز کا بدلہ اُسکی قضا اور جنازہ اور عیدین کی نمازونکا کچھہ بدلہ نہین **فائدہ**
جاننا چاہیے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک تیمم طہارت ضروری ہی یعنی ضرورت کیواسطے
مشروع ہوا ہی پس وقت سے پہلے اور دو فرضون کیواسطے اُسکی کچھہ ضرورت نہین
اسلیئے اُنکے نزدیک تیمم وقت سے پہلے اور دو فرضونکیواسطے جایز نہوگا اور امام اعظمؒ
کے نزدیک تیمم صرف طہارت ہی مگر اُسمین پانی کا نہونا یا نملنا شرط ہی پس شرط کے
موجود ہونے پر پانی اور مٹی پاک کرنے مین ایک حکم رکھتی ہی خواہ وقت سے پہلے
ہو یا نہین اور ارشاد آنحضرت صلعم کا کہ خاک مسلمان کی پاک کرنیوالی ہی اگرچہ
دس برس تک استعمال کرے ظاہر مین تائید اسی بات کو کرتی ہی جو امام اعظمؒ فرماتے ہین
اور اگر نمازی اپنے خیمہ مین پانی بھول جاوے اور (اسیوجہ سے) تیمم کر کے نماز ادا کرے
(اور نماز کے بعد یاد آوے کہ پانی تھا) تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اور پانی کو مقدار
ایک تیر کے تلاش کرے اگر یہ گمان ہو کہ پانی نزدیک ہی ورنہ تلاش نکرے

رفیق کے پاس پانی ہو تو اوس سے طلب کرے اگر وہ نہ دے تو تیمم کرے اور اگر بدون دام واجبی
کے نہ دے اور اوسکے پاس دام ہون تو تیمم نکرے ورنہ تیمم کرے (یعنے اگر وہ دام زیادہ مانگے
یا نمازی کے پاس واجبی دام نہون تو تیمم جائز ہوگا) اور اگر نمازی کے اکثر اعضا (جنکو
دھونا چاہیے) زخمی ہون تو تیمم کرے اور اگر اکثر درست ہون تو اونکو دھووے اور
دھونے اور تیمم مین جمع نکرے (مثلا اسطرح نکرے کہ منہ پر تیمم کرے اور ہاتھون کو
دھولے یا ہاتھون پر تیمم کرے اور منہ کو دھولے) ۱۲

باب دو موزون پر مسح کرنیکے بیان مین

باب: دو موزون پر مسح کرنیکے بیان مین — مسح کرنا موزون پر اگرچہ عورت ہو درست
ہو مگر ناپاک کے لیے درست نہین اور شرط مسح کرنیکی یہ ہی کہ دونو موزونکو ایسی طرح پہنا
ہووے کہ حدث (بیوضو ہو جاوے ۱۲) کیوقت وضو کامل ہو (گو موزہ پہننے کیوقت کامل نہو مثلا ایک شخص نے
پانون دھوکر موزے پہنے بعد اوسکے باقی وضو تمام کیا پھر بیوضو ہوا تو اس صورت مین یہ شخص
بیوضو ہونے کیوقت وضو کامل رکھتا تھا اگرچہ موزے پہننے کیوقت وضو ناقص تھا اب
اسکو اون موزون پر مسح کرنا درست ہی) اور مدت مسح کی مقیم کیواسطے ایک دن رات اور مسافر
کیواسطے تین دن رات حدث کے شروع سے ہی — اور صورت موزون پر مسح کرنیکی یہ ہی کہ بھیگے
ہوے ہاتھ کی تین اونگلیان موزون کے اوپر جانب پانون کی اونگلیون پر رکھکر ایکبار
پنڈلیون تک کھینچے — اور بہت پھٹن مسح کی مانع ہی اور وہ بقدر پانون کے تین چھوٹی
اونگلیون کے ہی اور اس سے کمتر پھٹن مانع نہین (اور اگر ایک موزہ مین کئی جگہ پھٹن ہو تو اوسکو
اکٹھا کیا جائیگا یعنی اگر سب ملکر مقدار تین اونگلیون کی ہوجاویگی تو مسح کی مانع ہوگی اور اس سے
کمتر مانع نہوگی) اور دونون موزونمین اگر تھوڑی تھوڑی پھٹن ہوگی (تو اکٹھا نکیجاویگی لیکن
اگر نجاست (دونون موزونمین تھوڑی تھوڑی ہو تو وہ) جمع کیجاویگی (یعنے اگر دونو

موزون کی نجاست مقدار ایک درم کے ہوجاویگی تو اوسپر بدون پاک کیے مسح درست نہوگا
اسیطرح برہنگی کا حال ہی کہ اگر تھوڑی تھوڑی کئی جگہہ سے کھلتی ہو تو اوسکو جمع کر کے
حساب کرنا چاہیے اگر چہ تہائی عضو کی برابر ہو تو نماز جائز نہوگی ورنہ نماز درست ہوگی
اور جو چیز وضو کو توڑتی ہی وہ مسح کو توڑتی ہی اور مسح کو موزہ کا نکالنا اور مدت مسح کا
پورا ہوجانا بھی توڑتا ہی بشرطیکہ مدت پوری ہونے پر سردی کے باعث پانون کے
جاتے رہنے کا خوف نہو (اور اگر خوف ہوگا تو مسح بحال خود رہیگا) اور موزہ کو نکالنے اور
مدت مسح پورا ہوجانیکے بعد صرف دونون پانو دھوڈالے (یعنے اگر وضو اوس وقت باقی ہے تو
تو سارے وضو کا پھیرسے کرنا ضرور نہین) اور ہیت سے پانو نکا موزہ سے باہر چلا آنا بھی نکالنا
ہی (یعنے موزہ کے نکالنے مین سارے پانو نکا نکلنا معتبر نہین اگر اکثر حصہ نکل آویگا تب بھی
مسح جاتا رہیگا) اور اگر کسی مقیم نے مسح کیا اور ہنوز ایک دنرات نہوا تھا کہ وہ مسافر ہوگیا
تو اس صورت مین وہ تین دنرات مسح کرے اور اگر مسافر مسح کرتا تھا اور ایک دنرات کے بعد
مقیم ہوگیا تو وہ موزہ کو نکال کر پانون دھووے اور اگر ایک دنرات پورا نہوا تھا کہ مقیم ہوگیا
تو ایک دنرات کو پورا کرے ۔ اور مسح کرنا موزہ کے اوپر کے موزہ پر اور چمڑیکی جرابونپر
جنمین جوتے کی شکل کا چمڑا لگا ہو یا ایسے سخت ہون کہ بغیر باندھے پنڈلی پر ٹھہر جاوین
درست ہی ۔ اور مسح کرنا پگڑی اور ٹوپی اور برقعہ اور دستانون پر درست نہین ۔ اور
ٹوٹی ہڈی کی بندش پر اور زخم کی پٹی پر اسیطرح کی اور چیز پر (مثل فصد کی پٹی کے)
مسح کرنا دھونیکے حکم مین ہی یعنی اوسکے لیے کوئی وقت معین نہین اور غسل کے ساتھ
جمع ہوسکتا ہی (اسطرح کہ بعض اعضا کو دھووین اور بعض پر مسح کرین) اور پٹی پر مسح کا
درست ہی اگرچہ پٹی کو بیوضو باندھا ہو ۔ اور مسح تمام پٹی پر کرے خواہ اوسکے نیچے زخم ہو یا نہو

پس اگر پٹی یا پھاہا جسپر مسح کیا تھا باعث زخم کے اچھے ہوجانیکے گرپڑے تو مسح
باطل ہوجائیگا اور بدون اچھا ہوئے گرے تو مسح نجاویگا - اور موزہ کے مسح کرنے
اور سر پر مسح کرنے مین نیت کی احتیاج نہین (یعنے مسح تیمم کیطرح نہین ہی کہ بدون نیت کے
جائز نہووے) ۱۲

باب حیض کے بیان مین

باب حیض کے بیان مین حیض اُس خون کو کہتے ہین جو ایسی عورت کے رحم مین سے
بہے جو مرض اور لڑکپن سے سلامت ہو (اس سے معلوم ہوا کہ جو خون مرض سے یا لڑکپن مین
نکلیگا اُسکو حیض نہ کہین گے بلکہ اُسکا نام استحاضہ ہی) اور مدت حیض کی کم سے کم تین دن رات
ہی اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات اور جو خون تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ
ہو وہ استحاضہ ہی سوا سفیدی خالص کی سوا جو رنگ ہو وہ حیض ہی اور حیض نماز اور
روزہ کا مانع ہی مگر عورت روزہ کی قضا کرے نماز کی قضا نکرے (یعنے ان ایام کی نماز معاف
ہی) اور اس حالت مین مسجد کے اندر جانا اور خانہ کعبہ کے گرد پھرنا اور ناف سے لیکر عورت کے
زانو تک مرد کو نزدیکی کرنا اور قرآن کا پڑھنا اور اُسکو ہاتھہ لگانا ممنوع ہی مگر غلاف کے
ساتھہ (ہاتھہ لگانا منع نہین) اور بیوضو ہونا بھی ہاتھہ لگانے کا مانع ہی (مگر قرآن
پڑھنے کا مانع نہین) اور ناپاکی اور نفاس دونونکا مانع ہی (یعنے ناپاکی اور حیض اور
نفاس کی حالت مین قرآن کا پڑھنا اور اُسکو ہاتھہ لگانا دونو ممنوع ہین اور بیوضو
ہونیکی حالت مین چھونا ممنوع ہی اور پڑھنا جائز) اور عورت سے صحبت کیجاوے بدون
غسل کے جس صورت مین کہ خون حیض اکثر مدت (یعنے دس روز) پر منقطع ہوا ہو اور جس صورت
مین کہ کمتر مدت کے بعد (یعنے تین روز سے لیکر نو روز تک کے بیچ مین) بند ہوا ہو تو صحبت
نکیجاوے یہانتک کہ عورت غسل کرے یا خون بند ہونے پر کمتر وقت نماز کا گذر جاوے یعنے

اگر خون دس روز کے بعد بند ہوا ہی تو صحبت کرنی مرد کو درست ہی اگرچہ عورت نے
غسل نکیا ہو اور اگر خون دس روز سے کم مدت مین بند ہوا ہی تو صحبت کرنی جائز
نہین جبتک کہ غسل نکرلے یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اوسمین نہانا اور نماز کی نیت
ہو سکے) اور پاک ہوجانا دو خون کے درمیان خون کی مدت مین حیض اور نفاس ہی کا
ہی (یعنے اگر عورت مدت حیض و نفاس مین کچھ دنون کو پاک ہو جاوے اور خون بند
ہو جاوے تو اوسکو حکم پاک ہونے کا نہوگا بلکہ وہی حیض و نفاس ہوگا) اور کمتر مدت
پاک رہنے کی پندرہ دن ہین اور زیادہ مدت کی کچھ انتہا نہین مگر جس صورت مین کہ خون
ہمیشہ جاری رہی اور اس عورت کی کوئی عادت مقرر ہووے (یعنے پاک رہنے کے لیے
زیادہ مدت کی کچھ حد مقرر نہین حتی کہ بعض عورتین برسون تک پاک رہتی ہین لیکن اگر کسیکو
خون استحاضہ جاری ہو جاوے اور پاک رہنے کے لئے اوسکی کچھ عادت مقرر تھی تو ایسی صورت مین
اوسی عادت کی مدت کو پاک رہنے کی مدت کہین گے) اور خون استحاضہ مانند دوام کی نکسیر کے ہی
نماز اور روزہ اور صحبت کا مانع نہین اور اگر خون اکثر مدت حیض و نفاس سے بڑھجاوے
تو جسقدر اوسکی عادت قدیم سے بڑھیگا وہ استحاضہ ہوگا۔ اور اگر عورت کو پہلی ہی پہل استحاضہ
ہو جاوے تو اوسکا حیض دس دن کا ہوگا اور نفاس ۴۰ دن کا۔ اور جو عورت استحاضہ کی ہی
اور جس شخص کا پیشاب جاری ہو یا پیٹ چلتا ہو یا ریح نکلتی رہتی ہو یا نکسیر بند نہوتی ہو
یا زخم کا خون نہ تھمتا ہو ایسے شخص ہر فرض کیوقت وضو نیا کرین اور اوس وضو سے نماز
فرض اور نفل ادا کرین اور یہ وضو صرف وقت کے نکلنے سے جاتا رہتا ہی (یعنے دوسری
نماز کے وقت آنے پر نہین جاتا جیسا کہ بعض علما کا قول ہی اور نہ وضو کے بعد عذر
واقع ہونے سے جاوے) اور یہ حکم اوس صورت مین ہی کہ ان عذر والون پر کوئی فرض کا

وقت ایسا نگذرے جسمین عذر مذکور اُنکو نہو (ورنہ معذور نہ کہلاوینگے اور انکا وضو عذر مذکور سے جاتا رہیگا) اور نفاس وہ خون ہی جو بچہ کے پیدا ہونیکے بعد آیا کرتا ہے اور جو خون کہ حاملہ عورت کو آتا ہی وہ استحاضہ ہوتا ہی - اور پیٹ جو گر پڑتا ہی اگر اُسمین بعض اعضا موجود ہون تو اُسکا حکم بچہ کا ہی (اوسکے بعد کا خون نفاس ہوگا اور اگر محض گوشت کا لوتھڑا ہو تو وہ بچہ نہین اور نہ اوسکے بعد کا خون نفاس ہی اور کمتر مدت نفاس کی کچھ حد نہین (یہانتک کہ بعض عورتونکو ایک گھنٹہ بھی نہین ہوتا) اور اوسکی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس روز ہی اور چالیس سے بھی اگر بڑھجاوے تو جسقدر بڑھیگا وہ استحاضہ ہوگا - اور جڑوان بچون کے ہونے مین مدت نفاس کی اول سے ہوتی ہی (دوسرے بچہ سے نہین ہوتی) ؎

باب نجاستون کے بیان مین - بدن اور کپڑا پانی سے اور رہتی چیز نجاست کی دور کرنیوالی سے پاک ہوجاتا ہی مثلاً سرکہ اور گلاب سے (اگر دھووین تو پاک ہوجاتا ہی) مگر تیل سے پاک نہین ہوتا اور موزہ پر اگر نجاست گاڑھی لگی ہو تو خاک پر رگڑنیسے پاک ہوجاتا ہی اور اگر گاڑھی نہو (مثلاً شراب یا پیشاب لگجاوے) تو (موزہ کو) دھونا چاہیے - اور خشک منی رگڑنے سے پاک ہوتی ہی اور اگر خشک نہو بلکہ تر ہو تو دھوئی جاوے (واضح ہو کہ امام شافعیؒ کے نزدیک منی پاک ہی دھونے اور رگڑنے کی حاجت نہین لیکن الاطبیعت کی لطافت کی جہت سے دھوڈالنا مضایقہ نہین اور امام مالکؒ کے نزدیک ناپاک ہی بدون دھونیکے صرف رگڑنے سے پاک نہین ہوتی اور امام اعظمؒ کے نزدیک بھی ناپاک ہے اگر تر ہو تو دھونا چاہیے اور اگر خشک ہو تو رگڑنے سے بھی پاک ہوجاتی ہی اور یہ مذہب سب مذہبون سے بہتر ہی اسلیئے کہ منی کا پاک ہونا ایسی صورتمین کہ غسل کا باعث ہی اور

باب نجاستون کے بیان مین

پیشابگاہ سے نکلتی ہی آثار اور قیاس سے بہت بعید معلوم ہوتا ہی اور منی خشک کا رگڑنے سے
پاک ہونا بھی خلاف احادیث صحیحہ کے ہی جو رسول خدا صلعم سے ثابت ہوئے ہین چنانچہ
حضرت عایشہ رضؓ فرماتی ہین کہ مین منی کو آنحضرت صلعم کی کپڑے پر سے اگر تر ہوتی تھی تو دھو یا
کرتی تھی اور خشک ہوتی تھی تو رگڑ ڈالا کرتی تھی اور آنحضرت صلعم نے حضرت عایشہ رضؓ
کو ایسا ہی ارشاد فرمایا تھا) اور تلوار جیسی چیزین (مثلاً چھری اور خنجر اور آئینہ اسقدر)
پونچھنے سی پاک ہو جاتے ہین (کہ نجاست کا اثر دور ہو جاوے) اور زمین خشک ہونے اور نجاست
کے اثر دور ہو جانے سے نماز کے لیے پاک ہو جاتی ہی مگر تیمم کے لیے پاک نہین ہوتی (اسلیے کہ تیمم میں
زمین کا پاک ہونا قرآن سے ثابت ہی اور خشک ہونے سے زمین کی طہارت حدیثون سے ثابت
ہی قرآن سے ثابت نہین اور ایک وجہ یہ ہی کہ خاک اپنی طبیعت سے پاک کرنیوالی چیز نہین
تو ضرور ہوا کہ طہارت کی رعایت اوسمین خوب طرح پر کرنی چاہیے) اور مقدار ایک درم کے
اور مقدار چوڑائی ہتھیلی کی بڑی نجاست مین سے معاف ہی جیسے خون اور شراب اور مرغ کی
بیٹ اور ایسے جانورون کا پیشاب جو کھائے نہین جاتے اور لید اور گوبر (یعنے بڑی نجاست
اگر جسم دار ہو تو وزن ایک درم کہ ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہی معاف ہی اور اگر پتلی ہو جیسے
شراب اور پیشاب ہی تو ہتھیلی کی چوڑائی کی برابر معاف ہی اور اگر ان دونو مقدار ونسے بڑھکر
ہو تو دھونا فرض ہی ورنہ مستحب) اور چوتھائی کپڑے سے کم کا بھرنا ہلکی نجاست مین مثلاً ایسے
جانورون کے پیشاب مین جو کھائے جاتے ہین یا گھوڑے کے پیشاب اور ایسے پرندونکی بیٹ مین
جو کھائے نہین جاتے اور مچھلی کے خون اور خچر اور گدھے کے لعاب مین معاف ہی اور (نیز) آدمی
پیشاب کہ سوئی کی ناکے کی برابر چھینٹین پڑجاوین معاف ہی (یعنے ہلکی نجاست مین اگر چوتھائی
سے کم کپڑا بھر جاوے معاف ہی اور چوتھائی بھرے تو دھونا چاہیے مگر چوتھائی مین علما کا

اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ چہارم اسقدر کپڑے کا مراد ہی جس سے ستر عورت کم سے کم
ہین ہو جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ جو کپڑا ابرا ہوا اوسکی چوتھائی مراد ہی جیسے دامن اور آستین
اور پردہ اور پیچا اور کلی کہ ہر ایک جدا کپڑا ہی جوان ہین بھرے اوسیکی چوتھائی لینی چاہیے
اور بعضے چوتھائی کو ایک بالشت لنبا اور ایک بالشت چوڑا کہتے ہین اور اسکو سب سے
زیادہ مناسب جانتے ہین) اور جو نجاست کہ سوجھتی ہی وہ اسقدر دھونے سے کہ اسکا جسم
جاتا رہے پاک ہو جاتی ہی مگر جسکا اثر دور ہونا مشکل ہو (مثلا رنگ اور بو بجا سکتی ہو) تو وہ
تین بار دھونے اور ہر دفعہ نچوڑنے سے پاک ہو جاتی ہی اسیطرح وہ نجاست جو سوجھتی نہو
اور جس چیز کا نچوڑنا ممکن نہو (مثلا بوریا اور بچھونا اور پتھر تو ایسی چیزین) تین بار دھو کر
خشک کرنے سے پاک ہوتی ہین (یعنے ہر دفعہ دھو کر اتنا چھوڑ دے کہ اسمین سے پانی ٹپکنا
موقوف ہو جاوے) اور مسنون ہی بعد پائخانہ پھرنیکے استنجا کسی پاک کرنیوالی چیز مثل پتھر
(اور اینٹ اور ڈھیلے وغیرہ کے کرنا) اور اسکے لیے کوئی شمار مسنون نہین اور بعد استنجے کے
اوسجگہہ کا دھونا مستحب ہی (جاننا چاہیے کہ استنجا مین طاق عدد امام شافعیؒ کے نزدیک
مسنون ہی کہ تین یا پانچ یا سات ڈھیلے ہون اور امام اعظمؒ کے نزدیک پاک ہونا ضروری
ہی نہ شمار اور لفظ وتر کہ بعض حدیثون مین آیا ہی وہ ایک یہ بھی بولا جاتا ہے اور یہ جو
حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی ڈھیلے لے اسکو چاہیے طاق لے جسنے یہ کیا اوسنے اچھا کیا
اور جسنے نکیا تو اوسپر کچھہ حرج نہین یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ طاق شمار مسنون نہین
بلکہ مستحب ہی) اور مقام پاخانہ کا دھونا واجب ہی جس صورت مین کہ نجاست مقام
پاخانہ سے بڑھجاوے اور بڑھنے مین وہی مقدار معتبر ہی جو پاکی کی مانع ہی (یعنے مقدار
ایک درم یا ہتیلی کے عرض کی برابر مقام پاخانہ سے زائد ہو جاوے اسلیے کہ اوسمقام کا

بھرنا معاف ہی اوسکے لیے ڈھیلون وغیرہ پر اکتفا ممکن ہی مگر جب اوس مقام سے زیادہ ایک درم
کی برابر بھر جاوے تو دھونا واجب ہی اور کمی کی صورت مین مستحب ہی مگر ہڈی اور لید اور کھانیکی
چیز سے استنجا کرنا ممنوع ہی اور دہنے ہاتھ سے بھی بدون عذر کے نکرنا چاہیے بلکہ مخصوص
اس کام کے واسطے بایان ہاتھ ہی واللہ اعلم ۱۲)

کتاب الصلوٰة

(یعنے اسمین نماز کا ذکر ہی۔ جاننا چاہیے کہ بعد اداکرنے کلمۂ طیبہ کے سب سے بڑا
اسلام کے حکمون مین اور سب سے زیادہ ضروری شرع کے احکام مین نماز ہی جسکے لیے
اللہ تعالی فرماتا ہی حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ اور فرمایا وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَوٰةِ وَاصْطَبِرْ
عَلَيْهَا اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ جو شخص چھوڑدے نماز کو جان
بوجھکر وہ کافر ہی یہانتک کہ بعض علمانے نماز کے چھوڑنیوالیکو مارڈالنا جائز رکھا ہی ۱۲

باب نماز کے وقتون کے بیان مین) فجر کا وقت صبح صادق سے لیکر آفتاب کے نکلنے
تک ہی اور ظہر کا وقت آفتاب کے ڈھلنے سے اُسوقت تک ہی کہ سایہ ہر چیز کا سوا
سایۂ اصلی کے جو ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہی اس چیز سے دونا ہوجاوے (جاننا چاہیے
کہ امام شافعی رح کے نزدیک ظہر کا وقت ایک مثل تک رہتا ہی اور اکثر محدثین اسکی تقویت
کرتی ہین اور امام اعظم کے نزدیک ایک روایت مین موافق امام شافعی کے ہی اور ظاہر
روایت مین دو مثل تک ہی اسوجہ سے کہ حدیثون مین حکم ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھنے کا ہی اور
عرب کی زمین مین دو مثل سے پیشتر ٹھنڈا کرنا متصور نہین تو جب شک واقع ہوا تو دوسرے
وقت کا آجانا یقینا ثابت نہوا) اور عصر کا وقت دو مثل سے لیکر آفتاب کے غروب تک
ہی اور مغرب کا وقت آفتاب کے ڈوبنے سے شفق کے ڈوبنے تک ہی اور شفق وہ سپیدی ہی

(جو سرخی کے بعد پیدا ہوتی ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک شفق اوسی سرخی کا نام ہی جو غروب کے بعد ہوتی ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہی کہ حدیثون مین وارد ہوا ہی کہ نماز عشا پڑھے ایسے وقت مین کہ آسمان کے کنارے سیاہ اور تاریک ہوجاوین اور یہ صورت شفق سفید کے جانیکے پہلے متصور نہین ہوتی) اور عشا اور وتر کا وقت شفق کے جاتے رہنے کے بعد سے صبح صادق کے نمود ہونے تک ہی اور وتر کو نماز عشا سے پہلے نہ پڑھنا چاہیے اسلیے کہ ان دونون مین ترتیب ضروری ہی (اگرچہ دونو کا وقت ایک ہی) اور جس شخص کو عشا اور وتر کا وقت نملے یہ دونو اوسپر واجب نہین ہوتے (مثلا بعض زمین کے حصون مین صبح صادق شفق کے غروب ہوتے ہی ہوجاتی ہی تو ایسی جگہ کے رہنے والون پر عشا اور وتر واجب نہین) اور مستحب ہی نماز فجر کو اور گرمیونکی ظہر کو دیر کر کے پڑھنا اور عصر کو دیر سے پڑھنا بشرطیکہ آفتاب کا رنگ زردی مائل نہو اور عشا کو ایک تہائی رات تک تاخیر کرنا اور وتر کو آخر شب تک دیر کرنا ایسے شخص کے لیے جسکو اپنے جاگنے پر اعتماد ہو (فائدہ امام شافعیؒ کے نزدیک سب نمازون مین جلدی کرنی مستحب ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہی کہ حدیثون مین وارد ہوا ہی کہ صبح کی نماز روشنی مین پڑھو اور ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت مین) اور جاڑونکی ظہر کو اور مغرب کو اول وقت پڑھنا اور جن نمازون کے شروع مین عین ہی (یعنے عصر اور عشا کو) ابر کے دن جلد پڑھنا اور ابر کے دن مین ان دونو کے سوا اور نمازون کو دیر کر کے پڑھنا (یعنے فجر اور ظہر اور مغرب کے لیے ابر و غبار مین تاخیر کرنی مستحب ہی) اور آفتاب کے نکلنے کیوقت اور ٹھیک دوپہر مین (جب آفتاب سر پر ہو) اور اوسکے ڈوبنے کیوقت نماز اور سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ ممنوع ہی مگر اوسی روز کی عصر (عین غروب کیوقت پڑھنی درست ہی) اور بعد نماز فجر اور عصر کے نفل پڑھنی ممنوع ہی

مگر نماز قضا اور سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ ان دونو وقتون مین درست ہی آمدم
سواے دو رکعت سنت فجر کے صبح صادق ہو جانے پر نفل پڑھنا اور قبل نماز مغرب کے
اور امام کے خطبہ پڑھنے کیحالت مین جمعہ کے روز نفل پڑھنا ممنوع ہی
(اور شافعیؒ کے نزدیک جمعہ کی سنتین خطبہ کے وقت درست ہین اور
دلیل امام اعظم رحمہ اللہ کی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
تو اپنے ساتھی کو کہے کہ چپ رہ اور امام خطبہ پڑھ رہا ہی تو تو حرکت لغو کرتا ہی
پس جس صورت مین کہ اچھی بات کے امر کرنے مین جو واجب ہی آپ نے لغو کا حکم
فرمایا ہو تو نفل کے باب مین کیا تصور کرنا چاہیے علاوہ اسکے نماز خطبہ سننے سے
روکتی بھی ہی) اور دو نمازونکا ایک وقت مین اکٹھا پڑھنا عذر کے ساتھ ممنوع ہی
(یعنی بوجہ سفر اور مینہ کے دو نمازون کو ایک ساتھ نہ پڑھے اور شافعی اور مالک کے
نزدیک جمع کرنا درست ہی اسلیے کہ حدیث شریف مین دو نمازونکا جمع کرنا وارد ہوا ہی
اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہی کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ قسم ہی اُس خدا کی جسکے سوا
کوئی معبود برحق نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کوئی نماز بجز اوسکے
وقت کے اور کسیوقت مین نہین پڑھی مگر دو نمازین جمع کی ہین ظہر و عصر کو عرفات
مین اور مغرب اور عشا کو مزدلفہ مین اور جو روایتین کہ دو نمازون کے جمع کرنیمین
وارد ہوئی ہین وہ اکٹھا پڑھنا ظاہر کی رو سے تہا نہ وقت کے اعتبار سے یعنی آپنے
آخر وقت ظہر مین نماز ظہر پڑھی اور اول وقت عصر مین نماز عصر اور اسیطرح مغرب و عشا مین
کہ اول کو آخر وقت مین پڑھا اور دوم اول وقت مین تو ظاہر کی رو سے اکٹھی ہوئین
اور حقیقت مین ہر ایک اپنے وقت مین ہوئی) واللہ اعلم ۞

باب اذان کے بیان مین ۔۔ اذان کہنا واسطے فرض نمازون کے بدون دوبار
کہنے شہادتین کے اور بدون راگ کی آواز کے سنت ہی ۔ اور امام شافعی کے نزدیک
ترجیع مسنون ہی اور وہ اسطرح ہی کہ اول شہادتین یعنے اشہد ان لا الہ الا اللہ اور
اشہد ان محمدا رسول اللہ کو دو دو بار آہستہ آہستہ کہکے پہر دو دو بار بلند آواز سے
کہو اسواسطے کہ آنحضرت صلعم نے ابی محذورہ کو اسیطرح سکہلایا تہا اور امام اعظم کے
نزدیک ترجیع سنت نہین اسلیے کہ عبداللہ بن زید وغیرہ کی روایت مین ترجیع نہین ہی
اور ابی محذورہ کو سکہلانیکی وجہ یہ تہی کہ شروع اسلام مین اونہون نے شہادتین کے
ظاہر کہنے سے شرم کرکے خود آہستہ ادا کئے تہے تب آنحضرت صلعم نے انکو ارشاد فرمایا
کہ بلند آواز سے کہو پس انکا آہستہ کہنا اصل اذان مین داخل نتہا واللہ اعلم اور موذن
صبح کی اذان مین حی علی الفلاح کے بعد الصلوۃ خیر من النوم دوبار زیادہ کرے
اور تکبیر مثل اذان کے ہی اور اوسکے حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوۃ
دوبار زیادہ کرے اور اذان کے کلمات کو جدا جدا کہے (یعنے ہر کلمہ کے بعد کچہہ وقفہ
کرے) اور تکبیر کے کلمات جلد جلد کہے (بدون بیچ مین وقفہ کرنیکے) اور دونون مین
قبلہ کیطرف منہ رکہے اور اذان و تکبیر کے درمیان مین کلام نکرے اور جب حی علی الصلوۃ
حی علی الفلاح کہے تو اپنا منہ داہنے اور بائین پہیرا دے اور اذان کے منارہ مین گہوم کر
اذان کہے (تاکہ اوسکی کہڑکیون مین سے لوگونکو آواز پہونچے) اور اپنی انگلیان کانونمین
رکہلے (تاکہ آواز خوب اونچی نکلے) اور تثویب کرے اور اذان اور تکبیر کے بیچ مین ٹہہر جاوے
لیکن مغرب کی اذان کے بعد نہ ٹہہرے (تاکہ نماز مغرب کی تاخیر جو مکروہ ہی لازم نہ آوے)
واضح ہو کہ تثویب اُسکو کہتے ہین کہ اذان کے بعد لوگون کی تاکید کے لیے دوسری

آواز کہین تاکہ لوگ جلد چلے آوین جیسے الصلوۃ مثلاً پکار کر کہا کرتے ہین اور درمختار مین
تثویب صرف اذان صبح مین لکھی ہی مگر عنایہ حاشیہ ہدایہ مین مسطور ہی کہ تثویب سب
نمازون مین مکروہ ہی کیونکہ حضرت مرتضی علی رض سے مروی ہی کہ آپنے کسی موذن کو نماز
عشا مین تثویب کہتے سنا تو فرمایا کہ اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو اور اسیطرح مجاہد نے
حضرت ابن عمر سے اسکا بدعت ہونا نقل کیا ہی اور قضا نماز کے لیے اذان اور تکبیر
دونو کہی اور اسیطرح (بہت سی قضا نمازین اگر ادا کرے) تو سب سے پہلے کے لیے
اذان اور تکبیر دونو کہے اور باقی نمازون مین اذان کے لیے اوسکو اختیار ہی (یعنی
چاہی تو اذان اور تکبیر دونو کہے چاہی صرف تکبیر پر بس کرے) اور وقت سے پہلے
اذان نہ کہی جاوے اور اگر ایسا ہو جاوے تو وقت پر دوبارہ کہی جاوے (اور اس
مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہی کہ اذان اسلیے ہی
کہ لوگونکو وقت نماز ہو جانیکی خبر ہو اور وقت سے پہلے کہنے مین یہ مضمون نہین
رہتا) اور مکروہ ہی ناپاک آدمی کا اذان اور تکبیر کہنا اور بیوضو کا تکبیر کہنا اور عورت
اور بدکار شخص کا (جو فسق مین مشہور ہو) اور بیٹھے ہوے مرد کا اور متوالے کا اذان
کہنا مکروہ ہی مگر غلام اور لڑکے اور حرامزادے اور اندھے اور گنوار کا اذان کہنا
مکروہ نہین اور مسافر کو اذان اور تکبیر دونو کا چھوڑ دینا مکروہ ہی اور جو شخص اپنے
گھر مین شہر کے اندر نماز پڑھے اوسکو دونون کا چھوڑ دینا مکروہ نہین اور اذان اور
تکبیر ان دونون کے لیے مستحب ہین عورتون کیواسطے مستحب نہین (یعنی اگر عورتین
جماعت کی نماز پڑھین اور اذان اور تکبیر نکہین تو مکروہ نہین) +

باب نماز کی شرطون کے بیان مین (جاننا چاہیے کہ شرط اوسکو کہتے ہین جو کام سے

باب نماز کی شرطون کے بیان مین

خارج ہوا ور وہ کام اوسپر موقوف ہوا سطرح کہ جبتک شرط نہولے وہ کام درست
نہوا نماز کی شرطین یہ ہین کہ نمازی کے بدن کا نجاست حکمی اور نجاست حقیقی سے پاک
ہونا اور کپڑے اور نماز کی جگہہ طاہر ہونا اور برہنگی کو ڈھانکنا اور برہنگی مرد کے لیے
ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنون کے نیچے تک ہی اور آزاد عورت کے لیے سواے چہرہ
اور دونون ہتھیلیون اور دونون پائون کے تمام بدن برہنگی ہے سبکا ڈھانکنا واجب ہے
اور نماز مین عورت کی چوتھائی پنڈلی کا کھلا رہنا مانع نماز کی درستی کا ہی اسیطرح سر کے بال
اور پیٹ اور ران اور شرمگاہ کا حال ہی (کہ اگر انمین سے چوتھائی کسیکی کھلیگی نماز درست
نہوگی) اور لونڈی برہنگی کے ڈہانکنے مین مثل مرد کے ہی (فرق اتنا ہی کہ لونڈی کا پیٹ
اور پیٹھ بھی برہنگی مین داخل ہی (مرد کا نہین) اور اگر نمازی کو ایسا کپڑا ملا جسکا
چوتھائی پاک ہی اور اوسنے نماز ننگے بدن پڑھ لی تو نماز درست نہوگی اور اگر چوتھائی
سی کم پاک ہی تو نمازی کو اختیار ہی (چاہی ننگے بدن نماز پڑھے خواہ اس کپڑے کو پہنکر پڑھلے)
اور اگر کپڑا بالکل میسر نہو تو چاہیے کہ نماز بیٹھکر پڑھے اور رکوع اور سجدہ اشارہ سے
ادا کرے اور بیٹھکر اشارہ سے پڑہنا اس سے بہتر ہی کہ کھڑے ہو کر مع رکوع اور سجدہ کے
پڑھے اور نماز کی شرط نیت ہی بے فصل (یعنے نماز کے ساتھہ ہی نیت کرنی چاہیے) اور
نیت مین ضروری یہ ہی کہ اپنے دل سے یہ بات جانے کہ کونسی نماز پڑھتا ہی (یعنے یہہ
لازم نہین کہ زبان سے نیت کے الفاظ کہے) اور سنتون اور نفلون اور تراویح کے لیے
مطلق نماز کی نیت کافی ہی اور فرضون کے لیے فرضون کا معین کرنا مثلاً عصر کی فرض
(یا ظہر کی فرض کو ولمین جان لینا) ضرور ہی اور مقتدی امام کے پیچھے پڑھنے کی بھی
نیت کرے۔ اور نماز جنازہ مین نماز کی نیت خدا کیواسطے اور دعا کی مردے کے لیے کرے

اور نماز کی شرط قبلہ کی طرف منہ کرنا ہی تو جو شخص مکہ کا رہنے والا ہوا وسکو ٹھیک کعبہ کی عمارت کیطرف منہ کرنا فرض ہی اور جو مکہ مین نرہتا ہو وہ اوسکی طرفکو منہ کرلے (یعنے اوسکے لیے ضرور نہین کہ ایسی طرح کھڑا ہو کہ خاص عمارت کعبہ کی سمت مین اوسکا منہ ہو بلکہ کعبہ کی سمت کو منہ کرلینا کافی ہی) اور جو شخص دشمن یا درندہ کا خوف رکھتا ہو وہ (جس طرفکو ہوسکے نماز پڑھلے) اور جس شخص کو قبلہ معلوم نہو وہ اٹکل کرلے اور اوسی طرفکو کھڑا ہو جاوے اور اگر اٹکل مین غلطی ہو جاوے تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اور اگر غلطی عین نماز مین معلوم ہو تو نماز ہی مین قبلہ کیطرفکو پھر جاوے اور اگر چند مقتدیون نے مختلف سمتین قبلہ کے لیے اٹکل کین اور امام کا حال کسیکو معلوم نہین (کہ اوسکا منہ کسطرفکو ہی) تو اونکے لیے کافی ہی (اور جس شخص کو حال اپنے امام کا معلوم ہو اور اوسکے خلاف منہ کیے ہو تو اوسکی نماز درست نہوگی *)

باب نماز کی صفت کے بیان مین (یعنے خود نماز اور اوسکے اندر کے احوال مین)

نماز کے فرض یہ ہین اللہ اکبر کہکر نماز مین داخل ہونا اور کھڑا ہونا اور قرآن کا پڑھنا اور رکوع کرنا اور سجدہ کرنا اور آخر کو التحیات پڑھنے کے قدر بیٹھنا اور نماز مین سے اپنے فعل سے باہر آنا۔ اور نماز کے واجبات یہ ہین سورۂ الحمد کا پڑھنا اور دوسری سورت (خواہ ایک آیت لمبی یا تین چھوٹی آیتونکا) الحمد کے ساتھہ ملانا اور پہلی دو رکعتونکو قرآن پڑھنے کے لیے معین کرنا اور جو فعل ایک رکعت مین مکرر ہین اونمین ترتیب کا لحاظ رکھنا (جیسے سجدہ ہی کہ اگر دوسرے سجدہ کو چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کے لیے اوٹھ کھڑا ہوا تو نماز فاسد نہوگی بلکہ ناقص ہو جاویگی مگر ترتیب غیر مکرر افعال مین مثلا رکوع اور قیام مین فرض ہی اوسکے چھوڑنیسے نماز نہین ہوتی) اور ارکان کو درستی سے

باب نماز کی صفت کے بیان مین

کرنا (یعنے رکوع اور سجدہ مین اچھی طرح ٹھہرنا) اور پہلی دفعہ بیٹھنا اور التحیات پڑھنا
اور لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ (آخر نماز مین) کہنا اور دعاء قنوت نماز وتر مین اور
دونو عیدونکی نماز مین تکبیرین کہنی اور آہستہ اور پکار کر پڑھنا جن نمازونمین کہ آہستہ
اور پکار کر پڑھا جاتا ہی اور نماز کی سنتین یہ ہین کہ تکبیر تحریمہ کے لیے دونو ہاتھونکا اوٹھانا
اور اپنی اونگلیونکو کھلا رکھنا اور امام کو پکار کر اللہ اکبر کہنا اور سبحانک اللہم آخر تک پڑھنا
اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا اور (آخر الحمد مین)
آمین کہنا اور ان سبکو پوشیدہ کہنا اور اپنے دہنے ہاتھ کو بائین ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا
اور رکوع مین جانیکو اور اوس سے سر اوٹھانیکو اللہ اکبر کہنا اور رکوع کے اندر تین بار
سبحان ربی العظیم کہنا اور رکوع مین اپنے دونو گھٹنونکو دونو ہاتھونسے پکڑنا اور اونکی
اونگلیونکو کھلا رکھنا اور سجدہ کے لیے (اور اوس سے اوٹھنے کیواسطے) اللہ اکبر کہنا اور اوسمین
تین بار سبحان ربی الاعلی کہنا اور دونو ہاتھون اور دونو گھٹنونکو سجدہ کیوقت زمین پر رکھنا
(اور التحیات مین) بائین پائونکو بچھانا اور داہنے کو کھڑا رکھنا اور رکوع اور سجدہ کے
درمیان مین کھڑا ہونا اور دونو سجدونکے بیچ مین بیٹھنا اور آنحضرت صلعم پر درود بھیجنا
اور (اللہ تعالی سے) دعا مانگنا۔ اور نماز کے مستحبات یہ ہین کہ سجدہ کی جگہ کیطرف تاکتے رہنا
اور جمائی کیوقت اپنا منہہ بند کر لینا اور اللہ اکبر کہنے کیوقت آستینونمین سے اپنے دونون
ہاتھونکو نکالنا اور جسقدر ہو سکے کھانسی کو ٹالنا اور جب تکبیر مین حی علی الفلاح کہا جاوے
اوسوقت کھڑا ہونا اور جب قد قامت الصلوۃ کہا جاوے اوسوقت امام کو نماز کا شروع کرنا

فصل اور جب نماز مین آیا چاہی تو نمازی کو چاہیے کہ اللہ اکبر کہے اور دونو ہاتھ اپنے
کانون کی برابر تک اوٹھاوے۔ اور اگر نماز کے شروع مین (اللہ اکبر کی جگہ) سبحان اللہ

فصل

یا لاالٰہ الا اللہ کہا یا فارسی مین کہا (کہ اللہ بزرگتر ہست) تو نماز درست (ہوگی) اور یہی حال ہی اگر قرآن کو فارسی مین پڑھے اوس صورت مین کہ (عربی مین پڑھنے سے عاجز ہو) یا جانور ذبح کرے اور بسم اللہ فارسی مین کہے۔ اور اگر شروع نماز مین اللھم اغفرلی کہیگا تو نماز درست نہوگی پھر اپنے داہنے ہاتھ کو بائین پر ناف کے نیچے رکھے **فائدہ** مترجم کہتا ہی کہ یہ صورت مردونکے لیے ہی اور عورت ہاتھونکو مونڈھون تک اوٹھاوے اور ہاتھ سینے پر رکھے) اور دعاے استفتاح (یعنے سبحانک اللھم آخر تک آہستہ پڑھے) اور قرآن پڑھنے کے لیے اعوذ باللہ بھی آہستہ کہے (یعنے اعوذ باللہ قرآن پڑھنے کے تابع ہی) اس سے یہ نکلا کہ مسبوق) یعنے جسکو ایک دو رکعت امام کے ساتھ نہ ملی ہووے پیچھے آگے ملا ہو وہ) اعوذ پڑھے (اسواسطے کہ جو نماز اوسکو رہگئی ہی اوسمین قرارت قرآن کریگا) اور (مقتدی اعوذ نہ پڑھے) جسنے امام کے ساتھ نماز شروع کی ہی اسواسطیکہ اُسکو قرآن پڑھنا نہین) اور عید کی تکبیرون کے پیچھے اعوذ پڑھے (اسلیے کہ پہلی رکعت مین قرآن پڑھنا تکبیرون کے بعد ہی) اور ہر رکعت مین آہستہ سے بسم اللہ کہے اور (بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ہی سورتون کے جدا کرنیکے لیے اوتری ہی نہ تو الحمد کا ٹکڑا ہی نہ کسی اور سورت کا (اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی وہ اوسکو الحمد کا جزو فرماتے ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہی کہ صحیح بخاری اور مسلم مین انسؓ سے روایت ہی کہ وہ فرماتے ہین کہ مینے نماز پڑھی آنحضرت صلعم کے پیچھے اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچھے مگر مینے انمین سے کسیکو نہ سنا کہ بسم اللہ پڑھتے ہون بلکہ الحمد للہ سے شروع قرارت کیا کرتے تھے اور اِس جیسی روایتین بہت مروی ہین اگر بسم اللہ الحمد کا جز ہوتی تو پکار کے پڑھنے کی نمازون مین الحمد کیطرح اوسکو بھی پکار کر پڑھتے اور حدیث قدسی مین وارد ہی کہ نماز بٹگئی ہی خدا تعالی اور بندہ مین جب بندہ

کہتا ہی الحمد للہ رب العالمین اللہ تعالی فرماتا ہی کہ میرے بندہ نے میری تعریف کی روایت
کیا اسکو مسلم نے اس سے بہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ سورۂ فاتحہ الحمد للہ سے شروع ہوتی ہی
نہ بسم اللہ سے) پھر الحمد اور ایک سورت یا تین آیتین پڑہے اور امام اور مقتدی الحمد کے بعد
آہستہ سے آمین کہین اور اللہ اکبر دونو بے مد کے کہین (یعنے اللہ کے الف کو نہ
کھینچین سلیے کہ مشابہ ہمزہ استفہام کے ہوجاویگا اور وہ درست نہین اور نہ اکبر کی
ب کو بڑھاوین) اور اللہ اکبر کے بعد رکوع کرے اور اپنے دونو ہاتھ دونو زانو پر رکھے
اور اونگلیان ہاتھونکی کھلی رکھے اور پیٹ کو برابر رکھے اور سر کو سُرین کے ساتھ ہموار رکھے
اور رکوع مین تین بار سبحان ربی العظیم کہکر سر اوٹھاوے اور امام سر اوٹھاتے ہوئے
سمع اللہ لمن حمدہ پر کفایت کرے اور مقتدی اور اکیلا پڑھنے والا ربنا لک الحمد کہلین
پھر اللہ اکبر کہے اور اپنے دونو زانو زمین پر رکھے پھر دونو ہاتھ پھر منہ کو دونو ہتھیلیون
کے درمیان رکھے اور اوٹھنے مین اسکا الٹا کرے (یعنے جب سجدہ سے سر اوٹھاوے تو اول
سر اوٹھاوے پھر دونو ہاتھ پھر دونو زانو اوٹھاوے) اور سجدہ مین ناک اور ماتھا دونو زمین کو
لگین اور انمین سے ایک پر کفایت کرنا یا پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہی اور سجدہ مین اپنے دونو
پہلو کو ظاہر رکھے (یعنے بازوون کو پہلو سے علحدہ رکھے اور اپنے پیٹ کو رانون سے دور
رکھے اور اپنے دونو پانو کی اونگلیان قبلہ رخ رکھے) اور سجدہ مین تین بار سبحان ربی الاعلی
کہے اور عورت اونچی نہ اوبھرے بلکہ پیٹ کو اپنے دونو رانو سے ملا ہوا رکھے پھر اللہ اکبر
کہتا ہوا اپنا سر اوٹھاوے اور آرام سے بیٹھے پھر اللہ اکبر کہکر دوسرا سجدہ آرام کے ساتھ
کرے اور کھڑے ہونیکے لیے اللہ اکبر کہے (اور) بدون کسی چیز کے سہارے اور بدون بیٹھنے
کے (دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو یعنی اوٹھنے مین ہاتھ پر زور نہ دے اور دوسرے سجدہ کے بعد

جلسہ استراحت نکرے یعنی آرام کے لیے نہ بیٹھے) اور دوسری رکعت مثل پہلی رکعت کے
ہی اتنا فرق ہی کہ دوسری رکعت مین سبحانک اللھم اور اعوذ نہ پڑھے اور اپنے ہاتھ
سوائے فقعس صمعج (یعنے آٹھ جگہہ) کے اور جگہہ نہ اوٹھاوے (ف سے مراد افتتاح نماز
یعنی شروع نماز مین اللہ اکبر کہنے کیوقت ق قنوت وتر کیوقت ع عیدین کی تکبیرات مین
س استلام یعنی بوسہ دینے کیوقت حجراسود کے ص صفا پر اللہ اکبر کہنے کیوقت م
مروہ پر اللہ اکبر کہتے ہوے ع عرفات مین ج جمرونکو پتھر مارنے مین۔ جاننا چاہیے
کہ امام شافعیؒ کے نزدیک دونو ہاتھونکا اوٹھانا ہر کھڑا ہونے اور رکوع کے لیے اللہ اکبر
کہنے کیوقت ہر رکعت مین مسنون ہی اور امام اعظمؒ کے نزدیک شروع کی تکبیر مین ہاتھ
اوٹھائین نہ اوسکے سوا دوسری تکبیر مین بدلیل قول پیغمبر خدا صلعم کے کہ ہاتھ نہ اوٹھائے
جاوین مگر آٹھ جگہہ جو مذکور ہوئین روایت کیا اوسکو حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے اور عبداللہ
بن مسعودؓ ہاتھ نہ اوٹھاتے تھے مگر شروع نماز مین اللہ اکبر کے وقت روایت کیا اسکو ابوداود
اور ترمذی نے) پھر جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہوا اپنا بایان پانون
بچھا کر اوسپر بیٹھے اور دہنے پانونکو کھڑا رکھے اور پانونکی اونگلیان قبلہ کیطرف رکھے
اور اپنے دونو ہاتھ دونو رانون پر رکھے اور ہاتھونکی اونگلیان کھلی رکھے اور عورت
دونو پانو داہنی طرف کو نکالکر چوتڑون پر بیٹھے اور التحیات (وہ پڑھے جو عبداللہ
بن مسعودؓ سے مروی ہی واضح ہو کہ اشارہ شہادت کی اونگلی سے اشہدان لاالہ الا اللہ
آخر تک پڑھنے کیوقت التحیات مین بہت سی حدیثون مین مروی ہی اور اکثر علما کا عمل ہی
چنانچہ علماے حنفیہ نے بھی اوسکو اختیار کیا ہی اور اوس اشارہ کی کیفیت حدیث کی کتابون مین
چند طور پر ثابت ہوئی ہی اور جو طور کہ ظاہر مذہب امام اعظمؒ کے خلاف نہین یعنی اونکے

ظاہر مذہب مین او رنجلیونکا کھولنا پایا جاتا ہی تو جو طور اشارہ کا اُنکے خلاف نہین یہ ہی کہ
شہادت کیوقت انگشت شہادت سے اشارہ کرے اور اور ونکو بند نکرے خواہ بند کرلے
اور بعد اشارہ کے کھولدے اور یہ طور حدیث سے زیادہ تر موافق معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم
اور بعد پہلی دو رکعتون کے اور رکعتون مین صرف الحمد پر کفایت کرے (سورت نملاوے
اور آخر کا بیٹھنا مثل اول بیٹھنے کے ہی اور شافعیؒ کے نزدیک دوسرے قعدہ مین چوتڑون پر
بیٹھے جیسے عورتین بیٹھتی ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہی کہ حضرت انسؓ سے مروی ہی
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مین کتّے کیطرح بیٹھنے اور چوتڑون پر بیٹھنے سی منع
فرمایا اس روایت کو احمد نے بیان کیا ہی اور رفاعہ بن رافع سے منقول ہی کہ آنحضرت صلعم نے
ایک اعرابی کو فرمایا کہ جب تو بیٹھے نماز مین اپنے بائین پانون پر بیٹھ اِسکو بھی احمد نے روایت
کیا ہی اس سے معلوم ہوا کہ یہ صورت دونو قعدون مین مسنون ہی واللہ اعلم) اور التحیات
پڑھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور ایسی دعا مانگے جو مشابہ قرآن وحدیث
کے ہو نہ لوگونکے کلام سے اور (بعد دعا کے) امام کے ساتھ سلام پھیرے مثل تحریمہ کے
(یعنی جس طرح تحریمہ اپنے امام کے ساتھ کرے اسیطرح سلام بھی امام ہی کے ساتھ پھیرے
اور داہنے بائین سلام پھیرنے مین لوگونکی اور کرام کاتبین[1] کی نیت کرلے (کہ اُنپر سلام کہتا ہون)
اور جس طرف امام ہو داہنے خواہ بائین اوسطرف اُسکی بھی نیت کرے اور اگر ٹھیک سامنے ہو تو اُسکی
نیت دونو طرف کرے اور امام اپنے دونون طرفکی سلام مین لوگونکی اور کرام کاتبین کی نیت
کرے ــ اور قرارت فجر کی نماز مین اور پہلی دو رکعتون مین مغرب کی اور عشا کی پکار کر پڑھے
گو قضا ہی پڑھتا ہو اور جمعہ اور دونو عیدونکی نماز مین (بھی پکار کر پڑھے) اور اونکی سوا
اور نمازون مین قرارت آہستہ پڑھے جیسے دنکو نفل پڑھنے والا اور کہ وہ بھی قرارت آہستہ

[1] یعنی اعمال کے لکھنے والے

پڑھے) اور جو شخص ایسی نماز جسمین پکار کر پڑھنا چاہیے اکیلا پڑھے اوسکو اختیار ہی
چاہی پکار کر پڑھے چاہی آہستہ پڑھی) جیسے رات کو نفلین پڑھنے والا (مختار ہی چاہی
پکار کر پڑھے چاہی آہستہ) اور اگر عشا کی نماز مین پہلی دو رکعتون مین سورۃ چھوڑ دی
تو اوسکو دو رکعتون پچھلی مین الحمد کے ساتھہ پکار کر پڑھ لے اور اگر (پہلی دو رکعتون مین)
الحمد نہ پڑھی ہو تو (الحمد کی) قضا دو پچھلی دو رکعتون مین) نکرے (اسلیے کہ الحمد کو دو دفعہ
پچھلی رکعتون مین پڑھنا پڑیگا) اور فرض ایک آیت کا پڑھنا ہی (اور امام شافعیؒ وغیرہ کے
نزدیک سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہی اور اونکی دلیل آنحضرت صلعم کا ارشاد ہی کہ اوس
شخص کی نماز نہین جسنے سورۂ فاتحہ نہ پڑہی اور امام اعظمؒ کی دلیل قول خداوندی ہے
فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی پڑہو جسقدر ہو سکے قرآن اور کلام الٰہی پر احاد حدیث کر
زیادتی کرنی درست نہین الا احادیث احاد پر عمل کرنا لازم ہوتا ہی اسلیے الحمد کے پڑھنے کو واجب
ٹھہرایا ہی اور آنحضرت صلعم نے ایک اعرابیؓ کو فرمایا کہ پڑھ جو کچھہ تیرے پاس ہی قرآن سے
یعنی جو کچھہ تجھے یاد ہی یہ حدیث بھی الحمد کے فرض نہونے پر دلالت کرتی ہی اسلیے کہ اس
حدیث کے آخر مین وارد ہوا ہی کہ پھر تیری نماز تمام ہوئی) اور قراءت کی سنت سفر مین
سورۂ الحمد اور ایک سورت ہی جونسی چاہے اور حضر مین (یعنے ٹھہرے رہنے کی صورت مین)
اگر فجر اور ظہر کی نماز ہو تو اونمین دراز مفصل سورتین (مسنون) ہین اور اگر عصر اور عشا ہو تو
میانہ سورتین مفصل اور اگر مغرب ہو تو چھوٹی مفصل سورتین (پڑھنی سنت ہین مخفی نرہی کہ
سورۂ حجرات سے آخر کلام مجید تک جتنی سورتین ہین اونکو مفصل کہتے ہین اونمین سی حجرات
سے لیکر سورۂ والسماء ذات البروج تک دراز مفصل کہلاتی ہین اور وہانسے لیکر لم یکن
تک میانہ اور وہان سے سورۂ ناس تک چھوٹی) اور نماز فجر مین صرف اول رکعت

کو دراز کیا جاوے (نہ اوسکے سوا اور کسی نماز مین یعنی صبح کی نماز مین اول رکعت کو دوسری
کی نسبت زیادہ بڑہانا چاہیے اور نمازو نمین ایسا نکرنا چاہیے بلکہ دونو رکعتین مساوی پڑہین)
اور کسی نماز کے لیے کوئی سورت قرآن کی مقرر نہین ہوئی (یعنے ایسا نچاہیے کہ
کسی نماز کے لیے کوئی خاص سورت مقرر کر لین اور اوسکے سوا دوسری سورت
کبھی نہ پڑہین) اور مقتدی قرات نکرے بلکہ چپکا سنے جاوے اگرچہ امام آیت رغبت
یا آیت خوف کی پڑھے یا خطبہ پڑھنے والا خطبہ پڑھے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
درود بھیجے (ان سب صورتو نمین چپکا سننا چاہیے لیکن کہتے ہین کہ جب خطیب پڑھے
یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما تو سننے والیکو چاہیے کہ آہستہ
درود بھیجے) اور (امام اور خطیب سے) دور کا شخص اور پاس کا (اس حکم مین برابر ہین
(یعنے خواہ امام کا پڑھنا اور خطبہ پاس ہونیکی جہت سے سنتا ہو خواہ دور رہنیکے سبب سے
نہ سنتا ہو دونو حالو نمین کچھہ نہ پڑھے اور چپ رہے جاننا چاہیے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک
مقتدی پر قرأت الحمد کی واجب ہی بدلیل ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
کہ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب اور اس باب مین بہت سی حدیثین وارد ہین اور دلیل امام
اعظمؒ کی یہ ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا تو اس آیت
کی رو سے مقتدی کو سننا اور چپ رہنا لازم ہی اور آنحضرت صلعم فرماتے ہین جس کسیکا
امام ہو تو امام کی قرات اُسکی قرات ہی اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی سے الحمد کا پڑھنا
حکماً ثابت ہی اور حضرت علی فرماتے ہین کہ جو کوئی امام کے پیچھے پڑھتا ہی وہ فطرت سلیم کو
چوکتا ہی یعنے طبع سلیم کے خلاف چلتا ہی اسکو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے
اپنی کتابو نمین روایت کیا ہی اور حضرت جابر رضہ سے مروی ہے کہ اونھون نے فرمایا

امامت کے بیان مین

کہ امام کے پیچھے مت پڑھ گو وہ پکار کر پڑھے یا آہستہ روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے ۔
باب امامت کے بیان مین ۔ جماعت سنت موکدہ ہی ۔ امامت کے لیے لایق تر وہ ہی جو سب مین
زیادہ عالم ہو اوسکے بعد وہ ہی جو قرآن سب سے اچھا پڑھتا ہو اوسکے بعد جو زیادہ پرہیزگار ہو
اوسکے بعد جو سب مین عمر زیادہ رکھتا ہو اور امام شافعی کے نزدیک قرآن کا اچھا پڑھنے والا عالم پر
مقدم ہی اور امام اعظم کی دلیل یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر رض کو حکم امامت کا فرمایا
اسلیے کہ آپ علم زیادہ رکھتے تھے قرآن کے قاری سب سے زیادہ نہ تھے کیونکہ صحابہ مین
قرآن مجید سب سے اچھا بالاتفاق حضرت ابی بن کعب پڑھتے تھے اور یہ امر آنحضرت
صلعم کے آخر عہد مبارک مین ہوا تھا اور اسی سے لوگون نے حضرت ابوبکر رض کی خلافت کا
استحقاق ثابت کیا ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کیوقت مین قرآن کے عمدہ پڑھنے والے زیادہ
علم والے ہوتے تھے اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیادہ علم والیکو
مقدم فرمایا بخلاف اس زمانہ کے کہ بہت سے قاری جاہل تر ہوتے ہین علاوہ ازین
قرارت پر صرف ایک رکن نماز کا موقوف ہی اور علم پر نماز سب کے ارکان منحصر ہین اور بندہ
اور گنوار اور فاسق معلن (جو بدکاری مین مشہور ہو) اور بدعتی (جو مذہب اہل سنت
وجماعت کے خلاف رکھتا ہو) اور اندھا اور حرامزادہ (جو اس عیب مین مشہور ہو گیا
ہو) ان سبکا امام ہونا مکروہ ہی اور نماز کو اتنا لمبا کرنا (جس سے لوگ گھبرا جاوین) اور
جماعت صرف عورتون کی مکروہ ہی اور اگر (عورتین) جماعت کرین تو امام صف کے اندر
کھڑا ہو ننگون کی جماعت کیطرح (کہ انکا امام بھی صف مین رہے آگے نہ بڑھے) اور
مقتدی اگر ایک ہو تو امام کے داہنی طرف کھڑا ہو اور دو (خواہ زیادہ ہون) تو
اوسکے پیچھے کھڑے ہون ۔ اور اول مرد صف باندہین پھر دوسری صف مین لڑکے

دلٹے ہون اونکے پیچھے عورتین (صف کرین) اور اگر جس نماز مین رکوع اور سجدہ
ہوتا ہی مرد کی برابر ایک ہی جگہ مین بدون آڑ کے عورت بالغ کھڑی ہو جاوی اور
نیت اوسکی برابر کرے اور ادا بھی اوسکے ساتھہ کرے اور امام نے اوس عورت کے
امام ہونیکی نیت کر لی ہو تو اس صورت مین مرد کی نماز جاتی رہیگی (اور نماز جنازہ مین
یہ حکم نہین اوسمین دونو کی نماز ہو جاویگی اور امام شافعیؒ کے نزدیک پہلی صورت مین
نماز نہین جاتی اور امام اعظمؒ کے قول کی وجہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ عورتونکو
پیچھے کرو جہان کہ اللہ تعالے نے اونکو موخر کیا ہی اس حکم کے مخاطب مرد ہین پس صورت
مذکورۂ بالا مین جو مرد برابر عورت کے کھڑا ہوا ہے اوسنے فرض مقام کو چھوڑا ہے
نہ عورت نے اسلیے مرد کی نماز جاتی رہی اور یہ سب شرطین کہ مذکور ہوئین ہین اسواسطے ہین
کہ مرد و عورت کی نماز مین اتحاد اچھی طرح ہو جاوے) اور عورتین جماعتمین حاضر نہوین
(یعنی خوف فتنہ کی جہت سے) اور نا جائز ہی اقتدا کرنا مرد کو عورت یا لڑکے کے پیچھے اور
پاک کو عذر والیکا (مثلاً جسکو سلسل بول (یعنی پیشاب جاری رہنا) ہو یا ریح نہ تھمتی ہو یا پیٹ چلتا ہو) اچھے شخص کو
ایسے لوگونکے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہی اور پڑھے ہوئے کو ایسے کا اقتدا جو قدرت پڑھنے کی
نرکھتا ہو اور کپڑا پہنے ہوئے کو ننگے کا جو ستر نرکھتا ہو اور تندرست کو ایسے شخص کا جو رکوع
اور سجدہ اشارہ سے کرے اور فرض پڑھنے والیکو نفل پڑھنے والیکا یا اوس شخص کا کہ دوسرے
فرض پڑھتا ہو (اسلیے کہ یہ سب مقتدی اپنے امام کی نسبت عمدہ حال رکھتے ہین پس امامت
الٹی طرح ہو جاویگی) اور اقتدا وضو والیکا تیمم والیکے پیچھے اور دھونے والیکا مسح کرنیوالیکے
پیچھے اور کھڑا ہونے والیکا بیٹھنے والیکے پیچھے یا کبڑے کے پیچھے اور اشارہ کرنیوالیکا اپنے جیسے
شخص کے پیچھے اور نفل پڑھنے والیکا فرض پڑھنے والیکے پیچھے نماز کو خراب نہین کرتا

(یعنے جائز ہی) اور اگر (مقتدی کو بعد نماز کے) معلوم ہو کہ امام بیوضو تھا تو (اپنی) نماز کو پھر سے پڑھ لے۔ اور اگر ایک ان پڑھ اور ایک پڑھا ہوا کسی ان پڑھ کے پیچھے نماز پڑہین یا امام پڑھا ہوا پچھلی دو رکعتون مین کسی ان پڑھ آدمی کو خلیفہ کر دی تو سب کی نماز جاتی رہیگی (اسلیے کہ پڑھے ہوے کے ہوتے ان پڑھ کی امامت جائز نہین ہوتی اور یہی حال ہی اگر پڑھا شخص ان پڑھ کو پڑھے ہوؤن پر خلیفہ کر دے اور پچھلی رکعتونکی قید اسلیے لگا دی کہ اس حکم مین مبالغہ ہو جاوے یعنی باوجودیکہ پچھلی رکعتون مین قرارت نہین اونمین اگر خلیفہ کریگا تو نماز جاتی رہیگی تو اگر پہلی دو رکعتونمین کہ قراءت فرض ہی خلیفہ کریگا تو بطریق اولی نماز فاسد ہو جاویگی ۱۲)

باب نماز مین بیوضو ہو جانیکے بیان مین۔ جس شخص کا وضو (نماز مین) ٹوٹ جاوے وہ وضو کرے اور جسجگہہ سے نماز چھوڑی ہی وہانسے شروع کرے اور اگر امام ہو تو اپنا خلیفہ کسیکو کر دی اور یہی حال ہی اگر قرارت سے رکجاوی (یعنے اوسکو بھی چاہیے کہ خلیفہ کر دی تاکہ لوگونکو قرارت سے نماز پڑھاوے اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اونکے نزدیک جتنی پہلے پڑھی ہی وہ جاتی رہی نئی سرسے پڑھے اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلعم کا ارشاد ہی کہ جب کسیکو آجاوے قے یا نکسیر تو چاہیے کہ نماز سے ہٹے اور وضو کرے اور پھر اپنی نماز پر بنا کرے یعنی جتنی پہلے پڑھ لی ہی اوسمین اور ملا کر پوری کر دے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسیطرح کا مضمون حضرات ابو بکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور ابن مسعودؓ اور سلمان رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہی) اور اگر وضو ٹوٹنے کے خیال سے مسجد کے باہر نکلجاوے یا دیوانہ ہو جاوی یا خواب مین انزال ہو جاوے یا بیہوش ہو جاوے تو ان صورتونمین نماز سرنو پڑھے (پہلے کی نماز کو پورا نکرے اسلیے کہ

یہ باتین بہت کمتر ہوا کرتی ہین انکو عادت کے موافق امور پر قیاس نکرنا چاہیے) اور اگر التحیات پڑھنے کے بعد وضو ٹوٹا تو وضو کرکے سلام پھیرے (اسلیے کہ لفظ سلام واجب تھا اوسکے ذمہ پر باقی ہی) اور اگر دانستہ وضو توڑ دیا یا بات کی تو نماز پوری ہو گئی (کیونکہ اپنے فعل سے نماز کے باہر آنا فرض تھا وہ ادا ہو گیا) اور اگر نماز مین تیمم والا پانی دیکھ لے یا مسح کرنیوالے کی مدت مسح پوری ہو جاوے یا موزہ کو تھوڑے ایسے عمل سے نکالدے (تو نماز باطل ہو جاویگی اور تھوڑے عمل کی شرط اسلیے ہی کہ اگر عمل بہت ہوگا تو عمل ہی سے نماز باطل ہو جاویگی طہارت قدم کے دور ہونے پر منحصر نرہیگی) یا ان پڑھ نماز مین کوئی سورت سیکھ لے یا ننگے کو کپڑا ملجاوے یا اشارہ سے پڑھنے والا رکوع اور سجدہ پر قادر ہو یا صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد آجاوے یا پڑھنے والا کسی ان پڑھ کو نائب کردے یا صبح کی نماز مین آفتاب نکل آوے یا جمعہ کی نماز مین عصر کا وقت آجاوے یا زخم اچھا ہو کر پٹی گر پڑے یا عذر والیکا وضو (مثل سلسل بول اور پیٹ چلنے کے) دور ہو جاوے تو (ان سب صورتونمین) نماز باطل ہو جاویگی — اور جائز ہی نائب بنانا مسبوق کا (اور مسبوق وہ ہے جسکو امام کے ساتھ کچھ نماز نملی ہو) پس (مسبوق) جب امام کی نماز تمام کر چکے وہ ایسے شخص کو اپنا نائب کرے جسکو امام کے ساتھ پوری نماز ملی ہو (اوسکو مدرک کہتے ہین) یہ مدرک مقتدیونکے ساتھ سلام پھیرے (اور مسبوق اپنی نماز پوری کرے) اور مسبوق اگر کوئی کام نماز کے خلاف کریگا (مثلا بیوضو ہو جاوے یا کھلکھلاوے یا اور ایسا ہی کام کرے) تو اوس (مسبوق) کی نماز جاتی رہیگی ہناور لوگونکی (اسلیے کہ جب اوسنے مدرک کو اپنا نائب کر دیا تو امام مدرک ہوگا نہ یہ مسبوق اب جو کام نماز کا مفسد مسبوق سے سرزد ہوگا اوس سے صرف مسبوق کی نماز جاویگی نہ اور لوگونکی) جیسے اگر امام نے اپنی نماز تمام کرنیکے وقت قہقہہ کیا تو مقتدیون

بھی نماز مسبوق کی جاتی رہیگی (اسلیے کہ یہ فعل نماز کا مفسد امام کیطرف سے مسبوق کی نماز
کے بیچ مین ہوا ہی گو امام کی نماز کے ختم کیوقت ہوا ہی) اور اگر امام مسجد مین سو نکلجاوے
اور باتین کرنے لگے تو نماز نہین جائیگی (یعنے ان دونو صورتونمین امام کی نماز تمام
ہوگئی اسلیے کہ اپنے فعل سے نماز سے باہر ہوگیا کوئی رکن اوسکے ذمہ پر باقی نہین رہا اسلیے
مسبوق کی نماز بھی فاسد نہوئی کیونکہ نماز کے بیچ مین کوئی مفسد پیش نہین ہوا بخلاف
پکار کر ہنسنے کے نماز کے اندر کہ وہ مفسد نماز ہی امام کے حق مین بھی اور مدرک اور مسبوق
کے حق مین بھی) اور اگر رکوع مین خواہ سجدہ مین بیوضو ہوا ہو تو وضو کرکے پہلے نماز پر بنا کرے
اور جس رکوع خواہ سجدہ مین بیوضو ہوا ہووے اوسکو دوبارہ کرے (اسلیے کہ اوسکا کچھ
اعتبار نہین اسیوجہ سے اوسکو دوبارہ ادا کرنا چاہیے) اور اگر نمازی کو حالت رکوع
خواہ سجدہ مین یاد آیا کہ ایک سجدہ رہگیا ہی اور اوس رہے ہوے سجدہ کو ادا کیا تو جس
رکوع و سجدہ مین وہ یاد آیا ہو اوسکو دوبارہ ادا نکرے اور اگر مقتدی ایک ہی ہو تو نائب ہونیکے
لیے وہی متعین ہو جاتا ہی بدون نیت کے (یعنے اگر امام کے پیچھے صرف ایک ہی مقتدی ہو
اور امام بیوضو ہو جاوے تو وہ مقتدی خود امام ہو جاتا ہی بدون نیت کے اور بدون خلیفہ بنانیکے)

باب مفسدات نماز اور مکروہات کے بیان مین

باب اون چیزونکے بیان مین جو نماز کو فاسد کر دیتی ہین اور جو نماز کے اندر مکروہ ہین
(نماز کے اندر) بات کرنی اور ایسی دعا مانگنی جو ہم لوگونکی باتونکے مشابہ ہو اور باریک
آواز سے رونا اور آہ آہ کرنا اور پکار کر رونا مصیبت اور درد بیماری سے نماز کا مفسد ہی اور
بہشت اور دوزخ کو یاد کرکے رونا مفسد نہین اور بدون عذر کے کھانسنا (یعنے بدون اس
بات کے کہ گلے یا چھاتی مین بلغم اٹکا ہو یا اثر کھانسی کا ہوا اجین اجین کرنا) اور چھینکنے کے
جواب مین یرحمک اللہ کہنا اور اپنے امام کے سوا غیر کو پڑھنے مین لقمہ دینا اور

کسیکے جواب مین لاالہ الا اللہ کہنا اور سلام کرنا اور اوسکا جواب دینا اور شروع کرنا نماز عصر یا نفل کا بعد ایک رکعت ظہر کے نہ خود ظہر کا (یہ سب بھی مفسد نماز ہین یعنی ایک نماز کی ایک رکعت پڑھ لی پھر دوسری نماز شروع کی تو پہلی نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر پہلی ہی نماز کی نیت نئے سرسے کی تو فاسد نہو گی) اور نمازی کا پڑھنا قرآن دیکھکر اور کھانا اور پینا (یہ بھی مفسد نماز ہین) اور اگر کسی لکھی ہوئی چیز کو نماز کے اندر دیکھا اور اوسکو سمجھ گیا یا اپنے دانتون کے درمیان کی چیز کھائی یا کوئی شخص اوسکے سجدہ گاہ مین کو گذر گیا تو ان باتونسے نماز نہین جاتی اگرچہ گذرنیوالے پر گناہ ہوتا ہی سے اور مکروہات نماز کے یہ ہین نمازی کا اپنے بدن اور کپڑے سے کھیلنا اور ایک دفعہ سے زیادہ سجدہ کے لیے کنکرون کو ہٹانا اور اونگلیان چٹخانا اور ہاتھ کولے پر رکھنا اور بائین دہنے دیکھنا اور کتے کیطرح چوتڑون پر بیٹھنا اور دونو ہاتھونکو سجدہ مین کہنیون تک بچھانا اور سلام کا جواب ہاتھ کے اشارہ سے دینا اور بدون عذر پالتی مار کر بیٹھنا اور سر کے بالونمین گرہ دینا اور کپڑے کو زمین پر گرنیسے بچانا اور اوسکو بدون باندھے یا آنچل مارے لٹکا رکھنا اور جمائی لینے اور آنکھین بند کرنے اور مسجد کی محراب مین کھڑا ہونا مگر سجدہ کرنا محراب مین مکروہ نہین اور صرف امام کا چبوترہ پر کھڑا ہونا اور اوسکا الٹا یعنی امام نیچے ہو اور مقتدی سب چبوترہ پر ہون اور ایسا کپڑا پہننا جسمین تصویرین ہون یا ایسی طرح کھڑا ہونا کہ سر اوسکے خواہ سامنے یا برابر مین تصویرین ہون لیکن اگر تصویر بہت چھوٹی ہو یا سرکٹی ہوئی ہو یا بیجان چیز کی ہو مثلا درخت اور پھول وغیرہ کی تو مکروہ نہین اور آیتون اور تسبیحونکو ہاتھونپر گننا اور مکروہ نہین سانپ اور بچھو کا (تھوڑے سے عمل سے) مار ڈالنا اور ایسے شخص کی پشت کیطرف نماز پڑھنا جو باتین کرتا ہو یا قرآن مجید کیطرف یا لٹکی ہوئی تلوار کیطرف نماز پڑھنی

فصل

(اور بے لٹکے ہوے بھی یہی حکم رکھتی ہی) یا شمع یا چراغ کیطرف کو نماز پڑھنی اور ایسے فرش پر نماز پڑھنی جسمین تصویرین ہون بشرطیکہ سجدہ تصویرون پر نہو **فصل** پائخانہ پھرنے مین قبلہ کیطرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا (مکانات مین) مکروہ ہی (ایسی جنگل مین بطریق اولے مکروہ ہوگا) اور مسجد کا دروازہ مقفل کرنا اور اوسکی چھت پر صحبت کرنی اور بول و براز کرنا مکروہ ہی نہ ایسے گھر پر پیشاب کرنا جسکے اندر مسجد ہو (اور مکروہ نہین مسجد کو گچ اور سونے کے پانی سے منقش کرنا)

باب وتر اور نوافل کے بیان مین — وتر نماز واجب ہی (اور امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلعم کا ارشاد ہی کہ وتر حق واجب ہی ہر مسلمان پر روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے) اور وتر تین رکعتین ہین ایک سلام کے ساتھ اور دعاء قنوت تیسری رکعت مین رکوع سے پہلے ہمیشہ پڑھی اور اول ہاتھ اوٹھا کر اللہ اکبر کہلے (اور امام شافعیؒ کے نزدیک وتر مین قنوت نہ پڑھی مگر نصف اخیر رمضان کے وتر مین اور فجر کی نماز مین قنوت پڑھی اور اونکے یہان قنوت رکوع کے بعد پڑھے نہ رکوع سے پہلے اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم قنوت پڑھتے تھے وتر مین رکوع سے پیشتر روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور نسائی اور دار قطنی اور طبرانی اور ابو نعیم اور ابن ابی شیبہ نے اور نسائی مین ہی کہ آنحضرت صلعم وتر تین رکعتین پڑھتے تھے اور قنوت پہلے رکوع سے پڑھتے تھے) اور وتر کی تینون رکعتون مین الحمد اور ایک سورت پڑھی اور سوای وتر کے اور نماز مین قنوت نہ پڑھے (جیسے امام شافعیؒ کے تابعین فجر پڑھتے ہین) اور جو امام کہ وتر مین قنوت پڑھتا ہو مقتدی اوسکی متابعت کرین اور اگر فجر کی نماز مین امام قنوت پڑھے اوسکی متابعت نکرین

دیکھیے امام اگر وتر مین قنوت پڑھے تو مقتدی بھی اسکے ساتھ پڑھین اور اگر امام مذہب شافعی
اور فجر کی نماز مین قنوت پڑھے تو مقتدی چپ رہین کچھ نہ پڑھین اور دعاء قنوت یہ ہے
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ
وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی
وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ الْجِدَّ اِنَّ عَذَابَکَ الْجِدَّ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ اور
حدیث مین یہ دعا بھی آئی ہی اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ
فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ
اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ
وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ) اور فجر کی نماز کے پہلے اور ظہر اور مغرب اور عشا کی نماز کے بعد
دو رکعتین سنت ہین اور ظہر سے پہلے اور جمعہ کے پیشتر اور جمعہ کے بعد چار رکعتین
سنت ہین اور عصر اور عشا کے پیشتر اور عشا کے بعد چار رکعتین مستحب ہین اور مغرب کے
بعد چھہ مستحب ہین اور دنکی نفلونمین ایک سلام سے چار رکعتونسے زیادہ پڑھنی اور رات
کی نفلونمین آٹھہ سے زیادہ ایک سلام سے ادا کرنی مکروہ ہی اور دن اور رات مین چار چار
رکعتین ایک سلام سے ادا کرنی بہتر ہین اور دیر تک کھڑا رہنا اچھا ہی بہ نسبت بہت سجدہ
کرنیکے (یعنے اس بات سے بہتر ہی کہ تھوڑا کھڑا ہوا اور رکعتین بہت سی ادا کرے مگر یہہ حکم
نفل پڑھنے والے اور اکیلے پڑھنے والیکا ہی ورنہ جماعت مین اسقدر رکعت کا زیادہ کرنا
جس سے لوگ گھبرا جاوین مکروہ ہی) اور قرآن کا پڑھنا فرضون کی دو رکعتون مین
اور نفلون اور وترون کی سب رکعتونمین فرض ہی — اور نماز نفل شروع کرنے سے
لازم ہو جاتی ہی اگرچہ آفتاب کے غروب ہونے اور طلوع ہونے کیوقت (کہ اوقات

ممنوع مین شروع کی) ہو (اور امام شافعی رح کے نزدیک چونکہ نفل اصل مین لازم نہین
تو شروع کے بعد بھی لازم نہین یعنے اگر بعد شروع کے فاسد کردیگا تو اوسکی قضا اونکے
نزدیک لازم نہوگی اور دلیل امام اعظم رح کی قول خدا تعالی کا ہے ولا تبطلوا اعمالکم
یعنے مت بیکار کرو اپنے عملونکو اور شروع کے بعد توڑ دینا بھی عمل کا باطل کرنا ہے
اور حضرت عایشہ رض اور حفصہ رض سے منقول ہے کہ ہم روزہ سے تھے کہ ہمارے سامنے ایک کھانا
آیا جسکو ہمارا دل چاہتا تھا ہمنے اوسکو کھالیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اوسکی قضا دوسرے
دن کر لینا روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور طبرانی مین یہ بھی ہے
کہ آپنے فرمایا کہ پھر ایسا کام مت کرنا) اور اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور
بعد پہلے قعدہ کے توڑ دی یا قعدۂ اولی سے پیشتر فاسد کردی یا چارون مین کچھ
نہ پڑھا یا صرف دو اول رکعتونمین پڑھا یا صرف دو پچھلی رکعتونمین پڑھا یا دو رکعتونمین
اول کی اور ایک پچھلی مین قرارت کی یا ایک پہلی رکعت مین اور دو پچھلی رکعتونمین پڑھا
ان سب صورتونمین) دو رکعتین قضا کرے اور اگر اول کی دو رکعتونمین سے ایک مین
اور پیچھے کی دو رکعتونمین سے بھی ایک مین قرارت کی یا ایک رکعت مین صرف پچھلی دو مین
سے پڑھا یا پچھلی دو مین سے تو (ان صورتونمین) چارون رکعتین قضا پڑھے اور ایک
نماز پڑھکے پھر اوس جیسی دوسری نہ پڑھی جاوے (جاننا چاہیے کہ سلف سے یہ مضمون
اسیطرح چلا آتا ہے اور بعض علمانے اسکو حدیث خیال کیا ہے اور اوسکے معنے چند طور پر
بیان کیے ہین اول یہہ کہ جو فرض چار ہین اونکے بعد اور چار رکعتین اسطرح نہ پڑھے کہ
دو رکعتون مین قرارت ہو اور دو مین نہو جیسے فرض پڑھتے ہین اس قول کے موجب یہ
مضمون نفل کے کل رکعتونمین قرارت کے فرض ہونیکا بیان ہے اور اسی توجیہ کو امام محمد رح نے

پسند فرمایا ہی دوسرے یہ کہ مسجدون مین جماعتون کے مکرر کرنیکو منع کیا ہی تیسرے یہ کہ اگر نماز مین وسوسہ جاتے رہنے کا ہووی تو اوسکے از سر نو پڑھنے کو منع کیا ہے) اور باوجود قدرت کھڑا ہونیکے نفل پڑھنے والا شروع سے بیٹھکر پڑھے اور کھڑا ہوکر شروع کی ہو تو بیٹھکر تمام کرلے اور سوار آدمی شہر کے باہر اپنی سواری پر نفل اشارہ سے پڑھے اور مُنہ اوسطرفکو کرے جدھر اوسکی سواری جاتی ہو اور اوترکر جتنی باقی ہو اوتنی پڑھے اور اگر زمین پر پڑھتا ہو تو سواری پر اوسکو تمام کرنا درست نہین (یعنے اگر سواری پر نماز اشارہ سے پڑھتا ہی اور اوسی حال مین اوترا تو پہلی نماز پر بنا کرسکتا ہی اور اگر زمین پر پڑھتا تھا اور اوسی حالمین سوار ہوا تو پہلی نماز پر بنا نکرے بلکہ نئے سرسے نماز پڑھے)

فصل

فصل تراویح کے بیان مین اور رمضان کے مہینے مین نماز عشا کے بعد بیس رکعتین دس سلام سے وترون سے پیشتر مسنون ہین اور وتر کے بعد بھی آئی ہین اور سنت ہی اونمین جماعت اور قرآن پورا ایکبار سننا اور چار رکعتون کے بعد بقدر چار رکعتون کے بیٹھنا اور نماز وتر صرف رمضان مین جماعت سے پڑھے (غیر رمضان مین جماعت سے نہ پڑھے)

باب نماز مین ملنے کے بیان مین

باب فرض نماز مین ملنے کے بیان مین۔ فرض ظہر کی ایک رکعت تنہا پڑھ چکا تھا کہ تکبیر ہوگئی تو دو رکعتین پوری کرکے امام کے ساتھ شامل ہوجاوی اور اگر تین پڑھ چکے پر تکبیر ہوئی تو نماز کو پورا کرے اور امام کے ساتھ نفل کا اقتدا کرے اور اگر فرض فجر یا مغرب کی ایک رکعت پڑھنے پر تکبیر جماعت کی ہو تو نماز کو توڑکر شامل جماعت ہوجاوے ۔ اور جس مسجد مین اذان ہوگئی ہو اوسمین سے نکلنا مکروہ ہی جبتک کہ نماز نہ پڑھ لے اور اگر اذان سے پیشتر نماز پڑھ چکا ہو تو نکلنا مکروہ نہین مگر ظہر اور عشا مین (کہ باوجود نماز پڑھ چکنے کے مسجد سے نکلنا مکروہ ہی) جبکہ تکبیر شروع ہوگئی ہو ۔ اور جو شخص کہ اس بات کا

خوف کرے کہ اگر سنت فجر کی ادا کرونگا تو فرض نکلین گے تو اوسکو چاہیے کہ سنتون کو
ترک کرکے جماعت مین ملجاوے اور اگر فرضون کے نکلنے کا خوف نہو تو سنتون کو
ترک نکرے۔ اور فجر کی سنتین قضا نکیجاوین مگر فرضون کے ساتھہ مین (یعنے اگر سنتین
صرف قضا ہو گئی ہون فرض قضا نہوئی ہون تو سنتون کو قضا نہ پڑھے ہان اگر سنت
و فرض دونو قضا ہوگئے ہون تو اوسوقت قضا ء فرض کے ساتھہ مین سنتین بھی پڑھ لے)
اور ظہر کے پہلے کی چار رکعتین ظہر ہی کیوقت مین بعد کی دو رکعت سنت سے پیشتر
ادا کیجاوین (یعنے اگر چار سنتین ظہر سے پہلے نکلی ہون تو اونکو فرضون کے بعد ہی
دو سنتون سی پیشتر ادا کرلے اگر وقت ظہر ہو) اور ایک رکعت کے ملنے سے ظہر جماعت کے
ساتھہ نہوگی بلکہ ثواب جماعت کا ملیگا (یعنے اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین ظہر کو
جماعت کے ساتھہ پڑھونگا اور اوسکو ایک رکعت ہاتھہ آئی تو اوسپر قسم کا کفارہ لازم
ہوگا) اور نماز فرض سے پہلے نفلین اس صورت مین پڑھے کہ وقت کی نماز کے جاتی رہنے
کا خوف نہو ورنہ نفل نہ پڑھے) فرضون پر کفایت کرنا چاہیے بعض علما نے ان نفلون
سے مراد سنت لی ہے یعنی حکم سنتین پڑھنے کا اوسوقت ہی کہ وقت کی نماز کے جانے کا
خوف نہو اور بعضون نے نفلین ہی مراد لی ہین یعنے جب کوئی مسجد مین آوے اور جماعت
مین دیر ہو تو نفلین پڑھے یہانتک کہ خوف اس بات کا نہو کہ وقتی نماز جماعت سی
نکلیگی) اور اگر امام کو رکوع مین پایا اور تکبیر کہکے کھڑا رہا یہانتک کہ امام نے سر اپنا
رکوع سے اوٹھالیا تو مقتدی سے رکعت مذکور فوت ہوگئی (یعنے شرط رکعت کی ملنے کی
یہ ہی کہ امام کے ساتھہ رکوع مین شامل ہو جاوے اور اگر رکوع امام کے ساتھہ نملا تو سارکی
رکعت نملی) اور اگر مقتدی نے (امام سے پہلے) رکوع کیا اور رکوع ہی مین امام نے اونکو

جالیا تو درست ہی (اور اگر امام کے رکوع سے پہلے مقتدی نے رکوع سے سر اوٹھالیا تو نماز اوسکی جاتی رہیگی گو اول صورت مین نماز نہین جاتی مگر تاہم مقتدی کو نچاہیے کہ امام سے پہلے کوئی کام کرے ۱۲)

باب قضا نمازون کے ادا کرنیکے بیان مین — ترتیب نماز قضا اور نماز وقتی مین اور خود قضا نمازون مین واجب ہی اور ترتیب تین باتون سے ساقط ہوجاتی ہی (اول) وقت کی تنگی سے (جس مین گنجایش قضا نماز اور وقتی کی نہو) دوم (قضا نماز کے یاد نرہنے سے سوم (قضا نمازونکا شمار پانچ سے زیادہ ہوجانے سے اور ترتیب نہین پھر آتی بہت سے قضا نمازونکے کم ہوجانے سے (یعنے اگر اوسکے ذمہ بہت سی نمازین تہین اور اوسنے اونمین سے ادا کین یہانتک کہ پانچ سے کم رہگئین تو اس سے صاحب ترتیب نہو جاویگا جبتک کہ سب ادا نکر چکے) پس اگر کوئی شخص فرض وقت پڑھے حالانکہ اوسکو یاد ہی کہ میرے ذمہ ایک نماز ہی گو وہ قضا نماز وتر ہی ہو تو اوس شخص کے فرض فاسد ہوینگے مگر انکا فساد موقوف (ایک شرط پر) رہیگا (وہ یہ ہی کہ ان فرضونکے بعد اگر قضا نماز کو ادا کریگا تو یہ فرض فاسد ہوجاوینگے انکو بھی دوبارہ پڑھے اور اگر اوس قضا نماز کو ادا نکیا یہانتک کہ چھہ وقتی نمازین ادا کرلین تو سب نمازین صحیح ہوجاوینگی اسلیے کہ کثرت کی حد مین داخل ہوگئین اور کثرت ترتیب کو دور کرتی ہی جیسے بھولنا اور وقت کا تنگ ہونا ترتیب کو ساقط کردیتا ہی مثلا اگر بھولسے وقتی نماز پڑھ لی تو جائز ہوجاتی ہے اسیطرح اگر وقت تنگ ہو کہ قضا کو پڑھیگا تو وقتی نماز کا وقت نرہیگا تو اس صورت مین بھی قضا کو ملتوی کرکے وقتی کو پڑھے اور ترتیب کے واجب ہونے مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل قول

باب قضا نمازونکے ادا کرنیکے بیان مین ۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی کہ جو شخص کوئی نماز نہ پڑھے اور بھول جاوی اور اوسوقت یاد کرے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہو پس اوسکو چاہیے کہ جو نماز پڑھ رہا ہی اوسکو چھوڑ دے پھر وہ نماز پڑھے جو اوسکو یاد آئی ہی یعنے قضا کو پڑھے پھر اوس نماز کو دوبارہ پڑھے جو امام کے ساتھ پڑھی تھی اس حدیث سے ترتیب کا لازم ہونا قضا نماز اور وقتی نماز مین معلوم ہوتا ہی اور اس حدیث کو مالک اور دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا ہی اور نیز جب آنحضرت صلعم سے کئی نمازین فوت ہوگئین تو آپنے اونکو ترتیب وار ادا فرمایا اور ارشاد کیا کہ نماز اسیطرح ادا کرو جس طرح مجھے ادا کرتے دیکھا اس حدیث سے قضا نمازونمین ترتیب کا لازم ہونا پایا جاتا ہی واللہ اعلم *

باب سجدۂ سہو یعنے بھولکے سجدونکے بیان مین

باب سہو (یعنے بھول کے سجدون کے بیان مین) جو فعل کہ نماز مین واجب ہی اوسکے چھوڑنیسے بعد سلام کے دو سجدہ مع التحیات اور سلام کے واجب ہوتے ہین اگرچہ ترک واجب مکرر ہو جاوے (یعنے چند سہو کے لیے دو ہی سجدی کفایت کرتے ہین اور سجدۂ سہو واجب ہوتا ہی) امام کے سہو سے نہ مقتدی کی بھول سے (یعنے اگر امام نے سہو کیا تو مقتدی کو بسبب امام کے متابعت کے سجدۂ سہو لازم ہوجاتا ہی اور اگر مقتدی سے سہو ہوا امام سے نہوا تو مقتدی سے سجدۂ سہو ساقط ہوجاتا ہی اور امام شافعی کے نزدیک سجدۂ سہو سنت ہی واجب نہین اور سلام سے پہلے ہی نہ بعد اوسکے اور دلیل امام اعظم رح کی ظاہر قول آنحضرت صلعم کا ہی کہ ہر سہو کیواسطے دو سجدی ہین بعد سلام کے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے (پس اگر نمازی پہلا قعدہ بھولکر اوٹھے مگر قعدہ سے نزدیک ہو تو بیٹھ جاوے اور قعدہ کرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو تو نہ بیٹھے اور (آخر مین قعدہ کے بھول کیواسطے) سجدۂ سہو کری

فائدہ کہتے ہین کہ دوری اور نزدیکی قعدہ سے باعتبار نمازی کے نیچے کے دھڑ کے ہی یعنے اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا نہین ہوا تو قعدہ کے نزدیک ہی ورنہ قیام کے نزدیک) اور اگر قعدہ اخیر کو بھولکر اوٹھ کھڑا ہو تو جبتک پانچوین رکعت کا سجدہ نکرے بیٹھ جاوے اور سجدہ سہو کرلے اور اگر پانچوین رکعت کا سجدہ کیا تو سجدہ سے سر اوٹھاتے ہی فرض باطل ہوگئے اور وہ نماز نفل ہوگئی اس صورتمین چاہیے کہ پانچوین رکعت کے ساتھ چھٹی ملالیوے اور اگر قعدہ اخیرہ کرکے اوٹھ کھڑا ہو تو پھر بیٹھ جاوے اور سلام پھیرے اور اگر (اس صورت مین بھی) پانچوین رکعت کے لیے سجدہ کرلیا تو فرض تو پوری ہوگئی مگر (اس پانچوین کے ساتھ ایک رکعت چھٹی ملاوے تاکہ یہ دونو رکعتین (کہ چار کے بعد ہوئین) نفل ہوجاوین اور سجدہ سہو کرے ۔ اور اگر نماز نفل مین دو رکعت کے بعد سجدہ سہو کرے تو اون رکعتون پر اور دو رکعتین بنا نکرے (اسلیے کہ سجدہ سہو نماز کے آخر مین ہونا چاہیے نہ بیچ مین) اور اگر سہو والے نے نماز کا سلام پھیرا اور کسی شخص نے (اس خیال سے کہ اوسپر سجدہ سہو باقی ہی) اُسکا اقتدا کیا تو اگر یہ سہو والا سجدہ سہو کریگا تو مقتدی کا اقتدا صحیح ہے ورنہ درست نہوگا (اسلیے کہ اقتدا بعد سلام کے یعنی نماز سے خارج ہونیکے بعد درست نہین اور سجدہ کرنے کیصورت مین صحت اقتدا کی یہہ وجہ ہی کہ اقتدا نماز کے اندر واقع ہوجاتا ہی) اور سجدہ سہو (اگر ذمہ ہو) ادا کرے گو سلام بہ نیت نماز کے تمام کرنیکے پھیرا ہو ۔ اور اگر اصل مصلی شک کرے کہ کتنی رکعتین ادا کی ہین اور یہہ شک اول ہی دفع ہوا ہو تو نماز نئے سر سے پڑھے اور اگر شک اکثر پڑا کرتا ہو تو اٹکل کرے اپنے دلمین قیاس) کرے (کہ کتنی پڑھ چکا ہون) اور اگر دل کی شہادت سے کسی طرفکو ظن غالب نہو تو

کمتر رکعتین اختیار کرے یعنے اگر شک تین اور چار مین تھا تو تین کو اختیار کرکے ایک رکعت اور پڑھے) ظہر کی نماز پڑھنے والیکو گمان ہوا کہ مین نماز پوری پڑھ چکا اور (اسی دھوکے مین) سلام پھیر دیا بعد اوسکے جانا کہ دو رکعتین پڑھی ہین (چار نہین ہوئین) تو دو اور پڑھ لے اور سجدۂ سہو کر لے (لیکن یہہ حکم جبتک ہی کہ اوسنے سلام کے بعد کوئی کام نماز کا مفسد نکیا ہو اور اگر امر خلاف نماز کے واقع ہوا ہو تو نماز پھر سے پڑھے) باب بیمار کے نماز کے بیان مین جس شخص کو نماز مین کھڑا ہونا دشوار ہو یا مرض کی زیادتی کا خوف ہو تو (وہ شخص) نماز بیٹھکر رکوع اور سجدہ کے ساتھ پڑھے اور اگر رکوع اور سجدہ بھی مشکل ہو تو اشارہ سے پڑھے اور سجدہ کو رکوع کی نسبت زیادہ پست کرے اور کوئی چیز اوسکے مُنہ کے سامنے اسلیے نہ اوٹھائیجاوے کہ اوسپر سجدہ کرے (مثلاً تکیہ خواہ لکڑی سجدہ کے لیے نہ اوبھاری جاوے) اور اگر ایسا بھی ہو مگر سجدہ مین سر رکوع سے پست تر کرتا ہو تو جائز ہی اور اگر سر پست تر نکرتا ہو تو درست نہین ہے اور اگر بیٹھا بھی نجاوے تو نماز چت لیٹکر یا کروٹ پر لیٹکر اشارہ سے پڑھے اور اگر یہ بھی نہو سکے تو نماز ملتوی کیجاوے (یعنے بعد شفا کے قضا کرے) اور اشارہ دونو آنکھون اور دل اور بھوون سے نکرے (اور بعض علما کے نزدیک جسطرح پر ہو سکے ادا کرے اور بعد تندرستی کے قضا کرے اور یہہ قول احتیاط کے قریب ہی اور دلیل امام اعظم رح کی قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی کہ نماز پڑھ کھڑا ہو کر اور اگر نہو سکے تو بیٹھکر اور اگر نہو سکے تو چت لیٹ کر اور ایک روایت مین آیا ہی کہ اگر نہو سکے تو اللہ سبحانہ تعالی عذر ماننے کیو سطے سزاوار تر ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اشارہ آنکھ اور دل اور ابرو کا لازم نہین واللہ اعلم

اور اگر رکوع اور سجدہ مشکل ہو کھڑا ہونا دشوار نہو تو بیٹھکر اشارہ سے پڑھے۔ اور

باب بیمار کی نماز کے بیان مین

اگر عین نماز کے اندر بیمار ہو جاوے تو اوسکو پورا کرے جس طور پر کہ ہو سکے (خواہ بیٹھکر خواہ کروٹ پر خواہ اشارہ سے) اور اگر بیٹھکر نماز رکوع اور سجدہ کے ساتھہ پڑھتا تھا اور (نماز ہی مین) تندرست ہو گیا تو کھڑا ہو کر باقی کو پورا کرے اور اگر رکوع سجدہ اشارہ سے کرتا تھا (اور صحت پائی) تو (اسصورت مین) اس نماز پر بنا نکرے (بلکہ کھڑا ہو کر نئے سرسے نماز پڑھے) اور نفل والیکو تکیہ کرنا کسی چیز (مثل دیوار اور لاٹھی) پر درست ہی بشرطیکہ تھک گیا ہو اور اگر کشتی مین بدون عذر نماز بیٹھکر پڑھے تو درست ہی (اور عذر کشتی کا سر گھومنا اور قی کا آنا وغیرہ ہی) اور شروع نماز کیوقت قبلہ کیطرف کو منہ کر لینا لازم ہی اور بعد اوسکے جسطرف کو قبلہ پھرے اوسی طرف کو نماز کے اندر منہ کرلے اور جو شخص بیہوش یا مجنون ہو جاوی پانچ نمازونکے وقت تک وہ نمازونکو قضا کرے اور اگر (پانچ نمازون سے) زیادہ ہو جاوین تو قضا کرنا لازم نہین ہی

باب تلاوت قرآن کے سجدہ کرنیکے بیان مین سجدہ واجب ہوتا ہی ایک آیت کے پڑھنے سے چودہ آیات (سجدہ مین سے) (اور نزدیک شافعیؒ کے سجدۂ تلاوت سنت ہی اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ حدیث ہی کہ سجدہ لازم ہی سننے والے اور پڑھنے والے سجدہ پر اور ظاہر الفاظ اس حدیث کے واجب ہونیکو مقتضی ہین) اُن آیتون مین سے پہلی آیت سجدہ کی سورۂ حج مین ہی اور ایک آیت سورۂ ص مین (اور نزدیک امام شافعیؒ کے سورۂ حج کی آخر آیت سجدہ ہی اور سورۂ ص مین اونکے نزدیک سجدہ نہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ مصحف عثمانی مین کہ معتمد علیہ اس باب مین ہی ان آیات پر علامت سجدہ کی کی ہوئی ہی **فائدہ** سجدہ کی آیتین ان سورتون مین ہین

باب تلاوت قرآن کے سجدہ کرنیکے بیان مین

ف

سورۂ اعراف کے آخر مین سورۂ رعد مین سورۂ نحل مین سورۂ بنی اسرائیل مین سورۂ
مریم مین سورۂ حج مین اول کی آیت سورۂ فرقان مین سورۂ نمل مین سورۂ الم تنزیل
مین سورۂ حم سجدہ مین سورۂ ص مین سورۂ والنجم مین سورۂ اذا السماء انشقت
مین سورۂ اقرا مین) سجدہ واجب ہوتا ہی اوس شخص پر کہ آیت سجدہ کو تلاوت
کرے گو امام ہو اور اوس شخص پر جو اوسکو سنے اگرچہ بے ارادہ سنا ہووے
یا مقتدی ہو اور واجب نہین ہوتا مقتدی کی تلاوت سے (یعنے اگر مقتدی نے
آیت سجدہ نماز مین پڑھی تو اوسپر یا امام پر سجدہ لازم نہوگا) اور اگر آیت سجدہ نمازی
نے اپنے سوا کسی اور سے سنے تو بعد نماز کے سجدہ کرے اور اگر نماز مین سجدہ کرے تو بعد
نماز کے پھر سے سجدہ کرے نماز کو نہ دُہراوے - اور اگر امام سے آیت سجدہ سنی پھر اوسکا
اقتدا کیا پیشتر اس سے کہ امام سجدۂ تلاوت کرے تو امام کے ساتھہ سجدہ کرلے اور اگر اقتدا
بعد سجدۂ امام کے کیا تو اوسکو سجدہ نکرنا چاہیے اور اگر اوس امام کا اقتدا نکرے
تو سجدۂ تلاوت خود کرلے - اور جو سجدہ کہ نماز کے اندر واجب ہوا ہے وہ نماز کے باہر
قضا نکیا جاوے اور اگر آیت سجدۂ نماز کے باہر پڑھی اور سجدہ کرلیا پھر نماز مین
اوسی آیت کو دوبارہ پڑھا تو دوسری دفعہ سجدہ کرے اور اگر سجدہ اول بار نہین کیا تھا
تو ایک سجدہ کفایت کرتا ہی جیسے وہ شخص کہ آیت سجدہ کو ایک مجلس مین کئی بار پڑھے
نہ کہ دو مجلسون مین (یعنے اگر آیت سجدہ کو ایک مجلس مین کئی بار پڑھا تو ایک سجدہ واجب
ہوگا اور اگر کئی مجلسون مین پڑھا تو ہر مجلس مین ایک سجدہ واجب ہوگا) اور کیفیت سجدہ
کی یہہ ہی کہ نماز کی شرائط کے ساتھہ بدون ہاتھہ اوٹھانیکے اللہ اکبر کہکر سجدہ کرے
اور پھر اللہ اکبر کہکر سر اوٹھاوے التحیات اور سلام پھیرنا اسمین کچھہ نہین - اور

مکروہ ہی کہ کسی سورت کو پوری پڑھے اور آیت سجدہ کو چھوڑ دے اور اوسکا اولٹا یعنے آیت سجدہ کو صرف پڑھنا اور سورت کو نہ پڑھنا) مکروہ نہین ہے)

باب مسافر کی نماز کے بیان مین

باب مسافر کی نماز کے بیانمین ـ جو شخص کہ بارادہ سفر میانہ تین دن رات کے اپنے شہر کے گھرونسے باہر نکلجاوے جنگل مین خواہ دریا مین خواہ پہاڑ مین تو وہ چار رکعت فرضون کو دو رکعت پڑھے (جاننا چاہیے کہ نماز کے قصر کرنیکے لیے میانہ چال سے سفر تین دن یا تین رات کا شرط ہی یعنے ایسی چال سے کہ قافلہ بھی پونہچ سکے پس جنگل اور دریا اور پہاڑ مین اوسکا فاصلہ مختلف ہوگا اسلیے ہر جگہ مین اوسکے موافق تین دن رات کے سفر کی نیت کرنی چاہیے اور امام شافعیؒ کے نزدیک دو دن رات کا سفر ہونا شرط ہی اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی کہ مسافر موزون پر مسح کرے تین دن رات پس ہر مسافر کے لیے تین دن رات مدت مسح ہونی چاہیے اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مسافرت کم تین دن رات سے نہین ہوتی ہی اور نیز امام شافعیؒ کے نزدیک سفر مین قصر اور پوری نماز پڑھنی دونو جائز ہین اور امام اعظمؒ کے نزدیک قصر لازم ہی اور پوری پڑھنی جائز نہین اس دلیل سے کہ حضرت عایشہؓ سے مروی ہی کہ اونھون نے فرمایا کہ نماز دو دو رکعت فرض ہوی تھی پس سفر کی نماز تو ویسی ہی رہی اور حالت قیام مین زائد کی گئی اور نیز ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ اونھون نے فرمایا کہ تمھارے نبی کی زبانی اللہ تعالی نے چار چار رکعتین حالت قیام مین فرض کین اور دو دو حالت سفر مین روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے) پس اگر سفر مین پوری چار رکعتین پڑہین اور دو رکعت کے بعد بیٹھا تو نماز درست ہوگی اور اگر دوسری رکعت کے بعد نہین بیٹھا تو نماز جائز نہوگی (اسلیے کہ مسافر کے حق مین اول قعدہ ہی قعدہ اخیر ہے جو فرض ہے

تواوسکے ترک سے نماز نہوگی۔ اور یہ حکم قصر کا) جبتک (ہی کہ) مسافر اپنے شہر مین
داخل ہو یا پندرہ روز کے ٹھہرنے کی کسی شہر مین یا گانو مین نیت کر لے نہ مکہ اور منے
مین (یعنے پندرہ دن کی نیت اگر دو جگہہ مین کریگا تو اس سے مقیم نہوگا اور ذکر
مکہ اور منٰی کا مثال کے طور پر ہی) اور اگر نیت ٹھہرنے کی پندرہ دن سے کم کرے
خواہ کچھہ نیت نکرے اور برسون تک رہی تو سفر ہی کا حکم رہیگا نماز قصر کیجاوے
یا نیت کرے پندرہ دن کے ٹھہرنے کی کوئی لشکر کسی دار الحرب مین گو وہانکے کسی شہر کا
محاصرہ کئے ہون (یعنے لشکر اسلام غالب ہو) یا لشکر اسلام نے سرکشونکا محاصرہ
دار الاسلام مین ایسی جگہہ کر رکھا ہو جو شہر نہو (تو ان صورتون مین بھی حکم سفر کا
ہوگا نہ اقامت کا) بخلاف اہل خیمون کے (کہ جہان کہین گھاس اور پانی پاتے ہین
اپنے مواشی کے ساتھہ وہان ہی خیمہ ڈالدیتے ہین اونکا وطن وہی خیمہ ٹھہر گیا ہی اور
اس قسم کے لوگ ہمیشہ مقیم رہتے ہین نہ مسافر۔ متن کنز مین لفظ اخبیہ جمع خبا کی ہی جسکے
معنی خیمہ کے ہین) اور اگر کوئی مسافر کسی مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو اوس نماز کے وقت مین
یہہ اقتدا درست ہی اور (مقیم کی متابعت سے مسافر بھی) پوری نماز پڑھے اور اگر
وقت نماز کا نہین (یعنے مقیم قضا پڑھتا ہو اور مسافر بھی وہی نماز قضا پڑھنا چاہی)
تو اقتدا درست نہین اور اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو دونو صورتونمین اقتدا
درست ہی (خواہ وقت نماز ہو یا وقت کے بعد پڑھتا ہو لیکن جب مسافر امام اپنی
دو رکعت پڑھ لے مقیم اپنی نماز کو چار رکعتین کر لے **فائدہ** مقیم جو دو رکعتین اپنی
پڑھے اونکو ایسی طرح پڑھے کہ گویا امام کے پیچھے ہی یعنے انمین الحمد نہ پڑھی بلکہ الحمد
کی مقدار تک کھڑا رہکر رکوع سجدہ کرے اور یہہ مسئلہ کار آمد ہی اکثر عوام اس سے

غافل ہین) اور وطن اصلی دوسرے وطن اصلی سے جاتا رہتا ہی سفر سے باطل نہین ہوتا
اور وطن اقامت دوسرے وطن اقامت سے اور اوسجگہہ سے سفر کرنے سے اور
وطن اصلی مین چلے جانے سے باطل ہوجاتا ہی (جاننا چاہیے کہ وطن اصلی اوسکو
کہتے ہین کہ آدمی اپنی اور اپنے اہل وعیال کی بود و باش مقرر کرے اور وطن اقامت
وہ ہی جہان پندرہ روز یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے پس اگر ایک وطن اصلی کو چھوڑ کر
دوسرا وطن اصلی اختیار کرے تو وطن اصلی اول باطل ہوجاتا ہی اور اوسجگہہ سی چند
روز کے سفر کرجانیسے باطل نہین ہوتا اور وطن اقامت کو چھوڑ کر اگر دوسرا وطن اقامت
کرلے تب بھی باطل ہوجاتا ہی اور اگر اوس سے سفر کرے یا وطن اصلی کو چلا جائے تب
بھی جاتا رہتا ہی) اور سفر کی قضا اور مقام کی قضا دو رکعتین اور چار رکعتین پڑہی
جاوین (یعنے سفر کی قضا دو رکعت ہین اور حضر کی چار) اور سفر اور مقام مین معتبر وقت
آخر نماز کا ہی (تو آخر وقت مین اگر نمازی مسافر ہوگا تو سفر کی پڑھنی پڑیگی اور اگر
مقیم ہوگا تو اقامت کی) اور سفر (کی اجازت قصر وغیرہ مین) گناہگار دوسرون
جیسا ہی (یعنے اگر باراد رہزنی یا سرکشی کے مثلا سفر اختیار کرے تو اوس سفر مین بھی
اجازت قصر نماز اور افطار روزہ کی ہوتی ہی اسلیے کہ نافرمانی اوس شخص کی دوسری
باتین ہین جو سفر کے بعد حاصل ہوگی اصل سفر مین نافرمانی نہین وہ اپنی ذات سی مباح ہی
اور نیت اقامت اور سفر مین اصل کا اعتبار ہی تابع کا نہین یعنے عورت اور غلام اور
سپاہی کی نیت کا اعتبار نہین (بلکہ شوہر اور آقا اور حاکم کی نیت کا اعتبار ہی)

باب نماز جمعہ کے بیان مین — نماز جمعہ کی ادا کی یہہ شرطین ہین اول شہر کا ہونا
اور شہر وہ جگہہ ہی جہان کوئی حاکم ہو (جس سے اہل اسلام کو تقویت ہو) اور قاضی

(کہ حدود واحکام شرعی کو جاری کرتا ہو) خواہ عیدگاہ کا ہونا کہ شہر کے کنارہ پر
ہوا کرتی ہی وہ بھی سب باتون مین شہر مین داخل ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک
شہر شرط نہین اور اونیز قول حضرت علیؓ کا حجت ہی کہ آپنے فرمایا کہ جمعہ اور تشریق اور
عید الفطر اور عید اضحے سوا شہر جامع کے اور جگہہ نہین روایت کیا اسکو ابن ابی
شیبہ نے اور اس روایت کی تصحیح کی ابن حزم اور عبد الرزاق نے علاوہ ازین جب
صحابہ اور تابعین نے ملک فتح کیے تو شہرون کے سوا اور جگہونمین نہ منبر بنائے نہ جمعہ
مقرر فرمایا) اور منی شہر ہی عرفات شہر نہین ۔ اور ایک شہر مین جمعہ چند جا ادا کیا جاوے
۔ دوسری شرط ادای جمعہ کی حاضر ہونا بادشاہ کا ہی یا اوسکے نائب کا (جو قاضی ہی اور اسمین
امام شافعیؒ کا اختلاف ہی اور دلیل امام اعظمؒ کی ارشاد حضرت حسن بصریؒ کا ہی کہ آپنے فرمایا
کہ چار چیزین جو بادشاہ کو سپرد ہین اون سب مین سے جمعہ اور عید ہی) تیسری شرط وقت ظہر کا
ہوتا ہی پس اوسکے نکلجانے سے جمعہ باطل ہو جاویگا ۔ چوتھی شرط نماز جمعہ سے پہلے خطبہ ہی
اور مسنون یہ ہی کہ امام دو خطبہ طہارت کے ساتھہ کھڑا ہو کر پڑھتا ہی اور دونو کے
بیچ مین کچھہ بیٹھے اور کفایت کرتا ہی ایک دفعہ الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہنا
پانچوین شرط جماعت ہی اور وہ (امام کے سوا) تین آدمی ہین پس اگر سجدہ کرنے سے پیشتر
جماعت کے لوگ بھاگجاوین تو جمعہ باطل ہو جاویگا ۔ چھٹی شرط اذن عام ہی (یعنی
کہ جو کوئی چاہے آکر نماز مین مشغول ہو جاوے) اور جمعہ کے واجب ہونیکی شرطین یہہ ہین
اول مقیم ہونا (کہ مسافر پر جمعہ واجب نہین) دوسرے مرد ہونا (کہ عورت پر نہین) تیسرے
تندرستی (کہ بیمار پر واجب نہین) چوتھے آزاد ہونا (کہ غلام پر جمعہ نہین) پانچوین آنکھونکا
سلامت ہونا (کہ اندھے پر واجب نہین) چھٹے پانوکا درست ہونا (کہ لنگڑے اور اپاہج پر

جمعہ نہین) اور جو شخص کہ جمعہ اوسپر واجب نہین اگر وہ جمعہ کو (اُن شرائط کے ساتھ
جو گذر چکین ادا کرے تو یہ جمعہ فرض وقت (یعنے ظہر) کے بدلہ مین ادا ہو جاویگا
۔ اور مسافر اور غلام اور بیمار کو جائز ہے کہ جمعہ مین امام ہو جاوین اور جمعہ اون لوگون
سے بھی ہو جاتا ہی (یعنے اگر ایسے ہی لوگ ہون اونکے سوا اور نہو اور جمعہ پڑہین
تو جائز ہوگا) اور جس شخص کو کوئی عذر نہو اگر وہ ظہر کی نماز جمعہ سے پیشتر پڑھ لے
تو مکروہ ہی پھر اگر بعد نماز پڑہکر جمعہ کے لیے جاوے تو ظہر کی نماز اوسکی باطل ہو جاویگی
۔ اور معذور اور قیدی کو نماز ظہر جماعت کے ساتھ شہر مین پڑھنا مکروہ ہی اور جس
شخص کو کہ جمعہ کی نماز مین التحیات یا سجدہ سہو امام کے ساتھ ملے تو وہ نماز جمعہ
تمام کرے اور جسوقت امام خطبہ کے لیے نکلے اوسوقت نہ کوئی نماز درست ہی نہ کلام
اور واجب ہی جمعہ کیواسطے چلنا اور خرید و فروخت کو چھوڑنا پہلی اذان کے ساتھ پھر
جب امام منبر پر بیٹھے تو اوسکے سامنے اذان دیجاوے اور خطبہ پورا ہونے پر تکبیر
نماز کہی جاوے (واللہ اعلم)*

باب دونو عیدونکی نماز کے بیان مین۔ نماز عید کی اوس شخص پر واجب ہی
جسپر جمعہ واجب ہی اور شرطین بھی وہی ہین جو جمعہ مین تھین سوا خطبہ کے (کہ عیدین مین
شرط نہین بلکہ سنت ہی) اور عید فطر مین مستحب یہہ ہی کہ کچھ کھاوے اور غسل اور
مسواک کرے اور خوشبو لگاوے اور سب سے عمدہ اپنے کپڑے پہنے اور صدقہ فطر دیکر
عیدگاہ کو چلے اسطرح کہ تکبیر پکارکر نکہے اور نماز عید سے پہلے کوئی نفل پڑھے۔
اور نماز عید کا وقت آفتاب کے اونچا ہونے سے لیکر اوسکے زوال تک ہی اور
نماز کی دو رکعتین پڑھے اور دعا شروع یعنی سبحانک اللہم زائد تکبیرون سے پہلے

بیان مین نماز عیدین

پڑھے زائد تکبیرین ہر رکعت مین تین تین ہین اور دونو رکعتونکی قراءت کو ملا دیوے (یعنے اول رکعت مین تکبیرین قراءت سے پہلے کہے اور دوسری رکعت مین قراءت کے بعد) اور زائد تکبیرونمین اپنے دونو ہاتھ (کانون تک) اوٹھاوے اور نماز کے بعد دو خطبہ پڑھے اور خطبہ مین صدقہ فطر کے احکام بیان کرے اور اگر کسی شخص کو امام کے ساتھہ نماز عید نملے تو قضا نہ پڑھے (اور مینہہ وغیرہ) عذر کے باعث نماز عید مین کل تک کی تاخیر کرین (یعنے اگر اول روز نہ پڑھ سکین تو دوسرے روز پڑھ لین تیسرے روز پڑھنا جائز نہین) اور یہی احکام نماز عید اضحے کے ہین مگر (اتنا فرق ہی کہ) اس عید مین کھانا بعد نماز کے کھاوے اور راستہ مین پکار کر تکبیر کہے اور خطبہ مین قربانی اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرے اور یہہ نماز تاخیر کیجاوے تیسرے دن (یعنے بارھوین تاریخ) تک اور تعریف (یعنے عرفہ کرنا) کوئی (مشروع) بات نہین (اور تعریف اسکو کہتے ہین کہ عرفہ کے دن احرام باندھکر حاجیون کیطرح ننگے سر جنگل مین لبیک کہتے ہوے کھڑے رہین تو یہ امر مشروع نہین اسواسطے کہ یہہ عبادت ایک خاص جگہہ مین شروع ہی دوسری جگھون کو اوسپر قیاس نکرنا چاہیے) اور مسنون ہی عرفہ کے دن کی نماز فجر کے بعد سے آٹھہ نمازون تک (ہر نماز کے بعد) ایک بار اَللّٰہُ اَکبر اَللّٰہُ اَکبر لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبر اَللّٰہُ اَکبر وَلِلّٰہِ الحمد کہنا بشرط مقیم ہونے اور شہر مین ہونے اور نماز فرض اور جماعت مستحب کے (اور مستحب جماعت سے غرض مردونکی جماعت مراد ہی عورتونکی جماعت کے بعد تکبیر واجب نہین) اور اقتدا کے سبب سے عورت اور مسافر پر بھی تکبیر واجب ہوجاتی ہی (جاننا چاہیے کہ ایام تشریق کی تکبیرین واجب ہین اور کنز مین جو مسنون کا لفظ ہے تو اس

جہت یہ ہے کہ انکا ثبوت سنت سے ہوا ہے چنانچہ اسی مسئلہ مین لفظ یجب اوسکی دلالت کرتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک آخر ایام تشریق یعنی تیرھوین تاریخ کے عصر تک واجب ہین کہ نمازین ہوتی ہین +)

باب سورج گہن (اور چاند گہن) کی نماز کے بیان مین - سورج گہن مین امام جمعہ دو رکعتیں مثل نفل کی (یعنے بدون اذان اور تکبیر کے جماعت کے ساتھ ایک ہی رکوع سے ہر رکعت مین) پڑھے اور قرات پکار کر اور خطبہ نہ پڑھے پھر دعا مانگے یہانتک کہ آفتاب کھلجاوے اور اگر امام جمعہ نہو یا لوگ جمع نہون تو اکیلے نماز پڑھین مثل چاند گہن کی اور (اسیطرح اکیلے پڑھیں) سخت اندھیری اور آندھی اور خوف (مین مثل زلزلہ اور کڑک اور دشمن) کے

باب سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کا بیان

باب مینہ کی طلب کے بیان مین - مینہ کی طلب مین نماز تو ہی مگر جماعت کے ساتھ نہین اور دعا مانگنا اور استغفار پڑھنا ہی نہ چادر کا لوٹنا اور اہل ذمہ کا موجود ہونا بلکہ صرف تین روز نماز کے لیے نکلین (جاننا چاہیے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک مینہ کی نماز مین جماعت مسنون نہین بلکہ مینہ کی طلب مین دعا مانگنا مینہ کے لیے اور اپنی گناہون کی مغفرت چاہنی ہی اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑھین تو ہو سکتا ہی اور صاحبین کے نزدیک دو رکعتین جماعت سے پڑھین جیسے عید کی نماز پڑھتے ہین اور چادر کو لوٹین یعنی ایک مونڈھی کی دوسرے پر کرین اور نیچے کی اوپر اور چاہیئے کہ اہل ذمہ نماز کی جگہہ مین حاضر نہون اور اس کام کے واسطے تین دن نکلین واللہ اعلم +)

باب مینہ کی طلب کا بیان

باب خوف کے وقت کی نماز کے بیان میں۔ جسوقت کہ دشمن خواہ درندہ سے خوف زیادہ ہو تو امام اپنی جماعت کے دو گروہ کرے ایک کو دشمن کے سامنے کھڑا کرے اور دوسرے کے ساتھہ (اگر مسافر ہو) تو ایک رکعت پڑھے اور اگر مقیم ہو تو دو رکعتیں پڑھے پھر یہہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جاوے اور سامنے والا گروہ ہٹ کر امام کے پیچھے آوے اور امام باقی نماز ان لوگوں کے ساتھہ پڑھکر سلام پھیر دے (امام کے سلام کے بعد یہہ گروہ دشمن کے مقابل جاوے اور پہلا گروہ آکر اپنی نماز بدون قرارت کے تمام کرے اسلئے کہ وہ لوگ شروع سے امام کے ساتھہ تھے اور سلام کے بعد یہہ لوگ پھر دشمن کے سامنے جاویں اور دوسرا گروہ آکر اپنی نماز تمام کرے قرارت کے ساتھہ (اسلئے کہ یہہ لوگ شروع نماز میں امام کے ساتھہ نہ تھے اور جو پیچھے آکر ملتا ہے اُسکو قرارت پڑھنی چاہئے اور جو پہلے سے شامل ہے اور بیچ میں کسی وجہ سے شامل نہیں رہا اُسکو قرارت نہیں چاہئے اسلئے قرارت پہلے گروہ پر نہوئی اور دوسرے پر ہوئی) اور نماز مغرب میں اول گروہ کو دو رکعت پڑھاوے اور دوسرے کو ایک رکعت اور جو شخص لڑنے لگیگا اُسکی نماز باطل ہو جاویگی۔ اور اگر خوف بہت زیادہ ہو تو حالت سواری میں اکیلے اکیلے اشارہ سے نماز جس طرف کو قادر ہوں پڑھیں اور خوف کی نماز بدون دشمن کے موجود ہونیکے جایز نہیں ✦

باب جنازہ کے بیان میں (جنازہ جیم کے زبر سے بمعنی مردہ کے ہے اور جیم کے کسرہ سے اُس تختہ کو کہتے ہیں جسپر مردہ کو رکھتے ہیں) جب آدمی کی موت قریب ہو تو اُسکا منہ قبلہ کیطرف دہنی کروٹ پر پھیریں اور اُسکو کلمۂ شہادت سکہایا جاوے اور جب مرجاوے تو اُسکے دونو جبڑے باندھ دیے جاویں اور دونو آنکھیں بند

باب خوف کے وقت کی نماز کے بیان میں

باب جنازہ کے بیان میں

کیجاوین اور ایک تختہ کو طاق مرتبہ (یعنے ایک یا تین یا پانچ یا سات بار) بسا کر اُس پر
اُسکو اوتارین اور اُسکی برہنگی (ناف سی لیکر گہٹنون تک) ڈہانپ کر کپڑے اتارین
اور وضو بغیر کلی اور ناک مین پانی دینی کے کراوین بعدہ اوسپر وہ پانی ڈالین جسمین بیری
کے پتے خواہ اشنان جوش دیا ہو ورنہ خالص پانی ڈالین اور اوسکے سر اور ڈارہی
کے بالونکو گلِ خیرو سے دہووین اور بائین کروٹ پر لٹا کر اتنا دہووین کہ پانی بدن کے
اُس حصہ پر پہونچ جاوی جو تختہ سے ملا ہو پہر دہنی کروٹ دیکر اوسیطرح نہلاوین (کہ پانی
نیچے تک پہونچ جاوے) پہر اُسکو سہارا دیکر بٹہلاوین اور اُسکے پیٹ کو آہستگی اور
نرمی سے سونتین اور جو کچھہ اُسکی پیٹ مین سی نکلے اسکو دہو ڈالین اور پہر دوبارہ غسل دیوین
اور اُسکی بدنکو کپڑے سے پونچہکر خشک کرین اور خوشبو مرکب اسکی سر اور دارہی مین لگاوین
اور سجدہ کی جگہون (یعنے پیشانی اور ناک اور ہتہیلیون اور گہٹنون اور تلوون) پر
کافور ملین اور اُسکے بالونمین اور دارہی مین کنگہی نکرین اور نہ بال اور ناخن کترین
اور مرد کا کفن مسنون اندر کی چادر اور پیراہن (یعنے کفنی گردن سی لیکر گہٹنون کے
نیچے تک) اور اوپر کی چادر ہے اور کفن کفایہ اندر اور اوپر کی چادرین ہین اور مردہ
پر کفن کو اُسکی بائین طرف سی لپیٹین پہر داہنی طرف سی اور اگر خوف کفن کے اُڑنے اور
کہلنے کا ہو تو گرہ دیدین اور کفن ضروری جو کچھہ میسر ہو جاوی اور عورت کا کفن مسنون
(پانچ کپڑے) ہین کفنی اور اندر کی چادر اور دامنی اور سینہ بند (جسکو اُسکی چہاتیونکی
لپیٹا جاتا ہے اور سینہ سی زانو کے نیچے تک ہوتا ہے) اور اوپر کی چادر اور کفن کفایہ
(اُسکے لئی تین کپڑے ہین) دونو چادرین اور دامنی (جسکو اوڑہنی کہتے ہین) اور
عورتنکو اسطرح کفن پہنایا جاوی کہ اول کفنی پہنہاوین پہر سر کے بالونکو دو لٹین کرکے

یعنی [illegible] ۱۲

یعنی درصورت میسر نہونی کفنی جسقدر کپڑا ملجاوی وہی مردہ کو دیا جاسکتا ہے ۱۲

چہاتی پر رکہین اور دامنی پہناوین کفنی کے اوپر اور پوٹ کی چادر کے نیچے اسپر سینہ بند اور چادرین لپیٹین اور کفن کے کپڑونکو طاق مرتبہ پہنانے سے پیشتر بسالین ؛

فصل جنازہ کی نماز کے لئے بادشاہ لائق تر ہے اور یہہ نماز فرض کفایہ ہے (یعنے اگر کچہہ لوگ ادا کرین تو سب کی ذمہ سے ساقط ہوجاتی ہے ورنہ سب گناہگار ہوتے ہین) اور جنازہ کی نماز کی شرط مردہ کا مسلمان اور پاک ہونا ہے (پس کافر پر نماز جایز نہین اسیطرح غسل سے پہلی نماز درست نہین) بعد بادشاہ کے لائق تر جنازہ کی امامت کے لئے قاضی ہے اگر دونو موجود نہون پہر محلہ کا امام پس مردہ کا ولی اور ولی کو جائز ہے کہ اپنے سوا کسی دوسرے کو نماز پڑہانے کی اجازت دیدے پس اگر بادشاہ اور ولی کے سوا کوئی اور نماز پڑہ لے تو ولی دوبارہ نماز پڑہ سکتا ہے اور ولی کے سوا دوسرا شخص پہر نہین پڑہ سکتا اور اگر بدون نماز کے دفن کردیا جاوے تو اُسکی قبر پر نماز پڑہی جاوے جبتک کہ اُسکا بدن پہٹا نہو اور نماز جنازہ چار تکبیرین ہین اول تکبیر کے بعد سبحانک اللّٰہم آخر تک پڑہکر اللہ اکبر کہے اسکے بعد درود پڑہے اور تیسری بار اللہ اکبر کہے پہر دعا میت کیواسطے کرے پہر چوتہی تکبیر کہکر دونو طرف سلام پہیرے اور اگر امام پانچوین دفعہ تکبیر کہے تو مقتدی اُسکی پیروی نکرین (یعنے وہ پانچوین دفعہ اللہ اکبر نکہین) اور دعا میت کیواسطے یون کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ (اور لڑکے کے لئے استغفار نکہے بلکہ یہہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔ اور مسبوق (یعنے جس سے پہلے کوئی تکبیر ہوچکی ہو) انتظار امام کی تکبیر کا کرے (کہ جب وہ اللہ اکبر کہے اُسکے

ساتھہ مسبوق بھی کہکر ملجاوے) نہ وہ شخص کہ موجود ہو (یعنے جو موجود ہی اور پہلے تکبیر امام کے ساتھہ نہین کہی وہ امام کی تکبیر کا انتظار نکرے بلکہ خود تکبیر کہکر شریک ہوجائی اور دوسری تکبیر امام کے ساتھہ کہی اور مسبوق کو جو تکبیر رہگئی ہو نماز کے ہوچکنے کے بعد قضا کرلے) اور امام مرد و عورت کے سینہ کے مقابل کہڑا ہو اور اِس نماز کو سوار ہو کر نہ پڑہین اور نہ مسجد کے اندر ادا کرین (اور امام شافعی کے نزدیک مسجد مین جایز ہے اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہی کہ مسجد نماز پنجگانہ کے لئی بنی ہے نہ نماز جنازہ کے لئی علاوہ اسکے احتمال مسجد کے آلودہ ہوجانیکا ہی اور زمانہ صحابہ اور تابعین مین جنازہ کی نماز مسجد مین نہ پڑہتی تہی مگر جب کوئی خاص ضرورت اسکی مقتضی ہوتی تہی تو پڑہتے تہی واللہ اعلم*

اور جو بچہ کہ پیدا ہوکر آواز کرے (اور مرجاوے) اُسپر نماز پڑہی جاوی ورنہ نہین پڑہنا چاہیے جیسے وہ لڑکا کہ اپنی مان خواہ باپ کے ساتھہ قید مین اکر مرجاوے (تو اُسپر نماز نہ پڑہین گے اسلئے کہ مان باپ کی متابعت سے وہ بہی کافر گنا جاویگا لیکن جس صورت مین کہ باپ خواہ مان مسلمان ہوجاوی (تو اُسکی متابعت مین بچہ کو مسلمان جانینگے اور اُسپر نماز پڑہین گے) یا وہ لڑکا خود مسلمان ہوجاوی (بشرطیکہ عاقل ہو) یا اُسکی ساتھہ مین اُسکا باپ خواہ مان قید نہوئے ہون (تو اس صورتمین بہی اسکو دار الاسلام کی متابعت سے مسلمان تصور کرینگے اور نماز پڑہین گے) اور ولی اگر مسلمان ہو تو وہ کافر مردہ کو نہلادی اور کفن دے اور دفن کردی (مگر سنت کے طور پر یہہ امور نکرے بلکہ اُسپر پانی ڈالکر اور کپڑے مین لپیٹ کر گڈہے مین دباوے) اور جنازہ کی چارپائی کے چارون پائے پکڑکر جلد جلد لیجاوین مگر دوڑین نہین اور نہ پہلے جنازہ رکہنے سے بیٹہین اور نہ اُس سے آگے چلین۔ اور اُسکے سرہانے کو پہلے اپنے دہنے

کنڈھے پر رکہے پہر بایئن پر پہر پایئنتی کیطرف اول دہنے پر رکہے پہر بایئن پر یعنے اگر
اُٹہانیوالے بہت سے ہون تو ہر ایک کو چاہئے کہ نوبت بنوبت اسیطرح اُٹہاوین اور
قبر کہودکر لحد بنائی جاوی اور قبلہ کیطرفسے گور مین اتارا جاوی اور جو گور مین اُتارے
وہ کہے بِسْمِ اللهِ عَلَی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ اور گور مین رکہکر منہ قبلہ کیطرف کو کیا جاوے اور
کفن کے بند کہولدی جاوین اور کچی اینٹین خواہ نل لحد کے اوپر رکہین پکی اینٹین اور
لکڑی نہ رکہین اور عورت کی قبر چہپائی جاوی نہ مرد کی پہر مٹی دیجاوے اور قبر کو اونٹ
کی کوہان کیصورت بناوین چوکہونٹی چبوترہ کی شکل نہ بناوین اور قبر کو چونہ کی نہ بناوین
اور نہ مردہ کو قبر سے نکالین مگر اوسصورتمین کہ زمین زبردستی سے چہینی ہوئی ہووے

باب شہید کے حکمونکے بیان مین

شہید وہ شخص ہے جسکو کافرون یا سرکشون
یا رہزنون نے مار ڈالا ہو یا میدان جنگ مین اُسکی نعش ملے اور زخم کا نشان اُسپر
ہو یا اُسکو کسی مسلمان نے براہ ظلم مار ڈالا ہوا ور مارنیوالے پر خونبہا لازم نہوا ہو یعنے
دانستہ مارا ہو تو ایسے شخص کو کفن دیا جاوی اور نماز پڑہی جاوے بدون نہلانے
کے اور خون اور کپڑون کے ساتہہ دفن کیا جاوی مگر جو کپڑے کفن کی جنس سی نہون
وہ اُتار لئے جاوین اور (اگر کپڑے کفن سے کم ہون تو زیادہ کرکے کفن پورا کردین
اور اگر زیادہ ہون تو کفن سے زیادہ کو) کم کرین اور اگر حالت ناپاکی مین مارا گیا ہو
یا لڑکپن مین یا دیر مین مرا ہو اسطرح کہ زخمی ہونیکے بعد کہاوی یا پیوے یا سووے
یا علاج کیا جاوے یا اُسپر ایکوقت نماز کا گذرے اور اُسکو ہوش بجا ہون یا لڑائی
کی جگہہ سے زندہ لایا جاوے یا وصیت کری یا شہر مین مارا جاوی اور یہہ نہ معلوم ہو
کہ وہ ہتہیار سے براہ ظلم مارا گیا ہے یا حد مارنے کے سبب سی مرگیا ہو یا دوسرے کے

باب شہید کے حکمونکے بیان مین

مار ڈالنے کی عوض مین مارا گیا ہو (تو ان سب صورتون مین غسل دیا جاویگا اور اگر کوئی شخص باغی ہونے کی جہت سے خواہ رہزنی کے باعث مارا گیا ہو تو اُسکو نہ غسل دینا چاہئے نہ نماز پڑھنی چاہیئے ❊

باب کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے بیان مین کعبہ کے اندر اور اوپر نماز فرض اور نفل دونو درست ہین۔ اور جو شخص کہ کعبہ کے اندر اپنی پیٹھ امام کی پیٹھ کیطرف کو کریگا تو جایز ہوگا لیکن اگر پیٹھ امام کے مُنہ کیطرف کریگا تو نماز درست نہوگی اور اگر گرد کعبہ کے حلقہ کرین تو درست ہے نماز اُس شخص کی کہ کعبہ سے امام کی نسبت قریب تر ہووے بشرطیکہ وہ شخص امام کیطرف نہو (اس مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ کعبہ کی چارون طرف نماز کو کھڑے ہوے تو جو شخص کہ اسطرف مین ہے جدہر امام ہے اُسکو نچاہیئے کہ کعبہ کی طرف کو اپنے امام سے نزدیک ہو جاوے اسلئے کہ امام سے آگے بڑھنا لازم آویگا اور جو شخص کہ اور تین طرف ہین اُنکو جایز ہے کہ امام کی نسبت کعبہ سے نزدیک زیادہ ہو جاوین ❊

باب کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے بیان مین

کتاب الزکوٰۃ

کتاب الزکوٰۃ

اسمین زکوٰۃ کا بیان ہے (جاننا چاہیئے کہ زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے اور نماز کے بعد سب حکمون سے زیادہ اسکی تاکید ہے اسلئے کہ قرآن مین اکثر جگہہ زکوٰۃ کے دینے کو نماز کے برابر کہنے کے ساتھہ بیان فرمایا ہے اور بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جب بعضے گروہ عرب کے زکوٰۃ کے دینے سے باز رہے حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے اُنکے مرتد ہو جانے کا حکم فرمایا اُنپر جہاد کیا) زکوٰۃ شریعت مین مالک کرنا مال کا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیواسطے مفت بلاعوض ایسے مسلمان فقیر کو جو ہاشمی نہو نہ ہاشمی غلام ہو اس شرط سے کہ مالک کی منفعت ہر طرح اُس مال سے علٰحدہ ہو جاوے۔ زکوٰۃ

واجب ہونے کی شرطین ایہہ ہین) اول عاقل ہونا دوئم بالغ ہونا سوئم مسلمان ہونا چہارم آزاد ہونا پس باولے اور لڑکے اور کافر اور غلام پر واجب نہین پنجم مالک ہونا ایسے مال کا جو نصاب کی مقدار ہو اور برس دن اوسپر گذر گیا ہو اور قرضاء حاجت اصلی سے بچا ہوا ہو اور بڑہنے والا ہو گو فرضا ہی بڑہے (مثلاً سونا اور چاندی کہ اگرچہ بدون بڑہے انپر برس گذر جاوے لیکن یہہ دونو چیزین بڑہنے والی مال کے حکم مین ہین اسلئے کہ اگر تجارت کرتا تو انکی مالیت زیادہ ہو جاتی) اور شرط زکوة کے ادا کرنے کی نیت ہے خواہ دینے کیوقت ہو خواہ مقدار واجب کے علیحدہ کرنے کیوقت یا کل مال خیرات کر ڈالنا ہے*

باب چرنیوالے جانورون کی زکوة مین

چرنیوالے جانور وہ کہلاتے ہین کہ سال مین بہت دن چرنے پر گذارہ کرین (یعنے گو بعض اوقات گھر سے انکو گھاس کھلائی جاوے مگر اکثر چرنے پر کفایت کرتے ہون)

فصل اونٹ کی زکوة کے ذکر مین (۲۵ اونٹون مین ایک بنت مخاض ہے (اور وہ ایسا بوتہ ہے جو ایک برس کا ہو کر دوسرا سال اوسکو لگا ہو) اور اونٹ اگر ۲۵ سے کم ہون تو ہر پانچ اونٹ کی زکوة ایک بکری ہے اور ۳۶ اونٹون مین ایک بنت لبون دینی چاہیئے وہ ایسا بوتہ ہے کہ دو برس کا ہو کر تیسری مین پانو دہرا ہو) اور ۴۶ اونٹونکی زکوة حقہ ہے (یعنے وہ بوتہ کہ چوتھی سال مین ہو) اور ۶۱ اونٹونمین ایک جذعہ ہے (جسکو پانچوان سال ہو) اور ۷۶ اونٹون مین نوتے تک دو بنت لبون ہین اور ۹۱ اونٹونمین ۱۲۰ تک دو حقے ہین پہر ۱۲۰ سے آگے ہر پانچ اونٹ پیچھے ایک بکری ہے یہانتک کہ تعداد ۱۴۵ ہو جاوے اسقدر مین دو حقے اور ایک بنت مخاض (مقدار زکوة) ہے اور ۱۵۰ اونٹونمین تین حقے ہین پہر

نصاب لغت مین اصل کو کہتے ہین اور فقہ کی اصطلاح مین اوس مال کو کہتے ہین جسپر زکوة واجب ہوتی ہے

باب ... چرنیوالے جانورون ... فصل ...

ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری ہے اور ۱۷۵ اونٹون پر تین حقے اور ایک بنت مخاض اور ۱۸۶ مین تین حقے اور ایک بنت لبون ہے اور ۱۹۶ مین چار حقے ہین دوسو اونٹون تک پھر دوسو کے بعد نیا حساب کرے اسطرح جیسا ڈیڑہ سو کے بعد کیا ہے یعنے ہر پانچ پر ایک بکری اور ۲۵ پر بنت مخاض اور ۳۶ پر بنت لبون اور ۴۶ سی ۵۰ تک ایک حقہ اور بختی اونٹ مثل عرب کی اونٹونکے ہین اونکی زکوۃ بہی اسطرح ہونی چاہیئے **فصل** گائے کی زکوۃ مین ۳۰ گایونمین ایک بچہڑا خواہ بچہڑی ایکسالہ ہے اور ۴۰ مین دو برسکا بچہڑا خواہ بچہڑی ہے پہر ۴۰ سے اگر بڑہین تو انکی زکوۃ حصہ رسد حساب کر لیا جاوے یعنے اگر ۴۱ ہون تو ایک دو برسکا بچہڑا اور اوسکی قیمت کا چالیسوان حصہ انکی زکوۃ ہوگی اسیطرح اگر ۴۰ سی دو زائد ہون تو دو چالیسوین حصے یعنی بیسوان حصہ قیمت کا بڑہا لیا جاویگا یہانتک کہ تعداد ۶۰ ہو پس ساٹہہ گایون مین برس برس کے دو بچہڑے ہونگے اور ۷۰ مین ایک برس روز کا اور ایک دو برس کی اور ۸۰ مین دو بچہڑیان دو دو برس کی ہونگی پس مقدار زکوۃ ہر دہائی پر بدلتی جائیگی کہ ایک برس کے بچہڑے کی جگہہ دو برسکا ہوجاویگا یعنے ہر دہائی پر دیکہنا چاہیئے کہ اسمین کتنے ۳۰ ہین اور کتنے ۴۰ پس ۳۰ کے عوض ایک برسکا بچہڑا لگا لیوین اور ۴۰ کے عوض دو برسکا مثلاً اگر تعداد ۹۰ ہو تو ۳۰ اسمین تین دفعہ پوری ہین اسلئے انکی زکوۃ تین بچہڑی یکسالہ ہودینگے اور سو مین ۳۰ دو دفعہ اور ۴۰ ایک دفعہ ہے تو اسکی زکوۃ دو ایکسالہ بچہڑی اور ایک دو سالہ بچہڑا ہوگا اور علی ہذا القیاس اور بہینس مثل گائے کے ہے زکوۃ کے باب مین **فصل** بکری کی زکوۃ مین ۴۰ بکریونمین ایک بکری ہے اور ۱۲۱ بکریونمین دو بکریان ہین اور ۲۰۱ بکریون مین تین

[Margin notes:] بچہڑے بچہڑی ... / ... گہوڑون اور گدہون اور خچرون مین زکوۃ دینی کی بہہ شرط ہے کہ وہ سوداگری کے لئے ہون ورنہ انکی زکوۃ مثل مال تجارت ... / بہیڑ بکری ...

بکریان ہین اور چار سو مین چار پہر ہر سو پیچھے ایک بکری دینی چاہیے اور بہیڑ بمنزل
بکری کے ہے اور بکریون کی زکوۃ مین ایک برس کا بکرا دو دانت لینا چاہیے جذع
(جو ایک برس سے کم کا ہوتا ہے) نہ لینا چاہیے اور گہوڑون اور گدہون اور خچرون
مین اور صرف بہیڑ بکری کے بچون اور محض بوتون اور نری بچہڑون اور کام کے
مواشی اور گہر پر کہانیوالونمین کچہہ زکوۃ واجب نہین اور نہ اُس مقدار مین جو معاف
ہے اور نہ اُسمین کہ بعد زکوۃ کے واجب ہونیکے ہلاک ہوگئے ہون (یعنے اگر فقط بچے
ہی ہون بڑے مواشی نہون تو اُنمین زکوۃ نہین اسیطرح جو جانور کہیتی وغیرہ مین کام
مین لگے ہون یا اُنکو گہر سے گہاس دانہ دینا پڑتا ہو چرنے پر بسبر نکرتے ہون اُنپر بہی
زکوۃ نہین ایسا ہی دو نصابون کے بیچ مین جو عدد معاف ہین جیسے ۳۰ اور ۴۰
گایون کے بیچ مین مثلاً ۳۵ ہون تو ۳۰ کی زکوۃ ہے پانچ کی کچہہ نہین اور یہی
حال ہے جبکہ مال بعد زکوۃ واجب ہونے کے جاتا رہے کہ مال کے جاتے رہنے
سے زکوۃ واجب بہی جاتی رہتی ہے) اور اگر کسی عمر کے جانور کا دینا زکوۃ مین لازم
آوے اور اُس عمر کا جانور زکوۃ کے گلہ مین پایا نجاوے تو زکوۃ دینے والیکو چاہیے کہ
(تین باتونمین سے ایک کرے) یا اُس جانور سے زائد عمر کا دیوے اور زکوۃ لینے والے سے
اوپر اُدن پہیر لے یا اُس سے کم عمر کا مع اوپر ادن زکوۃ لینے والیکے حوالہ کرے یا قیمت
اُس جانور کی جو لازم ہوا ہے دیدے (مخفی نرہے کہ مقدار واجب کی قیمت دینے مین
امام شافعی خلاف کرتے ہین اور اُنکے اوپر قول حضرت معاذ بن جبل رضہ کا حجت ہے جو
آنحضرت صلعم کیطرف سے یمن والون سے زکوۃ لیتے تہے کہ اُنہون نے فرمایا کہ تم جینیے اور
جَو کے بدلہ مین کپڑے دیدو کہ تمپر بہی آسان ہو اور مدینہ منورہ مین اصحاب رض کے کار آمد ہو

روایت کیا اسکو بخاری نے اور ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلعم نے زکوۃ کے اونٹون مین
ایک اونٹنی نہایت عمدہ دیکھی استفسار فرمایا کہ اسکو زکوۃ مین کیون لیا ہے لوگون
نے عرض کیا کہ یہہ دو اونٹونکی عوض مین آئی ہے آپ نے فرمایا کہ خیر اس روایت سے بہی
مقدار واجب کا بدل لینا ثابت ہوتا ہی واللہ اعلم (اور زکوۃ مین میانہ جانور لینا چاہئے
(نہ سب سے اچہا ہو اور نہ سب سے برا) اور جو کچہہ جنس نصاب سے سال کے بیچ مین حاصل ہو
وہ نصاب مین ملا لیا جاوے (یعنے اگر سال کے بیچ مین اونٹ خواہ گائین یا بکریان اور
حاصل ہوئین تو یہہ بہی اسی جنس مین ملالیجاوینگی گویا برس دن انپر پورا ہوگیا) اور اگر
باغی خراج اور دہ یکی اور زکوۃ لے لیوین تو دوسری بار نہ لینی چاہئے اور اگر مال والا
اپنے مال کی زکوۃ کئی برسون کی خواہ کئی نصاب کی پیشتر سے ادا کردے تو جایز ہے ۔

باب مال نقد کی زکوۃ کے بیان مین ۔ چاندی اگر وزن مین دو سو درم ہو اور
سونا ۲۰ دینار تو ان مین چالیسوان حصہ زکوۃ واجب ہوتی ہے خواہ انکی ڈلیان ہون خواہ زیور
خواہ برتن (خواہ روپیہ اشرفی) پہر ہر پانچوین حصہ مین درم اور دینار کی تعداد سے اسی
حساب سے ہے (یعنے دو سو پر جب ۴۰ درم وزن بڑہیگا اور ۴ دینار سونے پر جب چار
دینار زائد ہونگے تو انکا بہی چالیسوان حصہ دینا پڑیگا) اور زکوۃ کے ادا کرنے اور وجوب
ہونے مین درم اور دینار کا وزن معتبر ہے (یعنے اگر چاندی یا سونے کے برتن کی قیمت
مال کی نسبت زیادہ ہو تو اسکا اعتبار نہین بلکہ وزن کا اعتبار ہے) اور درمون
مین وزن سبعہ معتبر ہے یعنی دس درم چاندی کے سات مثقال سونے کی برابر ہونے
چاہئین ۔ اور جسمین چاندی غالب ہو وہ چاندی ہے نہ اسکا الٹا (یعنے اگر برتن
یا روپیہ تانبے کا ملا ہوا ہو تو جسمین چاندی زیادہ ہو گی وہ ایسا ہے جیسا خالص چاندی

کلاور جسمین تانبا زیادہ ہو وہ نری تانبے کے حکم مین ہوگا اور واجب ہے زکوۃ اسباب
تجارت مین جسکی قیمت مقدار نصاب چاندی خواہ سونے کو پہونچ جاوی (یعنے اگر کپڑا
خواہ لکڑی یا پتھر یا گھوڑا یا گدہا تجارت کیواسطے لیا تو اگر اسکی قیمت دو سو درم چاندی کے
خواہ بیس دینار سونے کی برابر ہوگی تو اُسکا چالیسوان حصہ زکوۃ دینی پڑیگی) اور سال
کے بیچ مین مقدار مال کا نصاب سے کم ہو جانا زکوۃ کے واجب ہونے کو مضر نہین بشرطیکہ
مال کے دونو سرون پر پوری نصاب ہو۔ اور اسباب تجارت کی قیمت نقد چاندی سونے
مین ملالیجاوی اور سونے کو چاندی مین قیمت کے اعتبار سے ملالیا جاوی نہ وزن کے اعتبار
سے یعنے اگر سو درم چاندی کے اور دس دینار سونے کے ہون جنکی قیمت سو درم ہو
تو دو سو درم کی زکوۃ کہ پانچ درم ہوتے دیوے اور بوزن کے اعتبار سے نملاوین مثلاً
اگر مثال مذکور مین دس دینار سو درم کے نہون بلکہ نوّے درم کے ہون تو اس
صورت مین گو وزن کے اعتبار سے آدہی نصاب چاندی کی اور آدہی سونے کی
ہے مگر زکوۃ لازم نہوگی ف

باب زکوۃ لینے والے کے بیان مین (جسکو عاشر کہتے ہین) عاشر وہ شخص ہے
جسکو بادشاہ سوداگرون سے زکوۃ لینے کیواسطے مقرر کرے۔ پس اگر کوئی شخص سوداگرون
مین سے کہے کہ میرے مال پر ابھی برس دن نہین گذرا یا میرے ذمہ قرض ہے یا مین نے خود
ایک فقیر کو دیدی ہے یا دوسرے عاشر کو حوالے کی ہے جو اسی سال مین ہوا ہے اور
ان باتون پر قسم کہاوے تو اُسکی بات مان لیجاویگی (یعنے زکوۃ اُس سے نلیوین) مگر
چرنیوالونکی زکوۃ مین اُسکا قول آپ دیدینے کا نمانین گے (یعنے اگر وہ کہے کہ مین نے
خود ایک فقیر کو زکوۃ ان چرنیوالون جانورونکی دیدی ہے تو باوجود اُسکی قسم کہانے

کے نمانین گے اور دوسری دفعہ اُس سے زکوۃ لینگے/ اور جس بات مین مسلمان کا قول
مانا جاوی اُسمین جزیہ دینیوالے کا قول بہی مانا جاوی نہ کافر حربی کا لیکن ام ولد کے
باب مین کافر حربی کا قول بہی مانا جاتا ہے (یعنے اگر کوئی حربی اپنی لیکر دارالاسلام
مین سوداگری کو آوے اور اپنی لونڈی کو کہے کہ یہہ میری حرم ہی سوداگری کی نہین تو
اوسکے قول کو مان لینگے/ اور عاشر کو چاہیے کہ مسلمانون سی چالیسوان حصہ زکوۃ لی
اور ذمی سے (یعنے جو کافر جزیہ یعنی ٹکّی دیکر دارالاسلام مین رہتا ہو اوس سے بیسوان
حصہ زکوۃ لیوی اور حربی سی دسوان حصہ بشرطیکہ نصاب پوری ہو اور حربی بہی مسلمانون
سے لیتے ہون (یعنے اگر کافر دارالحرب مین مسلمان سوداگرون سی ہماری لیتے ہون
تو عاشر بہی کافر سوداگرون سے لیوی ورنہ نلیوی/ اور بدون دارالحرب سے دوبارہ
آنے کے ایک برسمین دوبار زکوۃ نلیجاوی (یعنے اگر حربی ایک برسمین دوبار دارالحرب
سے دارالاسلام مین آمدورفت کرے تو اُس سے دوبارہ دہ یکی لیوین) اور شراب کی
دہ یکی لیجاوی نہ سُور کی (اسلئے کہ شراب مثلی چیزونمین سی ہے یعنی ایسی چیز ہی کہ اُسکو تلف
کرنے سے ویسی ہی دینی پڑی تو اُسکی قیمت خود شراب نہوگی اور سُور قیمت والی
چیزون مین سی ہے کہ اُسکے تلف سی قیمت دینی پڑتی ہے تو اُسکی قیمت اُسکی ذات کا حکم
رکہتی ہے اور ان دونو چیزون کی ذات کا لینا ممنوع ہے) اور نہ اُس چیز کی زکوۃ لین
جو اُسکے گہر مین ہو اور نہ اُس مال کی لیوین جو کسی نے اُسکو تجارت کے لئے دیا ہو اور
نہ مال مضاربت کی اور نہ اُس مال کی جو اُسکے غلام نے پیدا کیا ہو جسکو اُسنے تجارت
کی اجازت دی رکہی ہو (یعنے اگر کوئی سوداگر ایسا گذری جسکے گہر مین مال تجارت اتنا ہی کہ
اُسپر زکوۃ واجب ہی تو اوسیقدر مال کی زکوۃ لین جو موجود ہی اور جو اُسکے گہر مین ہے

اُسکی دہ یکی لیں ایساہی حال زکوٰۃ مال بضاعت و مال مضاربت اور غلام کی کمائی کا ہے کہ
اُسکو بھی نہ لینا چاہیے اور دہ یکی دوبارہ لیجاوی اگر خارجیوں نے راہداری لی
ہو یعنے اگر باغیوں نے مُلکِ بادشاہ پر غالب ہوکر حربی سوداگروں سے راہداری
لے لی ہو تو اُن سے دوبارہ لیجاوے ۝

باب رِکاز (یعنے زمین کی چیزیں مثل کان اور خزانہ مدفون) کی زکوٰۃ کے
ذکر میں ۔ کان اگر نقد کی ہو یعنے سونے اور چاندی کی خواہ لوہے جیسی چیز کی ہو
(مثل تانبے اور سیسے کی تو اسطرح کی کان) اگر زمین خراجی اور دہ یکی والی میں پائی
جاوے تو اُسمیں سے پانچواں حصہ لیا جاوے اور اگر یہہ کان پانیوالیکے گھر میں یا اُسکی
ملک کی زمین میں نکلے تو کچھہ نہ لیا جاوے اور ایساہی پانچواں حصہ خزانہ مدفون کا لیا جاوے
اور باقی چار حصے زمیندار قدیم کو ملینگے اور پارہ میں سے بھی پانچواں حصہ لیا جاوے
اور جو دفینہ اور کان کہ دار الحرب میں نکلے خواہ فیروزہ اور موتی اور عنبر دار الاسلام
میں نکلے اُسمیں سے پانچواں حصہ نہ لیویں ۝

باب عُشر (یعنے محصول زمین میں سے دہ یکی کے لینے) کے بیان میں ۔ دہ یکی
واجب ہے زمین عشری کے شہد میں ہو اور سائر زمین کے پیداوار سے جسکو مینہہ کا
خواہ رو کا پانی پونہچا ہو اور اُسمیں کچھہ شرط مقدار نصاب کی اور باقی رہنے کی نہیں
یعنے ایسی چیزیں خواہ تہوڑی ہوں خواہ بہت ٹھہرتی ہوں یا نہیں سب میں سے
دہ یکی لیویں لیکن لکڑی اور نرکل اور گھاس (اگر پیدا ہوا ہو) میں دہ یکی نہیں
اور بیسواں حصہ لیا جاوے اگر زمین کو چرس اور بڑے ڈول سے پانی دیا ہو ۔
اور مزدوری کا خرچ مجرا نہ دیا جاوے (یعنے دہ یکی اور بیسواں حصہ کل پیداوار سے

لیا جاوی یہہ نکیا جاوی کہ بیلون اور کارکنون کا خرچ مجرا دیکر باقی کی دہیکی یا پانچوان حصہ لیا جاوی تغلبی شخص کی زمین عشری کے پیداوار مین گو وہ مسلمان ہوگیا ہو یا اوس سے کسی مسلمان یا جزیہ دینے والے نے خرید لی ہو (اور تغلبی ایک فرقہ نصارا مین کا ہی جو جزیہ کے عوض دوچند دہ یکے دیتے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین اسیطرح ٹھہر گیا ہی) اور اگر زمین عشری کو مسلمان کے پاس سے کوئی ذمی مول لے لیوی تو خراج لیا جاویگا اور اگر زمین عشری مذکور کو اوس ذمی کے پاس سے کوئی مسلمان حق شفعکی جہت سے لے لیوی یا وہ ذمی اوس زمین کو بیع فاسد ہونے کی جہت سے پہر بائع کو پہیر دی جو مسلمان تہا تو اسصورت مین دہ یکے لیجاویگی۔ اور اگر کوئی مسلمان اپنے گہر کو باغ بنالے تو اوسکا مقدار واجب پانی کے ساتہہ بدلتا رہتا ہی (یعنے اگر پانی عشر والا دیا تو اوس باغکی پیداوار سے دہ یکی لیجاویگی اور اگر پانی خراج کا دیا تو خراج دینا پڑیگا) بخلاف جزیہ دینے والے یعنی ذمی کے (کہ وہ اگر اپنے گہر کو باغیچہ کر دیگا تو اوسمین دونو صورتون مین خراج ہی دینا پڑیگا) اور ذمی کے گہر کی زمین آزاد ہے (یعنے اوسپر کچہہ واجب نہین) مانند چشمہ قیر اور نفط کے زمین عشری مین (کہ اوسپر بہی کچہہ واجب نہین) اور اگر یہہ دونو چشمے زمین خراج مین ہووین تو انپر خراج واجب ہوتا ہی (واضح ہو کہ عشر کا پانی مینہ اور کنوون اور دریاؤن کا ہے کہ کسیکے تابع حکم نہین اور خراج کا پانی اون نہرونکا پانی ہے جنکو عجم کے بادشاہون نے کہدوایا ہی اور اون چشمون کا جو زمین خراجی مین ہون اور قیر اور نفط نون کے کسرہ سے گوندکی طرح کی چیز ہی کہ آگ کے شعلے سے اوٹہتی ہے جیسے رال وغیرہ ۱۲)

باب مال زکوة کے مصرف کے بیان مین۔ زکوة جسکو دیجاوی وہ فقیر ہے

اور مسکین فقیر سے بھی خراب حال ہے (اسلیئے کہ مشہور یہہ ہی کہ فقیر وہ ہی جو مالک نصاب
نہو اور مسکین وہ ہے جسکے پاس ایک رات دن کی غذا نہو) اور جو شخص بادشاہ
کیطرف سے مال زکوۃ کی تحصیل کا عامل ہو اور مکاتب (یعنے وہ غلام اور لونڈی کہ اُسکے
مالک نے ایک مقدار معین مال پر اُسکو آزاد کیا ہو) اور قرضدار اور شکستہ حال غازی نیز
سے (جو گہوڑا اور ہتہیار نرکہتا ہو) اور مسافر (کہ مال اپنے پاس نرکہتا ہو گو وطن مین
مالدار ہو) پس مال زکوۃ خواہ ان سبکو دیا جاوے خواہ ایک قسم کے شخص کو۔ اور زکوۃ
ذمی کو نہ دیا جاوے اور زکوۃ کے سوا اور صدقون کا اُسکو دینا جایز ہے۔ اور نہ مال
زکوۃ سے مسجد بناوے اور نہ مردہ کو کفن دے نہ مردہ کا قرض ادا کرے نہ آزاد کرنے
کے لئے غلام خریدے اور نہ اپنی اصل (یعنے ماں باپ دادا دادی نانا نانی وغیرہ کو
دے) اور نہ اپنی فرع (یعنے بیٹا بیٹی اور اُنکی اولاد) کو دے نہ عورت اپنے خاوند
کو دے نہ خاوند اپنی بیبی کو نہ اپنے غلام اور مکاتب اور مدبر اور ام ولد کو
اور نہ اُس غلام کو جسکا کچھہ حصہ آزاد ہو گیا ہی اور ایسے شخص کو بھی نہ دے جو توانگر ہو
نصاب کے مالک ہونے سے اور نہ اُسکے لڑکے اور غلام کو دے اور نہ بنی ہاشم کی
قوم کو اور اُنکے آزاد کئے ہوؤنکو بھی نہ دیوے (جاننا چاہیے کہ بعض روایتون
کے بموجب بنی ہاشم کے فقرا کو زکوۃ نہین دیسکتے اور بعض روایتون مین یہہ ہے کہ
چونکہ ذوی القربی کا حصہ ان لوگون سے موقوف ہو گیا ہی تو ناچار زکوۃ کا مال اُنکو
دینا جایز ہے واللہ اعلم) اور اگر زکوۃ اٹکل سے دیدی پھر معلوم ہوا کہ جسکو
دی وہ توانگر تہا یا ہاشمی تہا یا کافر تہا یا اُس خود کا باپ یا بیٹا تہا تو جایز
ہے اور اگر یہہ معلوم ہوا کہ وہ شخص اُسکا غلام یا مکاتب تہا تو جایز نہین (دوبارہ

زکوٰۃ دیوے اور مکروہ ہی زکوٰۃ کا اسقدر دینا کہ فقیر توانگر ہو جاوے مگر اتنا دینا مستحب ہے
کہ اُس دن کے سوال کی اُسکو حاجت نہ ہو اور مکروہ ہی مال زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے
شہر مین لیجانا بشرطیکہ دوسرے شہر مین کوئی اُسکا رشتہ دار نہین ہو اول شہر کی نسبت
وہان زیادہ محتاج (اور اگر دوسرے شہر مین اپنی رشتہ دارون کے لئی لیجاوے یا اول شہر کی نسبت
دوسرے مین زیادہ محتاج کیلئے دینے کے لیجاوے تو بلا کراہت درست ہے)
اور جس شخص کے پاس ایکدن کی غذا ہو اُسکو سوال کرنا نچاہیئے ۔

باب صدقہ فطر کے بیان مین

باب صدقہ فطر کے بیان مین

(یعنے اُس صدقہ کے بیانمین جسکا دینا بعد
رمضان کے روزون کے واجب ہوتا ہی) صدقہ فطر واجب ہے اُس شخص پر جو آزاد اور
مسلمان صاحب نصاب ہو اور وہ نصاب اُسکی گہر اور کپڑون اور اسباب اور گہوڑے
اور ہتہیار اور غلامون سی علاوہ ہو اور صدقہ فطر خود اپنی طرف سی اور اپنی لڑکے کیطرف سے
جو مالدار نہو اور اپنی خدمت کے غلامون کیطرف سی اور مدبر اور ام ولد کیطرف سی دیوی (اور
اگر بچہ غنی ہو تو اُسکی طرف سی اُسکے ذمہ واجب نہین) نہ اپنی بیبی کیطرف سی اور نہ اپنے
مکاتب کیطرف سی اور نہ ایسے ایک غلام یا چند غلامون کیطرف سے جو مشترک ہون دو
شخصونمین اور اگر کسی غلام کو جاکر بیچیدیا ہی تو اُسکا صدقہ ملتوی رہیگا یعنے اگر خریدار
نے واپس کردیا اور اُس شخص کی ملک مین آگیا تب تو اُسکو دینا پڑیگا اور اگر خریدار
کی ملک مین جاویگا تو اُس پر لازم آویگا اور مقدار صدقہ واجب کی آدہا صاع
گیہون خواہ اُسکا آٹا یا ستو یا خشک انگور (یعنے کشمش ہے) یا ایک صاع چہوہارے
یا جو (کا ہے) اور صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے (اور رطل تخمینا شاہجہانی وزن کے آدہ سیر
کی برابر ہے) اور وقت صدقہ کے واجب ہونیکا عید کے دن کی صبح ہی پس جو شخص کہ

صبح سے پہلے مرجاوے یا صبح کے بعد مسلمان ہو یا پیدا ہوا ہو تو اسپر صدقہ فطر واجب نہوگا اور اگر صدقہ عید کی صبح سے پہلے خواہ پیچھے ادا کرے تو درست ہے ٭

کتاب الصوم

کتاب الصوم

اسمیں روزہ کا بیان ہے (جاننا چاہئے کہ روزہ اسلام کے پانچوں رکن میں سے چوتھا رکن ہے اور قدیم سے فرض ہوا ہے کہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ یعنے تمپر روزہ کو فرض کیا گیا جیسے ان لوگونپر فرض کیا گیا جو تم سے پیشتر تھے (روزہ اسکو کہتے ہیں کہ جو شخص روزہ کا اہل ہے (یعنے مرد مسلمان اور عورت پاک حیض و نفاس سے) وہ نیت کے ساتھہ کہانا اور پینا اور صحبت کرنی صبح صادق سے آفتاب کے ڈوبنے تک چہوڑ دے ـ اور رمضان کا روزہ جو فرض ہے اور نذر معین کا روزہ جو واجب ہے (مثلاً کہے کہ اس جمعرات کا روزہ رکہونگا) اور نفل کا روزہ ان تینوں روزوں کے لئے اگر نیت سے تعیین رات سے لیکر دوپہر تک کرلے خواہ مطلق نیت کرلے (یعنے فرض اور واجب اور نفل کو معین نکرے) خواہ نفل ہی کی نیت کرے تو درست ہونگے اور ان تینوں قسموں کے سوا اور روزے (جو رہے ہیں مثلاً قضاء رمضان اور کفارہ کے اور نذر غیر معین کے جیسے یوں کہے کہ خدا کیواسطے روزہ رکہونگا تو یہہ روزے) درست نہیں ہوتے جبتک کہ نیت رات سے نکرے اور تعیین روزہ کی نکرے اور رمضان چاند دیکھنے سے یا شعبان کے ۳۰ دن ہو جانے سے ثابت ہو جاتا ہے اور شک کے روز (یعنے تیسویں تاریخ شعبان کی اگر انتیسویں کو ابر وغبار میں چاند معلوم نہوا ہو) روزہ نفل کی نیت کے سوا نرکہا جاوے (جاننا چاہئے کہ روزہ

شک کا روزہ امام شافعی کے نزدیک ممنوع ہی اسلئی کہ حدیثمین آیا ہی کہ جو کوئی شک کے
روز روزہ رکہیگا وہ میری نافرمانی کریگا اور ہدایہ مین مذکور ہی کہ اُس دن کا روزہ
امام احمد کے نزدیک واجب ہی اور امام اعظم کے نزدیک نفل کی نیت سی روزہ رکہنا
جایز ہے اور فرض رمضان کی نیت سی ناجائز اور اِس نیت سی بہی جایز نہین کہ اگر کل
رمضان ہے تو روزہ رکہونگا اور اگر نہین ہی تو روزہ نرکہونگا اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہی
کہ حدیثون مین رمضان کے مہینے سے بیشتر روزہ رکہنے سی ممانعت آئی ہی اور بعضی حدیثون
مین شروع ماہ شعبان اور اُسکے آخر دن کا روزہ رکہنے کے لئی حکم آیا ہی جو امام احمد کے
لئی دلیل ہی ان دونو حدیثونکی رعایت کرنے سی روزہ نفل جایز ہوگا اور فرض رمضان
کی نیت سی جایز نہوگا اور ہدایہ مین ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ شک کے
روز روزہ نرکہا جاوی مگر نفل کی نیت سی اور یہہ حدیث خواہ مرفوع ہو یا موقوف یعنے
اسکی اسناد حضرت تک پہونچی ہو یا نہ پہونچی ہو ہمارے مذہب کے موافق ہی اور احتیاط زیادہ
اسمین ہی کہ قاضی اور مفتی اور خواص شک کے روز نفل کی نیت سی روزہ رکہین اور
عوام کو افطار کا حکم کرین) اور جو کوئی چاند رمضان کا خواہ عید کا دیکہہ لے اور اُسکی
گواہی نمانی جاوی تو اوسکو چاہیی کہ روزہ رکہی پس اگر افطار کرلے تو صرف ایک روزہ
قضا رکہے (یعنے کفارہ اُسپر لازم نہین اور روزہ رمضان مین اُسپر بسبب چاند دیکہنے
کے لازم ہے اور عید مین بسبب سب مسلمانونکی پیروی کے) اور آسمان مین ابر و غبار کی
جہت سی ایک عادل کی خبر اگرچہ وہ غلام یا عورت ہو رمضان کے لئی مقبول ہوگی اور ماہ
شوال کے لئی دو مردون خواہ ایک مرد اور دو عورتونکی گواہی لیجاویگی اور اگر آسمان
مین ابر و غبار نہو تو بڑی جماعت کا دیکہنا معتبر ہوگا رمضان اور شوال دونون مین

اور بڑی جماعت کے لیے ۵ آدمی معتبر گنے گئے ہین) اور عید اضحی مانند عید فطر کی ہے
(یعنے چاند کے دیکھنے مین اور گواہی کے قبول ہونے مین دونو کا ایک حکم ہے) اور مطلعون کا
مختلف ہونا معتبر نہین (یہانتک کہ اگر تمام جہانمین ایک ہی جگہہ چاند دیکھین تو پورب
سے پچھم تک اور شمال سے جنوب تک چاند معلوم ہونے کا حکم ہوگا اور بعضے علما کے
نزدیک اختلاف اطراف کے مطلعون کا معتبر ہے اس روایت کے بموجب ہر ولایت
مین اوسیکے مطلع کا حکم معتبر ہوگا)

باب ان چیزونکے بیانمین جنسے روزہ فاسد ہوجاتا ہے اور جنسے نہین ہوتا

اگر روزہ دار کھاوے یا پیوے یا صحبت کرے (مگر یہہ باتین) بھولکر (ہوجاوین) یا خواب مین
نہانے کی حاجت ہو یا شہوت سے دیکھنے کے باعث منی نکل پڑے یا تیل ملے یا سینگی
سے خون نکلوا دے یا سرمہ لگاوے یا بوسہ لے اور اس سے انزال نہو یا اسکے گلے مین
غبار یا مکھی چلی جاوے اور اوسکو اپنا روزہ یاد ہو یا اپنے دانتونمین لگی ہوئی چیز کو
کھا جاوے یا قے کرے اور وہ ہٹ کر اوسکے حلق مین خود چلی جاوے تو اوسکا روزہ نٹوٹیگا۔
اور اگر قے خود لگجاوے یا جان بوجھکر قے کرے یا کنکر یا لوہے کا ٹکڑا (یعنے جو چیز
کھانے کی نہو) نگلجاوے تو ان صورتونمین صرف روزہ کی قضا کرے (یعنے کفارہ لازم
نہوگا) اور جو مرد صحبت کرے خواہ عورت صحبت کیجاوے یا غذا کھاوے یا دوا پیوے (اور یہہ
باتین) جان بوجھکر (ہوون) تو (روزہ کی) قضا کرے اور ظہار کا سا کفارہ دے (یعنے ایک
بردہ آزاد کرے یا ساٹھہ مسکینونکو کھانا کھلاوے یا دو مہینے برابر روزے رکھے) اور کفارہ
لازم نہوگا اگر شرمگاہ کے سوا (اور کسی عضو) مین صحبت کرنے سے انزال ہوگا اور ایسا ہی
حال ہے رمضان کے سوا اور روزہ کے توڑنے کا۔ اور اگر حقنہ کراوے یا ناک مین

دوا ٹپکاوے یا کان مین یا زخم پیٹ یا زخم کہوپڑی کا علاج کسی خشک خواہ تر دوا سے کرے اور وہ دوا اُسکے پیٹ یا دماغ مین پہونچ جاوے تو اِن صورتون مین روزہ ٹوٹجاتا ہے۔ اور اگر سوراخ ذکر مین کوئی دوا ڈالے تو روزہ نجاویگا اور مکروہ ہے بدون عذر کے کسی چیز کا چکہنا اور چابنا اسیطرح علک کا چابنا جو ایک قسم کا گوند ہے اور عذر یہ ہے کہ لڑکے کے لئے چابے کہ بدون اُسکے چارہ نہو یا کسی درد کے لئے چباوے کہ اُسکے چبانے سے آرام ہو اور سرمہ لگانا اور موچہون پر تیل ملنا اور مسواک کرنی اور بوسہ لینا اس شرط سے کہ خوف صحبت کر بیٹھنے اور انزال ہوجانیکا نہو مکروہ نہین اور نہ مکروہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک دن ڈہلے سے غروب آفتاب تک مسواک کرنی مکروہ ہے اور انپر حجت ارشاد آنحضرت صلعم کا ہے کہ فرمایا اگر مین اپنی امت پر محنت نجانتا تو مسواک کا حکم ہر نماز کے وقت کر دیتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان مین بہی مسواک ظہر اور عصر کی نماز کے لئے مسنون ہے اور ابراہیم نے عاصم سے پوچہا کہ آیا روزہ دار تر مسواک کرے اُنہون نے کہا البتہ اسلئے کہ مسواک کی تری پانی کی تری سے بڑہکر نہین یعنے کلی ہر وضو مین کرتے ہین اور تری مُنہ مین پہونچتی ہے پہر مسواک کی تری تو اُس سے کم ہی ہے ابراہیم نے پوچہا کہ دن کے شروع مین مسواک کرے یا آخر مین عاصم نے کہا کہ دونو وقتو مین ابراہیم نے پوچہا کہ یہہ بات تم کس شخص سے روایت کرتے ہو اُنہون نے کہا کہ مین انس سے روایت کرتا ہون اور وہ نبی صلعم سے راوی ہین روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے **فصل** جو شخص بیماری کے بڑہجانیکا خوف رکہتا ہو اُسکو روزہ کا افطار کرنا درست ہے اور اجازت ہے افطار کرنا مسافر کو بہی اور مسافر اگر روزہ رکہے تو مستحب ہے بشرطیکہ اُسکو ضرر نکرے یعنے مسافر کو اگر مشقت اور ماندگی

سفر کی نہو تو باوجود افطار کے مباح ہونیکے روزہ رکہنا مستحب ہے اور اگر مشقت ہو
تو افطار کرنا مستحب ہے (اور بیمار اور مسافر اگر حالت بیماری یا سفر مین مرجاوین تو
اُنپر روزہ کی قضا نہین (یعنے بیمار اگر صحت نپاوے اور مسافر نہ ٹہہرے تو اُسپر لازم نہین کہ
اپنے وارثون کو وصیت کرے کہ میرے ان روزونکا فدیہ دیدینا) اور اگر وہ دونو
اپنے وارثون کو وصیت کرجاوین تو اُنکا وارث ہر روزہ کے عوض مین صدقہ دیوے
مثل صدقہ عید فطر کے (اور بدون وصیت کے لازم نہین اور میت کیطرف سے روزہ اور
نماز درست نہین) اور اگر وہ دونو روزہ رکہنے پر قادر ہوجاوین تو قضا کرلین
بدون شرط پے درپے رکہنے کے (یعنے رمضان کے روزونکی قضا مین یہہ قید
نہین کہ سب ایک ساتہہ ہون اگر جدا جدا رکہیگا تب بہی جائز ہے) پس اگر اس عرصہ مین
دوسرا رمضان آجاوے اور اُنکے ذمہ قضا کے روزے باقی ہون تو اُنکو چاہیے کہ
رمضان حال کے روزے اول رکہین اور قضا رمضان کے پیچہے اور عورت حاملہ اور
دودہ پلانیوالی کو افطار کرنا روزہ کا درست ہے بشرطیکہ دونو کو بچے کا خوف ہو یا
حاملہ کو اپنی جان کا خوف ہو اور جائز ہے افطار نہایت بوڑہے شخص کو (جو ناطاقتی
کے باعث روزہ نرکہہ سکے اور آیندہ کو بہی توقع نرکہتا ہو) اور صرف اسطرح کا بوڑہا ہر
روزہ کے (عوض) مین فدیہ دیوے (یعنے پیٹ والی عورت اور دودہ پلانیوالی
کو فدیہ دینا لازم نہین) اور جائز ہے نفل روزہ والے کو افطار کرنا عذر کے ساتہہ
سب روایتونمین اور بدون عذر کے ایک روایت مین اور اس روزہ کی وہ قضا کرے
(اسلیے کہ نفل کو شروع کرکے اگر توڑ ڈالیگا تو اُسکی قضا لازم ہوجاویگی) اور اگر رمضان
کے دنونمین کوئی لڑکا بالغ ہو یا کوئی کافر مسلمان ہو تو اُس روز امساک کرے

(یعنے افطار کرنیوالی چیزونمین سے کچھہ نکرے) اور کوئی روزہ اُس دِن کی عوض
قضا نرکھے اور اگر کوئی مسافر افطار کی نیت کرکے چلے پہر اپنے شہر کو پہر آوے اور
روزہ کیوقت مین نیت روزہ کی کرلے (یعنے دوپہر ڈہلے سے پہلے نیت کرلے) تو اُسکا
روزہ درست ہوگا اور اگر روزہ دار کو بیہوشی عارض ہوجاوے تو بیہوشی کے (ایام کے
روزے) قضا کرے مگر جس رات مین بیہوشی ہوئی ہو اُسکے دن کے روزہ کی قضا نکرے
(یعنے اگر چند روز رمضان کے مہینے مین بیہوش رہا تو سب دنونکی قضا کرے اسلئے کہ نیت
روزہ کی نہین پائی گئی مگر اُس دنکی قضا نکرے جسکی رات مین بیہوش ہوا تھا اسلئے کہ ظاہر
ہے کہ اُس رات مین نیت اُس روزہ کی کی ہوگی) اور قضا کرے روزہ کو بسبب ایسے جنون
کے جو مدت تک کا نہو (یعنے مہینے مین کبھی ہوگیا ہو اور کبھی نہوا ہو) اور اگر تمام مہینے جنون
رہا ہو تو اُسپر قضا نہوگی اسلئے کہ ماہ رمضان مین اُسکو موجود ہونا میسر نہوا جو کہ شرط روزہ
کے واجب ہونے کی ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ
فَلْيَصُمْهُ یعنے پس جو کہ حاضر ہووے تم مین سے مہینے مین وہ اُسکے روزے رکھے اور یہی
قضا کرے وہ شخص کہ افطار کی چیزون سے بدون نیت کے باز رہے (یعنے اگر کوئی
کچھہ نیت نکرے نہ افطار کرنے کی اور نہ روزہ رکھنے کی رمضان کے روزونمین تو
وہ شخص اُن روزونکی قضا رکھے اسلئے کہ روزہ بدون نیت کے جایز نہین ہوتا) اور اگر
دن کو رمضان مین مسافر اپنے شہر مین پہنچ جاوے یا حیض والی عورت پاک ہو خواہ
رات کے گمان سے سحر کہالے حالانکہ صبح ہوگئی ہو یا رات ہوجانیکے گمان پر افطار
کرلے حالانکہ آفتاب موجود ہو ایسے لوگ دنکو افطار کی چیزون سے باز رہین اور اُس روزہ
کی عوض قضا رکہین اور کفارہ ندین اور یہی حکم ہے بہولکر کہانیکے بعد جان بوجھکر کہالینیکا

(یعنے اگر کسی نے بھولکر کہالیا اور نادانی سے یہہ سمجہا کہ میرا روزہ جاتا رہا پہر دانستہ
کہایا تو اُسکو روزہ قضا رکہنا پڑیگا کفارہ لازم نہوگا - اسیطرح اگر سوتی ہوئی اور
دیوانی عورت سے صحبت کیجاوے تو اُن دونوں پر قضا لازم ہوگی کفارہ نہوگا **فصل** اور جو
شخص کہ قربانی کے دن (یعنے عید اضحیٰ) کے روزہ رکہنے کی منت مانے تو وہ اُس روز
افطار کرے اور اُسکے عوض دوسرا روزہ رکہے اور اگر اُس منت سے قسم ارادہ کی تو قسم کا کفارہ بہی
دیوے (اسلیے کہ اُس دن کا روزہ رکہنا جایز نہیں اسلیے افطار کر کے قضا رکہے اور قسم کی نیت
مین قسم کا کفارہ بہی لازم آتا ہے اور یہی حکم اور دنون کے روزہ کی نذر کا ہے جنمین روزہ
رکہنا منع ہے جیسے ایام تشریق اور عید فطر کا روزہ) اور اگر نذر کرے کہ اس برس کے روزے
رکہونگا تو چاہیے کہ جن دنونمین روزہ ممنوع ہے یعنے دو عید کے دن اور تین دن
تشریق کے ان پانچون روزونمین افطار کرے اور اُنکے عوض اور دن رکہے اور قضا
ان روزونکی لازم نہین جس صورتمین کہ اُن دنونمین روزہ شروع کرکے افطار کر لیا ہو
(یعنے جسطرح اور روزونمین ہے کہ اگر نفل مین شروع کرکے افطار کرنے سے قضا لازم
آتی ہے قضا اُن روزونکی لازم نہین ہوتی ہے)

باب اعتکاف کے بیانمین - مسجد مین روزہ اور نیت اعتکاف کے ساتہہ
ٹھہرنا اعتکاف کہلاتا ہے اور وہ مسنون ہے اور کمتر مدت نفل اعتکاف کی ایک ساعت ہے
اور عورت اپنے گہر کی مسجد مین اعتکاف کرے - اور اعتکاف والا بدون حاجت شرعیہ
یا طبیعت کی حاجت کے مسجد سے باہر نہ نکلے (حاجت شرعی) جیسے نماز جمعہ اور نماز
جنازہ اور بیمار پرسی ہے اور حاجت طبعی مثل بول و براز کے ہے) پس اگر بغیر عذر کے
ایکساعت کو باہر نکلیگا تو اعتکاف جاتا رہیگا اور جایز ہے اعتکاف والے کو کہانا اور پینا

اور سونا اور خرید و فروخت کرنا جس مسجد مین کہ اعتکاف کیا ہو اور مکروہ ہی بیچنے کی چیز
کو مسجد مین لانا (بلکہ صرف زبانی معاملہ داد و ستد کا کری) اور مکروہ ہی اُسکو چپ
رہنا اور نیک کلام کے سوا دوسری باتین کرنی۔ اور حرام ہی اُسکو صحبت کرنا اور اُسکی
لوازم (مثل بوسہ لینی اور گلے چمٹانیکے) اور صحبت کرنے سی اعتکاف باطل ہوجاتا ہی۔
اور اگر چند روز کے اعتکاف کی نذر کرے تو اُن روزونکی راتین بھی سب لازم ہوجاتی
ہین اور دو روز کی اگر نذر کرے تو دو راتین لازم ہونگی ؛

کتاب الحج

اسمین حج کا بیان ہے (جاننا چاہیے کہ حج کرنا خانہ کعبہ کا اسلام کے پانچون رکنون
مین سی پانچوان رکن ہی اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا یعنے اللہ کیواسطے ہے لوگونپر حج کرنا خانہ کعبہ کا جسکو قدرت ہو
اوسکے راہ کی) خاص طور پر زیارت کرنا خانہ کعبہ کا حج کے مہینونمین حج کہلاتا ہی اور وہ عمر بھرمین
ایکبار بفور پائی جانے شرطون کے فرض ہی اور شرطین اُسکی یہہ ہین اول آزاد ہونا
دوم بالغ ہونا سوم عاقل ہونا چہارم تندرستی مرض سے پنجم قادر ہونا راہ کے خرچ
اور سواری پر جو زائد ہو اُسکے مکان اور ضروری چیزون سی ششم قادر ہونا خرچ آنے
جانے اور گھر والون کے اخراجات پر ہفتم راستے کا امون ہونا ہشتم شرط عورت
کے لئی ہے کہ محرم (یعنے باپ یا بیٹا) یا خاوند ساتھ ہو اسصورت مین کہ اُسکے اور کعبہ کے
درمیان مین فاصلہ سفر شرعی (یا تین دن سی بڑہکر) ہو اور اگر کعبہ سی ایکدو منزل پر رہتی ہو
تو محرم کا ہونا شرط نہین پس اگر کوئی لڑکا یا غلام احرام باندہے اور بعد احرام کے
وہ لڑکا بالغ ہو جاوے یا غلام آزاد کیا جاوے اور پہر یہہ دونو باقی افعال حج کے

بجا لاوین تو اُنکے ذمہ سے حج فرض (یعنے حج اسلام) ادا نہوگا اسلئے کہ احرام بالغ ہونے اور آزاد ہونے سے پیشتر باندہا تہا اور میقات یعنے وہ جگہیں جہان سے احرام باندہتے ہین اور بدون احرام کے گذرنا جائز نہین پانچ ہین اول ذوالحلیفہ دوم ذات عرق سوم جحفہ چہارم قرن المنازل پنجم یلملم انمین سے ہرایک جگہہ اُن لوگون کیواسطے جو وہان رہتے ہین اور جو اُنپر گذر کرتے ہین احرام باندہنے کا مقام ہے اور جائز ہے اُن جگہون سے پیشتر احرام کا باندہنا مگر اِن سے آگے بڑہکر باندہنا جائز نہین اور جو لوگ ان جگہون کے اندر رہتے ہین اُنکے لئے احرام باندہنے کی جگہہ حل ہے (یعنے حرم کے سوا) اور مکہ کے رہنے والونکی میقات اگر حج کیواسطے احرام باندہین تو حرم ہے اور عمرہ کے لئے باندہین تو حل ہے ٭

باب احرام باندہنے کے بیانمین

حج کے اعمال مین احرام مثل تحریمہ کے ہے نماز مین اور جب تو احرام باندہنا چاہے تو وضو کر اور نہانا مستحب ہے اور وضو خواہ نہانیکے بعد ایک تہمد اور چادر کہ دونو نئی ہون یا دہولی ہوئی ہین اور خوشبو لگا اور دو رکعتین پڑہکر یون کہہ کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِیۡ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیۡ اور نماز کے بعد نیت حج سے تلبیہ کہہ (یعنے یہ الفاظ زبان پر لا) لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اور ان الفاظ مین چاہے تو اور بڑہا دے مگر کم نکر جب تو نیت حج سے تلبیہ کہہ چکے تو اب تو احرام باندہ چکا تو اب بُری باتون اور گناہون اور لڑائی جہگڑے اور شکار کے مارنے اور اُسکی طرف اشارہ کرنے اور اُسکو بتلانے اور کرتہ اور پاجامہ اور پگڑی اور ٹوپی اور قبا اور موزے پہننے سے پرہیز کر لیکن اگر جوتیان میسر نہون تو موزون کو ٹخنے کے نیچے سے کاٹکر

پہن سکے اور ورس اور زعفران اور کسم کا رنگ مت پہن مگر یہہ رنگین کپڑا اگر دہویا ہوا
ہو کہ بو نہ آتی ہو (تو اُسکا مضایقہ نہین) اور سر اور چہرے کے ڈہانپنے اور اُنکو گل خیرو وغیرہ
سے دہونے اور خوشبو لگانے اور اپنے سر کے بال منڈانے اور کترانے اور ناخن دور
کرانے سے بہی پرہیز کرے اور نہانے اور حمام مین جانے اور مکان کے خواہ کجاوے کے
سایہ مین ٹہہرنے اور ہمیانی کمر مین باندہنے سے (پرہیز کرنا) ضرور نہین ہے اور جب تو
نماز پڑہے یا اونچی جگہہ پر چڑہے یا پستی مین اترے یا سوارون سے ملے اور سحر کیوقت
مین تلبیہ کثرت سے پکار کے کہتا رہے اور جسوقت مکہ مین داخل ہو تو اول مسجد حرام مین جا
اور خانہ کعبہ کو دیکہکر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ زبان پر لا اور پہر حجر اسود کے سامنے
جا کر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہتا ہوا اُسکو بوسہ دے (خواہ ہاتہہ لگا کر ہاتہہ کو بوسہ دے)
بدون دوسرے شخص کو تکلیف دینے کے اور خانہ کعبہ کے گرد اپنی چادر داہنی بغل کے نیچے سے
نکالکر بائین کندہے پر ڈالکر حطیم کو شامل کر کے سات بار پہر (اور حطیم ایک دیوار کا
ٹکڑا ہے کعبہ کے ایک کنارہ کو) اور پہرنا گرد کعبہ کے اپنی دہنی طرف سے شروع کر اُس جگہہ سے جو
دروازہ کعبہ کے پاس ہے اور اول کے تین پہیرون مین رمل کر یعنے مونڈہے ہلاتا ہوا
جہپٹ کر چل اور جب حجر اسود کے پاس سے گذرے تو اگر ہو سکے تو بوسہ دے (یا ہاتہہ لگا دے)
اور ختم کر گردش کو حجر اسود کے بوسہ دینے پر بعد اُسکے دو رکعت نماز مقام ابراہیم
مین خواہ جس جگہہ مسجد مین ہو سکے ادا کر (اور یہہ طواف خانہ کعبہ کے سامنے آنیکا ہے
یعنے اسکو طواف قدوم کہتے ہین) اور یہہ طواف مکہ کے رہنے والونکے سوا اُنکے لئے سنت ہے
(کیونکہ یہہ طواف اول آنے کیواسطے ہے اور اہل مکہ تو وہان ہی رہتے ہین دوسری جگہہ سے
نہین آتے) پہر مسجد مین سے نکلکر صفا کی پہاڑی پر جا اور خانہ کعبہ طرف کو منہ کر کے تکبیر اور

تہلیل کہہ اور آنحضرت صلعم پر درود بہیج اور اپنے پروردگار سے اپنی مراد مانگ پہر وہان
سے اوتر کر مروہ کیطرف چل اور سبز میلون کے درمیان مین دوڑ اور مروہ پر پونہچکر جو کچہہ
صفا پر کیا تہا وہی افعال بجا لا اسیطرح ان دونو کے درمیان مین سات پہیرے کر شروع
پہیرون کا صفا سے اور ساتوان پہیرا تمام مروہ پر ہو بعد اسکے مکہ مین احرام باندہے پہر
اور جب تیرا دل چاہے خانہ کعبہ کا طواف کیا کر پہر ساتوین تاریخ ذی الحجہ کو امام کو چاہئے
کہ خطبہ پڑہے اور اسمین افعال حج کے بیان کرے اور آٹہوین تاریخ منی کو جا اور
نوین کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کو جا وہان امام خطبہ پڑہے اور افعال حج کے لوگون کو
تعلیم کرے پہر دوپہر ڈہلے ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو تکبیرون سے پڑہ بشرطیکہ
امام اور احرام ہو یعنے اگر احرام نہ باندہے یا اکیلا ہو تو اسصورت مین ایک وقت مین دو
نمازونکو ساتہہ نہ پڑہنا چاہیے پہر موقف کیطرف چل اور کوہ رحمت کے قریب ٹہہر
اور عرفات کا میدان سب ٹہہرنے کی جگہہ ہے سواے میدان عرنہ کے اور وہان تحمید
اور تکبیر اور تہلیل اور تلبیہ اور درود اور دعائین پڑہتا رہ پہر دن چہپے بعد مزدلفہ
کیطرف چل اور کوہ قزح کے پاس اوتر اور جماعت کے ساتہہ مغرب اور عشا کی نماز ایک
اذان اور ایک تکبیر سے پڑہ اور نماز مغرب کو راہ مین پڑہنا درست نہین پہر نماز فجر کی اندہیرے
مین پڑہکر تکبیر اور تہلیل اور تلبیہ اور درود اور دعائین پڑہتا ہوا توقف کر اور مزدلفہ
میدان محسر کے سوا سب جگہہ ٹہہرنے کی ہے پہر روشنی ہو جانیکے بعد منی کو چل اور وہان
پونہچکر جمرہ عقبہ کو پست نالے کے بیچ مین کہڑا ہو کر سات کنکرین ایسی مار جنکو انگلی سے مار سکین اور
ہر پتہری کے ساتہہ اللہ اکبر کہہ بعد لبیک کہنا اول ہی کنکری کے مارنے سے موقوف کر
پہر قربانی کر پہر سر کے بال منڈا یا کترا اور منڈانا مستحب ہے ان کامون کے بعد تجہہ پر سب احرام

ممنوع چیزین سوا عورت سے صحبت کرنیکے جائز ہو جاوینگی پہر اسی تاریخ دسوین کو یا
گیارہوین خواہ بارہوین کو مکہ مین آ اور طواف رکن کر (جسکو طواف زیارت بہی
کہتے ہین) سات پہیرے بدون رمل اور صفا مروہ دوڑنیکے بجالا اگر یہہ دونو باتین طواف قدوم
مین کرلی ہون اور اگر نکی ہون تو طواف رکن مین کیجاوین اس طواف کے بعد تجکو عورت سے
صحبت کرنا درست ہو جاویگا اور مکروہ ہے اس طواف کو ذبح کے دنون (یعنے دسوین
گیارہوین بارہوین تاریخ) سے پیچہے ڈالنا۔ پہر (طواف رکن کرنیکے بعد) منی کو جا اور
قربانی کے دوسرے دن (یعنے گیارہوین کو) دوپہر ڈہلے سے پیچہے تینون جمرون کو
سات سات کنکرین مار اور شروع اُس جمرہ سے کر جو مسجد خیف کے قریب ہے پہر اسکے
قریب ہے پہر جمرہ عقبہ کو مار اور جس کنکر مارنے کے بعد دوسرا کنکر مارنا ہو تو اُسکے
بعد کچھہ توقف کر (یعنے جمرہ اول اور دوسرے کو کنکر مارنیکے بعد توقف کر اور جمرہ
عقبہ کو مارنیکے بعد توقف مت کر) پہر گیارہوین کو اسیطرح کر اور بارہوین کو بہی ایسا ہی کر
اگر منی مین ٹھہرا رہے اور اگر تیرہوین تاریخ کو کنکر مارے تو زوال سے پہلے کنکر مارنا درست ہے اور اول
اور دوم جمرہ کو کنکرین پیادہ ہو کر مارنی چاہئیں آور تیسرے کو سوار ہو کر بہی مارنا درست ہے
اور مکروہ ہے کہ اپنا اسباب و سامان مکہ کو روانہ کردے اور خود کنکرین مارنے کو منی مین
ٹھہرا رہے۔ پہر محصب مین پہونچ (اور محصب ایک پتہریلی زمین مکہ کے کنارہ پر ہے وہان
اُنکو رہنا سنت ہے) پہر (محصب سے مسجد حرام مین داخل ہو کر) طواف رخصت کے سات پہیرے
پہر اور یہہ طواف سوا اہل مکہ کے اورونپر واجب ہے (اسکو طواف صدر بہی کہتے ہین) اور
مکہ والون پر اسلیئے نہین کہ وہ اپنے وطن کو رخصت نہین ہوتے) پہر (طواف رخصت کے
بعد) زمزم کا پانی پی اور ملتزم سے لپٹ (اور یہہ جگہہ حجر اسود سے لیکر دروازہ کعبہ تک ہے)

[illegible]

اور خانہ کعبہ کے پردون کو پکڑا اور دیوار سے لگ کر اور دعا مانگکر گریہ و زاری کرتا علیحدہ ہووے

فصل

اور جو شخص مکہ مین نجاوے اور عرفات مین ٹھہرے اُسکے ذمہ سے طواف قدوم جاتا رہیگا اور جو شخص عرفہ کے روز زوال کے بعد سے دسوین کی صبح تک ایکساعت بھی توقف کریگا تو اُسکا حج پورا ہو جاویگا گو بے جانے یا سوتے ہوئے خواہ بیہوشی کیحالت مین توقف کرے اور اگر اُسکی طرفسے بیہوشی کی جہت سی اُسکا رفیق احرام باندھلے تو جائز ہے (یعنے اُسکا حج ہو جاویگا) اور سب حج کے تمام افعال مین عورت کا حکم مثل مرد کے ہی اتنا فرق ہی کہ عورت اپنا مونھہ کھولے مگر سر کھولے اور لبیک بلند آواز سی نہ کہے اور نہ طواف مین مونڈہے ہلاوے اور نہ سبز میلون کے درمیان دوڑے اور نہ سر مونڈاوے بلکہ بال تھوڑے سی کترڈالے اور سیا ہوا کپڑا پہنے (مترجم کہتا ہی کہ عورت مرد مین ایک فرق یہہ بھی ہے کہ عورت کو باعث عذر حیض کے طواف رکن مین تاخیر کرنی درست ہے) اور جو شخص کہ نفل کی بُدنہ یعنے قربانی کے گلے مین خواہ نذر کی بُدنہ کے خواہ شکار کے عوض کے بُدنہ کے گلے مین خواہ اور اسکے مانند (مثل تمتع کے بدنہ کے) کلاوہ باندہے اور اُسکو حج کے ارادہ سی اپنی ساتھہ لیکر کعبہ کیطرف متوجہ ہو تو اُسکا احرام بندھگیا (یعنے بدون تلبیہ کے اِس عمل سے محرم ہو جاتا ہے) اور اِس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہی اور دلیل اُنپر ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ آپ نے فرمایا جو کوئی کلاوہ باندہے بدنہ کو تو وہ محرم ہوگیا پس اگر بدنہ کو اول روانہ کرے بعد اُسکے خود روانہ ہو تو محرم نہوگا جبتک کہ راہ مین اُس سی نملے مگر بدنہ تمتع مین (کہ بدون ملنے کے محرم ہو جاتا ہے) پھر اگر اس بدنہ پر جھول ڈالی یا اُسکے کوہان مین زخم لگا دیا یا بکری کے گلے مین کلاوہ باندہا تو محرم نہوگا اور بُدنہ شریعت مین اونٹ اور گائے کا سمجھا ہے

ایکبرے کا نہین ا؎

باب قران کے بیانمین

(جاننا چاہیے کہ حج کے فعال تین قسم ہین قران اور تمتع اور افراد۔ قران ایک احرام سی حج اور عمرہ کے ادا کرنیکو کہتے ہین اور تمتع ایک سفر اور دو احرام سی حج اور عمرہ کرنے کو کہتے ہین اور افراد اکیلا حج بدون عمرہ کے کرنیکو کہتے ہین۔ ان تینون قسمون مین سے افضل قران ہی اسلئے کہ اسمین دو عمل ادا کرنے ہوتے ہین اور احرام بہت دنون تک رہتا ہی جسمین سب کامونکی نسبت زیادہ مشقت ہوتی ہی قران کے بعد تمتع ہی اسلئے کہ اُسمین بھی دو عمل ادا ہوتے ہین لیکن چونکہ احرام اول کے بعد حلال ہو جاتا ہی اسلئے اسمین محنت کم ہوتی ہے بہ نسبت قران کے اور تمتع کے بعد افراد ہی کہ اُسمین صرف حج کا ادا کرنا ہے نہ عمرہ کا اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ای آل محمدؐ احرام باندھو حج اور عمرہ کا ایکساتھ اس حدیث کو طحاویؒ نے بیان کیا ہی اور امام شافعی کے نزدیک قران کی نسبت تمتع بہتر ہے واللہ اعلم) اور قران کیصورت یہہ ہی کہ میقات یعنے احرام باندھنے کی جگہہ سے حج اور عمرہ کا احرام اکٹھا باندھی اور یہہ دعا پڑھی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ پھر مکہ مین داخل ہو کر طواف اور سعی عمرہ کی کرے پھر بموجب بیان گذشتہ بالا کے حج ادا کرے۔ پس اگر حج اور عمرہ کے لئے دو طواف کریگا اور دو ہی سعی کریگا یعنے صفا اور مروہ مین دو بار دوڑیگا تو جائز ہوگا مگر برا کریگا یعنے اسطرح کرنا مکروہ ہی اور جب قربانی کے روز جمرہ عقبہ کو کنکرین مار چکے تو ایک بکری یا بدنہ یا بدنہ کا ساتوان حصہ ذبح کرے (اسلئے کہ یہہ ذبح واجب ہے) اور جو شخص ذبح کرنے سے عاجز ہو وہ دس روزے رکھے اسطرح کہ تین تو ساتوین اور آٹھوین اور نوین تاریخ کو

باب قران کے بیان مین

رکھے اور سات روز جبکہ افعال حج سے فارغ ہو چکے گو مکہ ہی مین ٹھہرا رہے اور اگر قربانی کے دن تک روزہ نرکھیگا تو ذبح کرنیکے سوا اور کچھہ نہین ہو سکتا اور اگر قران والا مکہ مین نجاوے اور حج سے پہلے عمرہ ادا کرے اور عرفات مین توقف کرکے یعنے حج کے ارکان شروع کردے تو اُسپر عمرہ کے چھوڑنے کا دم دینا لازم ہوگا اور عمرہ کی قضا کرے ؛

باب تمتع کے بیان مین

باب تمتع کے بیان مین — اوسکی صورت یہہ ہے کہ میقات پر عمرہ کا احرام باندہے پھر طواف عمرہ کا اور سعی کرے اور سر کے بال منڈاوے یا کتراوے اور احرام کہولکر حلال ہو جاوے ایسا شخص طواف کے اول ہی پہیرے مین لبیک کہنا موقوف کردے پھر آٹھوین تاریخ ذی الحجہ کی احرام حج کا حرم سے باندہے اور حج کرے اور ذبح کرے پس اگر ذبح سے عاجز ہو تو اوسکا حکم گذر چکا کہ دس دن روزے رکھے اور اگر تین روزے شوال مین رکھے یعنے حج کے مہینون سے کوئی سے تین دن رکھے اور روزون کے بعد عمرہ کرے تو یہہ روزے تمتع کے تین روزون کے عوض کافی نہونگے لیکن اگر عمرہ کا احرام باندہکر طواف عمرہ سے پیشتر تین روزے رکھیگا تو البتہ تمتع کے روزونکے عوض مین کافی ہونگے پس اگر تمتع کرنیوالا قربانی اپنے ساتھہ لیجانا چاہے کہ یہہ دوسری قسم تمتع کی ہے تو وہ احرام باندہکر قربانی کو ہانکتا چلے اور اُسکے گلے مین توشہ دان یا جوتی ڈالدے مگر اُسکے کوہان مین زخم نکرے اور عمرہ کرنیکے بعد احرام کی قید مین لگی رہے احلال نہو جاوے اور آٹھوین تاریخ کو حج کے لئے احرام باندہے اور آٹھوین سے پہلے باندہنا مستحب ہے پھر جب دسوین کو بال منڈا چکے اسوقت دونوا احرامون یعنے عمرہ اور حج سے احلال ہو جاوے اور مکہ اور اُسکے قریب کے باشندونکو تمتع اور قران

درست نہین پس اگر تمتع کرنیوالا اپنے شہر کو عمرہ کے بعد لوٹ آوے اور قربانی کو روانہ
نکیا تھا اسکا تمتع باطل ہوجاویگا اور اگر قربانی روانہ کرچکا تھا اور عمرہ کے بعد اپنے
شہر کو واپس آیا تو تمتع باطل نہوگا۔ اور جو شخص عمرہ کے طواف مین کثیر پھیری یعنے
تین پھیرے یا اوس سے کم حج کے مہینونکے پیشتر کرے اور حج کے مہینونمین اُس طواف
کے باقی پھیرے پوری کرے اور حج ادا کرے تو تمتع اُسکا باقی رہیگا اور اُسکے عکس کی
صورتمین یعنے حج کے مہینونمین زیادہ پھیرے نکرے بلکہ کثیر کرے تو وہ تمتع والا رہیگا اور
حج کے مہینے ماہ شوال اور ذیقعدہ اور دس روز ذی الحجہ کے ہین اور حج کے لئے ان مہینون
سے پیشتر احرام باندھنا جائز ہے مگر مکروہ ہے اور اگر کسی کوفہ کے رہنے والے نے حج
کے مہینون مین عمرہ کیا اور مکہ مین خواہ بصرہ مین ٹھہر گیا یعنے اپنے وطن کو واپس نگیا
اور حج کیا تو اُسکا تمتع جائز ہوگا اور اگر عمرہ کو فاسد کردیا اور مکہ خواہ بصرہ مین ٹھہرا
اور عمرہ فاسد کو قضا کرکے حج کیا تو اسصورتمین تمتع والا نرہیگا مگر ایک صورت
سے کہ اپنے وطن کو واپس جاوے اور پھر آوے اور عمرہ فاسد کو حج کے مہینونمین قضا
کرکے حج ادا کرے اسصورتمین البتہ اُسکا تمتع درست ہوگا اور انمین سے جون سے کو
فاسد کردے چاہیئے کہ اُسکے افعال کرتا رہے اور ذبح لازم نہوگا اسلئے کہ حج
خواہ عمرہ کے فاسد کردینے سے تمتع والا نرہا اور اگر کسی نے تمتع کیا اور قربانی کی تو
یہہ قربانی تمتع کے دَم کے عوض نہوگی اسلئے کہ تمتع کا دَم قربانی کے سوا ہے اور اگر عورت
احرام باندھنے کیوقت حائض ہوگئی تو طواف کے سواسب ارکان حج کے ادا کرے اور
اگر طواف رخصت کرنے کیوقت حائض ہو تو طواف رخصت کو چھوڑدے اور اپنے وطن
کو چلی جاوے یعنے اس طواف کے چھوڑنے سے اُسپر کچھہ لازم نہوگا جیسے وہ شخص کہ مکہ

رہنا اختیار کرلے (یعنے حج کے بعد اگر کوئی شخص مکہ کی اقامت اختیار کرے تو اُسپر بہی طواف رخصت لازم نہین رہتا۔

باب احرام اور حج کے اعمال مین قصورون کے بیانمین

(ذبح کرنا ایک بکری (کا) واجب (ہوتا ہے) اگر محرم (اپنے) ایک عضو کامل (پر) خوشبو لگاوے اور اگر ایک عضو سی کم کو لگاوے تو صدقہ دے اور اگر اپنے سر کو مہندی سی رنگین کرے یا زیتون کا تیل ملے یا کپڑا سیا ہوا پہنے یا دن بہر سر کو چہپاوے تو ان صورتونمین بکری ذبح کرے اور (ایک روز سی کم (اگر سر کو) چہپاوے تو صدقہ دے اور اگر چوتہائی سر کے خواہ داڑہی کے بال منڈاوے تو دم دے اور اس چوتہائی سی کم مین صدقہ دے مثل مونڈنے والے کی (یعنے اگر محرم کسیکے بال مونڈے تو اسپر صدقہ واجب ہوتا ہے) اور اگر گردن کے بال خواہ دونون بغلون کو یا ایک کو یا پچہنے لگانے کی جگہہ کے منڈاوے تو ان سب صورتونمین دم دے اور مونچہہ منڈانے مین حکم ایک مرد عادل کا ہے (کہ جو کچہہ وہ کہے صدقہ دیڈالے) اور محرم شخص اگر حلال آدمی کی مونچہین مونڈے یا ناخن کترے تو کچہہ کہانا دے اور اگر دونو ہاتہہ پانوکے ناخن ایک مجلس مین کاٹے یا ایک ہاتہہ خواہ ایک پانوکے کاٹے تو دم دے اور (اگر اس سے) کم کتراوے تو صدقہ دے اور یہی حال ہے اگر پانچ ناخن متفرق (دونو ہاتہہ پانونمین سے) لے ڈالے۔ اور اگر ٹوٹا ہوا ناخن دور کرے تو کچہہ واجب نہین ہوتا اور اگر کسی عذر کی جہت سے (مثلاً بیماری کے باعث) خوشبو لگاوے یا سیا ہوا کپڑا پہنے یا سر منڈاوے تو بکری ذبح کرے یا تین صاع گیہون چہہ مسکینونکو دے یا تین روزے رکہے (اور بعد عذر کے ان چیزونکے مرتکب ہونیسے ذبح کرنیکے سوا اور کوئی چیز درست نہین)

فصل

فصل اور کچھہ واجب نہین ہوتا اس صورت مین کہ محرم کسی عورت کی فرجگاہ کیطرف شہوت سے دیکھے اور منی نکل پڑے اور اگر بوسہ دے خواہ شہوت سے اُسکو چھوڑ دے یا اپنے حج کو فاسد کر دے اس طرح کہ عرفات مین ٹھہرنے سے پیشتر صحبت کر بیٹھے تو دم دے اور اعمال حج کے کئے چلا جاوے اور اُسکی قضا کرے اور مرد و عورت جنہون نے ہم بستری کی ہو قضا کرنے مین (حج کے یہہ ضرور نہین کہ جدا جدا ہوون اور اگر عرفات پر ٹھہرنیکے بعد صحبت کی ہو تو بدنہ واجب ہوگا اور حج فاسد نہوگا اور اگر صحبت کرے (حج مین بعد سر منڈانیکے یا عمرہ مین طواف کے اکثر پھیرون (یعنے چار یا زیادہ) سے پیشتر تو دم دے اور عمرہ اس صحبت سے فاسد ہو جاویگا اسکے اعمال بجا لاوے اور اُسکو قضا کرے اور اگر (عمرہ مین) طواف کے اکثر پھیرون کے بعد صحبت کریگا تو عمرہ فاسد نہوگا (مگر اس صورت مین دم دینا لازم ہوگا) اور بھولکر صحبت کرنی مثل جان بوجھکر صحبت کرنیکے ہے اور بکری ذبح کرے جس صورت مین کہ طواف رکن بے وضو کرے اور بدنہ ذبح کرے اگر طواف رکن حالت ناپاکی مین کرے اور اُس طواف کو (اس صورت مین) دوبارہ کرے اور اگر طواف قدوم کو یا طواف رخصت کو بے وضو کرے تو صدقہ دے اور بکری ہے اگر طواف رکن مین کے کمتر پھیرے چھوڑ دے اور اگر زیادہ پھیرونکو اس طواف کے چھوڑ دیگا تو محرم ہی بنا رہیگا (چاہیے کہ اسکو دوبارہ کرے بدون نئے احرام کے) اور بکری دے اگر طواف رخصت کے اکثر پھیرے ترک کرے یا اسکو حالت ناپاکی مین کرے اور اگر اس طواف مین سے کمتر پھیرے (یعنے تین یا دو یا ایک) ترک کرے تو صدقہ دے اور بکری دے اگر طواف رکن بے وضو کرے اور طواف رخصت با وضو ایام تشریق کے آخر دن (یعنے تیرہوین تاریخ) کرے اور اگر طواف رکن کو

حالت جنابت مین کرے تو دو دم (واجب ہوتے) ہین۔ اور بکری ذبح کرے اگر
عمرہ کا طواف اور سعی بے وضو کرے لیکن اس عمرہ اور سعی کا دوبارہ کرنا لازم نہین۔
اور بکری ہے اگر سعی چھوڑدے یا عرفات سے امام سے بیشتر چلا آوے یا مزدلفہ مین رہنا چھوڑدے
یا سب دنونکی کنکرین مارنے کو خواہ ایکدن کی کنکرین مارنے کو ترک کرے
یا بال بارھوین تاریخ کے بعد منڈاوے یا طواف رکن کو بارھوین کے بعد کرے یا حرم کو
حرم کے باہر حل مین منڈاوے۔ اور اگر قران کرنیوالا ذبح سے بیشتر سر کے بال
منڈاوے تو دو دم دینے لازم ہونگے **فصل** اگر کوئی محرم شکار کو مار ڈالے
یا ایسے شخص کو شکار بتلاوے جو اُسکو مار ڈالے تو اُسپر جزا واجب ہوتی ہے اور
(جزا شکار کی) وہ قیمت ہے جو دو مرد عادل اُسکے مار ڈالنے کی جگہہ مین یا اُسکو قریب
شہر اوین (اور امام شافعیؒ کے نزدیک صورت مذکورہ مین اُس شکار کی صورت کا
جانور واجب ہوتا ہے اور دلیل اُنپر یہہ ہے کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ مثل شکار
جو تم مین سے دو صاحب عدل حکم کرین اگر صورت کا مثل اس سے مراد لیا جاوے
تو دو شخصون کے حکم کی کیا حاجت ہے صورت کے یکسان ہونے کو تو ہر کس
و ناکس پہچانتا ہے پس ضرور ہوا کہ مثل سے غرض مال مین یکسان ہوتا ہے اور
وہ قیمت ہے صورت نہین) پس اس قیمت سے ہدی خرید کرکے ذبح کرے اگر قیمت مین
ہدی کی گنجایش ہو اور اگر اتنی قیمت نہو تو اُس سے جو اور گیہون خریدکر مساکین پر
صدقہ کرے مثل صدقہ فطر کے (یعنے ہر مسکین کو ایک صاع جو اور نصف صاع گیہون
دے) یا ہر مسکین کے یومیہ صدقہ کی عوض مین ایک روزہ رکھے (یعنے حساب کرے
کہ یہہ اناج کتنی مساکین کو تقسیم ہوگا اوسیقدر روزہ رکھے اور اگر حساب مین مسکینو

فصل

دیگر یعنی صاع سی کم بچ رہے تو اُسکو خیرات کر دے یا اُسکے عوض ایک دن
روزہ رکھے - اور اگر شکار کو زخمی کرے یا اُسکا عضو کاٹ ڈالے یا بال اُکھاڑے تو
ان افعال سے جسقدر نقصان شکار کی قیمت مین ہو جاوے اُسقدر دام لیکر صدقہ
کر دے - اور اگر شکار کے شہپر اُکھاڑ ڈالے یا اُسکے ہاتھ پانو کاٹ ڈالے یا اُسکا
دودھ دوہے یا اُسکا انڈا توڑے یا اُسمین سے مردہ بچہ نکلے تو ان سب صورتون
مین ہر ایک کی پوری قیمت واجب ہوگی - اور کوے اور چیل اور بھیڑیے اور سانپ
اور بچھو اور چوہے اور باولے کتے اور مچھر اور چیونٹی اور پسو اور کلنی اور کچھوے کے
مار ڈالنے سے کچھ لازم نہین ہوتا اور جون اور ٹڈی کے مار ڈالنے مین جو چاہے
صدقہ دے (مثلاً ایک مٹھی اناج خواہ اور ایسی ہی چیز دیدے - اور درندہ کو مار ڈالنے
مین ایک بکری سے زیادہ قیمت نہ لیجاویگی (یعنے اگرچہ قیمت درندہ کی زائد ہو مگر بکری
سے زیادہ واجب نہین ہوتی) اور اگر درندہ محرم پر حملہ کرے تو اُسکی مار ڈالنے
سے کچھ واجب نہین ہوتا بخلاف نے اختیار کے (یعنے اگر محرم بھوک سے مجبور ہوکر شکار
کو کھانے کیلئے مارے تو اُسپر جزا لازم آتی ہے) اور محرم کو ذبح کرنا بکری اور گاے اور
اونٹ اور مرغی اور گھر کی پلی بطخ کا جائز ہے اور اگر پاموز کبوتر کو یا پلے ہوے ہرن کو
ذبح کرے تو جزا لازم ہوتی ہے - اور اگر محرم کسی شکار کو ذبح کرے تو وہ حرام ہو جاتا ہے
اور تاوان دے اگر اُسکو کھالے (یعنے ذبح کئے ہوے کو کھالے تو قیمت اُسکی مساکین پر
صدقہ کرے) اور اگر اُس جانور کو دوسرا محرم کھالے تو اُسپر کچھ تاوان واجب نہین
اور محرم کو اُس شکار کا گوشت حلال ہے جسکو حلال شخص نے مار کر ذبح کیا ہو بشرطیکہ
محرم نے اُسکو شکار نہ بتلایا ہو اور نہ حکم شکار مارنیکا کیا ہو - اور حلال اگر حرم کے

شکار کو ذبح کرلے تو واجب ہے کہ اُسکی قیمت خیرات کرے نہ روزہ رکھنا (یعنے روزہ
نرکھے جیسا شکار مارنے مین رکھتا تھا) اور جو شخص کہ حرم مین شکار ساتھہ لاوے تو اُسکو
چھوڑدینا چاہیے پس اگر اوسکو بیچ لے اور شکار موجود ہو تو اس بیع کو واپس کرلینا
چاہیے اور اگر شکار مرجاوے تو اُس شخص بائع پر جزا لازم ہوگی۔ اور اگر کوئی شخص احرام
باندہے اور اُسکے گھر مین یا اُسکے ساتھہ پنجرے مین شکار ہو تو اُسپر لازم نہین کہ اُس
شکار کو چھوڑدے۔ اگر کوئی حلال شخص شکار پکڑکر احرام باندہ لے تو جو کوئی اُسکو
چھوڑدیوے وہ ڈانڈ بہرے (اسلئے کہ احرام کی حالت کے سوا مین شکار ممنوع نتہا جو
پکڑنیوالا نقصان اوٹھاوے تو اُسکے چھوڑنیوالے پر تاوان لازم ہوگا) اور اگر کوئی
محرم اس شکار کو پکڑلے تو چھوڑنیوالا تاوان ندے (اسلئے کہ پکڑنا شکار کا حالت احرام
مین ممنوع ہے تو اُسکے چھوڑنیوالے پر تاوان نہوگا) پہر اگر کسی دوسرے محرم نے اُسکو
مارڈالا تو دونو محرم تاوان دین (اول تو شکار پکڑنے کی جہت سے اور دوسرا اُسکے
مارڈالنے کے سبب سے) اور جسنے شکار پکڑا تہا وہ اپنا تاوان مارنیوالے سے پہیرلے
(اسلئے کہ اگر وہ نمارتا تو شاید پکڑنے والا اُس شکار کو خود چھوڑ دیتا تو اُسکے ذمہ
کچہہ بہی واجب نہوتا اب جو تاوان دینا پڑا تو اُسکے مارڈالنے کی جہت سے دینا پڑا)
پس اگر محرم حرم کا گہاس کاٹے یا ایسا درخت جو کسیکی ملک نہو اور نہ اُن چیزونمین سے
ہو جنکو لوگ بویا کرتے ہین تو اُسکی قیمت کا تاوان دے لیکن اگر گہاس اور درخت خشک
ہو تو اُسمین کچہہ تاوان نہین۔ اور حرام ہے حرم کی گہاس کا چرانا اور کاٹنا سوای اذخر
کے (اور وہ ایک گہاس خوشبودار ہے اُسکا کاٹ لینا حاجت کیواسطے درست ہے)
اور جو قصور ایسے ہین کہ اُنکے باعث تنہا حج کرنیوالے پر ایک دم لازم آتا ہے تو اُنکی

جہت سو قران والے پر دو دم لازم آتے ہین ایک حج کیواسطے اور ایک عمرہ کے لئے مگر ایکصورت مین کہ قران والا احرام باندہنے کی جگہہ سے بدون احرام کے آگے بڑہجاوے (تو اسصورت مین تنہا حج کرنیوالے اور قران والے دونون پر ایکدم سے زیادہ لازم نہین) اور اگر دو محرم ملکر ایک شکار مارین تو جزا دو دینی پڑینگی اور اگر دو حلال ملکر حرم کا شکار مارین تو ایک جزا سے زیادہ لازم نہوگی (اسلئے کہ یہہ جزا حرم محترم کی تعظیم کے لئے ہے اور وہ ایک ہی ہے اور پہلی جزا احرام مین امر ممنوع کرنیکی جہت سے ہے اور وہ دو شخصون سے سرزد ہوا ہے) اور اگر محرم شکار کو بیچے یا خریدے تو یہہ خرید و فروخت باطل ہے اور اگر کوئی شخص حرم مین سے ہرنی پکڑلاوے اور اُسکے بچہ پیدا ہوا اور دونو مرجاوین تو اُسکو دونو کا تاوان دینا چاہئے اور اگر وہ ہرنی کا تاوان دیچکا اُسکے بعد وہ بچہ جنے اور دونو مرجاوین تو بچہ کا تاوان نہ دے ؛

باب میقات پر سے بدون احرام کے آگے بڑہنے کے بیان مین

جو شخص بدون احرام کے میقات سے گذر جاوے اور پہر میقات کو احرام باندہکر لبیک کہتا ہوا لوٹ آوے یا بدون احرام آگے بڑہ گیا تہا پہر عمرہ کا احرام باندہ لیا اور عمرہ کو فاسد کرکے اُسکو قضا کیا (اسطرح کہ دوسرا احرام میقات پر سے باندہا تو) جو ذبح کرنا اُسکے ذمہ میقات پر سے بدون احرام نکلجانیکے باعث لازم ہوا تہا وہ ساقط ہوجاویگا اور اگر کوفہ کا کوئی رہنے والا (یا کسی اور شہر کا) بنی عامر کے باغون کسی اپنے کام کو آوے (اور یہہ باغ حرم کے باہر میقاتون کے اندر واقع ہے) تو اس شخص کو مکہ مین بدون احرام داخل ہونا جائز ہے اور (حج کیواسطے) اُس شخص کی میقات وہی باغ ہے اور جو کوئی مکہ مین بدون احرام کے داخل ہو پہر اُسی سالمین اپنے ذمہ پر سے حج اسلام

باب میقات پر سے بدون احرام کے آگے بڑہنے کے بیان مین

کو ادا کرے تو یہہ حج عوض اوس حج کے جو اوسکے ذمہ ہے مکہ مین بیدون احرام داخل
ہونے سے ہوا تہا جائز ہوگا اور اگر سال بدلجاوے (یعنے حج اسلام دوسرے برس
کرے تو اوسکی عوض) جائز نہوگا (غرضکہ جو کوئی مکہ مین بیدون احرام چلا آتا ہے اوسکو
حج لازم ہوجاتا ہے اور اگر اوسی سال مین حج اسلام ادا کرے تو دوسرے حج کی ضرورت
نہین ایک ہی دونوں کے عوض ہوجائیگا؛

باب ایک احرام پر دوسرا احرام کر لینے کے بیان مین

ایک مکہ کے رہنے والے نے عمرہ کے طواف کا ایک پہیر کیا پہر حج کا احرام باندہ لیا تو حج کو ترک کرے
اور اوسپر حج اور عمرہ دونوں کی قضا اور دم لازم ہوگا اسلئے ترک کرنے حج کے پہر اگر
حج اور عمرہ کے افعال پوری کردی تو جائز ہوگا اور دم لازم آویگا (کہ کیی ہو کر دونو
کو اکٹہا کیا) اور اگر کسی شخص نے حج کا احرام کیا پہر قربانی کے دن (یعنے دسوین
تاریخ) دوسرے حج کا احرام کر لیا تو اگر اول حج مین اوسنے بال منڈا لئے ہین تو
اوسکو دوسرا حج کرنا لازم ہوگا اور دم دینا نہ پڑیگا اور اگر بال نہ منڈائے ہون تو حج
دوم بہی لازم ہوگا اور دم دینا بہی پڑیگا گو بال کترا دے یا نہ کترا دے (یعنے دوسرے
احرام مین کہ پہلے احرام کے بعد باندہا ہے بال کترانے سے دم ساقط نہوگا اور کترانے
سے مراد دور کرنا بالون کا ہے خواہ منڈانے سے ہو یا کترانے سے) اور جو شخص سعی
بال منڈا لینیکے اپنے عمرہ کے سب افعال سے فارغ ہوجاوے پہر احرام دوسرے عمرہ کا
باندہ لے تو اوسپر دم لازم آویگا (اسلئے کہ اوسنے دو احراموں کو جمع کر دیا) اور جس شخص
نے احرام حج کا باندہا پہر عمرہ کا احرام کر لیا پہر عرفات مین ٹہہرا تو اوسنے عمرہ کو ترک
کیا اور اگر صرف عرفات کیطرف کو چلے تو (جب تک وہان توقف نکریگا عمرہ کا ترک کرنا متحقق

نہوگا۔ پہر اگر حج کا طواف کر کے عمرہ کا احرام باندہ لے اور اونکے اعمال بجالاوے تو ذبح کرنا اوسپر واجب ہی اور مستحب ہی کہ اُس عمرہ کو ترک کرے۔ اور اگر قربانی کے روز عمرہ کا احرام باندہی تو عمرہ لازم ہوجاتا ہی مگر اوسوقت اوسکا ترک کرنا لازم ہے اور اُس عمرہ کی قضا مع دَم کے لازم ہی اگر اُسوقت عمرہ کو نچہوڑا اور حج اور عمرہ کو افعال دونوکی تو جایز ہوجاویگا اور دَم دینا پڑیگا اور جس شخص سے حج فوت ہوجاوے پہر وہ عمرہ یا حج کا احرام کرلے تو دونوکو اُسوقت ترک کرے اور عمرہ کی قضا مین تو صرف عمرہ کرے اور حج کی قضا مین حج اور عمرہ دونو کرے؛

باب حج اور عمرہ سے رُکجانیکے بیان مین

جو شخص کہ دشمن یا مرض کی جہت سے حج خواہ عمرہ سے رُک گیا ہو اوسکو چاہئے کہ ایک بکری روانہ کرے اور اگر قِران والا ہو تو دو دَم روانہ کرے یہہ دَم اُسکی طرف سے ذبح کیا جاوے اوسکے بعد وہ احرام کہولدے اور اُس دَم کا ذبح ہونا حرم مین چاہئے یہہ نہین کہ قربانی کے روز ذبح ہو۔ اور جو کوئی کہ حج سے رُک کر حلال ہوجاوے تو اوسپر قضا ایک حج اور ایک عمرہ کی ہے اور اگر عمرہ سے رُکا ہی تو ایک عمرہ کی قضا ہے اور قِران والے پر ایک حج اور دو عمرہ کی قضا ہے۔ پہر اگر ہدی کے روانہ کرنیکے بعد رُکاوٹ جاتی رہی اور وہ شخص ہدی کو پکڑ سکتا ہی اور حج ادا کرسکتا ہی تو حج کو چلا جاوے ورنہ نجاوے (ہدی رکاوٹ کو کافی ہوگی اور حج یا عمرہ کی قضا کردے) اور جب عرفات مین ٹہہر چکا تو پہر روکا جانا معتبر نہین (اسلئے کہ اُسکا حج پورا ہوگیا اور جو رکن سب مین عمدہ تہا وہ تو ادا ہوگیا باقی رہا طواف رکن اور طواف رخصت اور سر منڈانا تو اِن سب اعمال کو دیر سے ادا کرلیگا) اور جو شخص دو رکنون سے روکا جاوے (یعنے عرفات پر ٹہرنا اور طواف ...) اسلام

ٹھہرنے اور طواف رکن کرنے سی رہ اگرچہ مکہ معظمہ مین ہی ہو روکا ہوا کہلاویگا ورنہ روکا ہوا نہوگا؛

باب حج کے نملنے کے بیان مین ۔ جس شخص کا حج عرفات پر ٹھہرنیکے باعث فوت ہوجاوی تو اوسکو چاہیے کہ عمرہ کرکے حلال ہوجاوی اور اوسپر سال آئندہ مین حج بدون قربانی لازم ہوگا یعنے حج کی قضا مین دَم دینا واجب نہوگا اور عمرہ فوت نہیں ہوتی کی چیز نہین اور عمرہ یہہ ہی کہ احرام کے بعد طواف اور سعی کرے اور سر منڈاوی یا بال کتراوی اور یہہ تمام سال مین جایز ہے مگر عرفہ کے روز اور قربانی کے دن اور ایام تشریق مین مکروہ ہے اور عمرہ سنت موکدہ ہی (واللہ اعلم)

باب دوسرے کیطرفسے حج کرنیکے بیانمین ۔ عبادت مالی مین جیسے زکوۃ یا صدقہ فطر کے دینے مین نیابت دونو صورتومین ہوسکتی ہی آدمی خود قادر ہو یا نہو اور عبادت بدنی مین (مثل نماز اور روزہ کے) کسی صورتمین نیابت نہین چل سکتی اور جو عبادت کہ مرکب ہو مالی اور بدنی سی (جیسا حج اور عمرہ ہی) اوسمین نیابت جب چل سکتی ہی کہ نایب کرنیوالا عاجز ہو اور اگر خود قادر ہو تو نیابت درست نہین اور حج کرانیکے لئی یہہ شرط ہی کہ جسکی طرفسی حج ہو وہ ہمیشہ کو اپنی مرنے تک عاجز ہو اور یہہ شرط حج فرض کے لئی ہے نہ نفل کے لئی یعنے نفل حج مین دوسرا شخص اگر قادر بہی ہو تو باوجود قدرت کے نایب کردینا جائز ہے اور جو شخص دو آدمیون کیطرفسے احرام باندہے وہ جتنا خرچ ہوا ہو اون دونونکو پہنچا دی اسلئی کہ حج ہر ایک کی طرفسی جدا جدا چاہئے تہا وہ ثابت نہین ہوا اور احرام کہولنے کا دم بہیجنے والیکے ذمہ ہی اور قران اور قصور کا دم نایب کے ذمہ ہی اگر نایب حج کے راستہ مین مرجاوی تو جسکی طرفسی حج کو گیا تہا اوسکی ترکہ مین سی جسقدر رہا ہو

تھای لیکر حج اوسکی طرف سے اسی جگہہ سے کرایا جاوے جہان وہ رہتا تھا نہ اوس جگہہ سے جہان نائب مرا ہے اور جو شخص حج کے لئے اپنے ماں باپ دونو کیطرف سے احرام باندہے پھر اسکے بعد انمین سے ایک کے لئے معین کردے تو جائز ہوگا ؛

بیان ہدی میں

باب ہدی کے بیانمین

(جو حرم مین ذبح کے لئے بھیجی جاوے) کم سے کم ہدی بکری ہے (کہ اوس سے کمتر درست نہین) اور ہدی اونٹ اور گائے اور بکری سے ہوسکتی ہے اور جو جانور قربانی کے لئے درست ہین وہ ہدی مین جائز ہین اور بکری ہر صورت مین درست ہے مگر جو طواف فرض (یعنے طواف رکن) ناپاکی مین کیا ہو یا بعد عرفات پر ٹھہرنیکے صحبت کی ہو (تو ان صورتونمین بکری جائز نہین بدنہ لازم آتا ہے جو اونٹ اور گاے کا ہوتا ہے) اور صرف ہدی نفل اور تمتع اور قران کا کہانا درست ہے (یعنے اگر صاحب ہدی چاہے تو انمین سے کہاوے) اور تمتع اور قران کے دم کا ذبح کرنا قربانی کے روز مخصوص ہے صرف اسی روز ذبح کرے اور انکے سوا اور دم جب چاہے ذبح کرے اور تمام اقسام ہدی کا ذبح کرنا حرم مین مخصوص ہے فقیر حرم پر مخصوص نہین (بلکہ غیر حرم کے فقیرونکو بھی انکا دینا درست ہے) اور واجب نہین ہدی کا عرفات کو لیجانا اور ہدی کی جہول اور نکیل کو صدقہ کردے اور قصائی کی مزدوری انمین سے نہ دے اور بدون سخت ضرورت کے اوسپر سوار نہو اور نہ اوسکا دودھ نکالے اور اوسکے تھنون پر ٹھنڈا پانی چھڑکدے (کہ دودھ نہ ٹپکے کنز مین جو نقاخ کا لفظ ہے وہ نون کے پیش اور قاف اور خا معجمہ سے آب سرد کے معنون مین ہے) پس اگر ہدی واجب مر جاوے یا عیبدار ہو (یعنے اوسمین ایسا عیب ہو جاوے جو ہدی مین درست نہین) تو اوسکی جگہہ دوسری ہدی قائم کرے اور عیبدار اسکی خود کی رہیگی (اوسکو جو چاہے کرے) اور اگر ہدی نفل کی ہو

اور عیبدار ہو جاوے تو اوسکو ذبح کر دے اور اوسکے خون سے اوسکے سُم بہر دے
اور ایک چھاپہ خون کا اُسکی گردن کیطرف لگاوے جس سے معلوم ہو کہ یہی ہدی ہے اور
اُسکو کوئی غنی نہ کہاوے اور کلاوہ صرف نفل کے بدنہ اور قران اور تمتع کے
بدنہ کے گلے مین باندہا جاوے (یعنے انکے سوا اور دم مثل رُکجانیکے اور قصور کے
دم کے گلے مین کلاوہ نہ باندہین) اور اگر لوگ اسبات کی گواہی دین کہ حاجی عرفات مین
عرفہ سے ایک روز پہلے ٹھہرے ہین تو اونکی گواہی قبول کیجاویگی (یعنے دوسرے
روز پہر عرفات پر ٹھہرنا چاہیے) اور اگر یہہ گواہی دین کہ عرفہ سے (ایک روز
بعد) ٹھہرے ہین تو قبول نکیجاویگی (اور مراد گواہی سے ماہ ذی الحجہ کے چاند دیکہنے
کی گواہی ہے اسطرح کہ عرفات پر ٹھہرنا عرفہ کے روز سے ایکدن پہلے یا پیچھے لازم آوے
حاصل یہہ ہے کہ اگر عرفات پر ٹھہرنے کی خطا کا تدارک ممکن ہو تب تو گواہی قبول
کیجاویگی ورنہ مقبول نہوگی) اور اگر کوئی شخص اول جمرہ کو کنکرین مارنی گیارہوین
تاریخ ترک کرے تو (اوسکی قضا مین چاہیے سب کو ترتیب کنکرین مارے خواہ صرف
اول کو مارے (اور یہی حال ہے بارہوین اور تیرہوین تاریخ کا بخلاف روز اول کے یعنے
دسوین کے کہ اوسمین سوای جمرہ عقبہ کے اور جمرات کو کنکرین نہین مارتے) اور جو شخص اپنے
اوپر حج کو پا پیادہ واجب کرے مثلاً نذر وغیرہ سے تو اوسکو چاہیے کہ سوار نہو جبتک
کہ طواف رکن نکرے (اسلئے کہ یہہ طواف فرض ہے اور حج کے ارکان اوس سے تمام
ہو جاتے ہین بعد اس طواف کے اوسکو اختیار ہے چاہے سوار ہو یا پیادہ رہے) اور جو
شخص کہ مُحرم لونڈی خریدے (اور اُس سے صحبت چاہے) تو چاہیے کہ اُسکو حلال
کرلے پہر صحبت کرے (یعنے لونڈی کے احرام مین یہہ نچاہیے کہ اُس سے صحبت

کریں اور اپنی صحبت سے اُسکو حلال کرے بلکہ پہلے اُسکو حلال کرلے پہر صحبت کرے
واللہ اعلم بالصواب

کتاب النکاح

اسمین نکاح کا بیان ہی جاننا چاہیے کہ نکاح دنیا کی ضروری باتون سے ہی مثل کہانے
اور پینے اور لباس اور رہنے کے مکان کے اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ نکاح
میری سنت سے ہی جو شخص کہ میری سنت سے مونہہ پہیرے وہ میری امت مین سے اور
میرے طریق پر نہین نکاح ایک معاملہ ہی کہ عورت سے فایدہ لینے کے لئے قصداً ہوا کرتا ہی
یعنے اس معاملہ مین قصداً صحبت کا حلال کرنا ہوتا ہے ورنہ لونڈی کے خریدنے
مین بہی صحبت حلال ہوجاتی ہے مگر قصد اولی سے نہین ہوتی بلکہ اول ملک اُس
لونڈی کی خود کی ہوتی ہے اُسکی تبعیت مین صحبت حلال ہوجاتی ہی اور نکاح سنت ہی
اور جبکہ خواہش صحبت زیادہ ہو اوسصورت مین نکاح واجب ہی تاکہ زنا مین مبتلا ہونے
سے محفوظ رہے اور نکاح ایک کے ایجاب اور دوسرے کے قبول سے ہوجاتا ہی اگر شرط
ہے کہ ایجاب و قبول ایسے الفاظ سے ہون جو زمانہ گذشتہ کے لئے بنائے گئے ہون
خواہ دونو زمانہ گذشتہ کے لئے موضوع ہون یا ایک مثلاً مرد کہے کہ مین نے
تجہہ سے نکاح کیا اور عورت کہے کہ مین نے قبول کیا یہان دونو ماضی ہین یا عورت
کہے کہ مجہہ سے بیاہ کرلے اور مرد کہے کہ مین نے تجہہ سے بیاہ کرلیا اسمین ایک لفظ ماضی ہے
اور نکاح لفظ نکاح اور تزویج اور اُن لفظون سے درست ہوتا ہی جو اسیوقت چیز
کے مالک کردینے کے لئے بنائے گئے ہین مثلاً ہبہ کے لفظ سے درست ہوجاویگا لیکن
اجارہ کے لفظ سے درست نہوگا اسلئے کہ لفظ اجارہ چیز کی ملکیت کے لئے نہین بنا

بلکہ نفع کے مالک کر دینے کو نباہی اور وصیت کے لفظ سے بھی درست نہیں
اسلئے کہ وصیت اوسی وقت چیز کی ملکیت کے لئے نہیں ہے بلکہ بعد موت کے مالک کر دینے
کو نبی ہے اور (شرط یہہ ہو کہ ایجاب و قبول) دو آزاد مردون خواہ ایک آزاد مرد اور دو
آزاد عورتون کے سامنے ہو اور وہ دونو عاقل اور بالغ اور مسلمان ہون اگرچہ
گناہگار ہون یا گالی وغیرہ کے بدلے مین انکو سزا شرعی ہوئی ہو یا دونو اندہے ہون
یا دونو خاوند بیبی کی اولاد ہون ۔ اور اگر کوئی مسلمان مرد کسی ذمی عورت سے دو ذمیون
کے سامنے نکاح کرے (یعنے گواہ نکاح کے دو ذمی ہون) تو (یہہ نکاح) درست ہے
اور جس شخص نے کسی دوسرے سے کہا کہ میری صغیر لڑکی کا نکاح کر دے اور اوسنے ایک مرد
کے سامنے نکاح کر دیا اور باپ موجود تہا تو نکاح درست ہو گا اور اگر وہ موجود نہو گا تو
(نکاح) درست نہو گا (اسلئے کہ باپ کے موجود ہونے سے باپ خود نکاح پڑہنے والا
مانا جاویگا اور وہ مرد اجنبی اور ایک جسکو نکاح کر دینے کو کہا تہا دونو گواہ ٹھہرینگے
اور اگر باپ موجود نہو گا تو صرف ایک شخص اجنبی گواہ رہیگا اور یہہ درست نہیں)

فصل اُن عورتون کے بیان مین جنسے نکاح کرنا حرام ہے ۔ حرام ہے نکاح کرنا اپنی
مان سے اور بیٹی سے اگرچہ دور کی ہون (یعنے نانی ہو یا دادی یا نواسی ہو یا پوتی
ایک مرتبہ کی ہو یا کئی مرتبہ کی) اور (حرام ہے نکاح کرنا) اپنی بہن اور بہانجی و بہتیجی اور
پھوپھی اور خالہ اور ساس اور اپنی بیبی کی لڑکی سے بشرطیکہ بیبی سے صحبت کر چکا ہو
(اور اگر صحبت نکی ہو تو نکاح اوسکی لڑکی سے درست ہے) اور اپنے باپ کی بیبی سے
اور اپنی بہو سے اگرچہ باپ اور بیٹا دور کا ہو (یعنے دادا ہو یا پوتا) انکی بیبی سے
نکاح کرنا حرام ہے اور یہہ سب رشتے دودہ کے ناتے سے بھی حرام ہین (جیسے

نسب مین حرام ہین) اور (حرام ہے (جمع کرنا دو بہنون کا نکاح مین یا صحبت مین خریدنے کی جہت سی (یعنے دو بہنونکو نہ نکاح مین جمع کرنا چاہیے نہ خرید کر ایکساتھہ محرم بنانا چاہیے) پس اگر کوئی شخص اپنی لونڈی سے صحبت کرے پہر اوسکی بہن سے نکاح کرے تو اب دونوںمین سی ایک کے ساتھہ بہی ہم بستر نہو (اسلئے کہ دو بہنون کا جمع کرنا صحبت مین لازم آجاویگا گو ایک کی صحبت نکاح سی ہوگی اور دوسری کی ملکیت کی جہت سی) جبتک کہ خریدی ہوئی لونڈی کو بیچ نڈالے (اوسکی فروخت کے بعد منکوحہ سی صحبت جایز ہوجاویگی) اور اگر کسی مرد نے دو بہنون سی دو عقدون مین نکاح کیا اور یہہ معلوم نہین کہ اول کسکا ہوا تو اوس مرد اور اون دونو بہنون مین جدائی کردیجاوی اور اون دونو بہنونکو آدہا مہر ملیگا (اسلئے کہ صحبت سی پہلے جدا ہونے کی صورت مین آدہا مہر لازم آتا ہی اور یہہ معلوم نہین کہ کسکو ملنا چاہیے اسو اسطے یہہ آدہا مہر دونو کو نصف نصف ملیگا) اور (نہین درست ہی جمع کرنا ایسی دو عورتون کو کہ جونسی اونمین سی مرد مفروض کیجاوی تو دوسری کے ساتھہ اوسکا نکاح درست نہو (مثلاً پہوپہی اور بہتیجی کو ایک ساتھہ نکاح مین نرکہے اسلئے کہ انمین سے جسکو مرد فرض کرین تو اوسکا نکاح دوسری سی درست نہین) اور زنا کرنا اور شہوت سے ہاتہہ لگانا اور مرد کو شہوت سی عورت کی شرمگاہ کا دیکہنا یا اسکا عکس ان سب باتون سی حرمت دامادی ثابت ہوجاتی ہے (یعنے جس طرح منکوحہ کی مان حرام ہے اسیطرح جس عورت سی زنا کیا ہو یا اوسکو شہوت سی ہاتہہ لگایا ہو یا اوسکی شرمگاہ کو شہوت سی دیکہا ہو اوسکی مان سی بہی نکاح کرنا حرام ہی) اور (حرام ہے) اپنی طلاق دی ہوئی بی بی کی بہن سی نکاح کرنا جبتک کہ وہ طلاق کی عدت مین ہو اور اسیطرح

اپنی لونڈی سے نکاح کرنا اور غلام کو اپنی مالکہ سے نکاح کرنا اور مسلمان کو مجوسی
اور بت پرست عورت سے نکاح کرنا ناجائز ہے اور درست ہے کتابیہ عورت سے
یعنے یہودی خواہ نصرانی سے نکاح کرنا اور صابئیہ عورت سے نکاح کرنا صابئی ایک
فرقہ انصاری کا ہے جو زبور پڑہتے ہین اور بعضے ستارونکی تعظیم کرتے ہین لیکن
انکی تعظیم عبادت کے طور پر نہین کرتے تاکہ مشرک ہوجاوین اور درست ہے
احرام والی عورت سے نکاح کرنا اگرچہ دونو محرم ہو اور دوسرے کی لونڈی
سے نکاح کرنا گو وہ لونڈی اہل کتاب مین سے ہو اور درست ہے لونڈی
کے نکاح پر آزاد عورت سے نکاح کرنا نہ اسکا عکس یعنے یہہ جائز نہین کہ آزاد
عورت اگر نکاح مین ہو تو اوسپر لونڈی سے نکاح کرے اگر چہ یہ لونڈی کا نکاح اُس
عورت آزاد کی عدت کے دنو مین ہو تا ہم جائز نہوگا اور نکاح کرنا صرف چار عورتون
آزاد کا خواہ چار لونڈیون کا درست ہے یعنے چار عورتون کے سوا نکاح مین
جمع کرنا درست نہین خواہ وہ آزاد ہون یا لونڈیان اور غلام کو صرف دو عورتون
سے نکاح کرنا درست ہے خواہ آزاد ہون یا لونڈیان اور نکاح اُس عورت کا جسکو
زنا سے پیٹ ہو درست ہے نہ دوسری طرحکا پیٹ یعنے جس عورت کا حمل زنا سے ہو
اُسکا نکاح درست نہین اور جائز ہے نکاح اوس عورت کا جس سے صحبت ملک کے باعث
یا زنا کے طور کی ہو یعنے بعد صحبت کے نکاح اُس سے درست ہے اور درست ہے
نکاح اُس عورت کا جو حرام عورت کے ساتہہ عقد مین آئی ہو اسطرح کہ ایک عقد مین
دو عورتون سے نکاح کیا کہ ایک اُن دونو مین سے اوسپر حرام تہی تو دوسری کا نکاح
درست ہوگا اور مہر جتنا ٹھہرایا ہو تمام وکمال اُس حلال عورت کا ہوگا اُس حرام

عورت کو کچھ نملیگا اور باطل ہے نکاح متعہ اور میعادی (متعہ کیصورت یہہ ہی کسی عورت سی کہے کہ مجہہ سی اسقدر روپیہ لیلے تاکہ مین تجہہ سی اتنے دنون کام نکالون اور یہہ معاملہ شروع اسلام مین مشروع تہا پہر منسوخ ہو گیا اور میعادی نکاح کیصورت یہہ ہی کہ کسی عورت سی نکاح کی سب شرطون کے ساتہہ نکاح کرے اور کہی کہ مین نے ایک مہینے کیواسطے تجہہ سی نکاح کیا ہی اِس نکاح کا حال بہی متعہ کا سا ہی) اور جائز ہے مرد کو صحبت کرنی ایسی عورت سی جو یہہ دعوی کری کہ تونے مجہہ سے نکاح کیا ہے اور گواہونکی رو سی اوسپر حکم نکاح کا کر دیا جاوے حالانکہ (واقع مین نکاح نہوا ہو یعنے ایکعورت نے قاضی کے سامنے دعوی کیا کہ اِس مرد نے مجہہ سے نکاح کیا ہے اور اُس دعوی پر گواہ گذرانے اور قاضی نے گواہی مانکر دونو مین حکم نکاح کا کر دیا تو اِسصورت مین اُس مرد کو اُس عورت سی صحبت کرنی جائز ہے گو واقع مین نکاح نہوا تہا اور گواہون نے جہوٹی گواہی دی تہی اور اِس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی وہ کہتے ہین کہ چونکہ حقیقت مین نکاح نہ تہا اسلئے صحبت درست نہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ اگر پہلے نکاح نہ تہا تو اب ہو گیا یعنی قاضی کے حکم نے گویا نیا عقد کر دیا لیکن یہہ عورت کا حلال ہوجانا اِس امر پر مشروط ہی کہ کوئی اور سبب مانع نکاح کا اُس مرد و عورت مین نہو مثلاً ایک دوسرے کے محرم نہون اور دودہ کا رشتہ نہو اور روایت صحیح ہی کہ یہہ مقدمہ حضرت علیؓ کی خلافت مین واقع ہوا تہا کہ ایک شخص نے ایکعورت پر دعوی نکاح کا کیا اور جہوٹے گواہ گذراندے حضرت علیؓ نے اُن دونو مین نکاح کا حکم کر دیا عورت نے عرض کیا کہ بہتر اگر اب کچہہ چارہ نہین تو میرا نکاح اِس مرد سی کر دو اسلئے کہ واقع مین نکاح نہین ہوا آپنے فرمایا کہ اِنہین گواہون نے

سیر از نکاح کر دیا یعنے حاجت دوسرے نکاح کی نہین ؟

باب بیان مین ولیون اور کفوؤن کے

(یعنے ہمسرون) کے جو عورت کہ آزاد اور عاقل اور بالغ ہو اوسکا نکاح بدون اجازت اوسکے ولی کے جائز ہے اور اس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہے کہ اونکے نزدیک بدون ولی کی اجازت کے نکاح نہین ہوتا اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہے کہ آیات قرآنی مین معاملات کی نسبت عورتون کیطرف بہت جگہہ ہے چنانچہ اس آیت مین فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسہن اور اس آیت مین فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت مالک عقد کی ہوتی ہے اور باکرہ عورت یعنے کنواری اگر بالغ ہو تو ولی کو نہین پہونچتا کہ زبردستی سے اوسکا نکاح کر دے اس مسئلہ مین بھی امام شافعی رح کا خلاف ہے اور دلیل امام اعظم کی قول رسول اللہ صلعم کا ہے کہ کنواری سے اوسکے خود کی بابمین اجازت طلب کیجاوے اور اوسکا چپ رہنا اجازت ہے اور اسیکو موافق بہت قصون مین ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد اور دارقطنی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے پس اگر ولی نے کنواری سے اجازت مانگی اور وہ چپ ہو رہی یا ہنس پڑی یا یہہ کہ ولی نے اسکا نکاح کر دیا اور وہ نکاح کو سنکر چپ ہو رہی تو یہہ اذن مین داخل ہے لیکن اگر ایسا شخص اجازت مانگے جو ولی نہو تو زبان سے اجازت دینی ضرور ہے جیسے اس عورت کی اجازت جو کنواری نہو یعنے اسکا چپ رہنا یا ہنس دینا اجازت مین کافی نہین زبان سے کہنا معتبر ہے اور جس عورت کی بکارت کودنے سے یا حیض سے یا زخم سے یا بہت دنون ٹھہرنے سے خواہ زنا سے جاتی رہی ہو تو وہ زبردستی نکاح کرنے اور اجازت مانگنے مین مثل کنواری کے ہے اور اگر عورت اور شوہر

چپ رہنے مین مختلف ہون تو عورت کا قول معتبر ہوگا اور ولی کو اختیار ہے چھوٹے
لڑکے اور لڑکی کے نکاح کرنے کا خواہ ولی باپ ہو یا کوئی ہی اور ہے اور ولی عصبہ
ہوتا ہے وراثت کی ترتیب پر (یعنے جو شخص ارث مین مقدم ہے وہ ولی نکاح ہونے
مین بھی مقدم ہے) اور اُن دونو کو بعد بالغ ہونیکے اختیار عقد کے توڑنے کا ہے
بشرطیکہ نکاح باپ دادی کے سوا کسی اور نے کیا ہو اور قاضی کا حکم بھی واسطے
اس عقد کے توڑنے کے شرط ہے (یعنے نابالغ کو چاہیے کہ بعد بالغ ہونیکے قاضی
کے یہان رجوع کرے تاکہ وہ اُس نکاح کو توڑ دے) اور صغیر کا اختیار جاتا
رہتا ہے جس صورت مین کہ حال نکاح کا اُوسنے اپنے کنوارے پن مین جانا اور بعد
بالغ ہونیکے چپ ہو رہی اور صغیر کا اختیار بعد بلوغ کے چپ رہنے سے نہین
جاتا جبتک راضی نہو جاوی گو رضامندی حال کی دلالت سی معلوم ہوتی ہو اور
اگر اُن دونو مین سی نکاح کے ٹوٹنے سے بیشتر کوئی مر جاویگا تو دوسرا اُوسکے ترکہ سے
وراثت پاویگا اور غلام اور نابالغ اور دیوانہ کو ولی ہونے کا حق نہین اور نہ مرد
کافر مسلمان عورت کا ولی ہو سکے۔ اور جس صورت مین کہ عورت کے کوئی عصبہ نہو تو
ولایت مان کو ہے پھر حقیقی بہن کو پھر علاتی (جسکا باپ ایک ہو) بہن کو پھر اخیافی (جسکی مان ایک ہو) بھائی یا بہن کو
پھر ذوی الارحام کو (مثلاً نواسہ کو یا بھانجہ کو) اور اگر یہ بھی نہون تو حاکم کو حق
ولایت ہے (یعنے بادشاہ یا قاضی کو۔ اور اگر ولی قریب موجود نہو بلکہ اتنے فاصلہ پر ہو
کہ وہان تک جانے مین نماز قصر سی پڑھنی جاوی تو دوسرے ولی کو اختیار نکاح کر دینے
کا ہے اور اُسکا نکاح کیا ہوا قریب تر کے ولی کے آنے سے جاتا نرہیگا بلکہ بدستور
صحیح رہیگا اور دیوانی عورت کا ولی اُسکا لڑکا ہوتا ہے باپ نہین ہوتا

فصل

فصل جو عورت غیر کفو سے نکاح کر لے تو ولی خاوند بی بی کو جدا کر دے اور
تہوڑے سے ولیون کا راضی ہونا ایسا ہی جیسا سبکا راضی ہونا اور اوسکے خاوند
سے مہر کا لینا یا اور اسیطرح کی بات کرنی مثلاً اوسکے جہیز کا سامان کر دینا رضامندی
ہے چپ ہو رہنا رضامندی نہین۔ اور ہمسری اور برابری نکاح مین نسب کی راہ
سے معتبر ہوتی ہے پس قریشی آپسمین ایکدوسرےکے کفو اور برابر ہین اور عرب کے لوگ
سوای قریش کے سب آپسمین کفو ہین اور برابری کا اعتبار آزادی اور مسلمان ہونے مین
بھی چاہیے اور جسکا باپ اور دادا آزاد اور مسلمان ہو وہ مثل اُس شخص کے ہے جسکی
پشت ہا پشت ایسی ہی ہون (یعنے جو شخص باپ اور دادی سے مسلمان اور آزاد ہو
وہ ایسے شخص کا کفو ہے جسکی بہت پشتین آزاد مسلمان ہون) اور برابری کا اعتبار
پرہیزگاری اور بدکاری اور توانگری اور پیشہ وری کی راہ سے بھی چاہیے جیسے
لوہار اور بڑہئی اور جولاہا اور گندہی اور چمار اور جاروب کش کہ انمین سے ہر ایک
اپنے ہم پیشہ کی برابر ہین اور اگر عورت اپنے نکاح مین مہر مثل سے گہٹا دی تو ولی کو اختیار
ہے کہ نکاح کو توڑ دے یا مہر کو کامل کر دے اور اگر کوئی شخص اپنے بچہ کا نکاح غیر کفو
سے کر دے یا مہر بہت سا گہٹا کر باندہے تو نکاح درست ہے مگر سوا باپ اور دادا
کے اور کسیکو یہہ امر جائز نہین **فصل** چچا کے بیٹے کو اختیار ہے کہ اپنے چچا کی دختر
کا نکاح اپنے آپ سے کر لے اور اگر عورت نے کسیکو وکیل اختیار کیا ہے نکاح کر دینے
کا کیا ہو تو اُس کو بھی اختیار ہے کہ اُس وکیل کرنے والیکو اپنے نکاح مین لے آوے
اسلیے کہ یہہ دونو اگر اپنے سوا کسی دوسرے سے اُن عورتون کا نکاح کر دین تو جائز
ہوتا ہے اگر خود اپنی ذات سے کر لینگے تب بھی درست ہوگا اور اگر غلام یا لونڈی بدون

اجازت آقا کے اپنا نکاح کرلے تو یہہ نکاح آقا کی اجازت پر موقوف رہیگا جیسے فضولی کا نکاح (کہ وہ بھی طرفین کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر وہ اجازت دین تو درست ہو جاتا ہے ورنہ باطل نکاح مین فضولی اوسکو کہتے ہین کہ مرد وعورت کی اجازت کے بدون خواہ بغیر ایک کی اجازت کے بالا بالا نکاح کر دے) اور نصف عقد غائب شخص کے قبول کرنے پر موقوف نہین رہتا (یعنے اگر ایک طرف سے ایجاب ہوا اور دوسری جانب وہان موجود نہین تو یہہ ایجاب اسکی حاضری پر موقوف نرہیگا بلکہ اوسکے آنیکے بعد نئے سرے سے ایجاب کرنا چاہئیے پہلا ایجاب جو ہوا تہا بیکار گیا) اور اگر کسی شخص نے دوسرے کو وکیل کیا ہو کہ میرا نکاح ایکعورت سے کر دے اور وہ دو عورتون سے اسکا عقد کر دے تو وہ شخص اوسکے حکم کا خلاف کرنے والا ہوگا (یعنے اسکا عقد کرنا اسکی اجازت پر موقوف رہیگا) اور اگر لونڈی سے اوسکا عقد کر دیگا تو (پہلی ہی اجازت سے) جائز ہوگا۔

باب مہر کے بیان مین۔ نکاح بدون ذکر مہر کے بہی درست ہے اور مہر کم سے کم دس درم ہے اور امام شافعی کے نزدیک جو چیز کہ کسی کار آمد شئے کی قیمت ہو سکے خواہ تہوڑی ہو یا بہت وہ مہر ہونیکی لیاقت رکہتی ہے اور دلیل امام اعظم کی قول رسول اللہ صلعم کا ہے کہ مہر دس درم سے کمتر نہین روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے اور قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بہی ایسا ہی ہے روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے (پس اگر مہر دس درم ٹھہرایا یا اُس سے کم تو صحبت کرنے سے خواہ میان بیبی مین سے ایک کے مرجانے سے دس درم واجب ہو جاتے ہین اور قبل صحبت کے طلاق دینے سے مہر کو آدہا رہجاتا ہے۔ اور اگر مہر معین نکیا ہو یا یہہ کہا ہو کہ مہر نہ لگا تو اس

صورتون مین عورت کو مہر مثل یعنے اوس جیسی عورت کا مہر بشرط صحبت یا مرجانے
خاوند کے ملیگا اور اگر صحبت سے پیشتر خاوند اوسکو چھوڑ دے تو جوڑا ملیگا اور اسمین
تین کپڑے ہین پیراہن اور دامنی اور چادر اور جو چیز کہ عقد نکاح کے بعد شوہر نے
یا مہر پر بڑہا دی گئی ہو اوسکو نصف نکرین یعنے اگر صحبت سے پیشتر طلاق دین تو اصل
مہر کا نصف دلاوین جو زیادتی بعد ہوئی ہو اوسکو نصف نکرین اور جائز ہے عورت کا
اپنے مہر کو گھٹا دینا یعنے اگر مہر زیادہ بندہا ہو اور عورت کہے کہ مین اسقدر کم
کئے دیتی ہون تو جائز ہے اور عورت سے خلوت کرنی بدون مرض کے (کہ نہ خود
مریض ہو نہ عورت) اور بدون حیض و نفاس اور اوسکے احرام کے اور بدون
روزہ فرض کے صحبت کرنیکے حکم مین ہے اگرچہ وہ ذکر کٹا یا نامرد یا خصیہ نکالا ہوا ہو
الحاصل ان سبکا عورت کے ساتھہ علیحدہ ہونا ایسی طرح کہ عذر شرعی صحبت کے نکرنیکا
موجود نہو خلوت صحیحہ ہوتی ہے اور عورت کو ان سب صورتون مین بعد طلاق
کے یا خاوند کے مرنیکے احتیاطاً عدت واجب ہے اگرچہ واقع مین صحبت کا ہونا
ان شخصون سے محال ہے اور مستحب ہے جوڑا دینا سوائے مفوضہ کے ہر ایک طلاق والی
عورت کو خواہ اوس سے صحبت کی ہو یا نہین اور اگر مفوضہ کو پہلے صحبت کے طلاق
دی ہو تو اوسکو جوڑا دینا واجب ہے اور مفوضہ وہ عورت ہے جسکا نکاح بدون ذکر
مہر کے ہوا ہو اور نکاح شغار مین مہر مثل واجب ہے اور شغار اوس نکاح کو کہتے ہین کہ
ایک شخص اپنی لڑکی خواہ بہن کا نکاح دوسرے شخص سے اس شرط سے کرے کہ دوسرا بھی اپنی لڑکی
خواہ بہن کو اول شخص سے بیاہ دے اور سوا اس شرط کے اور مہر کچھ نہ ٹھہرے پس ایسی صورت مین یہ شرط لغو ہے
اور مہر مثل لازم آویگا اور اگر نکاح اس شرط پر کیا کہ شوہر آزاد منکوحہ کی خدمت بجا لاویگا [illegible]

پڑہاونگا تو اِن دونو صورتون مین بہی مہر مثل واجب ہوتا ہو (نہ خدمت اور قرآن کا
پڑہانا) ہان اگر شوہر غلام ہو اور شرط خدمت کرے تو البتہ (اسصورتمین) عورت کو
(بجای مہر مثل کے) شوہر سے خدمت لینی لازم ہوگی ور اگر کسی عورت کا مہر ہزار تہا
اور خاوند سے ہزار مہر کی بابت لیکر اوسیکو ہبہ کردی پہر اُس عورت کو صحبت سی پہلے
طلاق ہوگئی تو خاوند آدہا مہر یعنے پانسو عورت سی اور لے (اسواسطے کہ ہزار جو مہر کے واجب
تہو وہ اوسنی دی تہی مگر پہلے صحبت کے طلاق دیدینی سی اوسکے ذمہ صرف پانسو ہی لازم
ہوئی اسلئے پانسو عورت سی پہر لیوی اور وہ جو ہزار لیچکا ہی وہ ہبہ کے تہی مہر سے
انکو کچہہ علاقہ نہین) پہر اگر ایسی صورت ہو کہ عورت ہزار نہ لے یا پانسو ہی لے اور
ہزار خاوند کو ہبہ کرے یا جو اسباب کہ مہر مین تہا اوسکو قبضہ کرنے سی پہلے یا
پیچہے خاوند کو ہبہ کردی اور پہر صحبت سی پہلے طلاق دیجاوی تو اس صورتمین خاوند
اُس سے کچہہ نہ پہیرے (اسلئے کہ اسصورتمین عورت کے پاس کچہہ زائد نہین ہوا جو بہی جاہے
کہ خاوند اُس سے واپس کری اور صورت مہر کے اسباب کو قبضہ سے پہلے ہبہ کرنیکی
یہہ ہی کہ خاوند نے کوئی چیز مہر کے ادا کرنے کو ٹہہرائی تہی عورت نے وہ چیز قبول
لیکر خاوند کو ہبہ کردی) اور اگر کسی عورت سی اس شرط سی نکاح کیا کہ اوسکو اوسکو
وطن سے باہر نہ لیجاؤنگا یا اوسپر دوسرا نکاح نکرونگا اور ہزار مہر کے ٹہہرالے
یا یہہ شرط کی کہ اگر اوسکو اوسکے وطن مین رکہونگا تو ہزار دونگا اور وطن سی باہر
لیجاؤنگا تو دو ہزار دونگا پس اگر شرط کو پورا کیا اور اوسکے وطن ہی مین رہا تب تو
اسکو ہزار دینے پڑینگے اور اگر (شرط) پوری نکی (اور اوسکے وطن مین اوسکے ساتہہ
نہ ٹہہرا) تو اوسکو مہر مثل دینا ہوگا اور اگر مہر عورت کا نکاح مین دو غلامون سی ایک کو

کہا معین نکیا کہ کونسا ہی اور اُن دونو غلامونکی قیمت مختلف ہی تو اسصورتمین
مہر مثل کو حکم کیا جاویگا یعنے مہر مثل جس غلام کی قیمت کے موافق ہوگا وہی
غلام مہر مین رہیگا اور اگر نکاح کیا کسی گہوڑے یا گدہے کی عوض یعنے گہوڑا اور گدہا
معین نکیا تو بیچ کی جنس دینی واجب ہوگی یعنے نہ بہت اچہا نہ بہت بُرا دینا پڑیگا
خواہ میانہ جانور کی قیمت واجب ہوگی اور اگر مہر ایک تہان کپڑے کا مقرر کیا یا شراب
یا سور کو ٹھہرایا یا کہا کہ اس سرکہ پر نکاح کرتا ہون اور وہ شراب تہی یا کہا کہ
اس غلام خاص پر اور وہ آزاد تہا تو اِن سب صورتونمین مہر مثل واجب ہے اور
اگر دو غلامون معین کو مہر ٹھہرایا اور اُنمین سے ایک آزاد نکلا تو مہر صرف وہی
غلام باقیماندہ ہوگا اور نکاح فاسد مین مہر مثل صرف صحبت سے واجب ہوتا ہے
اور وہ بہی جسقدر خاوند بیبی نے مقرر کیا تہا اُس مقدار سے زائد دینا نچاہیے
اور نکاح فاسد سے بچہ کا نسب ثابت ہوتا ہے یعنے ولد الزنا نہ کہلاویگا اور عدت
بہی عورت پر لازم ہوتی ہے اور مہر مثل عورت کے باپ کی قوم کا معتبر ہوتا ہے
جب دونو عورتین عمر مین اور خوبصورتی مین اور مال اور شہر اور زمانہ (یعنے ہمعصر ہون) اور
عقل اور دینداری اور کنواری ہونے مین برابر ہون اور اگر اسطرح کی عورت باپ کی
قوم مین نپائی جاوے تو اجنبی عورت کا جو اُسکی برابر اِن چیزون مین ہو مہر معتبر ہوگا
اور اگر عورت کا ولی خاوند کیطرف سے مہر کا ضامن ہو جاوے تو درست ہے اور عورت کو
اسصورتمین اختیار ہے چاہے مہر کا مطالبہ اپنے ولی ذمہ دار سے کرے خواہ خاوند سے
مانگے اور عورتکو پہونچتا ہے کہ اپنے مہر کے لینے کیواسطے مرد کو صحبت کرنے سے اور دوسرے
شہر مین لیجانے سے روکے گو اول اُس سے صحبت کر چکا ہو اور اگر عورت و مرد مہر کی

مقدار مختلف بیان کرین تو مہر مثل کو حکم کیا جاویگا جسکے بیان سی مہر مثل ملتا ہوگا
وہی معتبر ہوگا اور اگر پہلے صحبت سی طلاق دیدی ہو اور مہر مین اختلاف واقع ہوا تو
اس صورتمین جوڑی کو حکم کیا جاویگا اور اگر اصل مہر مین تکرار ہوا کہ ایک کہے کہ مہر کچہہ
ٹھہرا ہے اور دوسرا کہے کہ کچہہ نہین ٹھہرا تو مہر مثل واجب ہوتا ہے گو دونو خاوند بیبی
مرجاوین اور اگر خاوند بیبی کے وارث العبدان دونو کے مرجانیکے مقدار مہر مین
اختلاف کرین تو مرد کے وارثون کا قول معتبر ہوگا عورت کے وارثونکا نہوگا اور جو
شخص اپنی بیبی کو کچہہ بہیجے پہر وہ عورت دعوی کرے کہ وہ چیز ہدیہ تہی اور مرد کہے
کہ وہ مہر مین تہی تو اس صورت مین قول مرد کا معتبر ہوگا اُن چیزونمین جو کہانے کی
جنس سی نہون یعنے کہانے کی چیزونکو مہر مین سے تصور نکرینگے گو مرد بیان کرے
کہ مین نے مہر کی نیت سی بہیجی تہی اسلئے کہ ظاہر حال سے وہ جہوٹا معلوم ہوتا ہے
اور اگر کوئی جزیہ دینے والا مرد جزیہ دینے والی عورت سے نکاح کرے کسی مُردار
جانور کے عوض مین خواہ بدون مہر کے اور یہہ امر اونکے یہان جائز ہو پہر اُس سے
صحبت کیجاوے یا قبل صحبت کے طلاق دیجاوے یا خاوند مرجاوے تو اوس عورت کا مہر
کچہہ نملیگا اور یہی حال حربی عورتون کا ہے کفرستان مین کہ ان صورتمین اونکو مہر
نملیگا یعنے اگر وہ عورتین قاضی کے یہان نالش کرینگی تو قاضی خاوند پہ مہر کا حکم
ندیگا اور اگر کوئی ذمی کسی ذمی عورت سی معین شراب کے عوض یا معین سُوٗر کے
عوض مین نکاح کرے پہر وہ دونو مسلمان ہوجاوین یا ایک انمین سی مسلمان ہوجاوے
تو عورت کو وہی شراب اور سُوٗر ملینگے اور اگر شراب اور سُوٗر کو معین نکیا تہا تو شراب
کی قیمت ملیگی اور سُوٗر کی صورتمین مہر مثل دلایا جاویگا ؛

باب غلام کے نکاح کے بیان میں

غلام اور لونڈی اور مکاتب اور مدبر اور
خاوندسی اولاد والی لونڈی کا نکاح بدون مالک کی اجازت کے جائز نہین پس اگر کوئی
غلام آقا کی اجازت سی نکاح کرے تو مہر مین بیچڈالا جاویگا اور مدبر اور مکاتب (یعنی جو آقا
کمے نیکے بعد یا کسیقدر مال پر آزاد ہو تو یہہ دونو مہر مین بیچی نجاوینگی (بلکہ) کما کر مہر
ادا کرینگے۔ اور اگر آقا کو غلام کے نکاح کر لینے کی خبر ہوئی اور اوسنی غلام سے کہاکہ
اُس عورت کو طلاق رجعی دیدے تو اسیہہ لفظ اجازت نکاح کی متصور ہوگی (اسلئی
کہ طلاق رجعی وہی ہے جسمین پہر عورت سی رجوع کرنا درست ہو) اور اگر اوسنی یہہ کہا
کہ اُس عورت کو طلاق دیدی یا الگ کردی تو ان الفاظ سے نکاح کی اجازت
نہوگی۔ اور اجازت نکاح فاسد کو بہی شامل ہے یعنے آقا نے اگر اجازت دی اور
غلام نے نکاح فاسد کیا تو یہہ نکاح بہی آقا کی اجازت سی شمار ہوگا اور اگر مالک اپنے
کسی غلام کا نکاح کسی عورت سی کردی اور اُس غلام کو تجارت کی اجازت دی رکہی ہو
تو یہہ نکاح جائز ہوگا اور عورت اپنی مہر کے باب مین اور قرضخواہونکی شریک ہوگی
یعنے غلام پر اگر لوگونکا تجارت مین قرض ہوگا تو عورت کا مہر بہی منجملہ اُن قرضون
کے متصور ہوگا اور جو شخص اپنی لونڈی کا نکاح کردیگا تو اوسکے ذمہ یہہ لازم نہین
کہ اُسکے لئی کوئی جگہہ بہی علیحدہ سونے کی مقرر کردی بلکہ وہ عورت آقا کی خدمت
کریگا اور خاوند کو جب موقع ملے اُس سے ہم بستر ہو اور آقا کو اپنے غلام اور
لونڈی کا نکاح زبردستی کرنا درست ہو یعنے اونکا دل چاہی یا نچاہے آقا کو
اختیار ہے کہ نکاح کردے اور آقا اگر اپنی لونڈی کو شوہر کی صحبت سے پہلے
مارڈالے تو اُسکا مہر ساقط ہوجاتا ہے لیکن اگر آزاد عورت اپنے آپ کو صحبت سے پہلے

مار ڈالے تو اُسکا مہر بجا دیگا (اُسکے وارثونکو مہر کا دعوی پہونچتا ہے) اور عزل کے
باب مین اجازت آقا کی چاہئے (لونڈی کا قول معتبر نہین عزل اوسکو کہتے ہین
کہ صحبت کے وقت انزال سے پیشتر ذکر نکال لے تاکہ نطفہ باہر گرے اور حمل نرہے اور
یہ حرکت کراہت کے ساتھہ درست ہے) اور اگر کوئی لونڈی یا مکاتبہ (نکاح کے
بعد) آزاد ہوجاوے تو اُنکو (نکاح کے باقی رکھنے اور توڑ دینے کا) اختیار دیا جائیگا
اگرچہ اونکا شوہر آزاد ہو (اسمین امام شافعی کا خلاف ہے اور جس صورتمین کہ انکا شوہر غلام
ہو تو انکو بالاتفاق اختیار ہے) اور اگر لونڈی بدون اجازت (آقا کے) نکاح کرے
اور پہر آزاد کیجاوے تو اُسکا نکاح (کہ موقوف تہا اب) بدون اختیار کے جاری ہوجاویگا
پہر اگر اوسکا شوہر (اوسکے آزاد ہونے سے پیشتر) اُس سے صحبت کرے تب تو مہر
آقا کو ملیگا اور اگر بعد آزاد ہونے کے صحبت کرے تو مہر لونڈی کا ہوگا اور اگر کوئی
شخص اپنے بیٹے کی لونڈی سے صحبت کرے اور اُس سے بچہ پیدا ہو اور وہ اُسکا دعوے
کرے (کہ میرا ہے) تو اُس بچہ کا نسب باپ سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اُسکی حرم
ہوجاویگی اور اوسکی قیمت (اپنے بیٹے لونڈی کے مالک کو) دینی پڑیگی صحبت کا تاوان
اور بچہ کی قیمت نہ دینی ہوگی اور اگر باپ نہو اور دادا یہی بات کرے تو دادی کا حال
بہی باپ ہی کا سا ہے اور اگر بیٹا اپنی لونڈی کا نکاح باپ سے کردے اور اُس سے اولاد
ہو تو وہ لونڈی باپ کی حرم نہوگی (بلکہ اُسکی منکوحہ ہے) اور (اِسصورتمین باپ پر
اُسکی قیمت نہ واجب ہوگی بلکہ مہر واجب ہوگا اور اوسکی اولاد آزاد ہوگی (اِسلئے کہ
لونڈی کی اولاد کا مالک اُسکا آقا ہوا کرتا ہے اور اِسصورت مین آقا اولاد کا علاتی
بہائی ہے اسی جہت سے وہ بہائی پر آزاد ہوگی) جو آزاد عورت کہ (غلام کے نکاح

مین ہووہ اگر اپنے شوہر کے آقا سے کہے کہ اسکو میریطرف سے ہزار کی عوض آزاد کر دے
اور وہ ویسا ہی کرے تو نکاح فاسد ہو جاویگا اسلئے کہ اس کلام کے کہنے سے عورت
مذکور اپنے خاوند کی مالک ہو جاتی ہے اور پہر وہ آزاد ہوتا ہے اور عورت کو اپنے شوہر کا
مالک ہونا نکاح کا مُفسد ہے اور اگر ہزار کے عوض نہ کہے تو البتہ نکاح فاسد نہوگا
(اسلئے کہ عورت شوہر کی مالک نہوئی) اور اِسصورتمین غلام کی وَلا آقا کو پہنچیگی
(نہ اُس عورت کو کیونکہ آزاد کرنیوالا وہی ہے) اور پہلی صورت مین وَلا عورت کو پہنچیگی
کہ وہ آزاد کرنیوالی ہے اور آقا صرف وکیل ہے وِلا اُس مال کو کہتے ہین کہ مرنے کے
بعد اگر میت کا کوئی وارث قرابتدار نہو تو اوسکے آزاد کرنیوالے کو وہ ترکہ پہونچتا ہے

باب کافر کے نکاح کے بیانمین

اگر کوئی کافر کسی عورت سے بدون گواہون
کے نکاح کرے یا ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسرے کافر کی عدت مین تہی اور یہہ امر
انکے دین مین درست ہو تو اب اگر وہ دونون مسلمان ہو جاوینگے تو انکا وہی پہلا
نکاح قائم رکہا جاویگا لیکن اگر عورت اُس مرد کی محرم ہوگی (مثلاً بہن یا بیٹی وغیرہ)
تو اِسصورتمین اُن دونو کو جدا کر دیا جاویگا (اگرچہ اُنکے دین مین درست ہو) اور
جو مرد خواہ عورت کہ مرتد ہو گئی ہون (یعنے دین اسلام سے پہر گئے ہون) وہ کسی سے
نکاح نکرین (یعنے نہ مسلمان سے نہ ذمی سے نہ مرتد سے اسلئے کہ مرتد کا نکاح جائز
نہین) اور لڑکا مان باپ مین سے دین مین بہتر کا تابع ہوتا ہے (یعنے اگر شوہر
مسلمان ہو اور عورت اہل کتاب مین سے تو اُنکی اولاد کو مسلمان تصور کرینگے) اور آتش
پرست بہ نسبت یہود یون اور نصرانیون کے برا ہے (اس سے یہہ نکلا کہ جو اولاد اہل کتاب
مرد اور آتش پرست عورت سے ہوگی وہ اہل کتاب ہوگی) اور اگر میان بیبی مین ایک

باب کافر کے نکاح کے بیان مین

مسلمان ہوجاوے تو دوسرے کو مسلمان ہونے کو کہا جاوے اگر وہ بھی مسلمان ہوجاوے
تو بہتر ہے نکاح باقی رہیگا ورنہ دونوں کو جدا کر دیا جاوے اور اگر مرد مسلمان ہونے
سے انکار کریگا تو اُس کا انکار طلاق متصور ہوگا لیکن عورت کا انکار طلاق نہوگا
بلکہ صرف جدا ہونا ہوگا اور اگر دونوں میں سے ایک دار الحرب میں مسلمان ہو تو عورت
نکاح سے جدا نہوگی جبتک کہ تین بار حیض سے نہولے اور اگر کتابی عورت کا شوہر
مسلمان ہوجاوے تو دونوں کا نکاح باقی رہیگا اسلئے کہ مسلمان کو کتابی عورت کا
نکاح جائز ہے اور دو ملکوں کا علیحدہ ہونا جدائی کا سبب ہے نہ قید میں آنا یعنے
اگر مرد و عورت میں سے ایک مسلمان ہو کر کفرستان سے دار الاسلام میں چلا آوے
تو جدائی ہوجاویگی اور اگر کسیکو انمیں سے قید کرکے اُسی ملک میں رکھیں تو جدائی نہوگی
جبتک کہ اوسکو دار الاسلام میں نلاویں اور جو عورت کہ دار الحرب سے ہجرت کر کے
دار الاسلام کو چلی آوے اور اُسکو حمل نہو وہ بدون عدت میں بیٹھنے کے نکاح کرلے اصل
جو عبارت کنز میں ہے اوسکی معنی جو عورت حاملہ نہو اور دونوں میں سے کسیکا مرتد ہوجانا
اوسیوقت نکاح کا ٹوٹ جانا ہے پس جس عورت سے صحبت کی ہو اُسکا تمام مہر لازم ہوگا اور
جس سے صحبت نکی ہو اُسکو نصف مہر دینا پڑیگا یعنے جس صورت میں کہ مرد مرتد ہوجاوے اور
اگر عورت مرتد ہو تو اوسکو مہر نملیگا اور مسلمان ہونے سے انکار کردینا مرتد ہونیکے حکم میں
ہے یعنے جب دونوں میں سے ایک مسلمان ہوجاوے اور دوسرے کو مسلمان ہونیکو کہا جاوے
اور وہ انکار کرے اور اُس انکار سے دونوں میں جدائی واقع ہو تو مہر کے واجب ہونے
اور نہونے میں اس انکار کا حکم مرتد ہونیکا سا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور اگر دونوں
اکٹھے مرتد ہوجاویں اور ساتھ ہی مسلمان ہوں تو عورت مرد میں جدائی نہوگی لیکن اگر

آگے پیچھے مسلمان ہونگے تو جدائی ہو جاویگی؛

باب عورتونکی نوبت کے بیانمین۔ نوبت کے بابمین کنواری اور بیاہی
برابر ہے اور نئی اور پرانی اور مسلمان عورت اور کتاب والی بھی برابر اور آزاد عورت کی
باری لونڈی کی نسبت دونی ہے اگر ایک روز اسکو جو لونڈی کی باری کا ہو تو دو روز
آزاد منکوحہ کے مقرر کرے۔ اور مرد کو اختیار ہے کہ جس بیبی کے ساتھہ چاہے سفر کرے اور اسمین
باری کی رعایت نہین مگر قرعہ ڈالنا مستحب ہے جسکے نام قرعہ نکلے اوسیکو ساتھہ
لیجاوے اور عورت کو اختیار ہے کہ اگر اپنی باری دوسری عورت کو بخشدی ہو
پہر اوس سے لیلے واللہ اعلم

کتاب الرضاع

اسمین دودہ پینے کا بیان ہے۔ دودہ پینا اوسکو کہتی ہین کہ شیرخوار بچہ ایک خاص
وقت مین کسی عورت کی چہاتی سے دودہ پیوے اور اوسکے باعث اگرچہ ۳۰ مہینے
کے اندر کم ہی پیا ہو وہ رشتے حرام ہو جاتے ہین جو قرابت نسب سے تھے مگر دودہ کی بہن
کی مان اور اوسکے بیٹے کی بہن کہ نسبت مین حرام تھی اور دودہ مین حرام نہین ہین
اسلیے کہ نسبی بہن کی مان یا اپنی حقیقی مان ہوگی یا باپ کی بیبی ہوگی جو دونو حرام ہین
اور نسبی لڑکے کی بہن یا اپنی بیٹی ہوگی یا اپنی اوس زوجہ کی بیٹی ہوگی جس سے صحبت
کر چکا ہے اور یہہ دونو بھی حرام ہین بخلاف دودہ کے کہ اوسمین یہہ رشتے حلال ہین
واضح ہو کہ امام شافعی کے نزدیک دودہ پینے سے حرمت کی شرط یہہ ہے کہ پانچ بار
دودہ پیوے اور امام اعظم کے نزدیک ایکبار کے پینے سے بھی حرمت ثابت ہے
اور انکی دلیل قول اللہ تعالی کا ہے حرمت علیکم امہاتکم اللاتی ارضعنکم کہ اسمین مطلق

دودہ پلانا ارشاد ہوا پانچ بار کی قید نہین اور قول آنحضرت صلعم کا ہی کہ دودہ پینے
سی وہ رشتے حرام ہین جو نسب سے ہین اسمین بہی شرط گنتی اور تہوڑی اور بہت کی نہین اور
اسیطرح حضرت ابن عباس اور ابن مسعود سی مروی ہی اور نیز امام شافعی کے نزدیک
دودہ پینے کی مدت دو برس ہی یعنے اسیکے اندر پینے سی حرمت ثابت ہوتی ہے اور
امام اعظم کے نزدیک ۳۰ مہینے ہین اور انکی دلیل یہہ آیت ہی وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ
ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ظاہرا اس آیت سی معلوم ہوتا ہی کہ حمل اور دودہ چہوڑانیکی ہر ایک کی
مدت ۳۰ مہینے ہین لیکن چونکہ حمل کی مدت دو برس سی زیادہ نہین ہوتی تو دودہ
چہڑانے کو ۳۰ مہینے قائم رکہو اور اگر یہہ بہی مان لیا جاوی کہ مدت اس آیت مین ندکورہ
وہ دونو چیزونکے مجموعہ کے لئے ہی تو جس سورتمین کہ حمل کی کمتر مدت چہہ مہینے اختیار فرمائی
ہی تو دو برس ہی کمتر مدت دودہ کی ہوگی اور دودہ پلانیوالیکا وہ خاوند جس سے
اوسکے دودہ پیدا ہوا ہو وہ شیر خوار بچہ کا باپ ہوگا اور اُسکا بیٹا اُس بچہ کا بہائی اور
اوسکی بیٹی بچہ کی بہن اور اسکا بہائی بچہ کا چچا اور اوسکی بہن اُسکی پہوپہی ہوگی
اور اپنی بہائی کی دودہ کی بہن اور نسبی بہن حلال ہوسکتی ہین (دودہ کیصورت
تو ظاہر ہے مگر نسب کیصورت یہہ ہی کہ ایک شخص کے دو لڑکے دو بیبیون سی ہون اور
اُن بیبیون سی ایک کے ایک لڑکی بہی ہو دوسری خاوند سی تو یہہ لڑکی دوسری بیبی کے
لڑکے کو حلال ہوگی اسلئے کہ اِن دونو مین کوئی قرابت نہین مگر اُسی بیبی کے لڑکے کو
حلال نہین اسلئے کہ وہ اخیافی بہن اوسکی ہے) اور دو شیر خوار جنہون نے ایک چہاتی
سی دودہ پیا ہو اُنمین حلت نہین (یعنے اُن دونو کا نکاح نہین ہوسکتا اسلئے کہ وہ
دونو بہن بہائی ہین) اور نہ کوئی دودہ پینیوالی اپنی دودہ پلانے والی کے لڑکے

اور اسکے حمل اور دودہ کے چہوڑنے ۳۰ مہینے ہین ۱۲

یا پوتے کو حلال ہو سکتی ہے (جاننا چاہیئے کہ یہہ مسئلہ پہلی عبارت سے بہی سمجہہ مین آتا ہے لیکن مصنف نے تاکید اور تصریح کے لئے جو اِس باب مین مناسب ہی اُسکو دوبارہ بیان کیا اور دودہ کے مسائل کی جامع یہہ بیت مشہور ہی ؎ از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند + وز جانب شیر خوار زوجان و فروع ؛ یعنے دودہ پینے والیکے اصول مثل باپ دادے کے اور اُنکی اولاد یعنے شیر خوار کے بہائی اور چچا یہہ لوگ دودہ پلانیوالی اور اوسکی بیٹی پوتی پر حرام نہین ہوتے (اور جو دودہ کہ بچہ کو کہانے مین ملا کر دیا جاوے خواہ دودہ غالب ہو یا کہانا وہ حرام نہین کرتا (اسلئے کہ حکم کہانیکا ہی نہ دودہ کا ہان اگر دودہ کو پانی مین یا دوا مین یا بکری کے دودہ مین یا دوسری عورت کے دودہ مین ملا کر دیا تو ان صورتون مین اگر دودہ غالب ہوگا تب تو حرمت ہوگی (اور اگر دوسری چیز غالب ہوگی تو وہی کہلاویگی اور حرمت اُس سی متعلق نہوگی مگر دو عورتون کے دودہ کیصورتمین ایک کی حرمت ضرور ہوگی جسکا کہ دودہ غالب ہوگا (اور کنواری عورت کے اگر دودہ اوترا وے اور مری ہوی عورت کا دودہ دونو حرام کرنیوالے ہین لیکن اگر دودہ کا حقنہ بچہ کو کیا جاوی (یعنے پاخانہ کی راہ سی دودہ اندر پونہچایا جاوی) یا مرد کے دودہ اوترا وے یا بکری کا دودہ دو بچے پیوین تو (اِن صورتونمین حرمت نہوگی (اور اگر کوئی عورت اپنی دودہ بیتی سوت کو دودہ پلاوی تو یہہ دونو مرد پر حرام ہو جاتی ہین (اسلئے کہ مان بیٹی کا نکاح مین رکہنا حرام ہی (اور اسصورتمین بڑی کو مہر نملیگا اگر اُس سی شوہر کی صحبت نکی ہو اور چہوٹی کو نصف مہر دیوی اور یہہ آدہا مہر بڑی سی لیوی اگر اُسنی جان بوجہکر نکاح کو فاسد کیا ہو ورنہ کچہہ نہ لے (اور جس گواہی سی مال ثابت ہوتا ہی اوسی سے دودہ کا پینا بہی ثابت ہوتا ہی (یعنے دو مردون خواہ ایک مرد دو عورتون کی گواہی سے دودہ

کا پینا ثابت ہو جاتا ہے؛

کتاب الطلاق

اسمین عورت کو چھوڑ دینے کا بیان ہے واضح ہو کہ سب مباح چیزونمین سے زیادہ بُری طلاق ہے اسلئے کہ اوسمین نکاح کا دور کرنا ہے جو سنت یا واجب ہے لیکن جب بعد نکاح کے ناموافقت ہو تو جدائی کے سوا کوئی علاج نہین اسواسطے شریعت نے اُسکو درست کیا ہے جو قید کہ شریعت سے نکاح کے باعث ہوتی ہے اُسکے دور کرنے کو طلاق کہتے ہین پھر طلاق کی تین قسمین ہین ایک یہ ہے کہ عورت کو ایسے طُہر مین جسمین صحبت نکی ہو ایک طلاق دیکر چھوڑ دے یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہو جاوے اِس طرح کی طلاق کو احسن کہتے ہین اور دوسری یہہ کہ تین طُہرون مین تین طلاق دے اوسکو حسن اور سُنّی کہتے ہین یعنے انکا ثابت ہونا سنت سے ثابت ہوا تیسری یہہ کہ تین طلاقین ایک طُہر مین یا ایک لفظ مین دے مثلاً یہہ کہے کہ مین نے تجھکو تین طلاقین دین اِسکو بدعی کہتے ہین یعنے منسوب بدعت کیطرف ہے اور جس عورت سے صحبت نہوئی ہو اُسکو طلاق سُنّی حالت حیض مین بھی ہو سکتی ہے یعنے اُسکے حق مین حیض حکم طُہر کا رکھتا ہے طلاق کے بابمین اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اوسکی طلاق کو مہینون پر منقسم کرنا چاہیے یعنے اگر ایسی عورت کو طلاق سُنّی دیجاوے تو ہر طُہر کی عوض مین ایک مہینا ہوگا اور صحبت کے بعد اُنکو طلاق دینا جائز ہے اور جس عورت سے صحبت کر لی ہو اُسکو حالت حیض مین طلاق دینی بدعت ہے پس ایسی طلاق کے بعد عورت سے رجعت کر لے اور دوسرے طُہر مین اُسکو طلاق دے اور اگر اپنی صحبت کی ہوئی سے کہا کہ تجھکو تین طلاق ہین بطور سنت کے تو ہر طُہر پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر نیت کر لے کہ تینون طلاقین اُسی ساعت مین پڑ جاوینگے

بلہر مہینے ہین ایک ایک پڑی تو جائز ہے اور طلاق ایسے شوہر کی پڑا کرتی ہے جو عاقل
اور بالغ ہو گو اس سے کسی نے زبردستی طلاق دلوائی ہو اور مست کی طلاق اور گونگے کی
طلاق اشارہ سے اور غلام کی (بھی واقع ہوتی ہے مگر لڑکے کی اور دیوانہ کی اور سوتے
ہوئے شخص کی اور آقا کی طلاق جو اپنے غلام کی منکوحہ کو دی نہین پڑتی اور طلاق (کی گنتی
کا اعتبار عورتون سے ہے اور وہ آزاد عورت کے حق مین تین ہین اگر شوہر آزاد ہو یا غلام
اور لونڈی کے حق مین دو ہین اگرچہ شوہر آزاد ہو یا غلام ؛

باب صریح طلاق کے بیان مین — صریح طلاق کے یہہ الفاظ ہین کہ تو
طلاق والی ہے یا طلاق دی ہوئی ہے یا مین نے تجکو طلاق دی اور ان الفاظ سے ایک
طلاق رجعی پڑتی ہے اگرچہ نیت زیادہ کی کرے یا بائن کرنے کی یا کچھہ نیت نکرے اور اگر
(یہہ الفاظ) کہے انتِ الطلاق و انتِ طالق الطلاق و انتِ طالق طلاقا تو ان لفظون سے)
ایک طلاق رجعی پڑیگی بشرطیکہ نیت کچھہ نہو یا نیت ایک طلاق کی ہو خواہ دو کی کرے لیکن
اگر نیت تین طلاقون کی کریگا تو تین پڑجاوینگی اور اگر طلاق کو تمام عورت کیطرف منسوب
کیا یا ایسی چیز کیطرف جس سے تمام بدن بیان کیا جاتا ہے مثلا گردن اور گلا اور روح
اور بدن اور جسم اور شرمگاہ اور سر اور چہرہ یا اسکے حصہ غیر معین کیطرف منسوب کیا
جیسے آدہا اور تہائی ہے تو ان صورتون مین طلاق پڑجاویگی (اور) اگر ہاتہہ اور پانو
اور انگلی اور مقام پاخانہ کیطرف نسبت کیا (مثلا کہا کہ تیری انگلی پر طلاق ہے) تو
(طلاق) نہ پڑیگی (اسلئے کہ ان اعضا سے تمام بدنکو تعبیر نہین کرتے ہین اور) اگر کہے کہ
آدہی طلاق (ہے) یا تہائی طلاق (ہے تو) پوری طلاق ہوگی اور دو طلاق کے تین
نصف کو تو تین طلاقین ہونگی اور اگر یون کہے کہ ایک طلاق سے لیکر دو تک

یا کہے کہ جو کچھہ ایک طلاق سے دو تک کے درمیان مین ہے تو ایک طلاق پڑیگی اور
ایک سے تین تک خواہ ایک سی تین تک کے درمیان مین کہنے سی دو طلاقین ہوتی
ہین اور اگر کہے ایک در دو تو ایک طلاق ہوگی اگرچہ نیت نکرے یا نیت ضرب
کی کرے اور اگر ان لفظون سی ایک اور دو مراد لے تو اس صورت مین تین پڑینگی اور جاننا
چاہیے کہ ضرب کے معنی فقہا کے نزدیک یہہ ہین کہ مضروب کے اجزا بقدر مضروب فیہ
کے زیادہ ہو جاوین پس ایک کی ضرب تین مین یہہ ہی کہ ایک کے تین جز ہو گئی یہہ معنی نہین
کہ ایک کو تین بار اعتبار کرین جیسا حساب مین ہوتا ہی اور دو در دو کہنے مین دو طلاقین
ہونگی گو ضرب کی نیت کرے اور اگر یون کہے کہ یہان سی شام تک طلاق ہے تو
ایک طلاق رجعی ہوگی اور اگر کہے کہ مکہ کے پاس یا مکہ کے اندر یا گھر کے اندر طلاق ہے
تو یہہ طلاق اسیوقت پڑجاتی ہے اور اگر یون کہے تو جب تو مکہ مین داخل ہو تجھکو طلاق
طلاق ہے تو یہہ لفظ معلق یعنی مشروط کرنیکے ہین جب عورت مکہ مین داخل ہوگی اسوقت
طلاق پڑیگی اور مخفی نرہے کہ شام اور مکہ کا ذکر مثال کے لئی ہی ورنہ ہر ایک شہر اور گانو کا
یہی حکم ہے

فصل

جس صورتمین کہ کہے کہ تو طالق یعنے طلاق والی ہی کل کو یا کل مین
تو اوسپر طلاق صبح ہونے پہ پڑیگی اور اگر شوہر ان لفظون سے نیت عصر کے وقت کی
کرے تو صرف دوسرے لفظ مین جائز ہوگی یعنے اگر کہا کہ کل مین طالق ہے اور اگر کہا کہ تو
طالق ہے آجکل یا کل آج تو ایسے الفاظ مین اول لفظ کا اعتبار کیا جاتا ہی اور دوسرے کا اعتبار
نہین پس جو لفظ زبان سی اول کہا ہی اوسمین طلاق پڑیگی اور اگر کہے کہ تو طالق ہے
پیشتر اس سی کہ مین تجھہ سی نکاح کرون یا تو کل طالق تھی حالانکہ اس سے نکاح آج کیا ہے
تو یہہ طلاق لغو ہے اسلئے کہ نکاح سے پہلے طلاق دینے کے کچھہ معنی نہین اور اگر

اُس نے نکاح کل سے پیشتر کر چکا تہا تو طلاق اُسوقت پڑیگی اسلئے کہ گذری ہوئی زمانہ
مین طلاق پڑ نہین سکتی تو ضرور ہوا کہ جسوقت طلاق دینا ہی شروع ہوئی اور اگر یون
کہے کہ تو طالق ہے جسوقت مین کہ مین تجکو طلاق دون اور یہہ کہکر چپ ہو رہا تو طلاق
پڑجاویگی اسلئے کہ جب چپ ہو چکا ہو تو ایک وقت ایسا ثابت ہوا کہ اوسمین طلاق نہدی حالانکہ وہ
وقت طلاق دینے کے قابل تہا پس اُسوقت مین طلاق پڑجاویگی اور اگر یہہ کہا کہ تو طالق
ہے اگر مین تجکو طلاق نہ دون تو یہہ طلاق نہین پڑتی جبتک کہ ایک اُن دونو مین سے
نہ مر جاوے۔ اور اگر یون کہے کہ تو طالق ہے اُسوقت مین کہ مین طلاق نہ دون تو طلاق
ہے تو اس سے پہلے لفظ سے طلاق پڑجاویگی اور اگر کہے کہ تو طالق ہے جس روز کہ
مین تجہہ سے نکاح کرون اور نکاح اُس نے رات کو کیا تو طلاق پڑجاویگی اسلئے کہ مراد مرد کی روز سے
مطلق وقت تہا دن ہو یا رات بخلاف اُس صورت کے کہ اپنی عورت سے کہے کہ تیرا اختیار
تیرے ہاتہو مین ہی جس روز ایسا معاملہ ہو اور اس اختیار دینے سے اُسکی نیت طلاق کی
ہو پہر وہ معاملہ رات کو واقع ہو تو طلاق نہ پڑیگی اور اگر کہے کہ مین تجہہ سی طلاق والا ہون تو
یہہ لفظ لغو ہی اگرچہ طلاق کی نیت کرے اسلئے کہ طلاق مرد کیطرف سی عورت کو ہوا کرتی ہی نہ مرد کو
عورت کیطرف سے اور اگر یہہ کہی کہ مین تجہہ سی جدا ہون یا حرام ہون تو عورت جدا ہو جاتی
ہے۔ اور اگر یہہ کہے کہ تو طلاق والی ہے ایک طلاق سی یا نہین یا تو طلاق والی ہے
میرے مرنیکے ساتہہ خواہ اپنے مرنیکے ساتہہ تو یہہ الفاظ لغو ہین انسے طلاق نہین
ہوتی اور اگر شوہر عورت کے کل کا یا جزو کا مالک ہو جاوے یا عورت اپنی شوہر کے کل خواہ
جزو کی مالک ہو تو نکاح جاتا رہتا ہی پہر اگر شوہر اپنی منکوحہ لونڈی کو خرید کر طلاق دیگا تو
نہ پڑیگی اسلئے کہ خریدنے کے بعد نکاح جاتا رہا وہ عورت طلاق کی جگہہ ہی نہ رہی اگر یون کہا

جب ہی تیرا آقا تجہے آزاد کرے تب ہی تجکو دو طلاق ہین پس آقانے اُسے آزاد کر دیا تو شوہر کو اُس سے رجوع کر لینے کا اختیار ہے اسلئے کہ طلاق آزادی کے ساتہہ پڑی ہے تو دو طلاق سے وہ بائن نہوگی لونڈی رہتی تو بائن ہوجاتی اور اگر لونڈی کا آزاد ہونا اور دو طلاقین کل کے آنے پر شرط کر دیجاوین تو کل کے آنے پر شوہر کو رجوع کا اختیار نرہیگا اور اُس عورتکی عدت تین حیض ہونگے اس مسئلہ کیصورت یہہ ہیکہ شوہر نے اپنی منکوحہ لونڈی کو کہا کہ جب اگلی کل ہو تو تجکو دو طلاقین ہین اور اُس لونڈی کے آقا نے کہا کہ جب کل ہو تو تو آزاد ہی پس جسوقت دوسرا دن ہوگا وہ عورت دو طلاق سے بائن ہوجاویگی اور رجعت کے قابل نرہیگی اسلئے کہ طلاقون کے پڑنے کیوقت وہ لونڈی تہی مگر عدت اُسکی تین حیض ہونگے کہ عدت کیوقت مین بلاشبہہ آزاد ہے اور آزاد کی عدت تین حیض ہین اور فرق اول مسئلہ اور دوسرے مین یہہ ہیکہ اول مین لونڈی کے آزاد ہونیکے بعد طلاق پڑتی ہے کیونکہ عرف مین اُس عبارت سے یہی سمجہا جاتا ہے اور دوسرے مین آزادی سے پہلے پڑتی ہے اور اگر کہے کہ تو طالق ہے اتنی اور اشارہ تین انگلیون سے کرے تو تین طلاقین پڑینگی اور اگر کہے کہ تو طالق ہے بائن یا بتہ یا سب سے فاحش تر طلاق یا شیطان کی طلاق یا بدعت کی طلاق یا سخت تر طلاق یا پہاڑ جیسی یا مثل ہزار کے یا گہر بہر کر یا طلاق سخت یا لمبی یا چوڑی تو ان سب الفاظ سے ایک طلاق بائن پڑیگی اِس شرط سے کہ تین کی نیت نکرے اور اگر تین کی نیت کرے تو تین پڑینگی

فصل

صحبت سے پہلے طلاق دینے کے بیان مین — جو عورت غیر مدخولہ ہے یعنے شوہر نے اُس سے صحبت نکی ہو اور اسکو اگر شوہر تین طلاقین اکٹہی دیوے تو تینون پڑجاوینگی اور اگر جدا جدا کرکے دیوے تو عورت پہلے ہی طلاق مین نکاح سے باہر ہو جاویگی اور اگر طلاق کہہ چکا اور ہنوز شمار

فصل

ذکر نکرنے پایا تھا کہ عورت مر گئی تو وہ طلاق لغو ہوئی اسلئے کہ شوہر نے کلام پورا نکیا تھا تو گویا کچھہ ہونہہ سے نکالا ہی نتھا اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک اور ایک یا ایک سے پہلے ایک یا ایک جسکے بعد ایک ہو تو ان سب صورتونمین ایک ہی پڑیگی اسلئے کہ عورت غیر مدخولہ تھی ایک سے بائن ہوگئی دوسریکا محل نرہی اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک کے بعد ایک طلاق سے یا ایک طلاق سے جسکے پہلے ایک ہو یا ایک سے جسکے ساتھہ ایک ہو تو ان سب مین دو طلاقین واقع ہوتی ہین اسلئے کہ دونو ایک ساتھہ پڑین لگے پیچھے نہ پڑین اور اگر آگے پیچھے تھین تو بولنے سے پیشتر صرف خیال و تصور ہی تھین اسلئے ایکبارگی پڑین اور اگر یون کہے کہ جب تو داخل ہو تو طالق ہے ایک اور ایک پس وہ داخل ہوئی تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر شرط کو پیچھے بولے یعنے یون کہے کہ تو طالق ہے ایک اور ایک جب داخل ہو تو دو پڑینگی ؛

باب کنایہ کے لفظون سے طلاق دینے کے بیان مین

کنایات سے عورت کو طلاق نہین پڑتی مگر نیت سے یا قرینہ کے باعث اگر شوہر یہہ کہے کہ تو عدت مین بیٹھہ اور اپنے رحم کو صاف کر اور انتِ واحدۃ تو ان صورتونمین ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اور ان الفاظ کے سوا اگر دوسری کنایات بولیگا تو ایک طلاق بائن پڑیگی اگرچہ دو کی نیت کرے اور جائز ہے تین طلاقونکی نیت کرنی کنایات مین اس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہے کہ انکے نزدیک کنایات مین طلاق رجعی پڑتی ہے اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہے کہ طلاق بائن دینے کی ضرورت تو ہوا ہی کرتی ہے پس شوہر اپنی ملک مین اگر اس قسم کا تصرف کرے تو جائز ہوگا بلکہ صریح طلاق مین بھی قیاس یہی ہے لیکن نص کی ضرورت سے صریح مین حکم رجعت کا کیا گیا ہے اور روایت کیا ہے عبد الرزاق نے کہ کنایات سے طلاق بائنہ کا واقع ہونا اکثر صحابہ

باب کنایہ کے لفظون سے طلاق دینے کے بیان مین ... طلاق بائن واقع

قول ہے سوا حضرت ابن عمر اور ابن مسعود کے اور امام محمد نے اپنی کتاب الآثار
مین اسیطرح کہا ہے اور الفاظ کنایات کے یہہ ہین کہ تو بائن ہے اور بتہ اور بتلہ یعنی
جدا ہے اور حرام ہے اور خالی ہے اور الگ ہے تیری مہار تیرے مونڈھے پر ہے اپنی میکے مین
جا مل مین نے تجھے تیرے میکے کو دیا تجھے مین نے جدا کیا مین تجھسے الگ ہوا تو
جا ملنے تیرا کام تو آزاد ہے اختیار کر گھونگھٹ نکال چادر مین چھپ جا دور ہو باہر نکل
چلی جا اُٹھ کھڑی ہو شوہر تلاش کر اگر شوہر نے تین بار کہا کہ تو حیض شمار کر اور اول سے
نیت طلاق کی کی اور دو بار حیض کی شمار سے عدت مراد لی تو اسکا قول مانا جاویگا اور
اگر ان پچھلے حیضوں کے شمار کرنے سے کچھ نیت نکی تو تین طلاقین ہونگی اور اگر کہا
کہ تو میری بیوی نہین یا مین تیرا خاوند نہین اور طلاق کی نیت کی تو طلاق پڑ جاویگی۔
اور طلاق صریح اور بائن دونو سے ملتی ہے اور بائن صرف صریح سے ملتی ہے نہ بائن
سے مگر جس صورت مین کہ بائن کسی شرط پر موقوف ہو تو اُس صورت مین بائن سے بھی
ملجاتی ہے اول مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورتکو کہا کہ مین نے تجھکو طلاق دی
یا طلاق کنایہ سے دی پھر اُس طلاق کی عدت مین دوسری طلاق صریح دی تو یہہ دوسری
طلاق بھی پہلی طلاق سے ملجاویگی اور اوسپر دو طلاقین واقع ہونگی اسیطرح اگر پہلی طلاق
صریح دی اور پھر بائن دی تو وہ صریح سے ملجاویگی لیکن اگر پہلے بائن دی اور دوبارہ پھر
بائن دی تو یہہ اول کے ساتھہ نملیگی اسلئے کہ جب طلاق اول سے عورت جدا ہو چکی تو پھر
طلاق کی محل نرہی ہان اگر پہلی طلاق بائن کسی شرط پر موقوف ہوگی تو اُسکا پڑنا شرط کے ہونے
پر ہوگا اُس سے پہلے نہوگا اسلئے دوسری بھی اس اثنا مین پڑ سکتی ہے ؛

باب عورتکو طلاق کے سپرد کرنیکے بیانمین اگر شوہر اپنی بیبی کو کہے کہ اختیار کر اور

اس سے نیت طلاق کی کری اور وہ عورت اُسی مجلس مین اپنی آپ کو اختیار کرلے تو ایک
طلاق سے بائن ہو جاویگی اور اس صورت مین اگر شوہر نے تین طلاقون کی نیت کرلیگا تو درست
نہوگی پھر اگر وہ عورت وہان سے اُٹھہ جاوی یا اور کلام کرنے لگے تو اُسکا اختیار جاتا رہیگا۔ اور
اسبابمین (یعنے اختیار کے ثابت ہونے مین) یہہ شرط ہی کہ ذکر نفس کا یا اختیار کا دونو
مین سے ایک کے کلام مین پایا جاوی مثلاً یا مرد کہے کہ اختیار کر اپنی نفس کو خواہ طلاق کو یا
عورت کہے کہ مین نے اپنی نفس کو خواہ طلاق کو اختیار کیا اور اگر دونو کے کلام مین سے
کسی مین نپایا جاویگا تو اختیار کا ثبوت درست نہوگا اور اگر شوہر نے عورت سے
کہا کہ تو اختیار کر اور عورت نے جواب دیا کہ مین اپنی ذات کو اختیار کرتی ہون یا مین نے
اپنی ذات کو اختیار کیا تو طلاق پڑ جاویگی اور اگر عورت سے تین بار کہے کہ اختیار کر اختیار کر
اختیار کر اور عورت جواب دے کہ مین نے اول کو یا دوم کو یا پہلی کو اختیار کیا یا ایک اختیار کو
اختیار کیا تو تین طلاقین بدون نیت کے پڑ جاوینگی اور اگر کہیگی کہ مین نے اپنی نفس
کو طلاق دیلی یا اپنی ذات کو ایک طلاق سے اختیار کیا تو اس صورتمین ایک طلاق سے بائن
ہو جاویگی اور اگر شوہر عورت سے کہے کہ تیرا معاملہ تیری ہاتھہ ہے ایک طلاق کے بابمین یا
یہہ کہ ایک طلاق اختیار کرلے اور اُسکے جوابمین عورت اپنی ذات کو اختیار کرلے تو ایک
طلاق رجعی پڑیگی (اسلئے کہ شوہر کے کلام مین صریح لفظ طلاق کا موجود ہے اور صریح طلاق
مین حکم رجعت کا ہے) اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھہ ہے اور تین طلاقون کی
نیت کی اور عورت نے جواب دیا کہ مین نے اپنی ذات کو ایکدفعہ سے اختیار کیا تو تین طلاقین
پڑینگی اور اگر کہیگی کہ مین نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی یا اپنی ذات کو ایک
طلاق سے اختیار کیا تو ایک طلاق سے بائن ہو جاویگی اور اگر شوہر کہے کہ تیرا

معاملہ تیری ہاتھہ ہی آج اور پرسون تو اس قول مین رات داخل نہوگی یعنے اختیار دن کو
رہیگا رات کو نہوگا اور اگر عورت نے اختیار اُس دن کا نمانا تو اُس روز کا اختیار باطل ہوجاویگا
اور پرسون کا اختیار اوسکو رہیگا اور اگر اختیار دینے مین شوہر نے قید آج اور کل کی لگائی تو
اُسمین رات بہی شامل رہیگی اور اگر اُس روز کے اختیار کو عورت نمانیگی تو اوسکی کل کو بہی
کچھ اختیار نرہیگا اسلئے کہ اختیار کے وقت مین کوئی زمانہ اختیار نرہنے کا نہین ہے اور
اگر اختیار دی جانیکے بعد عورت نے ایکدن کی دیر کی اور کہڑی نہو گئی یا کہڑی تہی بیٹہہ
گئی یا بیٹہی تہی تکیہ لگالیا یا تکیہ لگائے تہی بیٹہہ گئی یا اپنے باپ کو مشورہ کے لئے
بلایا یا گواہون کو گواہ کرنے کو طلب کیا یا سواری پر تہی سواری کو روک لیا تو ان سب
صورتون مین اُسکا اختیار باقی رہیگا اور اگر سواری کو چلایا تو اختیار نرہیگا اور کشتی کا حال
گہر کا سا ہے یعنے کشتی اگرچہ چلتی ہو عورت کا اختیار باقی رہتا ہے سواری کی طرح نہین کہ چلنے
سے اختیار جاتا رہتا ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اپنی نفس کو طلاق دیلے اور اُس سے کچھہ
نیت نکی یا ایک طلاق کی نیت کی اور عورت نے طلاق دیلی تو ایک طلاق رجعی پڑیگی اور اگر
تین طلاقین دیدیگی اور شوہر نے تین کی نیت کی ہوگی تو تینون پڑجاوینگی اور اگر عورت کہے
کہ مین نے اپنی ذات کو جدا کیا تو طلاق پڑجاویگی لیکن اگر کہے کہ مین نے اختیار کیا تو نہ پڑیگی اور
اس اختیار دینے سے امر رجوع کرنے کا مالک نہین رہتا اور اختیار عورت کی مجلس تک رہتا ہے
یعنے بعد اُس مجلس کے ہو چکنے کے اُسکو اختیار طلاق کا نہین رہتا ہان اگر شوہر نے اختیار
دینے مین یہہ بہی کہدے کہ جب تو چاہے ایسا کر تو اسصورت مین عورت اُس مجلس کے
بعد بہی اپنے آپکو طلاق دیسکتی ہی اور اگر شوہر کسی آدمی سے کہے کہ میری منکوحہ کو طلاق
دیدو تو یہہ اجازت فقط اُس مجلس پر منحصر نرہیگی اُس مرد کا جب دل چاہی طلاق دیگا

لیکن اگر شوہر یون کہے کہ تو چاہے تو طلاق دیدے تو اسصورت مین بعد اُسی مجلس سے اُٹھ جانے
کے اختیار نہ رہیگا اور اگر شوہر اپنی منکوحہ سے کہے کہ اپنی ذات کو تین طلاقین دیدے اور
عورت نے ایک طلاق دیلی تو یہہ طلاق پڑ جاویگی اور اُسکے اُلٹے مین (یعنے مرد کہے کہ
ایک طلاق دیلے اور عورت تین طلاقین دے تو واقع نہوگی اور اگر مرد کہے کہ تین طلاقین
دیلے اگر چاہے اور عورت ایک دے اور مرد کہے کہ ایک دے لے اگر چاہے اور عورت تین
دیلے اسصورت مین کچھہ واقع نہوگی (ایک نہ تین) اور اگر شوہر نے اُسکو طلاق بائن یا
رجعی کے دینے کو کہا اور عورت نے اُسکی اجازت کے برعکس کیا تو اسصورت مین وہی پڑیگی
جسکی اجازت شوہر نے دی تھی اور اگر شوہر نے کہا کہ تو طالق ہے اگر چاہے اور عورت نے
کہا کہ مین نے چاہا اگر تو چاہے پھر شوہر نے کہا کہ مین نے چاہا اور اس کلمہ سے طلاق
کی نیت کی یا یہہ کہ عورت نے کہا کہ مین نے چاہا بشرطیکہ ایسا ہو اور ایک امر معدوم کا نام
لیا تو دونو صورتون مین یہہ قول باطل ہو جائیگا اور اگر کسی ایسے امر کا ذکر عورت نے
کیا جو گذر گیا ہو تو طلاق پڑ جاویگی اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہے جب چاہے یا جب کبھی
چاہے اور عورت اُسکو رد کرے تو رد نہوگا اور نہ مجلس پر مقید ہوگا مگر اس لفظ سے صرف
ایک طلاق اپنے اوپر دے سکتی ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ جتنی بار کہ تو چاہے طالق ہے
تو عورت کو اختیار ہے کہ تین طلاقین علحدہ علحدہ دیلے اور ایک ساتھہ تین نہین دے سکتی
اور اگر اس اختیار کی رد سے بعد نے شوہر کے پھر طلاق دیوے تو واقع نہوگی (یعنے دوسرا
نکاح کرکے اگر پھر شوہر اول کے پاس اتفاقاً آوے تو اُسوقت وہ پہلا اختیار باقی نہین رہا
اور اگر کہا کہ تو طالق ہے جہان اور جسجگہہ چاہے تو طلاق نہوگی جب تک کہ اُسی مجلس مین
چاہے اور اگر کہا کہ جسطرح چاہے اور عورت نے طلاق دیلی تو رجعی پڑیگی اور اگر عورت نے طلاق

بائن چاہی یا تین طلاقیں اور شوہر کی نیت بہی تہی تو وہی پڑ جاویگی اور اگر شوہر نے
کہا کہ تو طلاق سے جتنی چاہی اور جو چاہی تو عورت جو چاہی اُسی مجلس مین طلاق دے لے
اور اگر عورت اس اختیار کو رد کر دے تو رد ہو جاتا ہے۔ اور اگر شوہر کہے کہ اپنی ذات کو تین
مین سے جتنی چاہی طلاق دیلی تو عورت کو تین سے کم کا اختیار ہوگا یعنے ایک یا دو کے دینے کا ۔

باب طلاق کو کسی شرط پر مقید کرنیکے بیان مین

- طلاق کا مشروط کرنا
اوس صورت مین درست ہے کہ شرط ملک نکاح مین واقع ہو یا خود ملک نکاح سے وابستہ ہو مثلاً اگر شوہر
اپنی منکوحہ سے کہے کہ اگر تو میری پاس آویگی تو طالق ہے (تو یہہ شرط لگانا عین ملک نکاح
مین ہے) اور اگر اجنبی سے کہے کہ اگر مین تجہہ سے نکاح کرون تو تو طالق ہے (تو یہہ شرط
ملک نکاح کے ہونے پر ہوئی ہے) تو ایسی صورتون مین شرط کے بعد طلاق پڑ جاتی
ہے یعنے نکاح یا پاس آنیکے بعد اوپر کی مثالون مین طلاق ہو جاویگی اور اگر اجنبی عورت
سے کہا کہ اگر تو میری پاس آویگی تو تو طلاق والی ہے پہر اُس سے نکاح کیا اور وہ آئی تو
طلاق نہو گی (اسلئے کہ شرط نہ تو نکاح مین تہی نہ خود نکاح کو شرط کیا تہا) اور الفاظ شرط
کے یہہ ہین اگر جو جو کچہہ ہر چیز جتنی بار جب جب کبہی اِن الفاظ مین اگر شرط
پائی جاویگی تو قسم تمام ہو جاویگی (یعنے حکم مشروط کا ختم ہو جاویگا) مگر لفظ کلما یعنے
(جتنی بار) مین (حکم شرط کا تمام نہوگا) اسلئے کہ وہ فعلون کے عام ہونیکو چاہتا ہے جیسے
لفظ کل (جسکے معنی ہر چیز ہین) اسمون کے عام ہونیکو چاہتا ہے پس اگر شوہر کہے کہ جتنی بار
مین کسی عورت سے نکاح کرون تو وہ طالق ہے تو ہر بار کے نکاح کرنے سے طلاق ہو گی اگرچہ ایک ہی
عورت او دوسرے شوہر کے بعد اس سے دوبارہ نکاح کری اور ملک نکاح کے جاتے
رہنے سے شرط باطل نہین ہوتی پس اگر شرط ملک مین پائی جاوے تو عورت طالق ہو جاویگی

اور حکم شرط کا پورا ہو جاویگا اور اگر شرط ملک نکاح مین نپائی جاویگی تو عورت کو طلاق
نہوگی مگر حکم شرط کا اسصورتمین بہی تمام ہو جاویگا مثلاً شوہر نے کہا کہ اگر تو گہر مین
جاویگی تو تجہے طلاق ہے تو اگر وہ عورت نکاح کیبعد اسمین جاویگی تو طلاق بہی پڑیگی اور شرط
بہی جاتی رہیگی اور اگر نکاح نرہنے کے بعد عورت گہر مین جاویگی تو طلاق بہی نہ پڑیگی اور شرط
بہی بیکار ہو جاویگی یعنے آئندہ اگر بعد نکاح کے وہ عورت پہر گہر مین جاویگی تو پہلی شرط کی رو سے
اسکو طلاق نہ پڑیگی اور اگر شرط کے واقع ہونے مین عورت مرد اختلاف کرین تو مرد
کی بات معتبر ہوگی مگر جس صورتمین کہ عورت گواہ اپنے دعوی کے پیش کرے تو
اسیکا قول معتبر ہوگا اور جو امور ایسے ہین کہ وہ عورت ہی کے بتانے سے معلوم ہوتے
ہین انمین عورت ہی کا قول معتبر ہوگا مگر خاص اوسیکے باب مین مثلاً اگر شوہر نے کہا کہ
جب تو حیض سے ہو تو تو اور فلانی عورت طالق ہے یا یہہ کہا کہ اگر تو مجہہ سے محبت رکہتی ہے تو تو
اور فلانی عورت طالق ہے پس عورت نے کہا کہ مین حیض سے ہوئی یا مین تجہہ سے محبت رکہتی
ہون تو اسصورتمین صرف وہی عورت طالق ہوگی اور دوسری پر صرف اوسکے کہنے سے طلاق
نہ پڑیگی اور جس صورتمین کہ طلاق کو حیض پر مشروط کیا ہو تو بمجرد خون دیکہنے کے طلاق نہ
پڑیگی پس اگر خون تین دن تک رہیگا تو طلاق اوسیوقت سے پڑیگی جب سے خون دیکہا ہوگا اور اگر
کہا ہوگا کہ اگر تجکو ایک حیض آوے تو طلاق ہے تو اسصورتمین طلاق اوسوقت پڑیگی جب وہ حیض
سے پاک ہوگی اسلیے کہ ایک حیض سے حیض کامل مراد ہوتا ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرے
لڑکا پیدا ہو تو تو ایک طلاق سے طالق ہے اور اگر تیرے لڑکی ہو تو دو طلاقون سے پس
اس عورت کے لڑکا اور لڑکی توام ہوئے اور یہہ معلوم نہوا کہ اول کون ہوا تو قاضی
کے حکم کی رو سے تو اوسپر ایک طلاق پڑیگی اور احتیاط کی رو سے دو پڑینگی اور عدت پہلے کی

گذر جاویگی اسلیئے کہ اول بچہ ہونے سے تو اوسکو طلاق پڑ گئی اور دوسرے کے ہونے پر عدت
پوری ہو گئی کیونکہ حاملہ عورت کی عدت بچہ ہونے تک ہوتی ہے اور ملک نکاح دوسرے طور
سے پچھلے کے لئے شرط ہے مثلاً اگر کہے کہ اگر تو زید اور عمر سے کلام کریگی تو تو طالق
ہے بعد اسکے اُس عورت کو دوسری طلاق دیکر بائن کر دیا اور اُس عورت نے
زید سے کلام کیا پھر شوہر اول نے اُس سے نکاح کر لیا پھر اوسنے عمرو سے کلام کیا تو
طلاق پڑ جاویگی اور اگر زید سے کلام کرنیکے وقت تو نکاح میں ہو اور عمرو سے کلام کرنے
کے وقت منکوحہ نہو تو طلاق نہ پڑیگی اور اگر تین طلاق کو ایک شرط پر موقوف کیا اور
پھر تین طلاقیں اسیوقت دیدیں تو پہلی شرط اُس سے باطل ہو جاویگی اور اگر تین
طلاق کو لونڈی کے آزاد ہونیکو صحبت پر مشروط کیا تو صحبت کیوقت زیادہ ٹھہرنے
سے اجرت زنا کی دینی نہ پڑیگی اور طلاق رجعی کیصورت میں اس زیادہ ٹھہرنے سے رجعت
ثابت نہوگی ہان اگر اپنے ذکر کو نکالکر دوبارہ پھر داخل کریگا تو رجعی کیصورت میں رجعت تو
ثابت ہوگی اور اول صورت میں زنا کی اجرت دینی پڑیگی اسلیئے کہ صحبت کرنے میں ایک ہی ط
حال ہے زیادہ توقف کرنا دوسری بار صحبت کرنا نہیں کہ اُس سے اجرت یا رجعت درست
ہو اور اگر شوہر کہے کہ اگر فلانی عورت سے میں تیرے اوپر نکاح کروں تو اوسکو طلاق ہے
پھر منکوحہ کو طلاق بائن دیکر اس عورت سے نکاح کیا تو اوسکو طلاق نہ پڑیگی اسلیئے کہ شرط
نہیں پائی گئی کیونکہ طلاق بائن کے بعد حکم نکاح کا باقی نہیں رہتا گو کہ عورت عدت
میں ہو اور اگر مرد نے کہا کہ تجکو طلاق ہے انشاء اللہ اور کلمۂ انشاء اللہ ملا کر کہا تو طلاق
نہ پڑیگی اگرچہ عورت انشاء اللہ کہنے سے پہلے مر جاوے اور اگر شوہر کہے کہ تجھکو ایک
کم تین طلاقیں ہیں تو دو پڑینگی اور ایک کم دو کہیگا تو ایک پڑیگی اور اگر کہے کہ تین کم

تین طلاقیں ہین تو تین پڑینگی اسلئے کہ ایک یا دو کا نکالنا تین مین سے ہو سکتا ہے اور
تین کو تین مین سے نکالنا ناممکن ہے اسواسطے استثنا لغو ہو گیا او تینون طلاقین پڑینگی

باب بیمار کے طلاق دینے کے بیان مین

اگر شوہر اپنے مرض مین منکوحہ کو
طلاق رجعی یا بائن دے اور وہ اسکی عدت مین مر جاوے تو وارث ہوگی اور اگر بعد عدت کے
مرے تو وارث نہوگی۔ اور اگر طلاق بائن عورت کی اجازت سے دے یا عورت مال
دیکر طلاق لے لیوے یا شوہر کے اختیار دینے کی جہت سے وہ اپنی ذات کو اختیار کر لے
تو وارث نہوگی۔ اور جس صورت مین کہ عورت شوہر سے کہے کہ مجکو طلاق رجعی دیدے اور
شوہر اوسکو تین طلاقین دیوے تو وارث ہوگی۔ اور اگر شوہر اپنے مرض مین عورت
کی اجازت سے اوسکو بائن کر دے یا حالت صحت میں اوسکو بائن کر دیا اور عدت ہو چکنے
پر مرد و عورت ایکدوسرے کو سچا کہہ چکے ہون پہر شوہر عورت کے قرض کا اپنے ذمہ
اقرار کرے یا اوسکو کسیقدر مال کے دینے کی وصیت کرے تو عورت کو قرضہ خواہ وصیت
اور ترکہ مین سے جو کم ہوگا وہ ملیگا یعنے جو کچھہ اوسنے اقرار کیا ہو یا وصیت کی ہو اگر
وہ ترکہ کے حصہ سے کم ہو تو وہ ملیگا نہین تو ترکہ مین کا حصہ ملیگا اور جو شخص دوسرے
کو لڑنے کے لئے بلاوے یا قصاص مین مارا جانے کو خواہ سنگسار کیا جانیکو پیش
ہو اور اس صورت مین اپنی منکوحہ کو بائن کر دے تو وارث ہوگی بشرطیکہ اسی صورت مین
مر جاوے یا قتل ہو جاوے اور اگر گہر گیا ہو یا لڑائی کی صف مین ہو اور اپنی بیبی کو بائن
کیا تو اس صورت مین مر جانے سے وہ عورت وارث نہوگی اسلئے کہ اسمین مر جانا یقینی
نہین اور پہلی دونو صورتون مین مرنا یقینی ہے اور اگر شوہر نے اپنی عورت کی طلاق کو
کسی اجنبی مرد کے کام پر مشروط کیا مثلاً کہا کہ زید اگر سفر سے آوے تو تو بائن ہے

یا کسی وقت کے آنے پر مشروط کیا مثلاً کہا کہ ماہ رمضان آوے تو تو بائن ہے اور
شرط کا وجود اور مشروط کرنا دونو مرض ہی مین ہون یا مشروط کیا خاص اپنے کام پر اور
عین مرض مین مشروط کرنا اور اس کام کا کرنا پایا گیا خواہ شرط کا ہونا بھی مرض مین پایا گیا
اور مشروط پہلے کیا تھا یا عورت کے ایسے فعل پر مشروط کیا کہ اوسکو خواہ نخواہ کرنا پڑے
مثلاً کہدیا کہ اگر تو کہاویگی یا پیویگی تو بائن ہو جاویگی اور اسمین خواہ دونو باتین مرض
مین ہون خواہ صرف شرط کا وجود مرض مین ہو تو ان سب صورتونمین وارث ہوگی
اور انکے سوا اور صورتونمین وارث نہوگی۔ اور اگر اپنی بیبی کو مرض مین بائن کر دیا
پھر اچھا ہو گیا اور اوسکے بعد مر گیا یا بائن کر چکا تھا اور وہ عورت مرتد ہو گئی پھر مسلمان
ہو گئی اوسکے بعد شوہر مرا تو ان صورتونمین وارث نہوگی۔ اور اگر عورت شوہر کے لڑکے
سے ہم بستر ہو گئی یا شوہر سے لعان کیا یا شوہر نے بحالت مرض اس سے ایلا کیا تو وارث
ہوگی اور اگر ایلا بحالت صحت کیا تھا اور ایلا کے باعث حالت مرض مین بائن ہوئی تو
وارث نہوگی اور قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ جس صورتمین شوہر کا طلاق دینا اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ عورت کو وارث کرنے سے گریز کرتا ہے تو اسصورتمین عورت وارث ہوگی اور اگر وہ وارث
کرنے سے گریز نہین کرتا اور نہ احتمال گریز کا ہو تو وارث نہوگی ۔

باب رجعت یعنے طلاق کے بعد عورت سے شوہر کے رجوع کرنیکے بیان مین۔

رجعت اثبات کو کہتے ہین کہ جو نکاح مرد و عورت مین قائم تھا اوسکو عدت کے دنون مین جو
کا تون بنا رکہین اور یہہ رجعت اوسصورتمین درست ہے کہ عورت کو تین طلاقین نہوئی ہون
اگرچہ عورت رجعت پر راضی نہو اور صورت اوسکی یہہ ہے کہ شوہر طلاق کے بعد عدت مین منکوحہ سے
کہدے کہ مین نے تجہہ سے رجعت کی یا اور و لیسے کہدے کہ مین نے اپنی منکوحہ سے رجعت

صورت لعان ... اور ایلا کی ... اور دیکھو ...

باب رجعت

رجعت یعنے ...

کی اور ایک یہہ ہو کہ ایسی افعال سے حرمت دامادی ثابت ہو اور فعل بیبی کے ساتھہ کرے مثلاً شہوت سے ہاتھہ لگادے یا بوسہ لے یا اوسکی شرمگاہ کو دیکھے غرضکہ رجعت قول سے بہی ہوتی ہے اور فعل سے بہی اور مستحب ہے کہ رجعت کے لئے گواہ کر دے اور اگر شوہر نے عدت ہو چکنے کے بعد عورت سے کہا کہ مین نے عدت این تجہہ سے رجعت کر لی اور عورت نے اوسکی تصدیق کی کہ ٹہیک ہے تو رجعت درست ہے اور اگر تصدیق نکی تو درست نہو گی جیسے اس صورتمین کہ شوہر اوس سے کہے کہ مین نے تجہہ سے رجعت کی اور وہ جواب دے کہ میری عدت ہو چکی تو رجعت درست نہو گی اور اگر لونڈی کا شوہر عدت کے بعد اوس سے کہے کہ مین نے عدت مین تجہہ سے رجعت کر لی تہی اور اس بات کی تصدیق اوسکے آقا نے کی مگر لونڈی نے اوسکو جہٹلایا یا لونڈی نے شوہر کے رجوع کرنیکے وقت کہا کہ میری عدت ہو چکی اور اوسکے آقا اور شوہر نے یہہ بات نمانی تو ان صورتون مین لونڈی کا قول معتبر ہے یعنے رجعت درست نہین اور حکم رجعت کا اوسوقت جاتا رہتا ہے جبکہ عورت حیض اخیر سے پاک ہو جاتی ہے پہر اگر دس روز پر پاک ہوئی تو بعد پاک ہونے کے وقت رجعت جاتا رہا گو غسل نکیا ہو اور اگر دس روز سے کم مین پاک ہوئی تو غسل تک وقت رجعت رہیگا یا یہہ کہ پاک ہونیکے بعد ایکوقت نماز کا گذر جاوے یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اوسمین عورت نہا کر نیت نماز کی کر لے یا وہ تیمم کر کے نماز پڑہ لے اس صورتمین کہ پانی پر قادر نہو اور اگر عورت نے غسل کیا اور ایک عضو سے کم کو دہونا بہول گئی تو حق رجعت نرہیگا اور اگر عضو کامل کا دہونا بہول گئی ہو تو حق رجعت باقی رہیگا اسلئے کہ ابہی پورا غسل نہین کیا اور اگر شوہر اپنی عورت حاملہ یا بچہ والیکو ایک طلاق دے اور کہے کہ مین نے اوس سے صحبت نہین کی

(یعنی ایک طلاق سے بہہ بائن ہوگئی) تو وہ اُس صورت مین عورت سی رجعت کر سکتا
ہے اسلیے کہ عورت کا حاملہ ہونا بچہ دار ہونا شوہر کو جہوٹا کرتا ہی اور اگر عورت سے
خلوت کری اور کہی کہ مین نے صحبت نہین کی بعد اوسکے ایک طلاق دی تو رجعت نکری
اسلیے کہ ممکن ہی کہ خلوت مین صحبت نکی ہو تو ایک ہی طلاق سی بائن ہوجاویگی پس اگر اسی
صورت مین رجعت کی اور رجعت کے بعد اُس عورت کے دو برس سی کم مین بچہ پیدا ہوا تو
وہ رجعت درست ہوگی اسلیے کہ جب دو برس سی کم مین بچہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وقت رجعت
کے حمل موجود تہا اور شوہر کا یہہ کہنا کہ مین نے صحبت نہین کی غلط تہا اور عورت ایک
طلاق سی بائن نہین ہوئی تہی اسیلیے اوسکی رجعت درست ہوئی اگر شوہر نے اپنی منکوحہ
سے کہا کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طالق ہی پہر اوسکے بچہ پیدا ہوا تو یہہ دوسرا بچہ رجعت کا
باعث ہوگا اُس طلاق سی جو اول بچہ ہونے پر اُسکو ہوئی تہی اور اگر شوہر نے یون کہا
کہ جتنی بار تو بچہ جنے تو تو طالق ہی پہر اوسکے تین بچے علحدہ علحدہ حمل سی ہوئی تو دوسرا
اور تیسرا بچہ پہلی دو طلاقون سی رجعت کے سبب ہونگے اسلیے کہ پہلے بچہ کے ہونے
پر شرط کے بموجب اُسپر طلاق ہوئی اور حمل دوسری بچہ کا اُس سے رجعت کا سبب ہوا
پہر دوسرے بچے پیدا ہونے پر دوسری طلاق ہوئی تیسرے کا حمل اُس سی رجعت کا باعث
ہوا پہر تیسرے کے پیدا ہونے پر طلاق ثالث بہی پڑ گئی اب رجعت نہین ہوسکتی اور جس
عورت کو طلاق رجعی ہوئی ہو وہ اپنا بناو سنگار کری تاکہ شاید اوسکا شوہر اُس سے
رجوع کرلے اور مستحب یہہ ہی کہ شوہر بدون اطلاع اوسکے پاس نجاوے اور جبتک
اُس سی رجعت نکرلے تب تک اوسکے ساتہہ سفر نکری اور طلاق رجعی سی صحبت کرنا حرام
نہین ہوتا مگر عدت کے بعد البتہ حرام ہی اور جو عورت کہ بائن ہوگئی ہو وہ شوہر سے

نکاح عدت مین اور بعد عدت کے کر سکتی ہے مگر جو تین طلاقون سے بائن ہے بشرطیکہ
آزاد ہو اور دو سے بائن ہوئی ہو اوس صورت مین کہ لونڈی ہو وہ شوہر سے نہین کر سکتی
جبتک کہ وہ دوسری شوہر سے نکاح صحیح نکرلے اور وہ دوسرا اوس سے ہمبستر نہو چکا گرچہ
وہ مرد قریب بالغ ہونیکے ہو اور پھر وہ دوسرا اوسکو طلاق دیوے اور عدت پوری
ہو جاوے (تو اب البتہ شوہر اول سے نکاح کر سکتی ہے) نہ صحبت کرنیکے باعث)
یعنے اگر شوہر اپنی منکوحہ لونڈی کو دو طلاقین دے اور بعد عدت کے مالک اوس سے صحبت
کرے تو اس صحبت سے یہہ عورت اپنے شوہر کو حلال نہوگی بلکہ صحبت نکاح صحیح شرط ہے
اور نکرے وہ ہی حلال کرنیکی شرط سے نکاح کرنا یعنے اسطرح کہ بعد نکاح طلاق دیدونگا
پھر اگر دوسری شوہر کے طلاق دینے سے شوہر اول پر وہ عورت حلال ہو جاتی ہے
اگر نکاح حلالہ کرنیکی شرط سے کیا ہو تاہم ایسی شرط سے نکاح کرنا مکروہ ہے اور دوسرا شوہر
پہلے شوہر کی طلاق کا حکم دور کر دیتا ہے بشرطیکہ طلاقین تین سے کم ہون یعنے جب عورت
دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور اوسکی طلاق کے بعد پھر اول شوہر کے نکاح مین آوے
تو شوہر اول تین طلاقون کا مالک ہو جاویگا اور اگر تین طلاقون والی عورت خبر دے کہ
شوہر اول اور شوہر دوم کی طلاق کی عدتین ہو چکین اور زمانہ اتنا ہو کہ اوسمین وہ دونون
عدتین ہو سکتی ہون تو شوہر اول کو اختیار ہے کہ اوسکی بات مانے اگر ظن غالب
اوسکو ہو کہ یہہ سچ کہتی ہے یعنے اوس سے اسصورت مین نکاح کر سکتا ہے ۞

باب ایلا کے بیان مین (ایلا کے معنی لغت مین قسم کے ہین اور شریعت کی اصطلاح
مین یہہ ہین کہ شوہر کا قسم کہانا اپنی منکوحہ سے چار مہینے یا اوس سے زیادہ صحبت نکرنے پر
اوسکو ایلا کہا جاتا ہے مثلا یون کہے کہ خدا کی قسم مین تجھہ سے چار مہینے صحبت نکرونگا یا یہہ کہے

مہینے ایسکے بعد تجھہ سے صحبت نکرونگا تو یہہ ایلا ہوگیا اسلیے کہ چار مہینے ہوے اگر یہہ
اونکو دو دفعہ مین بیان کیا اور اگر ایسے یون کہا کہ واللہ تجھہ سے دو مہینے صحبت نکرونگا
پہر ایک روز ٹہر گیا اور اوسکے بعد کہا کہ بخدا تجھہ سے پہلے دو مہینون کے بعد دو مہینے
اور صحبت نکرونگا یا یون کہو کہ تجھہ سے ایکدن کم برس روز صحبت نکرونگا یا فلانے شہر
مین کہا وے کہ مین کوفہ مین نجاونگا اور اوسکی منکوحہ کوفہ مین ہو تو ان صورتون مین ایلا
نہین ہوتا۔ اور اگر شوہر نے صحبت کو حج یا روزہ یا صدقہ یا آزاد کرنے یا طلاق پر مشروط
کیا مثلا یون کہا کہ اگر مین صحبت کرون تو مجھہ پر حج یا روزہ یا صدقہ لازم ہے یا رجعی
طلاق والی سے ایلا کرے تو ان سب صورتون مین ایلا کرنیوالا ہوگا لیکن اگر طلاق
بائن والی عورت یا اجنبی عورت سے ایلا کریگا تو درست نہوگا اور لونڈی منکوحہ کی ایلا کی
مدت دو مہینے ہین اور اگر ایلا کرنیوالا اپنی بیماری یا عورت کے مرض یا اوسکی شرمگاہ
کے بند ہونے یا اوسکے صغیر سن ہونے یا فاصلہ دراز پر ہونے کی جہت سے اوس سے
صحبت نکرسکے تو ایلا سے رجوع کرنا یون ہوسکتا ہے کہ اپنی زبان سے کہدے کہ مین نے
اپنی منکوحہ سے رجوع کی اور اگر چار مہینے کی مدت مین صحبت پر قادر ہوجاوے تو رجوع
کرنا صرف صحبت ہی سے ہے چار مہینے کے اندر اگر یہہ موانع برطرف ہون تو زبانی رجوع کا
اعتبار نہین بلکہ صحبت کرنی چاہیے۔ اگر شوہر نے اپنی منکوحہ سے کہا کہ تو مجھہ پر حرام ہے
اور اوس سے عورت کے حرام ہونے کو اپنے اوپر نیت کی یا نیت کچھہ نہ کی تو اس جملہ سے
ایلا ہوجاویگا اور اگر اوس سے ظہار کی نیت کریگا تو ظہار ہوگا اور اگر جھوٹ کی
نیت کریگا تو جھوٹ ہوگا اور طلاق کی نیت کریگا تو بائن طلاق ہوگی اور تین طلاقون کی
نیت کریگا تو تین پڑینگی اور قول مفتی بہ یہہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی منکوحہ سے کہے کہ

تو مجھپر حرام ہی اور حرام اوسکے نزدیک طلاق کے معنی مین ہو لیکن اوسنے طلاق کی نیت نکی ہو تو طلاق پڑجاویگی اور عرف کی روسے طلاق کی نیت کرنیوالا ٹھہرالیاجاویگا (یعنے اگر اوسکے علم مین حرام کے معنی طلاق کے ہونگے تو طلاق ہو جاویگی گو اوسنے ان لفظون سے طلاق کی نیت نکی ہو وی)

باب خلع کے بیانمین (خلع اوسکو کہتی ہین کہ عورت اپنے شوہر کو کچھہ مال دیکر طلاق لیوے) خلع نکاح سی جدا ہونیکا نام ہی اور خلع کے لفظ سی اور مال کے عوض طلاق کے لفظ سی طلاق بائن پڑتی ہے اور عورت پر جسقدر مال ٹھہرایا ہو لازم ہو جاتا ہی اور مکروہ ہے شوہر کو طلاق کی عوض مین کچھہ لینا بشرطیکہ سرکشی اور ناموافقت مرد کیطرف سی ہو اور اگر عورت کیطرف سی ہو تو مکروہ نہین اور جو چیز مہر ہونیکی لیاقت رکھتی ہی وہ خلع کا عوض ہو سکتی ہے پس اگر عورت نے شراب یا سور یا مردار پر خلع کیا یا اوسکو طلاق دی تو خلع کیصورتمین طلاق بائن پڑیگی اور طلاق کیصورت مین رجعی مگر مفت پڑیگی (عورت کو کچھہ دینا نہ آویگا) جیسا اسصورتمین کہ عورت کہی کہ مجھہ سی خلع کرلے اور جو کچھہ میرے قبضہ مین ہی لیلے اور اوسکے قبضہ مین کچھہ نہو (تو اس صورتمین اگر شوہر خلع کریگا تو طلاق مفت بدون عوض کے پڑیگی) اور اگر عورت اتنا اور بڑہا دی کہ میرے قبضہ مین جو مال اور درم ہین لیلے تو (اس صورت مین عورت یا اپنا مہر واپس کری یا تین درم شوہر کو دی- اور اگر شوہر عورت سی خلع کری ایک بہاگے ہوئے غلام پر جو عورت کی ملک مین ہو اور وہ عورت شرط کرلے کہ مین اوسکی ضامن نہین تو وہ اس شرط سی بری نہو جاویگی اگر عورت نے کہا کہ مجکو تین طلاقین ہزار کے بدلے دیدے پس شوہر نے اوسکو ایک طلاق دی تو اوسکو ہزار کی تہائی ملیگی اور وہ عورت بائن ہو جاویگی اور اگر عورت

باب خلع کے بیان مین -

کہے کہ تین طلاقین مجکو ہزار روپیہ پر دیدے اور وہ ایک دیوے تو اسصورتمین طلاق رجعی مفت
پڑیگی اسواسطے کہ اول صورت مین لفظ بدلے کا تھا اور بدلکی صورتمین عوض معوض پر
بٹجاتا ہے اور دوسری صورتمین لفظ پر بمعنی شرط ہے اسمین نہین منقسم ہوتا اگر شوہر نے منکوحہ
سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین طلاقین ہزار کے بدلے یا ہزار پر دیلے اور اوسنے ایک طلاق دی تو
کچھہ نہ پڑیگی اور اگر مرد نے کہا کہ تو طالق ہے ہزار کے بدلے یا ہزار پر اور عورت نے قبول کر لیا
تو ہزار اوسپر لازم ہونگے اور بائن ہوجاویگی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہا کہ تو طالق ہے اور
تجھپر ہزار ہین یا غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے اور تجھپر ہزار ہین تو طلاق اور آزادی مفت ہوجاویگی
(کچھہ دینا نہ پڑیگا) اور اختیار کی شرط خلع مین عورتونکو کرلینی درست ہے مرد کو جائز نہین اگر
شوہر اپنی بیبی سے کہے کہ مین نے تجکو کل ہزار کے بدلے طلاق دی ہے مگر تو نے نہین مانا
اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کر لیا تہا تو شوہر کا قول سچا جانا جاویگا بخلاف بیچنے
کے کہ اگر بیچنے والا کہے کہ مین نے اپنی چیز کل ہزار کے بدلے بیچی تھی اور تو نے منظور
نکی اور مشتری کہے کہ مین نے منظور کر لی تھی تو اسصورتمین لینے والیکا قول مانا جاویگا اور
خلع کرنا اور حقوق سے بری الذمہ کرنا اُن حقون کو دور کر دیتا ہے جو مرد وعورتکو ایک
دوسری پر نکاح کے باعث ہون یہانتک کہ اگر مال کے عوض مین شوہر اپنی منکوحہ سے خلع
کرے یا بری الذمہ ہونیکا معاملہ کرے تو شوہر کو وہی مال ملیگا جو اُس معاملہ مین ٹھہرا ہو اور
حقوق زوجیت ایکدوسریکے ذمہ باقی نرہینگے مثلاً دعوی مہر کہ لے لیا ہو یا نہ لیا ہو صحبت
سے پہلے ہو یا بعد ہو کسیکو اونمین سے ایکدوسری پر نہین پہونچتا اور اگر چھوٹی لڑکی کا ولی
شوہر سے خلع کرے اور اُسکی عوض صغیرہ کا مال ٹھہراوے تو اُس مال کے بدلمین خلع درست
نہوگا اور طلاق پڑجاویگی (یعنے صغیرہ کے ذمہ مال لازم نہ آویگا) اور ولی ہزار کے بدلہ

مین اگر خلع کرے اِس شرط پر کہ مین ضامن ہون تو طلاق پڑ جاویگی اور مہر اوس ولی کے ذمہ رہیگا واللہ اعلم ۔

باب ظہار کے بیان مین

(جو ایک طرحکی طلاق ہے) ظہار یہہ ہی کہ اپنی منکوحہ کو شوہر ایسی عورت سے تشبیہ دے جو اوسپر ہمیشہ کو حرام ہو مثلاً اپنی مان اور بہن اور بیٹی سے تشبیہ دے بخلاف سالی سے تشبیہ دینے کے کہ وہ ظہار نہوگا اسلئے کہ سالی کی حرمت ہمیشہ کو نہین بلکہ منکوحہ کی زندگی یا نکاح تک ہی اگر شوہر اپنی منکوحہ کو کہے کہ تو مجہپر مثل میری مان کی پشت کے ہی تو اِن لفظون کے بعد اوسکو عورت سے صحبت کرنا اور ایسی باتین جو صحبت کے سامان ہون مثل بوس و کنار کے حرام ہو جاتے ہین جبتک کفارہ نہ دیلے اور اگر کفارہ سے پیشتر صحبت کر بیٹھے تو صرف اپنی پروردگار سے استغفار کرے یعنے دوسرا کفارہ لازم نہین ہوتا اور اسیہہ جو قرآن مجید مین لفظ ثم یعودون لما قالوا آیا ہی یعنے پہر پہرتے ہین اپنی قول سے اس سے مراد عورت سے صحبت کرنیکا قصد ہی نہ خود صحبت کرنا تا کہ صحبت کفارہ دینے سے پہلے درست ہو اور پیٹ اور ران اور شرمگاہ ان تینون اعضا کا حکم مثل پیٹہہ کے ہی حرمت کے لازم ہونے مین اور مرد کی بہن اور پہوپہی اور مان دودہ کی راہ سے مثل حقیقی مان کے ہی یعنے اِنکے ساتہہ مشابہت دینے سے بہی حرمت ثابت ہوگی اور عورت کو یہہ کہنا کہ تیرا سر اور تیری شرمگاہ اور تیرا چہرہ اور تیری گردن اور تیرا آدہا سر اور تیری تہائی ایسا ہی جیسا یہہ کہا کہ تو ایسی ہی یعنے اِن اعضا کو تشبیہ دینے سے محرمات کے اعضا سے حرمت ثابت ہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ تو مجہپر مثل میری مان کی ہے اور اس جملہ سے نیت اوسکی خدمت اور سلوک کی کی یا ظہار کی یا طلاق کی تو جو نیت کریگا وہی ہوگا اور اگر کچہہ نیت نکی ہو تو

یہہ قول لغو ہے اور اگر یہہ کہا کہ تو مجہپر حرام ہے مثل میری مان کے اور ظہار یا طلاق
کی نیت کی تو جو نیت کریگا وہی ہوگا اور اگر یہہ کہا کہ تو مجہپر مثل میری ماکی پشت کے
حرام ہے اور اس سے طلاق یا ایلا کی نیت کی تو ظہار ہوگا یہہ دونو چیزین نہوگی اور ظہار
صرف اپنی منکوحہ بیبی سے ہوا کرتا ہے یعنے اگر الفاظ ظہار کے اپنی لونڈی یا ام ولد سے
کہیگا تو ظہار نہوگا پس اگر ایکعورت سے بدون اوسکی اجازت کے نکاح کیا اور اس سے
ظہار کیا اور ظہار کے بعد اسعورت نے نکاح کو جائز رکہا تو ظہار باطل ہوجاویگا
اسلیے کہ نکاح کی اجازت سے پیشتر وہ عورت اسکی منکوحہ نہ تہی اگر اپنی سب عورتون کو
کہے کہ تم مجہپر مثل میری مان کی پشت کے ہو تو سب سے ظہار ہوا اور کفارہ ہر ایک کیواسطے
جدا جدا دے اور ظہار کا کفارہ یہہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کرے اور آزاد کرنا ایسے بردہ کا جائز نہ
ہو یا دونو ہاتہہ کٹے ہون یا ہاتہون کے دونو انگوٹہے کٹے ہون یا دونون پانون کٹے
ہون یا دیوانہ ہو یا مدبر اور ام ولد ہو یا ایسا مکاتب ہو جو کچہہ مال دیچکا ہو اسباب مین
جائز نہین ہان اگر مکاتب نے کچہہ نہ دیا ہو اور اوسکو کفارہ مین آزاد کردے تو جائز ہے
اسلیے کہ وہ بردہ کامل ہے یا یہہ کہ کفارہ کی نیت سے اپنے کسی رشتہ دار قریب کو خرید
کرے یا کفارہ مین آدہا غلام اپنا پہلے آزاد کردے اور آدہا پہر آزاد کرے یہہ سب صورتین
درست ہین اور اگر کفارہ مین آدہا غلام مشترک آزاد کردے اور آدہی کی قیمت کا اوسکے
مالک کیواسطے ذمہ کرلے یا آدہا بردہ کفارہ مین آزاد کرے اور جس عورت سے ظہار کیا تہا
پہر اُس سے صحبت کرلے اور بعد صحبت کے آدہا آزاد کرے تو یہہ صورتین درست نہونگی
اسلیے کہ آزادی پوری بردہ کی صحبت سے پہلے نہوئی اور پوری بردہ کا آزاد کرنا صحبت
سے پیشتر ہو جب نص قرآنی کے شرط ہے پس اگر بردہ آزاد کرنے کو نپاوے تو دو مہینے

پے در پے روزہ رکھے اسطرح کہان دونو مہینونمین رمضان اور ایسے دن واقع نہون
جنمین روزہ رکہنا ممنوع ہے یعنے دو روز عید کے اور تین روز بعد عید اضحی کے
اُن دونو مہینونمین نہ پڑین پھر اگر ان دونو مہینونکے اندر عورت مذکورہ سے رات کو
یا بہولکر دن کو صحبت کریگا یا ایکدن بہی افطار کریگا تو نئے سر سے پہر روزے رکہنے پڑینگے
اسلئے کہ ان روزونمین پے در پے ہونا اور صحبت سے پیشتر رکہنا شرط ہے اور اگر شوہر
خود غلام ہو تو اوسکو سواے روزہ رکہنے کے دوسری چیز جائز نہین اگرچہ اُسکی طرف
سے اُسکا آقا بردہ آزاد کردے یا کہانا کہلاوے اسلئے کہ غلام خود تو مالک نہین تاکہ کہانا
کہلاوے یا بردہ آزاد کرے اور آقا کا آزاد کرنا اور کہانا کہلانا اسکی طرف سے معتبر نہین
پہر اگر روزہ رکہنے کی طاقت نہو تو ساٹھہ مسکینونکو کہانا کہلاوے جیسا صدقہ فطر مین مذکور
ہوا یا کہانے کی قیمت دیدے پس اگر اپنی طرف سے دوسرے شخص کو اجازت دی کہ ظہار
کے کفارہ مین کہانا کہلاوے اور وہ حکم کی تعمیل کرے تو درست ہے اور کفارونکی سب
اقسام مین کہانیکا مباح کر دینا درست ہے یعنے ظہار کی اور روزہ کی قضا اور قسم اور
احرام کے شکار کے کفارونمین اور نیز شیخ فانی کو روزہ کے فدیہ ادا کرنے مین کہانیکا
مباح کرنا جائز ہے مگر صدقات مین مثل زکوۃ اور صدقہ فطر اور عشر زمین مین
مباح کرنا کافی نہین بلکہ تملیک شرط ہے اور مباح کرنا اسطرح ہے کہ کہانا لاکر
فقیرونکو اوسکے کہانے کی اجازت دیدے اور تملیک یہہ ہے کہ وہ کہانا فقیرون کو
دیڈالے اور اُنکی ملک کردے چاہین کہائین چاہین دوسری کو دیڈالین اور کہانا
کہلانے مین یہہ شرط ہے کہ ہر فقیر کو پیٹ بہر کر دو صبح یا دو شام یا ایک صبح اور ایک
شام کا کہانا دے یعنے دو وقت کہلاوے خواہ ایکدنمین ہو یا دو دن مین اور اگر

ایک فقیر کو دو مہینے تک کہلاوی تو درست ہی لیکن اگر ایک فقیر کو ۶۰ حصے ایک دن مین دیدے تو جائز نہوگا مگر خاص اُسدن کے ایک آدمی کے کہلانے مین تمام ہوگا اور اگر کہانا کہلانیکے درمیان مین عورت سی صحبت کری تو کہانا نئے سر سے کہلاوے جیسا روزونمین تہا اور اگر دو ظہارون کے کفارو مین ساٹہہ فقیرون کو ایک ایک صاع گیہون حوالہ کرے تو ایک ظہار کا کفارہ جائز ہو گا اور دوسرے کا اور دینا چاہئیے اور اگر ایک کفارہ افطار کا تہا اور ایک ظہار کا اور کہانا مثل مذکورہ بالا دیا یا دو ظہار مین دو بردے آزاد کئے اور معین نکیا کہ کونسا کس ظہار مین آزاد کرتا ہون تو ان صورتو مین دونو کفارو نکی طرف سی جائز ہوگا اور اُسی جیسا ہی دونو ظہارون کے عوض مین روزے رکہے اور کہانا کہلانا یعنے معین نکرے کہ کسکی عوض روزے رکہتا ہون اور کسکی عوض کہانا کہلاتا ہون تو دونو ظہار کا کفارہ ہو جاویگا اور اگر دونون ظہارون کے کفارہ مین ایک بردہ آزاد کیا یا دو مہینے کے روزے رکہے تو ایک ظہار کا کفارہ ہوگا دوکا نہوگا اور اگر ایک کفارہ ظہار کا تہا اور ایک قتل کا اور وہ شخص ایک کفارہ بلا تعین ادا کردے تو کسیکی طرف سی جائز نہوگا اتنی تہی کہ دو تو کفارے اگر ایک جنس کے ہونگے تو جائز ہے کہ کفارہ دینے والا بعد کفارہ دینے کے اُنمین سے ایک کی نیت کرلے اور اگر دو جنس کے کفارے ہون تو اُنمین جب کفارہ دینے کے اگر معین کریگا تو کافی نہوگا واللہ اعلم؛

باب لعان کے بیانمین (جس سے مرد و عورت مین جدائی ہو جاتی ہی)

لغت مین اسکے معنی آپسمین لعنت کرنیکے ہین اور شریعت مین لعان جنید گواہیان مرد و عورت کی ہین جو تاکید اور قسم اور لعنت خدا کے ساتہہ بیان کریگا اور یہہ

باب لعان کے بیان مین

لعان امرد کے حق مین گالی دینے کی سزا کی قائم مقام ہے اور عورت کے حق مین زنا
کی سزا کے پس اگر شوہر اور عورت لیاقت گواہی کی رکھتے ہون یعنے آزاد اور عاقل اور
بالغ اور مسلمان ہون اور مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت کرے اور وہ عورت ایسی ہو
کہ اوس پر تہمت زنا کرنے والیکو سزا ملتی ہو یعنے پارسا منکوحہ ہو یا وہ شوہر اُس
عورت کے بچہ کو کہے کہ یہہ میرا نہین اور عورت اُس شوہر کو زنا کی تہمت کی سزا دلوانا
چاہے تو اسصورت مین لعان واجب ہے پس اگر شوہر لعان سے انکار کرے تو اوسکو قید
کیا جاوے یہانتک کہ خواہ لعان کرے یا اپنے آپکو جھوٹا کہے اور گالی کی سزا اسپر ہے
پہر جب شوہر لعان کرے تو عورت پر لعان واجب ہے اور اگر وہ انکار کرے تو قید
کیجاوے یہانتک کہ لعان کرے یا شوہر کی تہمت کو سچا کرے (اور زنا کی سزا کو پہونچے)
پہر اگر شوہر مین لیاقت گواہی کی نہو تو اوسکو گالی کی سزا ملیگی اور اگر شوہر مین تو لیاقت
گواہی کی ہے مگر عورت ایسی نہو جسکی تہمت لگانے والی کو سزا گالی کی دیجاوے یعنے
پارسا نہو تو شوہر پر نہ سزا واجب ہے نہ لعان اور صورت لعان کی وہ ہے جو کلام مجید
مین ارشاد ہوئی ہے یعنے قاضی شوہر سے شروع کرے اور وہ چار مرتبہ اسطرح
گواہی دے کہ مین خدا کے نام سے گواہی دیتا ہون کہ مین نے جو نسبت زنا کی اس عورت
کی ہے اسمین مین سچا ہون اور پانچوین مرتبہ یون کہے کہ اگر اس باب مین مین جھوٹا
ہون تو خدای تعالی کی لعنت مجھپر ہو بعد اُسکے عورت چار بار گواہی دے کہ مین خدا کے
نام سے گواہی دیتی ہون کہ یہہ مرد جو مجھکو زنا لگاتا ہے اسمین جھوٹا ہے اور پانچوین مرتبہ
یون کہے کہ اگر یہہ مرد میرے ذمہ زنا لگانے مین سچا ہو تو مجھپر خدا کا غضب ہو پس
جب اسطرح سے لعان کر چکین تو عورت اور مرد حاکم کے حکم سے علحدہ ہو جاوین اور اگر

مرد نے تہمت اسطرح کی ہو کہ عورت کے بچہ کو کہا ہو کہ میرا نہین تو حاکم اُس بچہ کا
نسب اُس مرد سے دور کرے اور اوسکو اُس عورت کیطرف لگادے اور اگر مرد اپنے آپکو
جھوٹا کہے کہ مین نے جھوٹ کہا تھا تو اوسکو گالی کی سزا دیجاوے اور ہوسکتا ہے کہ
مرد اُس عورت سے بعد لعان کے اور قاضی کے جدا کر دینے کے نکاح کرلے اور اسیطرح
اگر اپنی بیبی کے سوا کسی اور عورت کو زنا کی تہمت کرے اور اُسکی سزا مرد کو ملے یا
عورت زنا کرے اور اُسکو زنا کی سزا ملے تو اِن صورتوںمین مرد کو اختیار ہے کہ اُس عورت
سے نکاح کرلے۔ اور شوہر اگر گونگا ہو اور وہ زنا کی تہمت اپنی منکوحہ کو کرے یا کوئی
شخص اپنی بیبی کے حمل کو کہے کہ میرا نہین تو اِن صورتونمین لعان واجب نہین اسلئے
کہ پوری تہمت کلام کے ساتھ نہین ہے اور وہ گونگے سے ناممکن ہے اور حمل کے انکار کرنے
مین بھی پوری تہمت نہین اسلئے کہ ہوسکتا ہے کہ بچہ پیٹ مین نہو ویسے ہی پیٹ ہو لگیا ہو
یا کوئی مرض ہو۔ اور اگر شوہر کہے کہ تو نے زنا کیا اور یہہ حمل زنا کا ہے تو لعان واجب
ہے اسلئے کہ اسصورتمین صریح نسبت زنا کی کی ہے اور قاضی کو چاہیئے کہ اُس پیٹ یعنی
حمل کو اوسکے باپ سے جدا نکرے اسلئے کہ بچہ ہونے سے پیشتر حمل کے ہونے اور نہونے
ہی مین شبہہ باقی ہے۔ اور اگر لوگ اوسکو مبارکباد لڑکے کی دیوین اور اُسوقت
وہ کہے کہ یہہ بچہ میرا نہین یا اسباب بچہ کے تولد کے خریدنے کیوقت ایسا کہے تو
یہہ نسب کو دور کرنا اپنے اوپر سے درست ہے اور ان وقتون کے بعد اگر کہیگا تو جائز
نہوگا اور لعان دونو صورتون مین کرے اسلئے خواہ تہنیت کیوقت لڑکے کو اپنا
نہ بتاوے خواہ تہنیت کے بعد خواہ سامان ولادت خریدنے کیوقت خواہ پیچھے
اور اگر جڑوان بچون مین سے اول کو اپنا نہ کہے اور دوسرے کو اپنا بتاوے تو گالی کی سزا

اسکو دیجاوی اور اگر اول کا اقرار کرے اور دوسریکا انکار تو لعان کرے اور نسب دونو
بچونکا دونو صورتونمین اسی سے ہوگا۔

باب عنین یعنی نامرد کے بیانمین

(جو عورت سے صحبت نکرسکے عنین اسکو کہتے ہین جس سی عورتون سے صحبت نہو سکے اسوا ریونکی صحبت پر قادر نہو اور نکی
صحبت پر قادر ہو اگر عورت اپنے شوہر کو مجبوب یعنے ذکر کٹا ہوا دیکھے تو قاضی اُن
دونو کو اوسیوقت جدا کردے اور جس صورت مین کہ نامرد اور خصیہ کا ٹا ہوا ہو تو ایک سال
ٹھہرے اگر اُس برس مین وہ صحبت کرے تو بہتر ورنہ اگر عورت اُس سے جدا ہونا چاہے
تو قاضی جدا کردے۔ پس اگر شوہر کہے کہ مین نے صحبت کی ہے اور عورت انکار کرے اور
دوسری عورتین کہین کہ وہ عورت باکرہ ہے تو اس عورت کو جدا ہو جانیکا اختیار دیا
جاویگا اور اگر وہ کہین کہ یہہ عورت عمر رسیدہ ہے تو شوہر کا قول بشرط قسم کہانیکے
سچا جانا جاویگا اور اگر عورت شوہر کو پسند کرے تو اوسکے بعد جدا ہونے مین اُسکا
حق باطل ہو جاویگا اور اگر مرد و عورت مین سے کسیکو دوسرے کے عیب کے باعث
اختیار ندیا جاوے (یعنے جس صورت مین کہ ایک کو جذام یا جنون یا برص وغیرہ ہو جاوے
تو دوسریکو جدا ہو جانیکا اختیار نہین۔ اور اس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہے کہ
اونکے نزدیک پانچ عضو مین عورت مختار ہوتی ہے تین جذام و برص و جنون اور چوتھا
رتق ہے کہ عورت کی شرمگاہ کے مونہہ پر گوشت اُبھر آوے جو صحبت کا مانع ہو پانچوان
قرن ہے کہ اوسجگہہ پر ہڈی مانع صحبت کی ہو اور دلیل امام اعظم کی قول عطا و نخعی اور
عمر بن عبد العزیز اور اوزاعی اور سفیان ثوری اور ابن ابی لیلی کا ہے اس وجہ سے کہ جن
معاملات مین رضامندی کامل شرط ہے اونمین یہہ بات ہوتی ہے کہ اگر رضامندی

خصیہ یعنے بیضے ہین

کی تفویض مین کوئی عیب خلل کرتا ہے تو اوس معاملہ کو واپس کر دیتی ہین اور نکاح کا لازم ہونا کامل رضامندی پر موقوف نہین ہے اسلئے کہ نکاح تو ہنسی کے الفاظ سے بھی لازم ہو جاتا ہے (ف)

باب عدّت کے بیان مین

عدت اوس انتظار کو کہتے ہین کہ عورتکو طلاق کے یا شوہر کی موت کے بعد کرنا لازم ہی۔ عدت آزاد عورت کی طلاق کے لئے اور بعد صحبت کے نکاح کے ٹوٹنے کے لئے تین حیض ہین جسکو حیض آتا ہو اور جسکو حیض نہ آتا ہو اوسکی عدت تین مہینے ہین اور شوہر کے مرنے کی عدت چار مہینے دس روز ہین اور لونڈی کی عدت اگر حیض آتا ہو تو دو حیض ہین اور اگر حیض نہ آتا ہو تو آزاد عورت کی عدت کا نصف ہوگا یعنے طلاق اور نکاح ٹوٹنے مین ڈیڑہ مہینا اور خاوند کے مرنے مین دو مہینے پانچ روز اور حاملہ عورت کی عدت بچہ کا جننا ہے اور فار کی منکوحہ کی عدت وہ ہی جو دونون وقتونمین سے زیادہ تر دور ہو (فار اس مرد کو کہتے ہین کہ اپنی بیبی کو مرض کیحالت مین طلاق دے اور اوسی مرض مین مرجاوے تو ایسی عورت کی عدت چار مہینے دس روز اور تین حیضون کی مدت مین سے جو زیادہ ہو وہی ہوگی) اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت مین آزاد ہو جاوے اوسکی عدت کا حکم مثل آزاد عورت کے ہے اور اگر طلاق بائن کی عدت مین یا خاوند کے مرنے کی عدت مین آزاد ہووے تو حکم آزاد کا سا نہوگا لونڈی کی عدت کریگی اور جس عورت کو تین مہینے عدت کے بعد حیض پھر آنے لگے تو اوسکی عدت حیض کے اعتبار سے ہوگی نہ مہینون کے اعتبار سے اور جس عورت کا نکاح فاسد ہوا ہو یا اوس سے شبہہ مین صحبت ہوئی ہو اوسکی عدت اور ام ولد کی عدت باعتبار حیض کے ہی شوہر کے مرنے وغیرہ کے لئے اور شوہر اگر چھوٹا ہو

اور اوسکی زوجہ اوسکے مرنیکے وقت حاملہ ہوجاوی تو اوسکی عدت بچہ کا جننا ہے اور
اگر اوسکے مرنیکے بعد حاملہ ہو تو عدت چار مہینے دس روزکی ہوگی اور ان دونو
صورتونمین نسب اُس بچہ کا اُس شوہر خوردسال سی نہ لگایا جاویگا اور جس
حیض مین عورت کو طلاق دیگئی ہو اُسکا اعتبار نکیا جاوی یعنے اگر طلاق حیض کیحالت
مین دی ہو تو اُس حیض کو عدت مین شمار نکرین بلکہ تین حیض اوسکے سوا شمار
کرین اور جو عورت کہ عدت مین ہو اگر اوس سی شبہہ سی صحبت کا اتفاق ہو تو وہ عورت
دوسری عدت کرلے اور یہہ دونو عدتین ایکدوسرمین آجاوینگی اور جو حیض صحبت
کے بعد عورت کو ہوگا وہ دونو عدتونمین شمار ہوگا اور وہ عورت جب پہلی عدت
پوری ہوچکے تو دوسری کو تمام کرے یعنے عدت والی عورت سی شبہہ کے
ساتھہ صحبت کی تو اُس عورت پر ایک عدت اور لازم ہوگی اور جو حیض اب آویگا وہ دونو
عدتونمین شمار ہوگا اور یہی معنی ہین دونو عدتون کے ایکدوسرے مین آجانیکے اور
جب پہلی عدت پوری ہوچکے تو دوسری عدت تمام کری اور شروع عدت کا طلاق
کے پہنے اور مرنے کے بعد سے ہے اور نکاح فاسد مین جدائی کے بعد سے یا اوس
وقت سی کہ شوہر نے قصد اُس سی صحبت کے ترک کا کیا اور اگر عورت نے دعوی کیا
کہ میری عدت گذر گئی یعنے اب رجعت درست نہین اور شوہر نے اُسکا قول نمانا تو
قاضی کے یہان معتبر عورت ہی کا قول ہوگا بشرطیکہ قسم سی بیان کرے اور اگر شوہر
نے اپنی عدت والی عورت سی نکاح کیا اور اوسکو صحبت سی پیشتر طلاق دیدی تو اُس
نکاح کا مہر پورا دینا واجب ہوگا نہ آدہا اور نئے سر سی عدت عورت پہ لازم ہوگی
اور اگر کوئی ذمی اپنی ذمی منکوحہ کو طلاق دے تو وہ عدت نکری یعنے اُس صورت مین

کہ اونکے مذہب مین عدت واجب نہو **فصل** جس عورت کو طلاق بائن ملی ہو یا
شوہر مر گیا ہو وہ سوگ کرے یعنے زیب و زینت اور خوشبو لگانا اور سرمہ اور تیل ملنا چہوڑ دے
اور مرض کے عذر سے تیل و سرمہ درست ہے اور مہندی لگانا اور سرخ و زرد کپڑا
پہننا ترک کرے بشرطیکہ عورت بالغ اور مسلمان ہے اور اگر آزادی کے سبب عدت
مین ہو یا نکاح فاسد کی عدت مین جیسے بدون گواہون کے نکاح ہوا ہو تو ایسی
عدت مین سوگ نکرے اور عدت والی عورت سے صراحتہً پیام نکاح کا ندیا جاوے
اور اشارۃً پیام دینا صحیح ہے اور جو عورت طلاق کی عدت مین ہو اوسکو اپنے گہر سے
نکلنا نچاہیے اور جو موت کی عدت مین ہو وہ دنکو اور شروع راتمین نکلے اور بعد دونو
عدت والی اوسی گہر مین بیٹہین جسمین عدت آئی ہو جب ہوئی ہو اپنے طلاق یا موت جس گہر
مین ہوئی ہو اوسمین عدت چاہیے لیکن اگر اوسمین سے کوئی نکالدے یا وہ گہر گر جاوے
تو دوسرے مکانمین رہین جو عورت کہ سفر مین بائن ہو یا شوہر مر جاوے اور راہ مین اور
اوسکے شہر مین فاصلہ تین روز سے کم ہو تو اپنے شہر کو واپس آوے اور اگر تین دنکی مدت
ہو تو خواہ اپنے شہر کو چلی آوے یا جدہر جاتی ہے اوسطرف چلی جاوے دونو صورتون
مین اوسکے ساتھہ محرم ہو یا نہین اور اگر کسی شہر مین ایسا اتفاق ہو تو اوسی جگہہ
عدت کرے اور بعد عدت کے وہان سے محرم کے ساتھہ نکلے ۔

باب نسب کے ثابت ہونیکے بیان مین

اگر کوئی مرد کہے کہ فلانی عورت سے
اگر مین نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہے پہر اوس نے نکاح کیا اور جب سے نکاح کیا تہا پورے چہہ
مہینے کے بعد اوس عورت کے بچہ ہوا تو اوسکا نسب اوس شوہر سے لازم ہوگا اور مہر پورا دینا
آویگا اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو اوسکے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت

ہوگا اگرچہ وہ دو برس کے بعد جنی بشرطیکہ عدت کے ہو چکنے کا اقرار نکرے اور اوس
بچہ کا ہونا رجعت کے حکم مین ہوگا دو برس سے زیادہ پر اگر ہوا ہوگا اور اگر دو برس
سے کم مین ہوا ہوگا تو رجعت نہوگی اسلیے کہ حمل دو برس سے زیادہ نہین ٹھہرتا پس اول کی
صورت مین معلوم ہوا کہ شروع حمل کا عدت مین ہوا اسلیے باعث رجعت ہو گیا اور
دو برس سے کم کی صورت مین یہہ شک ہے کہ شاید یہہ حمل نکاح کے دنونکا ہو تو یہہ اسلیے
موجب رجعت نہوا اور اگر عورت طلاق بائن کی عدت مین ہو تو دو برس سے کم مین
اگر بچہ ہوگا تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہوگا اسلیے کہ طلاق بائن مین احتمال رجعت کا نہین
ہان اگر شوہر بچہ کا دعوی کرے تو ثابت ہوگا اور یہہ مان لیا جاویگا کہ شبہہ سے صحبت
کی ہوگی اور جو عورت بالغ ہونیکے قریب ہو اور وہ عدت مین طلاق رجعی یا بائن کی ہے
اوسکے بچہ کا نسب اگر نو مہینے سے کم مین ہوگا تو ثابت ہوگا اور اگر پورے نو مہینے یا
زیادہ مین ہوگا تو ثابت نہوگا اور جو عورت موت شوہر کی عدت مین ہو اوسکے بچہ
کا نسب دو برس سے کم مین ثابت ہوگا ۔ اور جو عورت کہ اپنی عدت ہو چکنے کا اقرار کرچکی
ہو اوسکے بچہ کا نسب وقت اقرار سے چھہ مہینے سے کمتر مین اگر ہوگا تو ثابت ہوگا ورنہ ثابت
نہوگا ۔ اور جو عورت عدت مین ہو اور اوسکے بچہ ہونے کو لوگ نمانین تو اوسکا نسب
کئی طرح ثابت ہو سکتا ہے یا یہہ کہ دو مرد یا ایکمرد اور دو عورتین گواہی اوس بچہ کے
ہونیکی دین یا یہہ کہ حمل ظاہر ہو یا یہہ کہ شوہر اوس بچہ کو کہے کہ میرا ہے یا اگر شوہر
مرجاوے تو اوسکے وارث اوسکی تصدیق کرین ۔ اور عورت منکوحہ کے بچہ کا ثبوت
اوس شوہر سے اسصورت مین ہے کہ اوسکے بچہ چھہ مہینے خواہ زیادہ مین وقت نکاح سے
پیدا ہوا اگرچہ شوہر چپ رہے کچھہ اقرار یا انکار نکرے اور اگر انکار کرے تو ایکعورت کی

گواہی سے ثابت ہوگا جو بیان کریگی کہ اسعورت کے بچہ پیدا ہوا ہے پھر اگر بچہ پیدا
ہونیکے بعد عورت مرد مین اختلاف ہو عورت کہے کہ تونے مجھ سے چھہ مہینے ہوئے
کہ نکاح کیا ہی اور شوہر دعوی کرے کہ چھہ مہینے سے کم ہوئے ہین تو اسصورت مین
عورت کا قول معتبر ہوگا اور وہ بچہ اُس مرد کا ٹھہریگا۔ اور اگر شوہر طلاق کو شرط
بچہ ہونے پر کردی اور ایکعورت اوسکے بچہ ہونے پر گواہی دی تو طلاق نہوگی اور
اگر مردنے خود اقرار حمل کا کرلیا ہو تو بدون کسی کی گواہی کے عورت پر طلاق
پڑجاویگی اور مدت حمل کی زیادہ سے زیادہ دو برس ہین اور کم سے کم چھہ مہینے اور امام
شافعی کے نزدیک زیادہ مدت حمل کی چار برس ہین اور دلیل امام اعظم کی
قول حضرت عایشہ کا ہی کہ بچہ پیٹ مین دو برس سے زیادہ نہین رہتا پس اگر کسی
لونڈی سے نکاح کرکے اُسکو طلاق دی پھر اوسکو خرید لیا اور وقت خرید سے چھہ
مہینے کے اندر اوسکے بچہ ہوا تو وہ بچہ (اُسیکے سر پڑیگا اور اوسیکا لڑکا ہوگا
اور چھہ مہینے یا زیادہ مین بچہ جنیگی تو بدون دعوی کے اُسکا نہ ٹھہریگا اور اگر
کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہی تو وہ میرا ہے
اور گواہی دی ایکعورت بچہ ہونے کی تو وہ لونڈی اُس مرد کی ام ولد ہوجاویگی
یعنے نسب اُس بچہ کا بدون دعوی کے ثابت ہوجاویگا لیکن یہہ اسصورت مین
ہی کہ بچہ اُس لونڈی کے مرد سکے اقرار سے چھہ مہینے سے کم مین ہووے اور جو شخص
کسی لڑکے کو کہے کہ یہہ میرا بیٹا ہی اور مرجاوے پس اُس لڑکے کی ماں کہے کہ مین
اوسکی بیبی ہون اور یہہ اُسکا بیٹا ہی تو دونو اُس مردہ کے وارث ہونگے پھر
اگر اُس عورت کی آزادی معلوم نہو اور وارث مردہ کا یعنے وہ لڑکا کہے کہ تو

میری یا اُنکی ام ولد ہو اُنکا محل بھی نہین تو اُس عورتکو میراث نملیگی ؃

باب بچہ کے گود دینے لینے (یعنے پرورش) کے بیان مین

سب سے زیادہ مستحق اور بہتر بچہ کے رکہنے کے لئے اُسکی مان ہی باپ سے جدا ہونیکے پیشتر اور بعد جدائی کے بہی اور بعد مان کے نانی ہے اُسکے بعد دادی اُسکے پیچہے بہن حقیقی اُسکے بعد بہن اخیافی اُسکے بعد بہن علاتی پہر خالہ اسیطرح (یعنے حقیقی سب سے مقدم اُسکے بعد اخیافی اُسکے بعد علاتی) پہر پہوپہیان اسیطور پر۔ اور جو عورت کہ بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرلے (یعنے اُسکا شوہر بچہ سے قرابت قریب نرکہتا ہو) تو اُس عورت کا حق گود دینے کا جاتا رہیگا اور اگر وہ عورت اُس شوہر سے جدا ہو جاوے تو حق مذکور پہر پہرآویگا بعد اُن مذکورین کے گود لینے کے مستحق عصبات ہین ارث کی ترتیب پر اور مان اور نانی دادی لڑکے کی پرورش کی مستحق ہین جس وقت تک کہ وہ اپنی حاجات ضروری سے بے پروا ہو جاوے (یعنے کہانا پینا کپڑا پہننا استنجا کرنا خود بدون کسیکی مدد کے کرسکے) اور اسکا اندازہ لڑکے کے حق مین سات برس کا ہے کہ اس عمر کا لڑکا یہہ باتین اپنی آپ کرلیا کرتا ہے اور لڑکی کی مستحق اُسوقت تک ہین کہ وہ حائضہ ہو اور مان اور نانی دادی کے سوا اور ونکو اُسوقت تک حق ہی کہ لڑکی مشتہاۃ (یعنے دونکی خواہش کے لائق) ہو جاوے اور لونڈی کو اپنی اولاد کے بابمین اور ام ولد کو اپنی بچون کے بابمین حق گود لینے کا نہین جبتک کہ آزاد نہو جاوین (اور آزاد ہونیکے بعد آزاد عورت کیطرح اونکو حق گود مین لینے کا ہوگا) اور عورت ذمی اپنے مسلمان بچہ کے رکہنے کی اُسوقت تک مستحق ہی کہ وہ دین کو نہ سمجہے اور بعد دین کی سمجہہ آنیکے اُس بچہ کا مستحق اُسکا باپ مسلمان ہوگا اور بچہ کا اسبابمین اختیار نہین (یعنے اُسکو اختیار نہین کہ چاہے مان کے ساتہہ رہے چاہے باپ کے ساتہہ اسلئے کہ اُسکو عقل

[illegible]

نہیں اور غالب یہی ہی کہ اوسکے نزدیک جو بہتر ہوگا اور اوسکو آرام ملیگا وہی صورت اختیار
کریگی لیکن یہہ امر تربیت کی مصلحت کے خلاف ہی اسلئے کہ تربیت میں دقت ہوگی اور گوشمالی شوہر کا
ہے اور جس عورت کو طلاق دیگئی ہو وہ اپنے بچہ کو لیکر کہیں سفر نکرے ہاں اگر اپنے
وطن کو جہاں اُسکا نکاح ہوا تہا لیجاوے تو مضایقہ نہیں ہے)

باب نفقہ کے بیان میں

(نفقہ کہانا وغیرہ دینے کو کہتے ہیں) عورت کا کہانا اور
کپڑا شوہر پر موافق حیثیت دونو کے واجب ہے یعنے کہانے اور پوشاک میں دونو کے
حال کی رعایت مفلسی اور تونگری کے اعتبار سے کرنی چاہیے اگرچہ عورت تنہا
مہر لینے کیواسطے صحبت شوہر کو نکرنے دیتی ہو لیکن جو عورت کہ سرکش ہو یعنے خاوند کے
گہر سے نکلجاوے اور اُسکی بات نمانے اُسکا نفقہ اور لباس شوہر پر واجب نہیں اور نہ
اُس عورت کا جو کم سن قابل صحبت کے نہو اور نہ اُسکا جو قید ہو رہی ہو شوہر کی صحبت سے قید کے
اور نہ اُسکا جو زبردستی شوہر سے اوچہن گئی ہو اور نہ اُسکا جو حج کو شوہر کے سوا کسی اور کے
ساتھہ چلی گئی ہو اور نہ اُسکا جو بیماری کے سبب شوہر کے حوالہ نہوئی ہو۔ اور اگر شوہر
تونگر ہو تو عورت کے خادم کا نفقہ بہی اُسکے ذمہ پر ہوگا اور اگر شوہر نفقہ دینے سے عاجز
ہو تو عورت کو اُس سے جدا نکیا جاوے بلکہ اُسکو اجازت دیجاوے کہ شوہر کے نام قرض لے یعنے
قاضی حاکم کہدے کہ اپنے شوہر پر قرض لیکر کہاوے اور اگر شوہر کو تونگری عارض ہوجاوے
تو تونگری کے نفقہ کو پورا کرے گو نفقہ مفلسی کا حکم ہو چکا ہو یعنے اگر قاضی نے شوہر
کو حکم دیا ہو کہ مفلسون کا سا نفقہ عورت کو دیوے اور بعد اُسکے وہ تونگر ہوجاوے تو اُسکو
تونگری کا نفقہ پورا دینا پڑیگا اور جو مدت گذر گئی ہو اُسکا نفقہ بدون قاضی کے حکم
کے یا رضامندی شوہر کے واجب نہیں ہوتا اور نفقہ ہو چکا ہو مدت معین کا اگر ایک مرجاوے

تو جو نفقہ کہ حاکم نے مقرر کیا ہو وہ جاتا رہتا ہے اور جو نفقہ کہ شوہر عورت کو دے چکا ہو
اگر شوہر مر جاوے تو عورت سے وہ واپس نلیا جاویگا ۔ اور شوہر اگر غلام ہو اور منکوحہ کا
نفقہ ندیتا ہو تو اوسکے نفقہ مین بیچ ڈالا جاویگا ۔ اور لونڈی منکوحہ کا نفقہ جگہہ دینے سے واجب
ہوتا ہے یعنے اگر لونڈی کے آقا نے لونڈی اور اوسکے شوہر کو جگہہ علیحدہ رہنے کی دی ہوگی
تو اوسکا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا ورنہ واجب نہوگا اور شوہر پر (عورت کے لئے)
ایک مکان رہنے کو دینا واجب ہے جو شوہر کے گھر والون اور عورت کے گھر والون سے
خالی ہو اور جائز ہے عورت کے گھر والون کو اوس عورت کیطرف دیکھنا اور اوس سے
باتین کرنی (جب اونکا دل چاہے) اور جو شخص کہ غائب ہو اوسکے لڑکے اور ماں باپ اور
منکوحہ کا نفقہ اوسکے اوس مالمین مقرر کیا جاوے جو دوسرے شخص کے پاس ہو اور وہ اقرار
کرے (کہ یہہ فلانے کا مال ہے) اور (یہہ بھی اقرار کرے کہ یہہ عورت اوسکی منکوحہ
ہے اور منکوحہ سے ضمانت لیجاوے (کہ اگر اوسکی منکوحہ نہوئی تو نفقہ واپس کرنا پڑیگا) اور
واجب ہے نفقہ اوس عورت کے لئے جو طلاق کی عدت مین ہو نہ شوہر کی موت کی عدت والی کو
اور نہ ایسی جدائی کی عدت والی کو جو عورت کیطرف سے ہوئی ہو (اوسکا عورت کے مرتد ہونے
کے باعث جدائی ہوئی ہو تو اوسکی عدت کا نفقہ شوہر پر نہوگا ۔ اور اگر عورت کو تین طلاقین
بائن ملین اور اوسکے بعد وہ مرتد ہوگئی تو جو نفقہ عدت کا اوسکے لئے لازم ہوتا وہ ساقط
ہوجاویگا اور اگر عورت مذکورہ شوہر کے پسر کو اپنی ہمبستری پر قادر کرے تو نفقہ مذکورہ
ساقط نہوگا ۔ اور واجب ہے آدمی پر نفقہ اپنے بچے محتاج کا ۔ اور ماں پر زبردستی
نکیجاوے کہ بچہ کو دودھ پلاوے بلکہ باپ کسی دودھ پلانیوالی کو نوکر رکھے کہ ماں کے
پاس اوسکو دودھ پلاوے اور اگر اوسکی ماں منکوحہ ہو یا عدت مین ہو تو اوسکو اجرت دودھ

پلانیکی مدت سے اور بعد مدت کے مان کو دودہ پلانے پر اجرت لینی کا زیادہ تعلق
ہے بشرطیکہ زیادہ اجرت نمانگے۔ اور واجب ہے آدمی پر نفقہ اپنے مان باپ اور اجداد اور
جدات کا اگر وہ محتاج ہون۔ اور دین کے مختلف ہونے سے نفقہ واجب نہین ہوتا مگر
منکوحہ ہونے سے یا باپ بیٹا ہونے سے یعنے اگر دو شخصون کے دین مین اختلاف ہو تو ایک
کا نفقہ دوسرے پر نہین واجب ہوتا لیکن دو صورتون مین اول یہہ کہ منکوحہ اہل کتاب میز
سے ہو دوم یہہ کہ مان باپ کافر ہون یا بیٹا اور پوتا کافر ہون کہ ان صورتون مین باوجود
دین کے مختلف ہونیکے نفقہ لازم ہے اور باپ اگر اپنی اولاد کو نفقہ دے یا لڑکا اپنے
مان باپ کو نفقہ دے تو اس نفقہ مین کوئی اور شریک نہوگا اور جو رشتہ دار محرم کہ محتاج اور
کمانے سے عاجز ہو اُسکا نفقہ وارثون پر بقدر وراثت ہوگا اگر وہ توانگر ہون مثلاً ایک شخص محتاج
اور اپاہج ہے اور اوسکے ایک بہائی اور ایک بہن ہے تو اُسکا نفقہ بہائی پر دو حصہ اور بہن
پر ایک حصہ واجب ہوگا بشرطیکہ دونو غنی ہون اور باپ کو اپنی نفقہ کے لئے اپنے بیٹے کا
اسباب بیچنا درست ہے مگر زمین اُسکی فروخت کرنی درست نہین ہے اور اگر کسی شخص نے اپنی امانت
دوسرے کے پاس رکھی اور اُس دوسرے نے اُسکی بدون اجازت کے اُسکو اوسکے مان باپ کے
نفقہ مین اُٹھا ڈالا تو اوسکا تاوان دینا پڑیگا اور اگر مان باپ کے پاس کچھ مال بیٹے کا ہو اور وہ
خرچ کر ڈالین تو اُنپر کچھ تاوان نہین پس اگر مان باپ یا بیٹے یا قریب کے لئے قاضی نے
حکم نفقہ کا دیا اور ایک مدت گذر گئی کہ وہ نفقہ اُنکو نپہونچا تو نفقہ ایام گذشتہ کا ساقط
ہو جائیگا ہان اگر قاضی اُنکو حکم قرض لینے کا کر دے اور وہ قرض لے لیوین تو ساقط نہوگا
اُس شخص کے ذمہ لازم رہیگا اور واجب ہے نفقہ غلام کا آقا پر اور اگر وہ انکار کرے نفقہ
دینے سے تو غلام کا نفقہ اُسکی کمائی مین سے ہے یعنے جو کچھ غلام کماوے اُسمین سے کہاوے ا

اور اگر کوئی پیشہ اسکو نہ آتا ہو تو اوسکے فروخت کر دینے کا حکم دیا جائیگا تاکہ ہلاک نہو —

کتاب العتاق

اسمین آزاد کرنیکے مسئلے ہین (جاننا چاہیے کہ آزاد کرنا ایک عمل مستحب ہی کہ حدیثونمین اسکے فضائل بہت واقع ہین انمین سی یہہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا جو کوئی آزاد کری مسلمان بردہ کو اللہ تعالی اوسکے ہر عضو کے بدلہ مین آزاد کرنیوالیکے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرے) آزادی ایک ایسی قوت شرعی ہے جو غلام مین بعد آقا کی ملک کے دور ہونے اور بندگی کے جاتے رہنے کے ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ درست ہوتی ہے جبوقت آزاد عاقل اور بالغ اپنے غلام لونڈی کو یہہ کہے کہ تو آزاد ہی یا ایسا لفظ کہے جس سے تمام بدن بیان کیا جاتا ہو (مثلا کہے کہ تیری گردن یا تیرا سر یا روح آزاد ہے) یا تو عتیق یا معتق ہے یا محرر ہے یا مین نے تجکو آزاد کیا ان الفاظ سے آزاد ہو جاویگا نیت کرے یا نکرے (اسواسطے کہ یہہ کلمات صریح آزاد کرنیکے ہین انمین نیت کی کچھہ حاجت نہین) اور اگر آقا یہہ کہے کہ میری ملک تجہہ پر نہین ہے اور یون کہے کہ میری بندگی تجہہ پر نہین یا یہہ کہ مجکو تجہہ پر اختیار نہین (تو انمین) اگر نیت آزادی کی کریگا تو غلام آزاد ہو جاویگا اور اگر یہہ کہے کہ یہہ غلام میرا بیٹا یا باپ ہی یا یہہ لونڈی میری ماں ہے یا کہے کہ یہہ میرا مولی ہے یا یون پکارے کہ اے میرے مولی یا او آزاد یا او عتیق تو ان الفاظ سے آزاد ہوگا لیکن اگر یون کہے کہ او بیٹے یا او بہائی یا مجکو تجہہ پر غلبہ نہین یا الفاظ طلاق کہے یا یون کہے کہ تو مثل آزاد کے ہی تو آزاد نہوگا اور آزاد ہوتا ہے ان الفاظ سے تو شہین ہے مگر آزاد اور تو آزاد ہی خدا کی رضا کے لئے یا شیطان کی رضا کے لئے یا بت کے لئے اور آزاد ہو جاتا ہی قریب رشتہ دار (جنوی محرم ہو)

مالک ہونیکے سبب سے اگرچہ مالک لڑکا یا دیوانہ ہو یعنے قریب مجرد مالک ہونیکے آزاد

ہوجاتا ہے اور اگر کوئی زبردستی سے آزاد کرادے یا حالت نشہ میں آزاد کرے تب بھی آزاد

ہوجائیگا اور اگر آزادی کو مالک ہونے یا کسی اور شرط پر مشروط کریگا تو درست ہوگا مثلا یون

کہے کہ اگر مین مالک ہون اس بندہ کا تو یہہ آزاد ہے یا فلان شخص آوے تو میرا غلام آزاد ہے اور اگر حاملہ

لونڈی کو آزاد کرے تو وہ اور اسکا بچہ دونو آزاد ہوجائینگے مترجم کہتا ہے کہ یہہ صورت مقفت اسوقت

ہے کہ بعد آزادی کے چھہ مہینے سے کمتر مین بچہ پیدا ہو اور اگر بعد چھہ مہینے کے پیدا ہوگا تو بچہ

بالاصالت آزاد نہوگا بلکہ مان کی تبعیت سے آزاد ہوگا اور اگر حمل کو آزاد کریگا تو صرف بچہ

آزاد ہوگا اسکی مان آزاد نہوگی۔ اور بچہ ملک اور آزادی اور غلام ہونے مین اور مدبر

اور مکاتب اور ام ولد ہونے مین مان کا تابع ہوتا ہے پس اگر لونڈی ام ولد ہوگی اور

اوسکے بچہ آقا کے سوا کسی اور شوہر سے ہوگا تو وہ بھی ام ولد کے حکم مین ہوگا یعنے بعد آقا

کے مرنیکے مان کے ساتھہ مین آزاد ہوجاویگا اور جو بچہ کہ لونڈی کے آقا سے

ہو وہ آزاد ہے؛

باب اس غلام کے بیان مین جسکا کچھہ حصہ آزاد ہوجاوے جو شخص کہ اپنے غلام

کا کچھہ حصہ آزاد کردے تو وہ سب آزاد نہین ہوتا بلکہ اوسیقدر آزاد ہوتا ہے جو مالک نے آزاد

کیا ہے اور جو مقدار کہ آزاد نہین ہوئی اوسکے لئے آقا کو روپیہ کما دے اور اوسکا حکم مثل

مکاتب کے ہے یعنے مالک کو اختیار ہے چاہے باقی کو آزاد کردے یا باقی کی قیمت اوسکی

کمائی سے لیوے اتنا فرق ہے کہ اگر یہہ غلام کمانے سے عاجز ہوجاوے تو جسقدر آزاد ہوگیا ہے

بیلا پھیر سے غلام نہوگا بخلاف مکاتب کے کہ وہ عاجزی کیصورت مین پھر غلام ہوجاتا ہے

اور اگر ایک غلام مین دو شریک تھے اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کردیا تو دوسرے شریک کو اختیار

ہے چاہے اپنا حصہ بھی آزاد کردے خواہ غلام ہی اسقدر کماوے اور حصہ وثمن دلاوے یعنے
شریک غلام کا اور دونو شریکونکو پہنچیگا یا یہہ کرے کہ جسنے اپنا حصہ آزاد کردیا ہے اُس سے
اپنے حصہ کے دام بھر لے بشرطیکہ وہ روپیہ والا ہو اور وہ آزاد کرنیوالا یہہ دام غلام سے
بعد آزادی کے لیوی اور اسصورت مین ولا صرف آزاد کرنیوالے کو پہنچیگی اور دوسری شریک کو
نہ پہنچیگی اور اگر دونو شریک ایکدوسرے کے حصہ کے آزاد کرنے پر گواہی دین یعنے ہر ایک
یون کہے کہ اس شریک نے اپنا حصہ آزاد کردیا ہے تو وہ غلام دونو مالکون کو اُنکی
حصہ کا روپیہ کماوے اور آزاد ہو جاوے اور اگر دونو شریکونمین سے ایک تو کسی شخص کے
آنے پر کل کے روز مین آزاد ہونے کو مشروط کرے اور دوسرا اوسکے برعکس مشروط کرے اور
کل گذر جاوے اور معلوم نہو کہ دونو شرطونمین سے کونسی ہوئی تو غلام نصف آزاد ہو جاویگا
اور اپنی آدھی قیمت دونو شریکونکو کماویگا مثلاً ایک شریک نے کہا کہ اگر زید کل کو آویگا
تو میرا غلام آزاد ہے اور دوسری شریک نے کہا کہ اگر کل کو زید نہ آوے تو میرا غلام آزاد ہے
اور کل کے روز مین معلوم نہوا کہ زید آیا یا نہ آیا تو غلام مذکور نصف آزاد ہو جاویگا اور نصف
اپنی قیمت دونو کو کماویگا اور اگر دو شخصون نے اسی طرح قسم کھائی اپنی غلام سے علیحدہ
علیحدہ آزاد ہونیکی تو دونو غلامون مین سے کوئی بھی آزاد نہوگا اور قسم کی بھی یہان یہی
مشروط کرنا ہے مثلاً ایک شخص نے کہا کہ اگر زید کل آوے تو میرا غلام آزاد ہے اور دوسرے نے
کہا کہ نہ آوے تو آزاد ہے تو اگر آنا نہ آنا متحقق نہوگا تو کوئی آزاد نہوگا اور فرق دونو مسئلونکو
مین یہہ ہے کہ پہلے مسئلہ مین غلام مشترک تھا اور اس مسئلہ مین دونو کے غلام الگ الگ ہین
اور اگر باپ دوسرے شریک کے ساتھہ مین اپنی بیٹی کا مالک ہو تو حصہ باپ کا آزاد ہو جاویگا
اور اسکو شریک ثانی کو کچھہ دینا نہ پڑیگا اور شریک کو اختیار ہے کہ یا اسکو آزاد کردی یا اپنے

حصہ کی قیمت کموالے ۔ اور اگر ایک غلام کے نصف کو ایک اجنبی نے خریدا پہر باقی نصف
کو اس غلام کے باپ نے خریدا تو مشتری اول کو پہونچتا ہے کہ وہ یا باپ سے اپنے حصہ کا تاوان
لیلے خواہ بیٹے سے کموالے ۔ اور اگر باپ نے اپنے بیٹے کا نصف کسیکے پاس سے مول
لیا جو کل کا مالک تہا تو اسصورت میں باپ اُس بایع کو تاوان نہ دیگا (بلکہ بایع یا باقی
کو آزاد کردے یا اوسکی قیمت اس بیٹے سے کموالے) ایک غلام تین توانگروں کی شرکت میں
ہے ایک نے اسکو مدبر کردیا اور دوسرے نے آزاد کردیا تیسرا چپ رہا پہر تیسرا شخص اپنے
حصہ کا تاوان مدبر کرنیوالے سے لیوے اور مدبر کرنیوالا آزاد کرنیوالے سے تہائی قیمت
غلام مدبر کی لے اوسقدر نہ لے جتنی کہ اوسنے تیسرے کو دی ہے (اسلئے کہ وہ تو پورے
غلام کی تہائی تہی اور مدبر کا دام پورے کی دو تہائی کہتے ہیں غرض چونکہ مدبر اسی نے کیا ہے
تو اسیلئے مدبر ہی کی تہائی ہی لینی چاہئے) اور اگر ایک شریک نے دوسرے سے کہا
کہ یہ لونڈی تیری ام ولد ہے اور اوسنے انکار کیا تو وہ لونڈی ایک روز منکر کی خدمت کرے
اور ایک روز بیٹھی رہے (یعنے مدعی کی خدمت نکرے) اور ام ولد کی کچہہ قیمت نہیں تو
اگر اُن دونوں میں سے کوئی اپنا حصہ آزاد کردیگا تو دوسرے کو کچہہ تاوان دینا نہ پڑیگا
ایک شخص کے تین غلام ہیں دو کو انمیں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہے اسکلام کے
بعد ایک چلا گیا اور تیسرا جو نہیں تہا وہ چلا آیا پہر اوسنے وہی کہا کہ تم میں سے ایک
آزاد ہے اور اپنی نیت کا حال بدون بیان کئے مر گیا تو اسصورت میں جو غلام دونو دفعہ
میں وہاں موجود رہا اُسکی تین چوتہائی آزاد ہونگی اور جو ایک دفعہ رہا یعنے دونو باقی
اُنکا نصف آزاد ہوگا اور اگر یہ معاملہ مالک کے مرض میں ہوا ہو اور وہ بیان کرنے
سے پہلے مرجاوے تو سوم حصہ ترکہ کا ان سہاموں پر تقسیم کیا جاویگا اسلئے کہ مرض میں

آزاد کرنا وصیت کے حکم مین ہی اور وصیت ترکہ کی تہائی سی جاری ہوتی ہی پس ساٹھ سہام
کو تقسیم کرینگے تین سہام دونو دفعہ والی کو اور دو دو سہام اُن دونو کو اور یہہ سات
سہام مال مالک کی تہائی مین سی ہونے چاہئین ہا اور بیچنا اور آزاد کرنا اور رہن اور ہبہ کرنا اور
مدبر مبہم آزاد کرنیکا بیان ہوتا ہی یعنے اگر دو غلامون کو کہا کہ تم مین سی ایک آزاد ہی بعد اسکے
انمین سے ایک کو بیچ ڈالا یا آزاد کر دیا یا وہ مر گیا یا مدبر کر دیا یا ہبہ کیا تو دوسرا آزاد ہوگا
اور صحبت کرنا بیان نہین یعنے اگر اپنی دو لونڈیون کو کہا کہ ایک تم مین سی آزاد ہی بعد
اسکے ایک کے ساتھہ صحبت کی تو اس سی یہہ معلوم نہوگا کہ دوسری کی آزادی مراد تھی اور
صحبت اور موت طلاق مبہم کا بیان ہوا کرتی ہین مثلاً اگر اپنی دو بیبیونکو کہا کہ تم مین سے
ایک کو طلاق ہے پھر ایک کے ساتھہ صحبت کی یا ایک مر گئی تو اس سی معلوم ہوگا کہ طلاق
دوسری کو ہوئی اور اگر شوہر کہے کہ اول بچہ جو تو جنے اگر وہ لڑکا ہو تو تو آزاد ہی پھر اُسکے
ایک لڑکا اور لڑکی توام ہوئی اور معلوم نہوا کہ پہلے کونسا ہوا تو لڑکا تو غلام رہیگا اور لڑکی
اور اوسکی ماں نصف آزاد ہو جاوینگے اسلئے کہ لڑکے کا اول پیدا ہونا شرط آزادی کی
ہی تو وہ ہر حال مین غلام ہی خواہ اول پیدا ہو یا پیچھے اور اُسکی ماں اور بہن مین آگے پیچھے
ہونے ولادت کی رو سے شبہہ آزادی کا ہی کہ شاید لڑکا اول ہوا ہوگا تو آزاد ہونگے
اسلئے دونو آدہی آزاد ہونگے ماں اصل مین آزاد ہوگی اور لڑکی اوسکے ساتھہ مین
اور اگر دو گواہ کسی شخص پہ گواہی دین کہ اوسنے اپنے دو غلامون یا دو لونڈیون مین سے
ایک کو آزاد کیا ہی تو یہہ گواہی لغو اور نامقبول ہوگی اسلئے کہ جسکے لئے گواہی دیتے ہین وہ
معلوم نہین ہان اگر یہہ صورت وصیت مین واقع ہو کہ مرض مین اسنے ایسا کیا ہی یا
طلاق مبہم مین اسطرحکی گواہی ہو تو مقبول ہوگی اسواسطے کہ وصیت مین طرفتا فی

پا دعوی ہوگا یا وارث ہوگا اور وہ معلوم ہین اور طلاق ہین اسلئے مقبول ہوگی کہ دعوے
طلاق مین شرط نہین پس بدون معلوم ہونے طرف ثانی کے بہی شہادت مانی جاویگی ؛

باب آزادی کو کسی چیز پر مشروط کرنیکے بیان مین

اگر کسی شخص نے یون
کہا کہ مین اگر گہر مین جاؤن تو اس روز میرے جتنے مملوک ہین آزاد ہین حالانکہ اسوقت اسکی
ملک مین کوئی غلام لونڈی نہین تو شرط کے پائی جانے سے وہ مملوک آزاد ہو جاوینگے جو اسکی
ملک مین بعد اس شرط کرنیکے آئے ہین اور اگر لفظ اس روز نکہیگا تو جن مملوکون کا
مالک بعد اس شرط کے ہوگا وہ آزاد نہونگے اور کلمہ مملوک حمل پر واقع نہین ہوتا تو
حمل اس شرط سے خارج رہیگا اور اگر یہہ کہے کہ جتنے میرے مملوک ہین یا مین انکا مالک ہون
سب کل کو آزاد ہین یا میرے مرنیکے بعد آزاد ہین تو اسمین صرف وہ مملوک شامل ہونگے
جنکا وہ شخص شروع اس شرط لگانے سے مالک ہے اور وہ نہ شامل ہونگے جنکو بعد اس شرط
کے خریدیگا اور اگر وہ شخص مرجاویگا تو اسکے مال کی تہائی سے وہ مملوک بہی آزاد ہونگے
جنکا وہ بعد شرط کے مالک ہوا ہے جیسے شرط کے وقت کے مملوک آزاد ہوتے ہین اسلئے کہ
یہہ اسکا قول وصیت کے حکم مین ہے تو اسیلئے سوم حصہ مال سے جاری ہوگی ؛

باب مال کے عوض مین آزاد کرنیکے بیان مین

اگر کوئی شخص اپنے بندہ کو مال پر آزاد
کرے اور وہ غلام اسکو قبول کرلے تو آزاد ہو جاویگا اور اگر آزاد ہونے کو مال کے
ادا کرنے پر مشروط کردے تو وہ غلام تجارت مین ماذون ہوگا یعنے اجازت تجارت
کی اسکو آقا کیطرف سے ہو جاویگی اور مال مشروط کو آقا کے سامنے رکہنے سے آزاد ہو جائیگا
(یعنے یہہ ضرور نہین کہ غلام کے آزاد کرنے کو مالک قبول بہی کرے بلکہ مال کا سامنے
رکہدینا کافی ہے) اور اگر کہے کہ تو میری موت کے بعد ہزار کے بدلہ مین آزاد ہے تو

غلام کا قبول کرنا مالک کی موت کے بعد معتبر ہوگا اور اگر غلام کو اپنی ایک سال کی
خدمت کے عوض آزاد کرے اور وہ غلام قبول کرلے تو اوسی وقت آزاد ہو جاویگا اور مالک کی
خدمت ایک برس کرنی ہوگی اور اگر مالک خدمت لینے سے پہلے مرجاوے تو اوس غلام آزاد کو
اپنی قیمت مالک کے ورثہ کو دینی پڑیگی اور اگر ایک شخص نے لونڈی کے مالک سے
کہا کہ تو اوسکو ہزار کے عوض اس شرط سے آزاد کردے کہ اسکا نکاح مجھسے کردے پس مالک
نے اسکو آزاد کیا اور لونڈی نے اس شخص کے ساتھہ نکاح کرانے سے انکار کیا تو وہ
مفت میں آزاد ہو جاویگی (اسلیے کہ شرط ہزار کی پوری نہوئی) اور اگر اس شخص نے
اتنا اور زیادہ کہا کہ اس لونڈی کو میری طرف سے ہزار کی عوض آزاد کردے الخ)
تو اسصورت میں ہزار کو اس لونڈی کی قیمت اور اوسکے مہر مثل پر بانٹا جاویگا تو
جسقدر اوسکی قیمت کے مقابل حصہ رسد ہزار میں سے ہوگا وہ اس شخص کو مالک
کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور جسقدر مہر مثل کے مقابل پڑیگا اوتنا دینا نہ اویگا وہ نکاح
نہونے کی جہت سے جاتا رہا ہو)

باب مملوک کے مدبر کرنیکے بیان میں — مدبر کرنا یہہ ہے کہ مملوک کی آزادی کو اپنی
موت مطلق پر مشروط کردے مثلاً یہہ کہے کہ جب میں مروں تو تو آزاد ہے یا تو آزاد
ہے جس دن میں مرجاؤں یا میرے بعد تو مدبر ہے یا تجکو میں نے مدبر کیا پس اسطرح
کا غلام نہ بیچا جاوے نہ ہبہ کیا جاوے لیکن اس سے کار خدمت لیا جاوے اور مزدوری
پہ بھیجا جاوے اور اگر لونڈی ہو تو اس سے صحبت کیجاوے اور اوسکا نکاح کردیا جاوے
اب مالک کے مرنے پر مدبر کے تین حال ہیں اگر یہ مالک تونگر ہو تب مدبر اسکے تہائی
مال میں سے بالکل آزاد ہو جائیگا اور اگر وہ فقیر ہو تو تہائی آزاد ہوگا اور اپنی دو تہائی

باب [illegible] بیان میں

قیمت مالک کے وارثونکو کما دینی پڑیگی اور اگر مالک قرضدار ہو تو اپنی کل قیمت کما دینی ہوگی۔ جس صورتمین کہ مالک کہے کہ اگر مین اپنے اس مرض خواہ اس سفر سے مر جاؤن یا دس برس تک مر جاؤن تو تو آزاد ہی یا بعد فلان شخص کے مرنیکے تو آزاد ہی تو ان صورتونمین اسکا بیچنا درست ہی یعنے وہ مدبر نہوگا اور اگر ان صورتونمین شرط پای جاویگی تو وہ آزاد ہو جاویگا اسلیے کہ یہہ صورتین مشروط آزادی کی ہین مدبر کرنیکی نہین

باب ام ولد بنانیکے بیانمین ۔ اگر کسی لونڈی کے مالک سے اولاد ہو تو اوسکو دوسری کی ملک کرنا یعنے بیچنا اور ہبہ کرنا درست نہین لیکن اس سے صحبت کرنے اور خدمت لینی اور مزدوری کرانی اور دوسرے سے اسکا نکاح کرنا جائز ہے ۔ پھر اگر دوسری دفعہ اوسکے اولاد ہو تو اس بچہ کا نسب مالک سے بدون اوسکے دعوی کے ثابت ہوگا بخلاف اول دفعہ کی اولاد کے کہ وہ بدون دعوی مالک کے ثابت نہوگا اور دوسری دفعہ کے بچہ کے نسب کا اگر مالک منکر ہوگا تو اسکا نسب اس سے الگ ہو جاویگا اور وہ لونڈی مالک کے مرنے پر اوسکے کل مال مین سے آزاد ہو جاویگی اور اپنی قیمت مالک کے قرضخواہ کیواسطے نہ کماویگی ۔ اور اگر نصرانی شخص کی ام ولد مسلمان ہو جاوی تو چاہیے کہ وہ اپنی قیمت مالک کو کما دے اس لیے کہ مسلمان عورت کا نصرانی کے ماتحت رہنا جائز نہین اور اگر کوی لونڈی نکاح کے سبب بچہ جنی پھر اسکا شوہر اوسکا مالک ہو جاوے تو وہ لونڈی اس شخص کی ام ولد ہو جاویگی ۔ اور اگر ایک لونڈی دو مرد دونمین مشترک ہو اور وہ بچہ جنی اور ان دونو مین سے ایک اسکا مدعی ہو تو اس بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اسکی ام ولد ہو جاویگی اور اوسکو لازم ہوگا کہ آدہی قیمت لونڈی کی اور آدہی اجرت

صحبت کی حوالہ اپنی شریک کے کرے اس بچہ کی قیمت کچھہ نہ دی اور اگر وہ دونوں شریک
اُس بچہ کے مدعی ہوں تو اُسکا نسب دونو سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی دونو کی
اُم ولد ہوگی اور ہر ایک پر اونمین سی نصف اجرت صحبت کی لازم ہوگی اسمین مجرا
دیوین یعنے نہ یہہ اِس سے لے نہ وہ اُس سی اسلئے کہ ہر واحد پر دوسر یکا حق برابر
ہے اور اگر اُن شریکونمین کوئی مریگا تو وہ بچہ ہر ایک کے ترکہ مین سی پوری میراث
بیٹے کی پاویگا اور اگر وہ انکے سامنے مرجاویگا تو اسکے ترکہ مین اِن دونونکو ایک
باپ کا حصہ ملیگا اُسکو دونو باہم تقسیم نصفا نصف کرلین اگر ایک شخص کے پاس
غلام مکاتب ہی اور مکاتب کے پاس لونڈی ہی اس شخص نے اس لونڈی کے بچہ کا دعوی
کیا اور مکاتب نے اسکے قول کی تصدیق کی تو نسب لازم ہوگا اور اجرت صحبت کی
اور قیمت بچہ کی اپنی مکاتب یعنے لونڈی کے مالک کو حوالہ کرنی پڑیگی اور وہ لونڈی
اس شخص کی ام ولد نہوگی اور اگر مکاتب نے اسکو دعوی مین جھٹلایا تو نسب اُس سے
ثابت نہوویگا ٭

کتاب الایمان

کتاب الایمان

اسمین قسمون کا بیان ہے۔ قسم اُسکو کہتے ہین کہ خبر کے سچ یا جھوٹ کو ایسی چیز
کے ذکر سے مضبوط کرے جسکے نام کی قسم کہائی ہے۔ یہہ قسم کی تین قسمین ہین
اول یہہ کہ کسی گذشتہ معاملہ پر جان بوجھکر جھوٹی قسم کہاوی اُسکو غموس کہتے ہین
دوسری یہہ کہ ظن غالب کی راہ سی قسم کہاوی وہ قسم لغو ہے اول صورت مین گنہگار
ہوتا ہی دوسری مین نہین ہوتا تیسری یہہ ہی کہ کسی امر آئندہ پر قسم کہاوی یہہ قسم منعقد
ہے اور صرف اسمین اگر قسم کے خلاف کریگا تو کفارہ لازم آویگا یعنے غموس

اور لغو قسم مین کفارہ واجب نہین اور قسم منعقد گو کسیکی زبردستی سے کہاوے یا بہولکر
کہاوے اور اسکا خلاف خواہ کسیکی زبردستی سے کرے یا بہولکر کرے سب طرح سے کفارہ لازم
آتا ہے اور قسم خدا تعالی کی اور رحمن اور رحیم اور اوسکی عزت اور اوسکی بزرگی اور
اسکی کبریائی کی ہوتی ہے اور اوسکے الفاظ یہہ ہین قسم کہاتا ہون اور حلف کرتا ہون اور
گواہی دیتا ہون گو خدا کی گواہی دیتا ہون نکہے اور لعمر اللہ اور ایم اللہ اور عہد خدا کی قسم اور
پیمان خدا کی قسم اور مجہپر نذر ہے یا خدا تعالی کی نذر ہے اور اگر مین یہہ کام کرون تو کافر ہون
(یہہ سب کلمات قسم کے ہین) اور خدا کے علم اور غضب اور غصہ اور رحمت کی قسم اور
اسکے نبی صلعم کی اور قرآن کی اور کعبہ کی اور خدا کے حق کی قسم کہانے سے قسم نہین
ہوتی اور اگر مین یہہ کام کرون تو مجہپر خدا کا غضب اور غصہ ہو یا مین زانی یا چور یا
شراب خوار یا سود خوار ہون ان کلمات سے بہی قسم نہین ہوتی اور قسم کے حروف
عربی مین با اور واو اور تا ہین (مثلاً باللہ اور واللہ اور تاللہ) اور کبہی حرف قسم
پوشیدہ بہی ہوتا ہے (جیسے اللہ کہے اور رہ اور واللہ کہنے سے ہو) اور (اگر قسم کے خلاف
کام کرے تو اسکا کفارہ ایک بردہ کا آزاد کرنا یا دس مسکینونکو کہلانا کہلانا ہے جسطرح
ان دونو باتون کا ذکر ظہار مین گذر چکا ہے یا دس آدمیونکو کپڑا پہنانا اسطرح کہ انکا
بدن اکثر ڈہکا وے پس اگر یہہ دونو باتین نہوسکین تو تین روزے پے درپے رکہے قسم کے خلاف
کرنے سے پیشتر کفارہ نہ دے۔ اور جو شخص کسی گناہ کے کام کرنیکے لئے قسم کہاوے تو
اسکو چاہیے کہ اپنی قسم کے خلاف عمل کرے اور قسم کا کفارہ دیوے۔ اور کفارہ قسم کا
کافر پر لازم نہین گو قسم کے خلاف حالت مسلمانی مین کرے اور جو کوئی اپنی ملک کی چیز
اوپر حرام کرے تو وہ حرام نہین ہوتی پس اگر اسکو استعمال مین لاوے تو کفارہ دے۔ اور اگر

یوں کہے کہ ہر ایک حلال چیز مجھپر حرام ہے تو یہہ قسم کہانے اور پینے کی چیزوں پر ہوگی اور
فتوی اسپر ہے کہ اس کلام سے اوسکی بیبی بدون نیت طلاق کے بائن ہو جاتی ہے اور
جو شخص کوئی نذر مطلق یا مشروط کسی شرط پر کرے اور وہ شرط پائی جاوے تو اپنی نذر
پوری کرے خواہ نذر مطلق ہو یا مشروط لیکن اگر قسم میں کلمہ انشاء اللہ ملا دے تو قسم
نہوگی اور اوسکے خلاف کرنے سے کچھہ لازم نآویگا ۞

باب اندر جانے اور نکلنے اور رہنے اور آنے وغیرہ پر قسم کہانیکے بیان میں

اگر کسی نے قسم کہائی کہ میں گہر کے اندر نجاؤنگا تو کعبہ میں اور مسجد میں اور گرجا اور
یہودیونکی مندر میں اور گہر کی ڈیوڑہی اور رستے کے چبوترہ اور صُفّہ میں جانے سے اوسکی قسم
نہ ٹوٹیگی (صفہ اوسکو کہتے ہیں کہ تین دیواروں پر چہت ڈالدیجاوے) اور اگر قسم کہائی
کہ کسی گہر میں نجاؤنگا اور پہر گہر میں ڈہنے کے بعد داخل ہوا تب بہی قسم نہ ٹوٹیگی
اور اگر قسم کہائی کہ اس گہر میں نجاؤنگا اور اوسکے گرجانے کے بعد اوسمیں جاوے
تو قسم کے خلاف ہو جاویگا اگرچہ وہ مکان ٹوٹ کر دوسرا بنگیا ہو اور اگر مکان مذکور
ٹوٹنے کے بعد باغ یا مسجد یا حمام یا کوٹھری ہو گیا ہو تو اوسمیں جانے سے قسم نہ ٹوٹیگی
اسیطرح اگر کہے کہ اس کوٹھری میں نجاؤنگا اور وہ ویران ہو جاوے یا اوسکی جگہہ دوسرا
مکان بنجاوے تو اوسمیں جانے سے قسم نہ ٹوٹیگی اور جو شخص کہ گہر کی چہت پر کہڑا ہو وہ
مکانمیں داخل ہے اور اگر دروازہ کی محراب میں کہڑا ہو وہ مکان کے اندر نہیں ہے اور
پوشاک اور سواری اور رہنے پر ٹہرا رہنا ایسا ہے کہ گویا اب شروع کیا ہے (یعنے اگر
یوں قسم کہاوے کہ میں اس کپڑے کو نہ پہنونگا حالانکہ پہنے ہوئے ہے یا کہے کہ اس گہوڑے
پر سوار نہونگا اور وہ اوسوقت سوار ہے یا کہے کہ اس گہر میں نہ رہونگا حالانکہ رہتا ہے

اور اسی حالت پر ٹھہرا رہی تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر یون کہی کہ مین اس گھر مین داخل
نہونگا اور وہ اسمین موجود ہو اور ٹھہرا رہی تو اس ٹھہرنے سی قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر یہ قسم کہاوی کہ
مین اس مکان مین یا اس کوٹھری یا اس محلہ مین نرہونگا اور خود تو چلا گیا مگر اوسکا
اسباب اور گھر کے لوگ رہگئی تو قسم ٹوٹجاویگی بخلاف شہر کے (یعنے اگر اسبات
کی قسم کہائی کہ شہر مین نرہونگا اور خود نکل گیا اور اسباب و اہل و عیال شہر مین
رہے تو قسم نہ ٹوٹیگی) اور اگر قسم کہاوی کہ مین نہ نکلونگا پہر اوسکی اجازت سی لوگ اوسکو
اوٹھا لائی تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر اوسکی اجازت سی اوسکو نہین اوٹھایا بلکہ خود لی آئے
خواہ وہ راضی تہا یا زبردستی سی لے آئی تو قسم نہ ٹوٹیگی جیسے اس صورتمین کہ قسم کہائی
کہ مین صرف جنازہ ہی کے لئی نکلونگا اور پہر جنازہ کے لئی نکلا اور جنازہ کے بعد
اپنی کسی کام کو جاوی تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر قسم کہائی کہ مکہ کو نہ نکلونگا یا نجاونگا
پہر مکہ کے ارادہ سی نکلا اور اثناء راہ سی پہر آوی تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر یون کہی کہ
مکہ مین داخل نہونگا اور وہی صورت ہو جو مذکور ہوئی تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر قسم کہاوی کہ
مین فلان شخص کے پاس ضرور آؤنگا اور نہ آیا یہانتک کہ مرگیا تو اوسکی قسم زندگی
کے آخر مین ٹوٹیگی اور اگر قسم کہاوی کہ مجہسے ہوسکیگا تو فلان کے پاس ضرور آؤنگا تو اس
ہوسکنی سی مراد بدن کی تندرستی ہوگی (یعنے بشرط صحت ضرور آؤنگا اور بشرط قدرت
مراد نہوویگی جسکے یہہ معنی ہین کہ تمام اسباب اوسکے موجود ہون اور سب موانع اندر
باہر کے برطرف ہون کہ اس حالمین معلول کا موجود ہونا واجب ہوجاتا ہی اور اگر وہ
شخص ان الفاظ سی بشرط قدرت ہی ارادہ کری تو دیانت کی راہ سی مان لیا جاوے
(یعنے یہہ نیت اوس معاملہ مین کہ اوس سی اور خدا تعالی سی پڑیگا مقبول ہوگی مگر قاضی کی

عدالت مین مقبول نہوگی اوسکے نزدیک بشرط خیریت ہی سمجھا جاویگا اور اگر قسم کہائی
کہ میری منکوحہ بجز میری اجازت کے نہین نکلیگی تو نہ نکلنے کیواسطی علیحدہ اجازت شرط
ہوگی اور نہ قسم ٹوٹ جاویگی بخلاف اسکے کہ یون کہے کہ میری عورت نہ نکلے مگر یہہ کہ مین اجازت
دون یا نہ نکلے جبتک کہ مین اجازت نہ دون تو اسصورت مین ہر نکلنے کے لئی علیحدہ اجازت
ضرور نہوگی بلکہ اول بار نکلنے کیواسطی اجازت چاہیئے اور اگر عورت نے نکلنے کا ارادہ
کیا یا اپنے غلام کو مارنا چاہا تو شوہر نے کہا کہ اگر تو نکلے یا غلام کو ماری تو تو طالق ہے
تو یہہ طلاق اُسی نکلنے اور مارنے پر مشروط ہوگی یعنے اگر عورت اسوقت نکلنی یا مارنے
سے باز رہی اور پھر نکلے یا ماری تو طلاق نہ پڑیگی جیسی اسصورت مین کہ ایکشخص سی کہا کہ بیٹھہ جا
میرے پاس کہانا کہالے اوسنی جواب دیا کہ اگر مین کہانا کہاؤن تو میرا غلام آزاد ہے تو
یہہ آزادی اُسیوقت کی کہانی پر مشروط ہوگی اور قسم کے ٹوٹنے مین غلام کی سواری خود اس
شخص کی ہوگی بشرطیکہ وہ غلام کی سواری کی بھی نیت قسم مین کرلے اور ایک یہہ کہ غلام کے ذمہ قرض
کسیکا نہو اور اگر قرض ہوگا تو غلام کی سواری خود اوسکی نہوگی گو وہ نیت بھی کرلے اس مسئلہ کی صورت یہہ
ہے کہ مالک کہے کہ مین اگر اپنی سواری پر سوار ہون تو مثلاً میرا غلام آزاد ہے اور نیت کرلے کہ سواری
خواہ میری ہو یا میرے غلام کی مگر اُس غلام پر کسیکا قرض نہو تو اسصورت مین اگر وہ اپنے
غلام کی سواری پر سوار ہوگا تو اوسکا غلام آزاد ہو جاویگا ۱۲

باب کہانے پینے پہننے کلام کرنے پر قسم کہانے کے بیان مین

اگر قسم کہا دی کہ
اس درخت مین سے نہ کہاؤنگا تو اوسکا میوہ کہانے سی قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر یون کہا کہ ان
بچے چھوہارون یا پکون کو نہ کہاؤنگا یا اس دودھ کو نہ پیونگا تو جس صورت مین کہ جو معین
کیا تہا اوسمین پکون سے کہانے سی اور پکون کی صورت مین خشک کے کہانے سے اور دودہ

کیہون تہین اوسکی ہی کی کہانے سی قسم نہ ٹوٹیگی۔ لیکن اگر کہا کہ اس لڑکے سے یا
اس جوان سی نہ بولونگا یا اس بہیڑ کے بچہ کو نہ کہاؤنگا تو اگر اس لڑکے سی جوانی مین
بولیگا یا جوان سی اوسکے بوڑہا ہونے پر کلام کریگا یا بچہ کو بڑا ہونے پر کہاویگا تو قسم ٹوٹ
جاویگی۔ اور اگر کہے کہ مین کچے چہوہارے نہ کہاؤنگا اور پختہ کہاوے تو قسم نہ ٹوٹیگی اور
اگر کہے کہ پختہ چہوہارے یا کچے نکہاؤنگا یا یون کہے کہ نہ پکے کہاؤنگا نہ خام تو مذنب یعنے
گدری کہانے سی قسم ٹوٹجاویگی (اور مذنب کچے چہوہارے کو کہتے ہین جو ایکطرف سی پکنا شروع
ہو گیا ہو یا پکا ہو اور تہوڑا سا کچا رہا ہو) اور اگر کہے کہ مین تر چہوہارے نخریدونگا پہر خوشہ
کچے چہوہارون کا مول لے جسمین کچہہ تر بہی ہون تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہے گوشت
نکہاؤنگا تو مچہلی کہانے سی قسم نہ ٹوٹیگی اور سوٴر اور انسان کا گوشت اور کلیجی اور اوجہہ
گوشت ہے (یعنے اگر قسم کہاوے کہ گوشت نکہاؤنگا تو ان چیزونکے کہانے سی قسم ٹوٹ
جاویگی۔ اور اگر کہے کہ چربی نہ کہاؤنگا اور پیٹہہ کی چربی کہاوے یا کہے کہ گوشت کو یا چربی
کو نہ کہاؤنگا اور پہر دنبہ کی چکتی کہاوے یا کہے کہ ان گیہونکو نہ کہاؤنگا اور انکی روٹی
کہاوے تو ان صورتونمین قسم ٹوٹجاویگی۔ اور اگر کہے کہ اس آٹے کو نکہاؤنگا تو اسکی روٹی
کہانے سی قسم ٹوٹیگی خشک کہانے سی نہ ٹوٹیگی اور روٹی (اگر قسم کہاوے تو اوس سے)
وہ مراد ہوگی جو اوسکے شہر والونکو عادت ہو۔ اور بہننے اور پکنے کی قسم سے گوشت مراد
ہوتا ہے اور سری کہانے کی قسم مین وہ مراد ہوگی جو اس شہر مین بکتی ہو (یعنے جونسی
سری شہر مین بکتی ہو خواہ گاے کی ہو یا بکری کی قسم مین وہی معتبر ہوگی اور میوہ سے غرض
سیب و خربزہ اور زرد آلو ہے انگور اور انار اور تربوز اور کہجور الگی مراد نہین ہے
اور سالن کی قسم سی وہ مراد ہوگا جسمین روٹی تر کیجاوے جیسے سرکا اور نمک اور زیتون

کا تیل تھمین گوشت اور انڈا اور پنیر داخل نہین ہے اور صبح کے کہانے سے مراد فجر
سے لیکر ظہر کے وقت تک ہے اور شام کے کہانے سے غرض ظہر کیوقت سے آدہی رات
تک ہے اور سحر سے مراد آدہی رات سے صبح تک ہے۔ اگر کہے کہ مین اگر کہاؤن یا پیون یا
پہنون تو ایسا ہو اور نیت کرے کسی معین کہانے پینے پہننے کی چیز کی تو اسکی نیت نہ
حکم قاضی مین مانی جاویگی نہ دیانت کی روسے ہان اگر یون کہیگا کہ مین اگر کہانیکی چیز کہاؤن
یا پینے کی چیز پیون یا کپڑا پہنون تو ایسا ہو تو اسصورت مین اگر معین چیز کی نیت کریگا تو دیانت
کی راہ سے مان لیا جاویگا مگر قاضی کے یہان معتبر نہوگا۔ اگر قسم کہاوے کہ مین گنگا سے
پانی نہ پیونگا تو مراد منہ سے پانی پینے سے ہوگی بدون کسی برتن کے اسکے خلاف اسکے
اگر کہے کہ گنگا کا پانی نہ پیونگا اسصورت مین اگر برتن مین لیکر بہی پیویگا تو قسم ٹوٹجاویگی۔
اگر یون کہے کہ اگر مین آج اس کوزہ کا پانی نہ پیون تو ایسا ہو حالانکہ اس کوزہ مین پانی
نہ تہا یا ہوا اور اسکو گرا دیا جاوے یا وہ شخص ان الفاظ کو مطلق کہے قید آج کی نہ لگاوے
اور کوزہ مین پانی نہو تو ان سب صورتون مین قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر پانی ہوا اور گرا دیا جاوے
تو قسم ٹوٹ جاویگی۔ اگر قسم کہاوے کہ مین آسمان پر چڑہونگا یا اس پتہر کو سونا بناؤنگا
تو اسیوقت قسم ٹوٹجاویگی اور کفارہ دینا پڑیگا اسلئے کہ یہ امر ممکن نہین ہے۔ اگر قسم
کہاوے کہ فلانے سے نبولونگا پہر اسکو سوتے مین پکارا کہ وہ جاگ اٹہا تو قسم ٹوٹ
جاویگی اور اگر یہ کہا تہا کہ اس سے بدون اسکی اجازت کے کلام نکرونگا اور اس شخص
نے اجازت تو دی مگر اسکو اجازت کا حال معلوم نہوا اور کلام کیا تب بہی قسم ٹوٹجاویگی
اور اگر یون کہے کہ مین ایک مہینہ تک نبولونگا تو شروع اس مہینے کا اسوقت سے
معتبر ہوگا جبسے کہ اسنے قسم کہائی ہے اور اگر یہہ کہے کہ مین تکلم نکرونگا اور قرآن

یا تسبیح پڑہے تو قسم نہ ٹوٹیگی اسلئے کہ عرف مین اسکو تکلم نہین کہتے ہین بلکہ تلاوت اور
تسبیح پڑہنا بولتے ہین اگر یون کہے کہ جس دن مین فلان شخص سے بولون تو ایسا ہو
تو اس سے دن اور رات دونو سمجھی جاوینگے اور اگر اوسنے قسم کیوقت اس کلام سے دن ہی
کی نیت کی نہ رات کی تو مان لیا جاویگا لیکن اگر یہہ کہے کہ جس رات فلان سے بولون
تو ایسا ہو تو اس کلام سے خاص رات ہی مراد ہوگی دن اسمین متصور نہوگا اور اگر کہے
کہ اُس سے نہ بولونگا مگر اسصورت مین کہ زید آجاوے یا کہے کہ مگر اسصورت مین کہ وہ اجازت دے
یا جبتک کہ وہ اجازت دے پہر اوسنے زید کے آنے سے پہلے اور اوسکی اجازت سے
پیشتر کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر ان دونو باتون کے بعد بولیگا تو قسم
نہ ٹوٹیگی۔ اور اگر زید مرجاوے تو حکم قسم کا جاتا رہیگا۔ اور اگر قسم کہاوے
کہ فلانے کا کہانا نہ کہاؤنگا یا اوسکے گہر مین نجاؤنگا یا اُسکا کپڑا نہ پہنونگا یا اُسکی سواری
پر سوار نہونگا یا اوسکے غلام سے نبولونگا ان صورتون مین اگر ان چیزون کیطرف اشارہ
کرکے کہے کہ اُسکا اُس کہانیکو یا اس گہر مین یا اس کپڑے کو وغیرہ اور پہر ان چیزون پر سے
کی ملک جاتی رہے اور قسم والا وہ کام کرے تو اسکی قسم نہ ٹوٹیگی جیسے کہ نئی ملک مین یعنے مالک
اگر دوسرا کہانا یا گہر مول لے تو اس کہانا کہانے اور نئے گہر کے اندر جانے قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر ان
چیزونکیطرف اشارہ نکرے تو مالک کی ملک جاتی رہنے کے بعد ان کامونکے کرنے سے قسم نہ ٹوٹیگی مگر اسکی
نئی خریدی ہوئی چیزون سے قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر کہے کہ فلانکے دوست یا اسکی بیبی سے نبولونگا اور اشارہ
کردیا تو اُن دونون سے جب اسکی دوستی اور زوجیت جاتی رہیگی اسوقت بہی اگر کلام کریگا تو قسم
ٹوٹ جاویگی اور اگر اشارہ نکریگا تو قسم نہ ٹوٹیگی ہان اگر اوسکے نئے دوست اور نئی
منکوحہ سے بولیگا تو ٹوٹیگی اور اگر یہہ کہا کہ اس چادر کے مالک سے نبولونگا اور

مالک نے وہ چادر بیچڈالی تب اوسنے اُس سے کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اگر قسم
مین لفظ الحین اور الزمان یا ان دونوکو نکرہ بولے یعنے حین اور زمان کہدیا
تو یہہ وقت چھہ مہینے کا ہوگا مثلاً اگر کہے کہ یہہ کلام ایک حین تک نکرونگا تو چھہ
مہینے مراد ہونگے اور اگر الدہر اور الابد کہا تو تمام عمر ہوگی اور اگر دہر کو نکرہ کہا
تو مجمل ہے یعنے اُسکی مقدار یقینی معلوم نہین اور اگر الایام یا ایام کثیرہ کہا یا
مہینون اور برسون کہا تو دس مراد ہونگے اور اگر اونکو نکرہ بولیگا تو تین مراد ہوونگے

باب طلاق دینے اور آزاد کرنیکے قسم کے بیانمین

اگر کوئی شخص یون کہے کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طالق ہے یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد ہے اور اُسکے بچہ مردہ
پیدا ہو تو اُس شخص کی قسم ٹوٹجاویگی (یعنے طلاق پڑجاویگی اور لونڈی آزاد ہوجائیگی)
لیکن اگر اوسنے کہا تہا کہ تو بچہ جنے تو وہ بچہ آزاد ہے اور اوسکے بچہ مردہ پیدا ہوا تو اُس
بچہ کے آزاد ہونیکا حکم نکرینگے (اور اُسکی قسم باقی رہیگی) اور اگر یون کہا کہ جس غلام
کو مین اول مالک ہون تو وہ آزاد ہے پس اگر ایک غلام کا مالک ہوگا تو وہ اس قسم
کی رو سے آزاد ہوجاویگا اور اگر پہلے دو غلامون کا مالک ایک ساتھہ ہو پھر تیسرے کا
مالک ہو تو ان تینونمین سے کوئی بھی آزاد نہوگا اور اگر یون کہے کہ جس تنہا غلام کو مین
اول مالک ہون وہ آزاد ہے تو البتہ اس صورت مین تنہا کی قید سے تیسرا غلام آزاد ہوجائیگا
اور اگر یون کہا کہ پہلا بندہ جسکا مین مالک ہون وہ آزاد ہے پہر وہ مالک ہوا ایک غلام
کا پہر دوسرے غلام کا اور اوسکے بعد مر گیا تو دوسرا غلام اُس شخص کی ابتداء ملکیت
سے آزاد ہوگا۔ اگر یہہ کہے کہ جو غلام مجکو خوشخبری فلان معاملہ کی سناویگا وہ آزاد
ہے پہر تین غلامون نے علیحدہ علیحدہ یہی خوشخبری اُسکو سنائی تو جسنے اول سنائی

[illegible] اگر قسم کھاوی کہ مین نکرونگا تو اپنے آپ نکرے اور اگر دوسرا شخص
اسکی اجازت سی یہہ امور کرے تو اوسکی قسم نہ ٹوٹیگی اور جو کام ایسی ہین کہ انکو
خواہ آپ کرے یا دوسرے کو اونکے کرنیکی اجازت دی دونو صورتون مین قسم ٹوٹ
جاتی ہے وہ یہہ ہین نکاح اور طلاق اور عورت سی خلع کرنا اور آزاد کرنا اور مکاتب
بنانا اور قتل عمد سے صلح کرنی اور ہبہ کرنا اور صدقہ دینا اور قرض دینا اور
قرض لینا اور غلام کو مارنا اور جانور کو ذبح کرنا اور گھر بنانا اور سینا اور [illegible]
سوینی یا رکھنی اور سانگی چیز دینی یا لینی اور قرض ادا کرنا یا لینا وصول کرنا اور کوئی
پہنانا اور کسی چیز کو اٹھا کر سواری پر لادنا کہ ان امور کو اگر خود کریگا یا دوسرے کو او
کرنے کو کہیگا تو دونو صورتون مین قسم ٹوٹ جاویگی) اور داخل ہونا لام تخصیص کا
(جسکے معنی واسطے کے ہین) بیع اور شرا اور اجارہ اور رنگریزی اور دوختن [illegible]
بنانے پر اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ وہ فعل اس شخص کی اجازت سی ہوا ہے جسکے
ساتھہ اوسکو مشروط کیا ہی گو وہ شخص مالک اوس چیز کا ہو یا نہو (مثلاً یہہ کہا کہ ان
بعت لک ثوبا یعنے اگر تیرے واسطے بیچون یا خرید کرون کپڑا وغیرہ تو اوسکے یہہ معنی
ہین کہ تیری اجازت سے بیچون) اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو مثلا
یون کہے کہ ان بعت ثوبا لک یعنے اگر مین بیچون کپڑا جو تیرا ہے یہان لام ثوب پر
داخل ہے نہ بیع پر تو اس صورت مین یہہ بات پر دلالت کریگا کہ وہ چیز اس شخص کی ملک
ہے خواہ اوسنے اجازت بیچنے خریدنے وغیرہ کی دی ہو یا نہین (جیسے مثال
دوم سے معلوم ہوتا ہی) اور اگر وہ شخص نیت اسکے سوا کرے (یعنے لفظون مین
تو لام کو فعل پر بولے اور معنی وہ لے جو لام کو چیز پر داخل کرنے سے ہوتے ہین

یا اسکا الٹا کرے تو اسکی بات مانی جاویگی ایسی صورتمین کہ اسکی نیت کے مطابق
معنی لینی سے اسکا نقصان ہوتا ہو اور اگر اسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اسکا
فائدہ ہوتا ہوگا تو نہ لی جاویگی واضح ہو کہ لام کے آنے سے غرض اسکا متعلق
ہونا ہی اسطرح کہ جار مجرور متعلق فعل کے ہون یا چیز کی صفت پڑین یہہ غرض
نہین کہ لام مقدم لایا جاوے اسلئے کہ مقدم تو دو لونمثالونمین ضمیر خطاب پر ہے اگر
یہہ کہا کہ مین اگر اس بندہ کو خرید کرون یا بیچون تو آزاد ہی پہر اوسکو جا کر خریدا
یا بیچا تو قسم ٹوٹ جاویگی (یعنے غلام مذکور آزاد ہو جاویگا) اور یہی حال ہے
اگر بیع فاسد کی یا دوسرے کی اجازت پر موقوف رکھی لیکن اگر بیع باطل کی تو
اوسمین قسم نہ ٹوٹیگی اگر یہہ کہا کہ مین اسکو نہ بیچون تو ایسا ہو پہر اسکو آزاد یا مدبر
کر دیا تو قسم ٹوٹ جاویگی (اسلئے کہ نہ بیچنا متحقق ہو گیا) عورت نے اپنی شوہر سے
کہا کہ تونے مجہپر نکاح کر لیا اوسنے جواب دیا کہ میری جو منکوحہ ہو اوسکو طلاق ہے
تو اس عورت پر بہی طلاق پڑ جاویگی (اور دوسری اگر ہونگی وہ بہی طالق ہونگی)
اگر کہے کہ مجہپر پیادہ جانا خانہ خدا کو یا کعبہ کیطرف واجب ہے تو حج یا عمرہ پیادہ یا
کرے اگر اونمین سوار ہوگا تو دم دینا پڑیگا (یعنے بکری ذبح کرنی پڑیگی) بخلاف
اس صورت کے کہ کہے مجہپر نکلنا یا خانہ خدا کو جانا یا پیادہ روانہ ہونا حرم خواہ صفا
یا مروہ کو واجب ہے (کہ ان صورتونمین حج پیادہ کرنا لازم نہین ہوتا بلکہ پا پیادہ
گہر سے نکلنا لازم ہوتا ہی اگر کہے کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین اس برس حج نکرون
پہر وہ مدعی حج کا ہوا اور دو گواہ گواہی دین کہ اوسنے نحر کے دن کوفہ مین تہا تو
قسم نہ ٹوٹیگی اور غلام آزاد نہوگا (اسلئے کہ ہو سکتا ہی کہ حج کرکے نحر کے روز کوفہ

مین چلا آیا ہو اور اگر کہی کہ مین روزہ نرکہونگا تو روزہ کی نیت سی ایکساعت کا روزہ
رکہنی سی ہی قسم ٹوٹجاویگی اور اگر کہے کہ مین ایک روزہ یا ایکدن کا روزہ نرکہونگا تو
تمام دن کے روزہ رکہنی سے قسم ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ مین نماز نہ پڑہونگا تو ایک رکعت
کے پڑہنے سی قسم ٹوٹیگی اور اگر پوری نماز کہیگا تو دوگانہ پڑہنے سی قسم ٹوٹیگی (ایک
رکعت پڑہنے سو نہ ٹوٹیگی) اگر عورت سی کہی کہ اگر مین تیرا کاتا ہوا پہنوں تو وہ ہدی ہے
پہر وہ شخص روئی کا مالک ہوا اور عورت نے اسکو کاتا اور کپڑا بنا گیا اور مرد نے پہنا
تو وہ ہدی ہو جاویگی (اوسکو کعبہ کو بہیجنا پڑیگا) اور سونے کی انگوٹھی اور موتیونکا ہار پہننا
زیور کا پہننا ہی مگر چاندی کی انگوٹھی زیور مین نہوگی (یعنے اگر قسم کہائی کہ مین زیور نہ
پہنونگا تو سونے کی انگوٹھی اور موتیونکی لڑی پہننی سی قسم ٹوٹجاویگی لیکن چاندی کی انگوٹھی
پہننی سی قسم نہ ٹوٹیگی) اگر یون کہے کہ مین زمین پر نہ بیٹہونگا پہر فرش پر یا چٹائی پر بیٹہی
یا کہی کہ اس فرش پر نہ سوونگا پہر اوسپر ایک دوسرا فرش بچہایا گیا اور اوسپر رہا
یا کہی کہ اس چوکی پر نہ بیٹہونگا اور اوسپر دوسری چوکی بچہائی گئی اور دوسری پر بیٹہا
تو ان صورتون مین قسم نہ ٹوٹیگی لیکن اگر فرش پر پلنگ پوش بچہا کر سویگا یا چوکی پر
فرش یا چٹائی ڈالکر بیٹہیگا تو قسم ٹوٹجاویگی ؞

باب زدوکوب اور جان سی مار ڈالنے وغیرہ پر قسم کہانیکے بیانمین — اگر کوئی
شخص دوسری سی کہی کہ اگر مین تجکو مارون یا کپڑا پہناؤن یا تجہہ سی بات کرون یا تیری پاس
آؤن تو ایسا ہو تو یہہ افعال دوسری کی زندگی کے حال سی متعلق ہوتے ہین (اگر
بعد موت کے یہہ کام کریگا تو قسم نہ ٹوٹیگی) بخلاف اس صورت کے کہ اگر کہا کہ مین تجکو
نہلاؤن یا اٹہاؤن یا ہاتہہ لگاؤن (تو ایسا ہو کہ یہہ امور اگر دوسری کے مرنیکے بعد

ہو کر نیگا تو قسم ٹوٹجاویگی اگر قسم کہاوے کہ مین اپنی بیبی کو مارونگا پہر اوسکی بال کہینچے
یا گلا دباوی یا کاٹ کہاوی تو قسم پوری ہوجاویگی اسلئے کہ یہ سبا تین مار مین داخل ہین
اور اگر کہا کہ مین اگر فلان شخص کو جان سے نمارون تو ایسا ہو اور وہ شخص اس
قسم سے پہلے مرچکا ہی تو اگر اسکو اوسکی موت کا علم ہوگا تب تو قسم ٹوٹیگی اور اگر اسکو
مرنے کو نہین جانتا تو نہ ٹوٹیگی۔ اور اگر قسم مین زمانہ قریب یا بعید کہیگا تو مہینے سے کم
ست قریب ہی اور ایک مہینا اور اس سی زیادہ مدت دراز ہی۔ اگر قسم کہاوی کہ فلان
کا قرض آج ادا کرونگا پہر ایسے درم ادا کئی جو کہوٹے ہون یا چلتے نہون یا کسی اور
کے ثابت ہون تو قسم پوری ہوجاویگی اور اگر رانگ کے ہونگے یا تین پرت کے تو
قسم ٹوٹجاویگی۔ اور قرض کے عوض مین کوئی چیز بیچڈالنی ادا قرض کے حکم مین ہی لیکن اگر
قرضخواہ قرضدار کو قرض ہبہ کردی تو ادا کے حکم مین نہوگا یعنے ادا پر قسم کہانے
کی صورت مین اگر یون کوئی چیز عوض قرض کے قرضخواہ کے ہاتہہ بیچڈالیگا تو قسم جہوٹی
نہ پڑیگی اور اگر قرضخواہ قرض معاف کردی تو ادا ثابت نہوگا اور قسم ٹوٹجاویگی اگر قسم
کہاوی کہ مین اپنی قرض کے وصول کرنے مین ایکدرم کو بدون دوسرے کے نلونگا یعنے
قرض مین سی کچہہ نہ چہوڑونگا سب لونگا اور جدا جدا وصول نکرونگا اکٹہا لونگا پہر کچہہ
قرض قبضہ مین لایا تو قسم نہ ٹوٹیگی جبتک کہ تمام قرض کو جدا جدا وصول نکری اور صورتی
جدائی سی قسم نجاویگی (کہ قرض کے ادا مین اوسقدر علیحدگی ضرور ہوا کرتی ہے مثلاً
روپیونکا گننا اور تولنا اور پرکہنا کہ ان امور سی قسم نہین جاتیگی اگر کہی کہ میرے
پاس سو خواہ اوس سی سوا ہون تو ایسا ہو تو اس صورت مین سو کے یا اس سی کمتر کے مالک
ہونے سی قسم نہ ٹوٹیگی (بلکہ سو سی زیادہ کے مالک ہونے سی قسم ٹوٹیگی) اگر کہے کہ

مین ایسا نکرونگا تو اُس کام کو ہمیشہ کو چہوڑدیوے اگر ایکبار بہی کرنے سے قسم جاتی
رہیگی) اور اگر قسم اس بات پر کری کہ فلان کام ضرور کرونگا تو اوسکو ایکبار کرنے سے
قسم پوری ہوجاویگی) اور اگر کسی شخص سے حاکم وقت قسم لے کہ ہمکو مفسد لوگون اور
ہر طرح کے برے لوگون کی اطلاع کرتے رہو تو یہہ قسم اُس حاکم کی حکومت تک مقید ہوگی
(یعنے بعد اوسکے معزول ہوجانیکے اطلاع دینی لازم نہوگی) قسم پوری ہوتی
ہے ہبہ کرنے سے بدون موہوب لہ کے قبول کرنے کے بخلاف بیع کے کہ بدون
قبول مشتری کے (یعنے اگر قسم کہای کہ اس چیز کو فلانے کو ہبہ کرونگا اور پہر
اوسنے اُس شخص کو ہبہ کردی مگر اوسنے قبول نکی تو واہبکی قسم سچی ہوگئی اور اگر
بیع کی قسم کہانیکے بعد فروخت کی اور مشتری نے قبول نکی تو قسم سچی نہوگی) اور اگر
قسم کہای کہ ریحان نہ سونگہونگا تو گل گلاب اور چمیلی کے سونگہنے سے قسم نہ ٹوٹیگی
(اسلیے کہ ریحان اُس سبزہ خوشبو کا نام ہے جسمین تنہ نہو کہ کہڑا رہے پس اوسکو
گلاب کے پہول اور چمیلی کے پہول پر نہ بول سکینگے) اور بنفشہ اور گلاب اگر قسم مین
مذکور ہو تو اُس سے پہول کی پتی مراد ہوگی (نہ اوسکے پیڑ کی شاخین اور پتیان)
اگر قسم کہای کہ مین نکاح نکرونگا اور اوسکا نکاح کسی اجنبی شخص نے کردیا اور اوسنے
زبان سے اُس شخص کے نکاح کو جائز رکہا تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر زبان سے کچہہ نہ کہا
بلکہ ایسا فعل کیا جس سے نکاح کی اجازت پای جاوے مثلا اُس عورت کا مہر بہیجدیا
تو (اسصورت مین) قسم نہ ٹوٹیگی اور گہر کا اعتبار ملک اور کرایہ سے ہے (یعنے اگر قسم
کہای کہ اپنے گہر مین نہ گہسونگا پہر اپنے غلام کے گہر مین گیا یا اپنے کرایہ کے مکان مین
گیا تو قسم ٹوٹجاویگی) اور اگر قسم کہاوے کہ میرے پاس مال نہین حالانکہ اسکا قرض

کسی شخص کے مذمہ ہو یا تا وہندو کی مذمت تو اُسکی قسم نہ ٹوٹیگی

کتاب الحدود

اسمین حدون یعنی سزاؤن کا بیان ہے حد وہ سزا ہی جو خدای تعالی کے حقوق کے
لئے واجب ہوتی ہے پس جو سزا اسطرح کی ہو کہ اُسمین بندہ کا حق ہو تو اوسکو حد نہین
کہتے جیسے قصاص ہے اور زنا اُس صحبت کو کہتے جو ایسی شرمگاہ مین ہو کہ وہ ملک
اور شبہہ ملک سے خالی ہو اور زنا ثابت ہوتا ہی چار آدمیونکی گواہی سے لفظ زنا کے
ساتھہ اور اگر لفظ وطی اور جماع سے گواہی دینگے تو ثابت نہوگا پس اُن گواہون
سے حاکم شرع یون پوچھے کہ زنا کیا چیز ہے اور کسطرح ہوا اور کہان ہوا اور کب ہوا
اور کس عورت سے زنا کیا پس اگر وہ گواہ سب باتین بیان کر دین اور یون کہین کہ
ہمنے اس مرد کو اُس عورت سے زنا کرتے ایسے دیکھا جیسے سرمہ دانی مین سلائی اور
اُن گواہونکی عدالت بھی ظاہر ہو اور خفیہ تحقیق کر لیجاوے تو قاضی اُسوقت حکم زنا کے
ہونیکا کر دے اور زنا اسطرح بھی ثابت ہوتا ہی کہ جسنے زنا کیا ہو وہ چار مرتبہ اپنی چار
مجلسون مین اقرار زنا کا کرے اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اوسکے اقرار کو نمانے
اور اُس سے زنا کی حقیقت اور وقت اور جگہہ اور کیفیت وغیرہ امور مذکورہ بالا پوچھے
پس اگر وہ سب بیان کر دے تو اوسکو سزا دے اور اگر سزا سے پیشتر اپنے اقرار سے منکر ہو
یا عین سزا کے بیچ مین منکر ہو تو اوسکو رہا کرے اور مستحب ہی کہ قاضی اُسکو انکار کی
وجہ ان لفظون سے تعلیم کرے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھہ لگایا ہوگا یا
شبہہ سے صحبت کی ہوگی پھر اگر زانی محصن ہو تو اوسکو ایک میدان مین سنگسار کرے
یہانتک کہ مر جاوے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کرین پھر حاکم پھر دوسرے لوگ اور اگر گواہ

سنگسار کرنے سے انکار کرین تو حد جاتی رہتی ہے اور اگر زانی خود مقر ہو تو اوسکو
اول حاکم پتھر مارے پھر اور لوگ ــ اور اگر زانی محصن نہو تو اوسکی حد یہہ ہے کہ آزاد ہو تو
سَو کوڑے اور مملوک ہو تو ۵۰ اور کوڑا ایسا ہو کہ اوسکی چوٹی مین گرہ نہو اور چوٹ
متوسط مارین نہ بہت زور سے نہ بہت آہستہ اور مرد کے کپڑے اوتارین اور سر اور چہرہ اور
شرمگاہ کو بچا کر تمام بدن پر الگ الگ لگاوین اور حد مارنے کے وقت مرد کو کھڑا کرین اور غیر ممدود
حد مارین (غیر ممدود سے یا یہہ مراد ہے کہ زمین پر لٹا کر اور گھسیٹ کر نمارین یا یہہ کہ کوڑے
کو مار کر نہ گھسیٹین کہ زخم کر دے یا یہہ کہ کوڑا مارنے کے وقت ہاتھہ کو سر پر نہ کھینچین تاکہ
چوٹ سخت نہ لگے) اور عورت کے کپڑے سوا پوستین اور روئی دار کے نہ اتارے
جاوین اور اوسکو حد بٹھلا کر مارین اور اوسکے سنگسار کرنے کو ایک گڑہا کہود لین
نہ مرد کے لئے ــ اور مالک اپنے غلام کو بدون اذن بادشاہ کے حد نمارے ــ اور محصن ہونا
جو سنگسار کرنے مین معتبر ہے وہ یہہ ہے کہ آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہو اور
پہلے اس زنا سے نکاح صحیح سے کسی عورت کے ساتھہ صحبت کئی ہوئے ہو اور اسحال مین کہ
مرد و عورت دونو صفت محصن ہونیکی رکھتے ہون (یعنے شوہر و عورت آزاد اور عاقل
اور بالغ اور مسلمان ہون اور نکاح صحیح سے آپسمین صحبت کرین) اور کوڑے مارنا اور
سنگسار کرنا اکٹھے نکئے جاوین (یعنے دونو سزا ندینی چاہئین) اسیطرح کوڑے مارنے اور
جلاوطن کرنا نچاہئے ہان اگر حاکم کسی مصلحت کیواسطے چند روز کو جلاوطن کر دے تو درست ہے
اور بیمار پر اگر سزا سنگساری کی ثابت ہو تو سنگسار کیا جاوے الا کوڑے نہ لگائے جاوین
جبتک کہ اچھا نہووے (اسلئے کہ سنگسار کرنے مین تو مقصود مار ڈالنا ہے اوسمین بیمار
اور تندرست برابر ہین اور کوڑے مارنے مین غرض جہڑکنا ہے نہ مار ڈالنا پس شاید بیمار

حالت مرض مین کوڑون سی مر جاوی اسلئی انتظار صحت ضروری ہے اور حاملہ عورت کو کوڑونکی حد ماری جاوی جبتک کہ وہ بچہ جنکر نفاس سی فارغ نہولے ؛

باب اُس صحبت کے بیان مین جس سی حد وجب ہوتی ہی اور جس سے

وجب نہین ہوتی۔ جس عورت سی صحبت کی ہو اگر اوسمین شبہہ حلال ہونے کا ہو گو اوس شخص کو ظن غالب اوسکے حرام ہونے کا ہو تو اوسکی صحبت سی حد نہین آتی مثلاً اپنے بیٹے یا پوتے کی لونڈی سی صحبت کرنی یا جو عورت کہ کنایہ کی طلاق کی عدت مین ہو اُس سی ہم بستر ہونا موجب حد نہین اسلئی کہ اونمین شبہہ حلال ہونیکا ہے گو وہ شخص گمان غالب انکی حرمت کا رکھتا ہو اور نفس صحبت مین اگر شبہہ حلت کا ہو اور وہ مرد بھی اپنے گمان غالب مین حلال جانکر کریگا تب بھی حد وجب نہوگی مثلاً جو عورت کہ تین طلاقونکی عدت مین ہو اُس سی صحبت کرنی یا اپنی ماباپ کی لونڈی سی یا بیوی کی لونڈی سے یا اپنے آقا کی لونڈی سی صحبت کرنی اگر اس صحبت کو اگر اپنے گمان مین حلال جانتا ہوگا تو حد لازم نہ آویگی اگر حرام جانتا ہوگا تو حد لازم آویگی اور نسب صرف اول صورت مین ثابت ہوگا (نہ دوسیرمین) اور اگر اپنی بھائی اور چچا کی لونڈی سی زنا کرے تو حد ماریجاویگی گو اوس صحبت کو حلال خیال کری اور یہی حال ہی اگر کوئی اجنبی عورت اپنی بستر پر دیکھا اور اوس سی صحبت کری لیکن اگر کوئی عورت بیگانہ اسکے پاس بھیدی جاوی اور کہدیا جاوی کہ یہہ تیری دلہن ہی اور وہ اُس سی ہم بستر ہوا تو حد وجب نہوگی بلکہ اُسکا مہر یعنے اُجرت صحبت کی دینی پڑیگی۔ اور ان صورتونمین بھی حد واجب نہین ہوتی اول یہہ کہ جو عورت مرد پر حرام تھی اور اُس سے اتفاقاً نکاح ہوگیا اور اُس سے صحبت کی تو نکاح کے شبہہ سی حد جاتی رہتی ہے یا یہہ

کہ اجنبی عورت سی پیشاب گاہ کے سوا اور جگہہ مین صحبت کری یا کسی سی غلام کری یا چار پایہ سی صحبت کری یا دار الحرب مین جاکر سرکشون کے یہان پونہچکر زنا کری یا دار الحرب مین رہنی والا ذمی عورت سی زنا کری تو مرد پر حد نہوگی مگر عورت پر حد جاری کرنی چاہیی یا لڑکا یا دیوانہ عورت بالغ مسلمان عاقل سی زنا کری اور اگر اسکا الٹا ہو (یعنے مرد کسی لڑکی یا دیوانہ عورت سی زنا کرے) تو حد واجب ہوگی مرد پر یا زنا کرایہ کی عورت سے کرے (یعنے اگر زنا کے لئی کسی عورت کی خرچی مقرر کرے تو حد واجب نہین ہوتی) یا زنا زبردستی کرے (یعنے کسیکے زور سی اس حرکت کا مرتکب ہو تو حد لازم نہوگی) یا زنا کا اقرار کری اور طرف ثانی اسکا انکار کرے (تو اس سی بھی حد جاتی رہتی ہی) اور جو شخص کسیکی لونڈی سی زنا کری اور وہ اس فعل سی مرجاوی تو اوسپر حد بھی واجب ہوگی اور اُس لونڈی کی قیمت مالک کے حوالہ کرنی پڑیگی اور بادشاہ سے قصاص کا اور مالون کا مواخذہ کیا جاوی حدون کا مواخذہ نکیا جاوے (یعنے بندون کے حقوق کا مواخذہ اُس سی کرین اللہ تعالی کے حقوق کا نکرین ۱۲)

باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سی پھر جانیکے بیان مین

گواہون نے ایک پرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی سوا بہتان زنا کے تو اُس شخص پر حد نہ لگائی جاویگی اور اگر گواہی چوری کی ہوگی تو اُس شخص سی تاوان اسباب مسروقہ کا لیا جاویگا مگر ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا اور اگر گواہ ثابت کردین کہ اس مرد نے ایک غائب عورت سے زنا کیا ہی (یعنے عورت موجود نہو) تو اُس مرد پر حد ماری جاویگی بخلاف چوری کے (کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چورانیکا ثبوت کرینگے تو ہاتھہ کاٹنا لازم نہوگا) اور اگر مرد زنا کا اقرار ایک عورت نامعلوم سی کری تو اوسکو حد ماریجاوی اور اگر گواہ کہین کہ

[illegible]

اسنے ایکعورت نامعلوم سے زنا کیا ہے تو حد نہ لگائی جاوے جیسے اس صورتمین کہ گواہان
مذکورہ عورت کی خواہش اور مجبوری مین خلاف کرین مثلاً دو کہین کہ وہ راضی تہی اور دو
کہین کہ اوس سے زبردستی کیا یا جس شہر مین زنا ہوا اسکے نام مین اختلاف کرین اگرچہ
ہر زنا کے فعل پر چار گواہ ہون لیکن حد ساقط ہوجاویگی اور اگر گواہ کوٹھری کے
گوشون مین اختلاف کرین تو [illegible] مرد و عورت دونوکو حد لگائی جاویگی اور اگر گواہ ہون
[illegible] عورت کی زنا پر شہادت دی ہو [illegible] وہ باکرہ ہے یعنی مرد کے ساتھ ہم بستر نہین
ہوئی یا گواہ بدکار ہین یا گواہی دیوین کہ چار گواہون معتبر نے اس شخص پر زنا کی گواہی
دی ہو یعنی وہ اصل گواہ ہی بعد کو اس زنا پر گواہی دین تو اس صورت مین کسی پر حد جاری
نہوگی اسسبب گواہی دی ورنہ گواہون پر اور اگر گواہ اندہے ہون یا کسیکی گالی کے
بہتان مین حد اونکو لگ چکی ہو یا چار کی جگہہ تین گواہ ہون ان صورتون مین گواہون
پر حد لگیگی نہ اس شخص پر جسپر کہ اونہون نے گواہی دی ہے اور اگر کسی شخص کو گواہون
کی گواہی سے حد ماری گئی بعد کو معلوم ہوا کہ ایک گواہ غلام تہا یا بہتان کی تہمت مین
ٹہرایا جا چکا ہے تو چارون پر حد گالی کے بہتان کی جاری ہونی چاہئے اور اس اول
مرد کو جو ان کے سبب سے حد لگی اور زخم یا چوٹ پہونچی اسکا تاوان گواہون پر لازم نہوگا
اور اگر انکی گواہی سے وہ سنگسار ہوگیا ہوگا تو اوسکا خونبہا وارثون کو بیت المال سے دیا جاویگا
اور اگر بعد اوسکے رجم کے ایک گواہ پہر گیا تو اسکو سزا گالی دینے کی دیجاویگی اور چوتہائی
خونبہا کا تاوان لیا جاویگا اور اوسکے سنگسار ہونے سے پیشتر اگر کوئی گواہ پہر گیا تو
چارونکو حد لگیگی اور رجم ثابت نہوگا اور اگر پانچ گواہ ہون [illegible] پہر جاویگا تو اسپہ
گالی کی سزا لازم نہوگی لیکن اگر دوسرا اور گواہ پہر گیا تو اسوقت دونوکو حد ماری جاویگی

اور دونوکو ملکر چوتھائی خونبہا دینا پڑیگا اور روایت سنگسار کئی ہوئی شخص کی قرابتی کو دینی پڑیگی اگر یہہ معلوم ہوا کہ گواہ غلام ہین (مزکی اس شخص کو کہتے ہین جو گواہون کا حال ٹہیک ٹہیک بتاتا ہے کہ یہہ عادل قابل شہادت ہی یا نہین) جیسی اسصورتمین کہ اوس شخص کو کوئی جان سی مار ڈالے اور پہر گواہونکا حال ایسا ہی کہلے (یعنی ایک شخص پر رجم کا حکم ہوا او دوسرے نے رجم کی جگہہ اسکو تلوار سے مار ڈالا پہر ظاہر ہوا کہ گواہ غلام ہین تو اسصورت مین دوسرا شخص اول شخص کے خونبہا کا ضامن ہوگا) اور اگر وہ شخص جسپر رجم کا حکم ہوا ہو سنگسار کیا جاوی اور گواہ غلام نکلین تو اسکا خونبہا بیت المال مین ہوگا۔ اور اگر زنا کے گواہ گواہی مین یہہ لفظ کہین کہ ہمنے جان بوجھکر زانی او زانیہ کیطرف دیکھا تو انکی شہادت قبول کیجاوی (یعنے قصداً دیکہنے کے جرم مین شہادت رد نکرنی چاہئے) اور جس شخص پر گواہی زنا کی گذری ہو اگر وہ اپنے محصن ہونے سی انکار کرے پہر اوسکے محصن ہونے پر ایکمرد او دو عورتین گواہی دین یا اسکی بیوی کے اسسے بچہ پیدا ہو تو اوسپر رجم کیا جاویگا (اسلئی کہ منکوحہ سی جب اسکی بچہ ہوا تو اسکا محصن ہونا ثابت ہوگیا)

باب شراب پینے کی حد کے بیان مین

جس شخص نے کہ شراب پی اور ایسی طرح گرفتار ہوا کہ شراب کی بو موجود ہو یا وہ خود مست ہو اگرچہ نبیذ کے پینے سی ہوا ہو اور دو مرد اوسپر شراب پینے کی گواہی دین یا وہ خود ایکبار اقرار کرے تو اوسکو حد لگائی جاوے اگر یہہ معلوم ہو کہ اوسنے اپنی خواہش سی پی ہے اور حد حالت ہوش مین ماری (بیہوشی مین نماری) اور اگر وہ خود بعد بو کے جاتے رہنے کے اقرار کرے یا دو گواہ (شراب پینے پر) بعد بو کے جانے کے گواہی دین نہ دوری فاصلہ کی جہت سے (یعنی اگر فاصلہ کی دوری کی جہت سی بو جاتی رہی ہو تو اس سے حد بجاویگی) یا یہہ

کہ صرف اُس سے شراب کی بو پائی جاوے یا قے شراب کی کرے یا جو کچھہ اقرار کیا تہا اُس سے
پہر جاوے یا اقرار ایسی مستی کیحالت مین کرے کہ اُسکی عقل جاتی رہی ہو تو ان سب صورتون
مین احد نہ لگائی جاویگی اور [illegible] انگوری کے اور چیزون سے مست ہونیکی سزا اور
شراب انگوری پینے کی سزا اگر [illegible] ہوے اسّی کوڑے مین آزاد کیواسطے اور اُسکا نصف
(یعنی ۴۰) غلام کے لیے [illegible] ہے حد زنا کیطرح مجرم کے بدن پر سوا سر اور سینہ اور
شرمگاہ بچاکر جدا جدا

باب تہمت [illegible] حد کے بیان مین (قذف یعنی کسی پر زنا کی تہمت کرنیکی

حد شراب پینے کی [illegible] حد اد مین بہی اور ثبوت مین بہی (یعنے ۸۰ کوڑے آزاد کے لئے اور
۴۰ غلام کے لئے [illegible] مردون کی گواہی یا ایکمرتبہ کے اقرار سے ثابت ہو جاتی ہے)
پس اگر محصن [illegible] نہ عورت کو کوئی شخص زنا کی تہمت لگاوے اور وہ مرد یا عورت
اُسکی سزا [illegible] ہون تو حد متفرق اوسکے تمام بدن پر لگائی جاوے اور اوسکے بدن
سوای [illegible] دی کے کپڑے سب کچھہ نہ اُتارا جاوے اور محصن ہونا اسباب
[illegible] آزاد مسلمان زنا سے پرہیزگار ہو۔ اور اگر کسی شخص نے غصہ
مین دوسر [illegible] باپ کا نہین یا اوسکی باپ کا نام لیکر کہا کہ تو فلانے کا بیٹا
نہین [illegible] جاویگی اور اگر غصہ مین نکہا ہو تو حد نہ لگائی جاویگی جیسے اس
صو [illegible] کہ تو اپنے دادا کا بیٹا نہین حد نہین ہے اور اگر عرب کے رہنے والے
کو کہا کہ اے [illegible] وہ لوگ ہین جو بری بری عادتین رکہتے ہین اور اُنکی گفتگو
مین فصاحت [illegible] یہہ کہ عربی کو کہا کہ اے آسمان کے پانی کے بیٹے کہ اُنکی صفائی
اور سخاوت [illegible] اس لقب سے نامزد کرتے ہین) یا یہہ کہ کسیکو کہا کہ تو اپنے چچا کا

یا ماموں کا یا اپنی ماں کے خاوند کا بیٹا ہے تو ان صورتوں میں حد لازم نہیں آتی۔
اور اگر کسیکو کہا کہ اے جھنال کے جنے اور اسکی ماں مر گئی ہو اور وہ یا اسکا باپ یا بیٹا
خواستگار سزا کے ہوں تو حد لگائی جاویگی۔ اور اگر باپ یا آقا اپنے لڑکے یا غلام کی
ماں کو تہمت زنا کی گالی دیں تو لڑکا اور غلام خواستگار انکی سزا کے نہوں اور حد
قذف کی اس شخص کے مرنے سے باطل ہو جاتی ہے جسکو گالی دی ہو لیکن اگر مجرم کہے کہ میں نے
اپنے قول سے رجوع کیا اور جھوٹ گالی دی تھی یا جسکو گالی دی وہ کہے کہ میں نے مجھے
معاف کیا تو حد باطل نہوگی۔ اور اگر کسیکو کہے کہ زنیت فی الجبل (تو نے پہاڑ میں زنا کیا)
اور مراد لی پہاڑ پر چڑھنے کی تو حد مارا جاوے اور یعنی زنا ہمزہ کے ساتھ چڑھنے کے
معنو میں آتا ہے مگر اسکا قرینہ یہ تھا کہ اسکے بعد علی الجبل سبب نہیں کہا تو معلوم
ہوا کہ چڑھنے کے معنی نہیں لئے بلکہ زنا کے معنی لئے اسلئے حد واجب ہوئی اور اگر کسیکو
کہے کہ اے زانی اور دوسرے نے اسکی جواب میں کہا کہ تو زانی ہے تو دونو کو حد ماری
جاوے اور اگر اپنی منکوحہ سے کہے کہ اے زانیہ اور وہ جواب میں کہے کہ زانی تو ہے تو عورت
پر حد لگائی جاویگی اور لعان واجب نہیں ہے اور اگر عورت یوں جواب دے کہ میں نے زنا
تجھ سے کیا ہے تو حد اور لعان دونو باطل ہو جاوینگے اور اگر پہلے اپنے بیٹے کا اقرار کیا پھر
کہا کہ میرا نہیں تو لعان کرے اور اگر اول کہے کہ میرا نہیں پھر اقرار کرے تو اس صورت میں
اوسپر حد لگائی جاوے اور دونو صورتوں میں بیٹا اوسیکا ہوگا اور اگر عورت سے یوں کہے
کہ یہ لڑکا نہ میرا ہے نہ تیرا تو حد اور لعان دونو باطل ہونگے اور اگر زنا کی گالی ایسی
عورت کو دی جسکے بچہ کا باپ معلوم نہو یا جو اپنے بچہ کے باب میں لعان کر چکی ہو یا
ایسے مرد کو زنا کی گالی دی جسنے لونڈی غیر مملوکہ سے صحبت کی ہو (مثلاً اپنی ماں یا بہن

یا بہائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو یا گالی دی مسلمان کو جسنے حالت کفر میں زنا کیا
ہو یا گالی دی مکاتب کو جو اتنا مال چھوڑ جاوے کہ اسکی کتابت کا عوض ہو سکتا ہو تو
ان سب صورتوں میں گالی دینے والے پر حد نہ ماری جاویگی اور جس شخص نے اکثر
پرائی لونڈی سے صحبت کی ہو یا حائضہ عورت یا مکاتب لونڈی سے یا ایسی مسلمان نے
حالت کفر میں اپنی ماں سے نکاح کیا ہو تو ایسے شخصوں کو اگر کوئی زنا کی گالی دیوے تو اسپر حد
ماری جاویگی اور مستامن اگر مسلمان کو گالی دیوے تو اسپر حد لگائی جاویگی (مستامن اسکو
کافر کو کہتے ہیں کہ دار الحرب سے دار الاسلام میں امن لیکر آیا ہو) اور جس شخص نے چند دفعہ
گالی دی ہو اور چند مرتبہ زنا کیا اور شراب پی اور حد لگایا گیا تو یہہ حد اسکی کل افعال
کی ہو جاویگی (اسلئے کہ حد میں تداخل ہو جایا کرتا ہے) **فصل** تعزیر یعنے تادیب اور
تنبیہ کے بیان میں تعزیر وہ سزا ہے جو حد سے کم ہو اسکی مقدار معین نہیں ہے حاکم کی
رائے پر منحصر ہے اگر کوئی شخص غلام یا کافر کو زنا کی گالی دیوے یا مسلمان کو ان الفاظ سے
کہے کہ اے فاسق او کافر یا خبیث اے چور اے بدکار اے منافق (یعنی ظاہر میں مسلمان
ہو اور دل سے کافر) اے سود خوار اے شراب پینے والے اے دیوث (یعنے بیغیرت کہ اپنی
گہر والی پر زنا کا روادار ہو) اے ہیجڑے اے خیانت کرنیوالے اے مخنث کے جنے او بیدین
او قلتبان یعنے کٹنی او چوروں اور زناکاروں کے تہانگی او حرامزادے تو ان سب
صورتوں میں تعزیر لیا جاویگا اور اگر مسلمان کو کہے کہ او کتے او گدہے او پہاڑی بکرے
او سور او بیل او سانپ او بیغیرت کمینے او زنا کی مزدوری لینے والے او ولد الحرام او
عیار بچے سے ننگون او اندہے او مسخرے او ٹھٹھے باز او بیغیرت او وسوسہ دینے والے یا لبہرا
یعنے شیطان او بیوقوف تو ان صورتوں میں تعزیر لازم نہوگی اور تعزیر کی مقدار زیادہ سے

زیادہ ۳۹ کوڑے ہیں اسلئے کہ چالیس کوڑے حد غلام کے لئے ہے اُس سے ایک کم تعزیر ہوئی
اور کم سے کم تین کوڑے اور جائز ہے مجرم کا قید کرنا بعد تعزیر کے۔ اور سخت تر مار تعزیر
کی ہے پھر زنا کی حد میں پھر شراب پینے کی حد میں پھر گالی کی حد میں یعنی تعزیر میں
خوب سخت ہاتھ لگاویں اور اور دونمیں تدریج نرم ہاتھ پڑے اور جس شخص پر حد
یا تعزیر ہو اور وہ مرجاوے تو اُسکا خون معاف ہے یعنے خونبہا بیت المال سے دینا نہ پڑیگا
بخلاف شوہر کے جو اپنی منکوحہ کو سنگار چھوڑنے پر خواہ صحبت کے لئے اپنا کہنا نماننے پر
خواہ نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل نکرنے پر یا گھر سے نکلجانے پر تعزیر دے
اور عورت مرجاوے تو شوہر پر خونبہا لازم ہویگا:—

کتاب السرقہ

بیان سرقہ

اسمین چوری کا بیان ہے۔ چوری اُسکو کہتے ہیں کہ عاقل بالغ شخص کسیکا مال جو
دس درم یا زیادہ قیمت کا ہو اور محفوظ جگہہ میں خواہ نگہبان کے تحت میں ہو پوشیدہ
لیلیوے پس اگر وہ اُسکی لینے کا اسیطرح ایکبار اقرار کرے یا دو مرد اُسکی چوری پر گواہی دین
تو اُسکا ہاتھ کاٹا جاوے اور اگر بہت لوگون نے مال چرایا اور مال کی جگہہ سے انمین سے
بعض ہی اُٹھالائے ہون مگر اُسمین سے حصہ ہر ایک کو دس درم سے کم نملا تو سبکا ہاتھ
کاٹا جاویگا۔ اور لکڑی اور گھاس اور نرکل اور مچھلی اور پرند اور شکار اور ہرتال
اور گیرو اور چونا اور تر میوہ اگرچہ درخت پر ہو اور دودھ اور گوشت اور کھیتی جو
کٹی نہو اور نشہ اور چیزین اور تنبورا اور قرآن شریف کو سونا لگا ہو اور مسجد کا دروازہ
اور سونے کے ترسول اور شطرنج اور نردبین اور آزاد لڑکا اگرچہ زیور پہنے ہو یا
بالغ غلام اور دفترونکی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جاوے الا اگر نابالغ غلام

اور حساب کا دفتر چراوی تو ہاتہہ کاٹا جاوی اور کتنے اور چیتے اور دف اور ڈہول
اور سارنگی اور آلات سرود کے چرانے سے اور خیانت کرنے اور لوٹ لینے اور
اُچک لیجانے اور کفن چورانے اور عام کے مال چرانے (مثلاً بیت المال مین سے
چوری کرلے) اور اُس مال مین سے جو چور مین اور دوسرے شخص مین مشترک ہو اور
بقدر اپنے قرض کے قرضدار کے مال مین سے چور لینے اور ایسی چیز کے چرانے سے
جسمین پہلے سے کا ہاتہہ کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ چیز بدستور ہو کچہہ بدلی نہو ہاتہہ نہ
کاٹا جاویگا (اور اگر سال کی لکڑی یا نیزہ کی چہڑ یا آبنوس یا صندل یا سبز نگینے اور
یاقوت اور زمرد اور موتی اور برتن اور دروازے جو لکڑی کے ہون چراوی تو ہاتہہ
چور کا کاٹا جاویگا)

فصل

فصل محفوظ جگہہ کے بیان مین۔ جو شخص اپنے قریب محرم کا مال
چراوے اور قرابت دودہ کی راہ سے نہو یا اپنی منکوحہ کا مال یا عورت اپنے شوہر کا مال
یا غلام اپنے مالک کا مال خواہ مالک کی بیبی کا مال خواہ مالکہ کے شوہر کا مال یا اپنی مکاتب
کا مال یا اپنے داماد اور خسر کا مال یا مال غنیمت لینے لوٹ کا مال جو کافرون سے ملا ہو
یا حمام مین کا مال خواہ ایسے گہر مین کا جسمین گہسنے کی اجازت ہو چراوی تو ہاتہہ کاٹا
نجاویگا۔ اور اگر کوئی شخص مسجد مین سے کچہہ اسباب چراوے اور مالک اسباب کا اسباب کے
پاس ہو تو ہاتہہ کاٹا جاویگا۔ اور اگر کوئی مہمان میزبان کی چیز چراوی یا کوئی چیز چراوے
مگر اوسکو گہر سے باہر نہ لیجاوی تو ہاتہہ نہ کاٹا جاوی۔ اور اگرچہ چوری کی چیز کو حجرہ سے
نکالکر گہر کے صحن مین لاوے یا جو شخص حجرہ والونمین سے ہو وہ ایک حجرہ کو لوٹ لیوے
یا گہر کی دیوار مین سوراخ کرکے اندر گہسے اور کسی چیز کو سوراخ مین سے باہر مین ڈالدے
پہر نکلکر اوسکو اوٹہالے یا کسی چیز کو گدہے پر لادکر اوسکو ہانکدے اور اسباب اسطرح

باہر نکال لاوے تو ان سب صورتونمین ہاتھہ کاٹا جاوے اور اگر گھر کے باہر سے چیز دوسرے
کو دیدے یا گھر مین صرف ہاتھہ ڈالکر اسباب لے یا کیسہ جو آستین کے باہر ہو کاٹ
لے یا اونٹونکی قطار مین سے ایک اونٹ یا اسکا بوجھہ چرا لے تو ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا اور
اگر اونٹ کے شلیطہ کو چیر کر اوسمین سے اسباب لے یا اسباب کے شلیطہ کو ایسی طرح لے کہ
اسکا مالک اسکی چوکسی کرتا ہے خواہ اوسپر سوتا ہے یا ہاتھہ صندوق مین خواہ کسیکی جیب
و آستین مین ڈالکر مال لے تو ہاتھہ کاٹا جاویگا

فصل

ہاتھہ کاٹنے کی کیفیت اور
اوسکے ثابت رکھنے کے بیانمین۔ چور کا داہنا ہاتھہ پہونچے سے کاٹکر خون بند ہونیکے لئے
داغ دیا جاوے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو بایان پانو کاٹا جاوے اور اگر تیسری
دفعہ چراوے تو قید کیا جاوے اور تعزیر دیا جاوے تاکہ چوری سے توبہ کرے مگر ہاتھہ نہ کاٹا جا
اور اسیطرح اُس شخص کا حال ہے جو چوری کرے حالانکہ اوس کا بایان انگوٹھہ ہاتھہ کا
کٹا ہو یا اُسکا بیکار ہو گیا ہو یا دو انگلیان بائین ہاتھہ کی سوای انگوٹھہ کے کٹے ہوے
یا بیکار ہوں یا داہنا پانو کٹا ہوا ہو کہ ان سب صورتون مین اُسکا ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا
اور جس شخص کے داہنے ہاتھہ کٹنے کا حکم ہوا ہو اگر کاٹنے والا اُسکا بایان ہاتھہ کاٹ
ڈالے تو کچھہ دیت (یعنے خونبہا) اُسکو دینی نہ آویگی اور ہاتھہ کاٹنے مین شرط ہے کہ
جسکے پاس سے مال چوری گیا ہو وہ درخواست کرے اگرچہ وہ شخص دوسرے کا امانتدار
ہو یا زبردستی کسیکا مال چھین لیا ہو یا سود لینے والا ہو کہ مال بطریق سود دوسرے
لیا ہو اور جس صورت مین کہ مال انہین لوگون کے پاس سے چوری جاوے اور مال کا اصل
مالک درخواست چور کے ہاتھہ کاٹنے کی کرے تب بھی ہاتھہ کاٹنا چاہئے اور اگر
ایک چور نے مال چرایا اور چوری کے عوض اُسکا ہاتھہ کٹا بعد اوسکے وہ مال کسی

دوسرے نے چرا لیا تو اب اول چور خواہ اصل مالک اگر ہاتھہ کاٹنے کی درخواست
کرینگے تو دوسرے کا ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا اور جو شخص کہ کوئی چیز چرا دے اور ہنوز مالک
نے اُسپر نالش نہین کی کہ اوسنے چیز مذکور کو مالک کے حوالہ کر دی یا قاضی نے حکم ہاتھہ
کاٹنے کا کسی چوری مین کر دیا تھا بعد حکم کے وہ چیز چور کی ملک مین آگئی یا چور خود
مدعی ہوا کہ یہہ میری ملک ہے یا چوری کے بعد اُس چیز کی قیمت دس درم سے کم ہو گئی تو
ان سب صورتون مین ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا۔ اور اگر دو چورون نے ایک چیز کے خود چرانیکا
اقرار کیا پھر اُنمین سے ایک نے کہا کہ یہہ میرا مال ہے تو اُنمین سے کسیکا ہاتھہ نہ کٹیگا اور اگر
دو آدمی ایک چیز چراوین اور ایک اُنمین سے غائب یعنے روپوش ہو جاوے اور گواہی سے
دونو کے ذمہ چرانا ثابت ہو تو موجود چور کا ہاتھہ کٹیگا۔ اور اگر کوئی غلام چوری
کا اقرار کرے تو اُسکا ہاتھہ کٹیگا اور مال اُس شخص کو دلا دیا جاویگا جسکے پاس سے اُسنے
چرایا تھا۔ اور ہاتھہ کا کاٹنا اور مال کا تاوان یکساتھہ نہین ہوتے (یعنی یہہ نہین
ہوسکتا کہ ہاتھہ بھی چور کا کٹے اور اُس سے مال کی قیمت بھی لائی جاوے لیکن اگر مال مسروقہ
اُسکے پاس موجود ہو تو مالک کو دلا دیا جاویگا اور اگر کئی چوریون کے عوض مین اُسکا ہاتھہ
کاٹا جاوے تو اور مال کہ اوسنے چرائے ہونگے اُنکا تاوان نہ دینا پڑیگا۔ اور اگر کپڑے کو
چرا کر گھر ہی مین چیر پھاڑ ڈالا پھر باہر نکالا تو ہاتھہ کٹیگا اور اگر بکری کو چرا کر
اوسی جگہہ ذبح کر کے باہر نکالا تو نہ کٹیگا اور اگر چاندی سونا چرا کر اوسکے روپیہ
اشرفی بنا لئے تو ہاتھہ کٹیگا اور روپیہ اشرفی مالک کو دئے جاوینگے۔ اور اگر
کپڑے کو چرا کر سرخ رنگا اور ہاتھہ کاٹا گیا تو نہ کپڑا مالک کو دینا اُسکی قیمت اور
اگر سیاہ رنگے تو کپڑا پھیر دیۓ —

باب رہزنی کے بیان مین — اگر کوئی شخص کہ قصد رہزنی کا رکھتا ہو
رہزنی سے پہلے گرفتار ہو تو اوسکو قید کرنا چاہیے یہانتک کہ اوس ارادہ فاسد سے توبہ کرے اور
اگر وہ کوئی مال معصوم لے لیوے یعنی مسلمان کا مال خواہ ذمی کا چھین لے تو اوسکا
ایک ہاتھہ اور ایک پانو دوسری جانب سے کاٹا جاوے یعنی دہنا ہاتھہ اور بایان پانو
اور اگر اوسنے کسیکو جان سے مار ڈالا ہو تو وہ بھی حد مین مار ڈالا جاوے نہ قصاص مین
یعنی اگرچہ وارث مقتول کا خون اوسکو معاف کردے مگر خون معاف نہوگا اور اگر وہ
کسیکو جان سے مار کر مال لیوے تو اوسکا دہنا ہاتھہ اور بایان پانو کاٹکر مار ڈالا جاوے اور سولی
پر چڑہا دیا جاوے یا کہ صرف جان سے مار دیا جاوے یا فقط سولی پر کھینچا جاوے یعنی حاکم
کو اختیار ہے جو چاہے انمین سے کرے اور جس صورت مین کہ امام سولی پر چڑہانا پسند کرے
تو ڈاکو کو زندہ سولی پر چڑہا دے اور اوسکے پیٹ کو نیزہ سے چیرے تاکہ مر جاوے اور
تین دن تک اوسکی لاش سولی پر رکھو اور ان صورتون مین جو مال اوسنے لیا ہو اوسکا تاوان
نہ دیگا۔ اور جو شخص مرتکب قتل اور مال لینے کا نہوا ہو وہ مثل مرتکب کی ہے یعنی
ڈاکوؤنکو سبکو سزا یکسان ہونی چاہیے خواہ اوسنے خود ڈاکہ زنی کی ہو یا اوسکی مدد سے
دوسرے نے کی ہو اور لکڑی اور پتھر مار ڈالنے مین مثل تلوار کے ہین جیسا اگر لکڑی یا پتھر
سے کسیکو مار ڈالا ویسا ہی تلوار سے اور اگر کسیکو ڈاکو زخمی کرے اور مال لے لیوے تو
اوسکا دہنا ہاتھہ اور بایان پانو کاٹا جاویگا اور زخم کا قصاص جاتا رہیگا اور اگر صرف زخم
کرے اور مال نلے یا جان سے مار ڈالے پھر رہزنی سے توبہ کرلے یا بعض رہزن عاقل اور بالغ
نہون یا جسپر رہزنی کی ہے اوس سے قرابت قریبہ رکھتا ہو یا قافلے کے کچھہ لوگ دوسرے
ساتھیون پر رہزنی کرین یا رات کو خواہ دنکو شہر مین یا دو شہرون کے بیچ مین رہزنی کرین

باب رہزنی کے بیان مین

تو ان سب صورتون مین حد لازم نہوگی وارث کو اختیار ہی چاہی مقتول کے خون کا بدلہ لے چاہی معاف کری۔ اور جو شخص شہر مین کئی مرتبہ گلا گھونٹ کر لوگونکو مار ڈالے اوسکو اُنکے عوض مین مار ڈالنا چاہیے ؛۔

کتاب السیر

اسمین جہاد کے طریق اور سفر کا ذکر ہی (سیر سین کے کسرہ اور یا مفتوح سی سیرت کی جمع ہی اور اوسکے معنی طریق جہاد کے ہین) جہاد (یعنے کافرون سی دین کے لئی لڑنا) ابتدا مین فرض کفایہ ہی (یعنے مسلمانون کو چاہیے کہ شروع لڑائی کا خود کرین) اور اگر کافر کسی شہر پر چڑہ آوین تو ہر شخص پر لڑنا فرض عین ہو جاتا ہی اور معنی فرض کفایہ کے یہہ ہین (کہ اگر اُس کام کو کچھہ لوگ کرین تو سبکے ذمہ سی اوتر جاتا ہی اور اگر کوئی نکری تو گنہگار سب ہووین) اور جہاد لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھی اور اپاہج اور ہاتھہ پانون کٹی پر واجب نہین اور فرض عین ہی بشرطیکہ دشمن چڑہ آوی پس اسصورتمین عورت بدون اجازت اپنی شوہر کے اور غلام بدون اجازت مالک کے جہاد کو نکلے اور جہاد پر مزدوری کا مقرر کرنا مکروہ ہی بشرطیکہ بیت المال مین مال پایا جاوی ورنہ مکروہ نہین کہ اور لوگون سی لیکر جہاد کرنیوالونکو دین (پس اگر ہم فرقہ اہل اسلام کافرون کو محاصرہ کرین تو اول اُن سی مسلمان ہو جانیکی درخواست کرین اگر وہ مسلمان ہو نامانلین تو بہتر ہی کہ مطلب حاصل ہو گیا اگر نمانین تو اُن سی جزیہ طلب کرین اگر جزیہ دینا قبول کرین تو انکو وہ ہی جو ہماری لئے ہی (یعنے اُنکی جان اور مال کو محفوظ رکہنا چاہیے) اور اونپر وہ ہی جو ہمپر ہے (یعنے معاملات میں اُنکے احکام مثل مسلمانون کے ہین) اور جس کسیکو کہ دعوت اسلام نپہنچی ہو اُسکے ساتھہ ہم نہ لڑینگے (یعنے اگر اُن سی مسلمان ہونیکو نکہا گیا ہو تو

کتاب السیر

اسمین طریق جہاد اور ...

فرض عین ... فرض ...

دفعتہ لڑنا نچاہیے) اور اگر پہلے دعوت اسلام پونہیچ چکی ہو تو مستحب ہی کہ لڑائی کے
شروع مین پھر اُن سی مسلمان ہونیکو کہدیا جاوی۔ پہر اگر جزیہ دینا بہی قبول نکرین
تو اللہ تعالی سے مدد کی درخواست کرکے اُن سی لڑینگے اسطرح کہ آلات لڑائی کے سب
کام مین لاوینگے اور کافرونکو جلاوینگے اور ڈبووینگے اور اونکے درخت کاٹ ڈالین
گے اور کہیتیان اُجاڑ دینگے اور تیرونکی بہرمار کرینگے اگرچہ وہ بعض مسلمانون کو
اپنی سپر بنالین اور ہم تیر وغیرہ مارنے مین کافرونکی نیت کرینگے نہ مسلمانونکی (یعنے
اگر کافر مسلمان کو اپنی سپر بنالے اور اوسکی آڑ مین کہڑا ہو اور اوسکی مارنے کی ضرورت
ہو تو صرف کافر کی نیت سی تیر وغیرہ مارنا چاہیے گو مسلمان بہی زخمی ہو یا مارا جاوے)
اور مسلمانون کو منع ہی کہ قرآن اور عورت کو ایسی لشکر مین ہمراہ لین جسمین جمعیت تہوڑی
ہو اور شکست کا خوف لگا ہو اور نیز منع ہی کہ دغا کرین یا عہد کے خلاف کرین یا مال
غنیمت مین خیانت کرین یا کسیکے ناک کان کاٹین یا عورت و بیعقل و نابالغ و بہت
بوڑہے اور لوت اور اندہے اور اپاہج کو قتل کرین ہان جب معلوم ہو کہ ایسا شخص لڑائی مین
رای دیتا ہو یا بادشاہ ہو تو اوسکو مار ڈالنا چاہیے اور منع ہی کہ (مسلمان لڑکا اپنے
باپ مشرک کو قتل کری بلکہ لڑکے کو اوسکے مار ڈالنی سی انکار کرنا چاہیے تاکہ دوسرا
شخص اُسکو مار ڈالے۔ اور ہمکو اختیار ہی کہ اُن سی کچہہ مال لیکر خواہ دیکر صلح کرلین
اگر صلح کرنا مسلمانون کے حق مین بہتر ہو اور صلح کو توڑ ڈالین اگر توڑنا اچہا ہو اور اگر
کافرون کا بادشاہ خیانت کری تو بدون صلح توڑی اُن سی لڑین اور مرتدون سے
بدون مال کے لڑین پس اگر مرتدون سی مال لے لیا جاوی (باوجودیکہ مال کا لینا درست
نہین تاہم اُس مال کو ہم اُنکو واپس ندیا جاوی اور کافرونکے ہاتہہ مسلمان ہتہیار نہ بیچین

اور جس کافر کو کوئی مسلمان مرد یا عورت پناہ دے اسکو قتل نکریں ہان اگر اسکا پناہ دینا
برا ہو تو امن کو توڑ ڈالیں اور اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر یا غلام جسکو لڑنیکا حکم نہین
تہا کسی کافر کو پناہ دے تو اسکا پناہ دینا باطل ہے؎

باب جو مال غنیمت کہ کافرون سے ہاتہہ لگے اوسکے اور اسکی تقسیم کے بیانمین

مسلمانون کا بادشاہ جس شہر کو غلبہ اور زبردستی سے فتح کرے اسکو مسلمانونمین
بانٹ دے یا اوس ملک کے باشندونکو اوسپر مقرر رکہے اور ان پر جزیہ اور انکی زمینون پر خراج بہہرا دے
اور قیدیونکو اختیار ہے چاہے مار ڈالے چاہے غلام بنالے چاہے آزاد چہوڑ دے
کہ مسلمانونکو جزیہ دیا کریں لیکن یہہ حکم ان لوگونمین ہے کہ مرتد نہون اور نہ عرب کے
شرک کرنیوالے اور حرام ہے قیدیون سے فدیہ لیکر دارالحرب کو واپس بہیجنا اور مفت
اوپر احسان رکہکر رہا کر دینا اور نیز حرام ہے مواشی کی کوچین کاٹنی جس صورتمین کہ
انکا دارالاسلام مین لانا مشکل ہو بلکہ ذبح کر کے انکو جلا دیا جاوے تا کہ کافر فائدہ ان سے
نہ اٹہاوین اور کافرون کے ملک مین مال غنیمت کو بانٹنا حرام ہے مگر سیر کرنیکے طور
پر حرام نہین یعنے اگر لشکر والے انکو مال اسلئے بانٹ دین کہ اونکے پاس امانت رہے دارالاسلام
مین داخل ہو کر پہر قسمت کیجاویگی تو جائز ہے اور حرام ہے مال غنیمت کو تقسیم سے پیشتر
فروخت کرنا اور جو مدد کہ مسلمانون کو پہونچے وہ مال غنیمت مین انکی شریک ہوگی اگرچہ مدد
کے لوگونکو کافرون سے لڑنے کا اتفاق نہو مگر بازاری شخص اور جو کہ دارالحرب مین مر جاوے
وہ شریک نہوگا اور اگر دارالحرب کے محاصرہ کے بعد دارالاسلام مین مریگا تو حصہ اُس مرد
کا اوسکے وارثونکو دیا جاویگا۔ اور جائز ہے مسلمانونکو کہ مال غنیمت مین سے ان چیزونکو تقسیم
سے پیشتر اپنے کام مین لاوین گہاس اور کہانے کی چیز اور لکڑیان جلانے کی اور ہتہیار اور

تین حصے انکا بیچنا جائز نہیں اور جب دار الحرب سے نکلیں تو انکو کام میں نلاویں بلکہ جسقدر
اپنے پاس بچے ہوں انکو مال غنیمت میں واپس دیں اور جو شخص کہ کافروں میں سے
مسلمان ہوجاویگا اسکی جان قتل سے اور لڑکا قید سے بچیگا اور جو مال کہ اوسکے پاس ہوگا یا کسی
مسلمان کے پاس خواہ ذمی کے پاس امانت ہوگا وہ غنیمت ہوجانے سے محفوظ رہیگا
لیکن اوسکے مسلمان ہونے سے اسکا بڑا لڑکا اور اسکی عورت اور حمل اور زمین اور
غلام جنگی محفوظ نہو جاویگا

فصل

فصل غنیمت کی قسمت کرنیکے بیان میں پیادہ کے
لئے ایک حصہ ہے اور سوار کے لئے دو حصے اگرچہ اوسکے پاس دو گھوڑے ہوں اور ترکی اور
مثل تازی پوری گھوڑے کے ہے اور اونٹ اور خچر کی مانند نہیں یعنے اونٹ اور خچر
کیواسطے کچھ حصہ نہیں اور سوار اور پیادہ ہونے میں اسوقت کا اعتبار ہے کہ جب
دارالاسلام کی حد سے آگے بڑہیں پس اسوقت جیسا کوئی ہوگا ویسا ہی اعتبار
کیا جاویگا اور غلام اور عورت اور لڑکے اور ذمی کیواسطے اگر لڑائی میں مدد و معاون ہیں کچھہ
تھوڑا مال دیا جاوے انکا پورا حصہ نہیں دینا چاہیے اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ یتیموں
کا ہے جنکے باپ مرگئے ہوں اور مسکینوں کا اور مسافروں کا جو اپنے پاس مال نرکھتے
ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے فقیر یعنے فقرا بنی ہاشم اور بنی مطلب
ان تینوں قسموں یعنے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر مقدم رکھے جاویں اور جو لوگ
انمیں سے غنی ہوں انکا حق اس پانچویں حصے میں نہیں اور ذکر اللہ تعالی کا جو اس آیت
میں ہے واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول الآیہ صرف تبرک
کیواسطے مذکور ہے پس کوئی حصہ علیحدہ اللہ کے لئے نہوگا اور حصہ آنحضرت صلعم کا آپکی
وفات کے سبب جاتا رہا جیسے کہ صفی جاتا رہا کہ اب فرمانروا و بادشاہ کو صفی لینا نچاہیے

انحضرت صلعم کو صفی کو لینا درست تہا اور صفی وہ مال ہی کہ آنحضرت صلعم غنیمت مین
سے اپنی نفس نفیس کے لئی پسند فرماتے ہی جیسے کوئی تلوار یا زرہ یا لونڈی یا اور کوئی
چیز پس اب امام کو اپنی لئی پسند کرنا درست نہین اور اگر کوئی مسلمانون کی جماعت
کہ شوکت اور طاقت والی ہو بدون اجازت بادشاہ کے دارالحرب مین چلی جاوے
تو جو مال غنیمت وہ لاوین اوسمین سی خمس (یعنے پانچوان حصہ) اور اگر قوت و شوکت
والے نہون تو خمس نہ لیا جاوی۔ اور امام کو اختیار ہی کہ زیادہ دینی کے حکمون سے
لوگونکو لڑائی پر اوبہارے اور ترغیب دے مثلاً کہی کہ جو کوئی کسی کافر کو ماریگا تو اسکا
اسباب قاتل کو ملیگا یا چہوٹے لشکر سی کہو کہ مین نے تمہاری واسطے غنیمت کی چوتہائی
بعد خمس نکالنی کے مقرر کردی (یعنے غنیمت مین سے خمس نکالکر چار حصے جو رہی انمین سے
ایک تمکو دونگا اور تین حصے سب لشکر مین تقسیم کرونگا) اور اس صورتمین غنیمت کے جمع
کرنیکی بعد اگر زیادہ دے تو صرف خمس مین سے اس لشکر کو دیدے اغنیمت کے چار حصون مین سے
ندے اور پہلی صورتمین مقتول کا اسباب اگر امام نے زیادہ دینے کا حکم نکیا ہو تو سب مین
تقسیم ہو جاویگا اور نہ قاتل کو پہونچیگا اور اسباب یہہ ہی کہ سواری اور کپڑے
اور ہتیار اور جو کچہہ اوسکے پاس رہا یہ ہو۔

باب کافرون کے غلبہ کے بیان مین۔ اگر ترکستان کے کافر روم کے
کافرون پر غالب ہو کر اونکو قید کرین اور انکا مال لے لین تو اس مال کے مالک
ہو جاوینگی پہر جب مسلمان ترکیون پر غالب آئین تو جو کچہہ مسلمانونکو قیدی و مال مین سے ملیگا اسکے
مالک ہو جاوینگے (یعنے ایک قوم کافرونمین سے اگر دوسرے کو لوٹ لاوین تو مال اور قیدیونکے
کے مالک ہو جاتے ہین یہانتک کہ جب مسلمان ان غارتگرون پر غلبہ پاوین تو اوس لوٹ کے

مال کسی کے بہی مالک ہوجائینگے جو وہ دوسری قوم سی لائی تہے اور اگر کفار مسلمانون پر غالب ہوکر انکا مال اپنے ملک مین لیجاوین تو اوسکے مالک ہوجاوینگے پہر اگر مسلمان اونپر غالب ہون تو جو مسلمان اپنی چیز بجنسہ وہان پاوی وہ غنیمت کی تقسیم سے پیشتر اوسکو مفت لیلے اسکا عوض کچہہ ندی اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اسکو اپنا مال ملے تو اوس مال کی قیمت دیکی لے سکتا ہی اور اگر کسی سوداگر نے کافرون سی وہ چیز مول لے لی ہو اور دار الاسلام مین لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے لگے ہون وہ سقدر دیکر لیلے اگرچہ اوس مال کی آنکہہ پہوٹ گئی ہو اور اسکا عوض لے لیا گیا ہو یعنے ایک سوداگر نے دار الحرب سی ایک غلام مول لیا جو کسی مسلمان کا تہا اور اوسکو کافر لیگئی تہی اور وہ سوداگر اوسکو دار الاسلام مین لایا تو مسلمان مالک کو چاہیے کہ جس دام کو سوداگر لایا ہو وہ اوسکے حوالہ کری اگرچہ اوس غلام کی آنکہہ کسی نے پہوڑ دی ہی اور اوس سوداگر نے اوس سی اسکا عوض لے لیا ہو مگر مسلمان مالک کو نچاہیے کہ آنکہہ پہوٹنی کے عوض کو غلام کے مول مین سی کم کرکے دی پس اگر قید مین پڑنا اور خریدنا مکرر ہو تو مشتری اول دوسری سی اوسکا دام دیکر لے اور پہلا مالک وقت نو دام مشتری اول کو دی اوس مسئلہ کی صورت یہہ ہی کہ کافر زید کے غلام کو پکڑ لیگئی اور عمرو نے اوسکو ہزار روپیہ کو خرید لایا پہر دوبارہ اوس غلام کو کافر پکڑ لیگئے تو بکر اونسے ہزار کو دار الاسلام مین لے آیا اب اگر عمرو اوس غلام کو لیگا تو بکر کے دام یعنے ہزار روپیہ دیکر لیگا اور زید اگر عمرو سے لینا چاہیگا تو دو ہزار دینی پڑینگے اسلئے کہ عمرو کے اوسپر دو ہزار لگے ہین اور اگر کافر مسلمانون کے آزادون اور مدبر اور ام ولد اور مکاتب کو پکڑ لیجاوین تو وہ اونکے مالک نہونگے اور اگر مسلمان

اُنکے یہہ لوگ پکڑ لاوینگے تو مالک ہوجاوینگے۔ اور اگر مسلمانونکا کوئی اونٹ بھاگ کر
کافرون کے یہان چلا جائے اور وہ اوسکو پکڑ لین تو مالک ہوجاوینگے لیکن اگر کوئی
غلام بھاگ کر جاویگا تو اوسکے مالک نہونگے اور اِس سے یہہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے
مالک کا گھوڑا اور اسباب لیکر کافرون کیطرف چلا گیا اور اونہون نے اُسکو پکڑ لیا اور کوئی
سوداگر اُن سے وہ غلام اور گھوڑا اور اسباب مول لیکر دار الاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم
اُس غلام کو سوداگر سے مفت لے سکتا ہے (اسلیئے کہ کافر غلام کے مالک نہوئے تھے) اور غلام
کے سوا اور چیزین مول دیکر لیوے (جتنے دام مشتری نے کافرون کو دیا ہو اسلیئے کہ اون
چیزون کے وہ مالک ہوگئے تھے) اور اگر کوئی کافر جو مسلمانونکی امن سے دار الاسلام مین آیا
ہو کسی مسلمان غلام کو خریدے اور اپنے ملک مین لیجاوے یا کوئی غلام دار الحرب ہی مین مسلمان
ہوکر مسلمانونمین چلا آوے یا مسلمان غالب ہوکر اُس مسلمان غلام کو دار الحرب سے پکڑ لاوین
تو ان سب صورتونمین مسلمان غلام آزاد ہوجاویگا۔

باب مستامن کے بیان مین

(اور مستامن اوسکو کہتے ہین جسکو مار ڈالنے اور
لوٹ لینے سے امن دیوین تاکہ دار الاسلام مین آوے یا مسلمان دار الحرب مین جاوے) اگر کوئی
مسلمان سوداگر دار الحرب مین جاوے تو اوسکو کافرونکی کسی چیز سے تعرض کرنا حرام ہے (یعنی اوسکو
بیجا ہے کہ اونکی کوئی چیز چوری یا زبردستی وغیرہ سے لے) لیکن (باوجود اس حرمت
کے) اگر کوئی چیز نکال لاوے تو اُسکا مالک ممنوع طور پر ہوجاویگا پس ایسی چیز کو فقیرونکو
خیرات کردینی چاہیئے (اپنے خرچ مین نلاوے اسلیئے کہ اسکا لینا حرام تہا) اور اگر سوداگر
مذکور کے ہاتھہ کسی کافر نے کوئی چیز اودہار بیچی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھہ یا
انمین سے ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لیلی اور پہر وہ دونون دار الاسلام

مین آوین اور قاضی کے یہان رجوع کرین تو قاضی کچہہ حکم نکری (یعنے نہ حکم غصب کا دی نہ قرض مسلمانکا کافر پر خواہ کافر کا مسلمان پر) اور یہی حال ہی اگر دو کافر دار الحرب مین قرض یا غصب کا معاملہ کرین اور پہر امن لیکر دار الاسلام مین چلے آوین (یعنے قاضی کچہہ حکم غصب یا قرض کا ندی) ہان اگر دونو کافر مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جاییگا اور اگر دو مسلمان امن لیکر دار الحرب مین جاوین اور ایک اُنمین سی دوسریکو مار ڈالے تو اگر جانکر مارا ہوگا تو اُسکے مال مین خونبہا واجب ہوگا اور اگر براہ خطا مارا ہوگا تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر دو مسلمان دار الحرب مین قید ہون اور اُنمین سی ایک دوسریکو دار الحرب مین قتل کری یا اُس مسلمان کو جو دار الحرب مین اسلام لایا تہا کوئی مسلمان وہان ہی مار ڈالے تو ان دونو صورتونمین صرف خطا کی راہ سی مار ڈالنے مین کفارہ ہی (اور خونبہا اور قصاص کچہہ واجب نہین) **فصل** مستامن کو جو دار الحرب سی آوی دار الاسلام مین ایک سال کامل نرہنے دین اور اُس سی کہا جاوی کہ اگر تو یہان ایک برس ٹہریگا تو تجہپر جزیہ معین کردیا جاویگا پہر اُس کہنے کے بعد اگر وہ ایک برس ٹہریگا تو ذمی ہوجاویگا (یعنے اُس سی جزیہ لینا چاہیے) اور پہر اُسکو دار الحرب مین جانے ندیا جاوی جیسی صورتمین کہ کوئی مستامن زمین خرید لے اور اُسپر خراج مقرر ہوجائے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح کرلے (تو ان صورتونمین بہی اُنکو نچہوڑینگے کہ اپنی ملک کو چلے جاوین) بخلاف اِسکے عکس کے (یعنے اگر مستامن مرد ذمی عورت سی نکاح کرلے تو وہ مرد ذمی نہوجاویگا اور اگر وہ اپنی وطن کو جانا چاہیگا تو جانے دینگی) پس اگر مستامن جو دار الاسلام مین آیا تہا دار الحرب کو لوٹجاوی اور کسی مسلمان خواہ ذمی کے پاس اُسکی کچہ امانت ہو

یا اُن دونو کے ذمہ اُسکا قرض ہو تو اُسکا مار ڈالنا جائز ہو گیا اِس سے یہہ نکلا کہ اگر کافر مذکور قید ہو کر لایا جاوے یا کافروں پر مسلمان غالب ہو وین اور وہ شخص مارا جاوے تو جو قرض اُسکا تہا وہ جاتا رہیگا اور جو امانت تہی وہ مال غنیمت متصور ہوگا اور اگر بدون غلبہ کے وہ مارا گیا یا اپنے آپ سے مر گیا تو اُسکا قرض اور امانت اُوسکے وارثونکو ملیگی مال غنیمت نہوگی۔ اور اگر کوئی حربی امن لیکر دار الاسلام مین آیا اور دار الحرب مین اُسکی بیبی اور بچہ اور کچھہ مال کسی مسلمان اور ذمی اور حربی کے پاس ہے اور وہ یہان اگر مسلمان ہو گیا اور اُوسکے بعد کافر مغلوب ہوے تو اُوسکے تمام اشیاء مذکورہ داخل غنیمت ہونگے اور اگر دار الحرب مین مسلمان ہو کر دار الاسلام مین آیا اور پہر حربی مغلوب ہوئے تو اُسکا چہوٹا بچہ مسلمان آزاد ہے اور جو امانت اُسکی مسلمان خواہ ذمی کے پاس ہوگی وہ اُسی مسلمان یا ذمی کی ہو جاویگی (کہ وہ اُوسکے مالک ہو جاوینگے) اور اُنکے سوا اُسکی اور چیزین مثلاً بیبی اور بڑا لڑکا اور دوسری چیزین) غنیمت ہونگی اور جو شخص کہ چوک کر کسی مسلمان کو مار ڈالے جسکا کوئی وارث نہو یا کسی کافر حربی کو جو امن لیکر دار الاسلام مین آیا تہا اور مسلمان ہو گیا تہا مار ڈالے تو امام کو چاہیے کہ اُنکا خونبہا قاتل کی قوم سے لیوے اور اگر قصداً اُوسکو مار ڈالے تو اُسکا حکم قصاص مین مار ڈالنا یا خونبہا لینا ہے نہ معاف کرنا (یعنے بادشاہ کو اختیار ہے چاہے مار ڈالے چاہے خونبہا لے مگر معاف نہین کر سکتا)

باب دہ یکی اور خراج (یعنے زمین کے محصول) اور جزیہ کے بیان مین

زمین عرب کی اور وہ زمین جہان کے رہنے والے مسلمان ہو گئے ہون یا غلبہ کے طور پر مفتوح ہو کر لشکر اسلام کو بانٹ دیگئی ہو یہہ تینون قسمین زمین عشری ہین اُنکی پیداوار سے دہ یکی لینی چاہیے اور جو ملک کہ غلبہ سے جیتا ہو اور پہر اوس ملک کے باشندون کو اوسپر قایم

رکہا ہو یا امام نے اُنکے ساتھہ صلح کر لی ہو تو ایسی زمینیں خراجی ہیں امام جو مصلحت
سمجھے اُنسے لیوے۔ اور اگر کوئی شخص زمین ویران کو جو کسیکی ملک نہو آباد کرے تو اُس
زمین کا پاس ہونا معتبر ہوگا یعنے اگر وہ عشری زمین کے پاس ہوگی تو اُس سے
دہ یکی لینگے اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو خراج لینگے اور بصرہ کی زمین عشری ہے
اور خراج کی مقدار یہہ ہے کہ زمین جو قابل زراعت ہو اوسکی پیداوار میں سے بگہہ پیچھے
ایک صاع اور ایکدرم لینا چاہیے اور ترکاری کی زمین سے بگہہ میں پانچ درم اور
انگور اور چھوہارے کے ملے کہڑے ہوں اُنکے بگہہ میں دس درم اور اگر زمین میں گنجایش
اسقدر محصول کی نہو تو کم کر دیا جاوے مگر زیادہ کی گنجایش کیصورت میں زیادہ نکیا جاوے
اور جس صورتمیں کہ خراجگذار کی زمین پر پانی غالب ہو جاوے یا پانی ہی نہ برسے یا
کہیتی کو کوئی آفت پہنچے تو ان صورتونمیں زمین پر کچھہ خراج نہوگا۔ اور اگر مالک
زمین اپنی زمین کو بیکار کرے یا مسلمان ہو جاوے یا کوئی مسلمان زمین خراجی کو خریدکرے
تو ان صورتون میں خراج لازم ہوگا۔ اور خراجی زمین کی پیداوار میں دہ یکی نہیں
یعنے اوسکے پیداوار میں خراج ہی کافی ہے دہ یکی اوسمیں سے نہ لیجاوے

فصل

فصل

جزیہ یعنے چوتی اگر رضامندی طرفین سے مقرر ہوئی ہو تو اس سے کمی بیشی نکیجاوے ورنہ
ایسے فقیر پر جو کما سکتا ہے بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور بیچ کے حال والے پر
۲۴ درم اور دولتور پر ۴۸ درم سالانہ مقرر کیا جاوے۔ اور جزیہ اہل کتاب پر مثلاً
یہود و نصاری پر اور آتش پرستون اور بت پرستون پر جو عجم کے رہنے والے ہوں
مقرر کیا جاوے اور جو عرب کے بت پرست ہوں یا اسلام سے مرتد ہوگئے ہوں اور لڑکے اور
عورت اور غلام اور مکاتب اور اپاہج اور اندہے پر اور ایسے فقیر پر جو کما نسکے۔

اور گوشہ نشین پر جو لوگون سے میل نرکہتا ہو مقرر نکیا جاوے - اور جزیہ تین باتون سے
ساقط ہو جاتا ہے ایک کافر کے مسلمان ہو جانے سے دوسرے سال کے مکرر ہونے
سے (یعنے ایک سال کا جزیہ ادا نہین کیا اور دوسرا سال ہو گیا تو جزیہ ایک سال کا
دینا پڑیگا اسلئے کہ جزیہ ایک سال کا دوسرے مین آجاتا ہے) تیسرے برس گذرنیکے
بعد کافر کے مرجانے سے اور نیا گرجا اور یہودیون کا معبد دار الاسلام مین نہ بنایا
جاوے اور اگر پرانا ڈہ گیا ہو تو اوسکو پہر سے بنالین - اور ذمی شخص مسلمانون سے لباس
اور سواری اور زین مین جدا کیا جاوے اسطرح کہ گہوڑون پر سوار نہو اور ہتہیارون
کا استعمال نکرے اور زنار یعنے علامت کفر کو ظاہر رکہے اور ایسی زین پر چڑہے جو پالان
کی شکل کا ہو - اور اگر ذمی جزیہ دینے سے انکار کرے یا مسلمان عورت سے زنا کرے
یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ان امور
سے اُسکا عہد ذمہ کا نہین ٹوٹتا بلکہ عہد اسطرح ٹوٹتا ہے کہ دار الحرب مین جا رہے یا
کسی جگہہ پر دار الاسلام کی جگہون مین لڑائی کی تیاری سے جڑ بیٹہے (اور جب ذمی
دار الحرب مین جا ملے تو وہ مرتد کی مانند ہو جاتا ہے (یعنے اُسکی موت کا حکم کیا
جاویگا اور اُسکا مال اوسکے وارثون مین بانٹ دیا جاویگا) اور تغلبی مرد اور عورت
سے جو دونو بالغ ہون اہل اسلام کی زکوۃ سے دوچند لیجاوے (تغلبی ایک فرقہ نصارے
کا ہے اُن سے جزیہ کے عوض مسلمانون کی زکوۃ کا دونا لینا چاہیے) اور تغلبی فرقہ کا
آزاد کیا ہوا غلام مثل قریشیون کے آزاد کئے ہوے کے ہے (یعنے اُس سے بہی خراج
اور جزیہ لینا چاہیے جیسے قریشیون کے غلامان آزاد سے لیتے ہین زکوۃ کا دونا نہ لینا
چاہیے جیسے تغلبیون سے لیتے ہین) اور خراج زمین کا اور جزیہ کا مال اور تغلبیونکا مال

اور کفار جو بہیجین اور جو مال کہ مسلمانونکے ہاتہہ کافرون سے بدون لڑائی کے لگی
یہہ سب مال مسلمانون کی بہتری کے امور مین صرف کئی جاوین مثلاً کفارونکی راہ بند
کرنے اور پانی پر پل باندہنے اور بڑی پل تعمیر کرانے اور قاضیون اور عاملون اور
عالمون اور سپاہیون اور اُنکی اولاد کے روزینہ مین خرچ کرین - اور جو شخص سال کے بیچ مین
مرجاوے وہ بخشش سالانہ سے محروم رہیگا ؛ —

باب اسلام سے پہر جانیوالونکے بیان مین

باب مرتد یعنے اُن لوگونکے بیان مین جو دین اسلام سے پہر جاوین مرتد پر اسلام
پیش کیا جاوے یعنے اُسکو کہا جاوے کہ پہر مسلمان ہوجا اور اُسکی مسلمانی پر کے اعتراض دور
کئے جاوین اور تین دن قید کیا جاوے اگر اسعرصے مین مسلمان ہوجاوے تو بہتر ہے ورنہ قتل
کردیا جاوے اور مرتد کا مسلمان ہونا یہہ ہے کہ دین اسلام کے سوا سب دینون سے ناراض اور
بیزار ہو یا اُس دین سے نفرت کرے جسکو اوسنے اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان ہونیکو اُسکو
نہ کہین اور اُس سے پہلے ہی مارڈالین تو یہہ امر مکروہ ہے اور اگر کوئی پیشتر ہی اُسکو
مارڈالے تو قاتل پر تاوان نہ آویگا اور عورت اگر مرتد ہوجاوے تو اُسکو جان سے
نمارین بلکہ قید کرین یہانتک کہ توبہ کرے اور مرتد ہونے سے مرتد کی ملک اُسکے
مال پر سے جاتی رہتی ہے مگر زوال ملک ملتوی طور پر ہوتا ہے یعنے اگر وہ پہر مسلمان ہوجاوے
تو ملک بہی بدستور قایم رہیگی اور اگر حالت مرتدی مین مرجاوے یا قتل کیا جاوے تو اُسکا
مسلمان وارث جو کچہہ مال اُسکا مسلمانی کی کمائی کا ہوگا بعد ادای قرضہ حالت اسلام
کے سبکا مالک ہوگا اور جو کچہہ اوسنے مرتد ہونے کی حالتمین کمایا ہوگا اُسمین سے اُن
دونونکا قرضہ دیکر جو کچہہ رہیگا وہ مال غنیمت متصور ہوگا - اور جب مرتد کے لئے
دارالحرب مین جاملنیکا حکم کیا جاویگا یعنے قاضی حکم کردیگا کہ مرتد دارالحرب مین جاملا

تو اُسکا مدبر اور ام ولد آزاد ہوجاوینگے اور اُسکا مال وارثون کو دیا جائیگا اور قرض اُسکا حال ہوجاویگا (یعنے اُسکی مدت باقی رہیگی) اور اُسکا بیچنا اور آزاد کرنا اور ہبہ کرنا سب تصرفات ملتوی رہینگے پس اگر وہ ایمان لاوے تب تو تصرف جاری ہونگے اور اگر مرجاوے تو سب تصرف باطل ٹھہرینگے اور اگر حکم قاضی کے بعد مرتد پھر مسلمان ہوکر چلا آوے تو جو چیز وہ اپنے وارثون کے پاس پاوے اُسکو لے لیوے اور جو اُسکو نہ ملے اُسکو نہین لے سکتا (یعنے اگر وارث کسی چیز مین تصرف کرڈالینگے تو اُنپر تاوان لازم نہوگا) اور اگر مرتد شخص کی نصرانی لونڈی تھی اُسکے مرتد ہونیکے شروع سے چھہ مہینے کے اندر بچہ جنے اور وہ شخص دعوی کرے کہ میرا ہی تو وہ لونڈی اُسکی ام ولد ہوجاویگی اور وہ بچہ اُسکا بیٹا اور آزاد ٹھہریگا مگر اُسکا ترکہ نپاویگا اور اگر لونڈی مسلمان تھی اور اُس سے بچہ ہوا تو یہہ بچہ اُسکا وارث ہوگا جسوقت مرتد اپنے کفر کی حالتمین مرے یا دارالحرب کو چلا جاوے۔ اور اگر مرتد مع اپنے مال کے دارالحرب کو چلا جاوے اور مسلمانونکی فتح ہو تو وہ مال مسلمانونمین غنیمت ہوجاویگا اور اگر مرتد دارالحرب سے لوٹ کر دارالاسلام مین آوے اور اپنا مال لیجاوے پھر مسلمانونکو غلبہ ہو وے مال ہاتھ لگے تو مال مذکور اُس مرتد کے اُس وارث کو ملیگا جو دارالاسلام مین ہو۔ پس اگر مرتد دارالحرب مین جا ملے اور اُسکا غلام اُسکے بیٹے کا ہوجاوے (یعنے قاضی حکم کردے کہ اب اسکا مالک بیٹا ہی) اور اُوسکا بیٹا اس غلام کو مکاتب کردے پھر وہ مرتد مسلمان ہوکر چلا آوے تو کتابت کے عوض کا مال اور ولا یعنے غلام کا ترکہ بشرط مرجانیکے سورت کو پہونچیگا (یعنے اُسی مرتد کو جو مسلمان ہوگیا ہی) اور اگر مرتد کسیکو براہ خطا مار ڈالے اور دارالحرب مین جا ملے یا مارا جاوے تو خونبہا مقتول کا مرتد کے

اُس مال مین سے ہوگا جو حالت مسلمانی مین کمایا ہو اور اگر زید کا ہاتھہ عمرو نے جان بوجھکر کاٹ ڈالا اور وہ بعد کو مرتد ہو گیا اور اوسی زخم مین مرگیا یا دار الحرب مین جا ملا اور پھر وہان سے مسلمان ہو کر آیا اور اس زخم مین مرگیا تو عمرو کے مال سے نصف خونبہا مرتد کے وارثونکو دلائی جاویگی اور اگر دار الحرب مین نجاوے اور مسلمان ہوکر زخم کے سبب سے مرجاوے تو اسعورتمین عمرو تمام خونبہا کا ضامن ہوگا۔ اور اگر کوئی غلام مکاتب کیا ہوا مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملے پھر سے مال پکڑا جاوے تو کتابت کا عوض مالک کو ملیگا اور جسقدر عوض کتابت سے زاید بچیگا وہ مکاتب مذکور کے وارثون کو پہونچیگا اور اگر خاوند بی بی دونو مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملین اور وہان اونکے بیٹا ہو اور اوس بیٹے کے بیٹا پیدا ہو پھر مسلمانونکی فتح ہو اور یہہ سب پکڑے جاوین تو بیٹا اور پوتا مرتد کا مال غنیمت ہونگے اور بیٹی پر مسلمان ہونیکے لئے زبردستی کیجاویگی مگر پوتے پر نکیجاویگی۔ اور جو لڑکا کہ عاقل ہو اسکا مرتد ہونا صحیح ہے جیسے مسلمان ہونا درست ہے اور اسطرح کے مرتد لڑکے پر مسلمان ہو جانیکو زبردستی کیجاویگی جان سے نمارا جاویگا؛ —

باب باغیونکے بیانمین (جو بادشاہ اسلام کی فرمانبرداری سے باہر ہو جاوین)

اگر ایک گروہ مسلمانون کا بادشاہ کے فرمان سے نکلکر کسی شہر پر غالب ہو جاوین تو بادشاہ انکو اپنی اطاعت کے لئے کہے اور جو شبہہ انکو فرمانبرداری مین ہو گیا ہو اسکو دور کرے اور ان سے لڑائی شروع کرے اگرچہ وہ لڑائی کا آغاز نکرین۔ اور اگر انکی جماعت کوئی اور ایسی ہو کہ یہہ لوگ اونکے ساتھہ ملکر مضبوط ہو جاوینگے تب تو جو شخص ان باغیون مین کا زخمی ہو اوسکو جان سے مار ڈالے اور جو بھاگے اسکا پیچھا کرے اور اگر ایسی جماعت اور نہو تب نہ زخمی کو مارے نہ بھاگتے کا پیچھا کرے۔ اور انکی اولاد کو

قید نکری اور اُنکے مالونکو نظر بند کری یہانتک کہ وی توبہ کریں اور اگر غازی کو باغیون کے ہتہیارون اور گہوڑون کی حاجت ہو تو کام مین لاوی یعنے ضرورت کیوقت اُنکا استعمال مین لانا درست ہی اور اگر باغی اپنے جیسی باغی کو مار ڈالے پہر اُنکی شکست ہو جاوی تو قاتل پر نہ قصاص لازم ہوگا نہ خونبہا۔ اور اگر باغی قوم کسی شہر پر غالب ہوجاوے اور کوئی شہر والا دوسری شہری کو مار ڈالے پہر وہ شہر مفتوح ہو تو شہری قاتل اُس مقتول کے قصاص مین مارا جاویگا اور اگر کوئی عادل یعنے بادشاہ کی اطاعت والا باغی کو مار ڈالے یا باغی اُسکو مار ڈالے اور باغی یہہ کہے کہ مین حق پر ہون یعنے بادشاہ کی فرمانبرداری نکرنے مین اور یہہ شخص جو بادشاہ کی طرف تہا اوسکے مار ڈلنے مین حق میری طرف ہی تو قاتل مقتول کا وارث ہوگا یعنے اگر دونو مین کوئی قرابت ورثہ پانے کی ہوگی تو اسطرحکے قتل سے ترکہ سے محروم نہوگا اور اگر باغی یہہ کہے کہ مین باطل پر ہون اور اعتقاد اپنے باطل پر ہونے کا رکہتا ہوئے تو وہ مقتول عادل کا وارث نہوگا۔ اور اہل فتنہ کے ہاتہہ (مثلاً باغیون و رہزنون اور اہل حرب کے ہاتہہ ہتہیارونکا بیچنا مکروہ ہی اور اگر یہہ معلوم نہو کہ خریدار اہل فتنہ مین سی ہے تو مکروہ نہین ؛

کتاب اللقیط

اسمین لقیط کا بیان ہی یعنے اُس بچہ کا جو پڑا ہوا ملے اور اوسکا والی معلوم نہووے ایسی بچہ کا اُٹہا لینا مسلمان کو مستحب ہی اور اگر اوسکے تلف ہونیکا خوف ہو تو اُسوقت اُٹہانا واجب ہی اور وہ بچہ آزاد رہیگا اور اوسکا خرچ بیت المال مین ہوگا اسیطرح اُسکی میراث بیت المال مین رکہی جاویگی اور اوسکے قصور و ں کا تاوان بہی بیت المال سی دینگے۔

کتاب اللقیط

لقیط کا بیان

اور اُٹھانیوالے سے اُسکو کوئی نہیں لے سکتا اور اُسکا نسب ایک شخص ورد شخصوں سے
ثابت ہوگا یعنے جو کوئی دعوی کرے کہ یہہ میرا لڑکا ہے نسب اُس سے ثابت ہوگا گو مدعی
دو ہوں اور اگر دونو دعویٰ میں سے کوئی ایسی نشانی بتا دے جو اُس لڑکے میں موجود ہو
تو وہ شخص اُس بچہ کا زیادہ مستحق ہوگا نسب کے ثابت ہونے میں اور اگر ذمی دعوے
کرے کہ میرا ہے تو ذمی سے نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان رہیگا بشرطیکہ وہ بچہ ذمی
کے مکان اور محلہ میں نملا ہو (اور اگر ذمیوں کے مکانوں میں پایا ہوگا تو ذمی ہوگا) اور اگر
غلام اسکا دعوی کریگا تو نسب غلام سے ثابت ہوگا مگر وہ بچہ آزاد ہوگا الا اُس صورت میں
کہ گواہوں سے ثابت ہو جاوے کہ یہہ لڑکا فلان غلام کا ہے تب البتہ غلام ہوگا) اور اگر
اُس بچہ کے ساتھہ کچھہ مال پایا جاوے تو وہ اُس بچہ ہی کا ہے اور اُٹھانیوالے کو اُسکا
نکاح کرنا اور بیچنا اور کرایہ دینا درست نہیں (یعنے اُٹھانیوالے کو بچہ پر نکاح کرد
کی ولایت نہیں نہ اسبات کا اختیار ہے کہ اوسکے مال کو فروخت کرے یا اسکو کرایہ
ہان یہہ ہو سکتا ہے کہ اُسکو کسی پیشہ میں سونپ دے (تا کہ وہ کام سیکھہ جاوے
اوسکو کوئی چیز ہبہ کرے تو لے لیوے)

کتاب اللقطہ

یعنی پڑی ہوئی چیز کے پانے کے بیان میں پڑی ہوئی چیز حرم اور حل کی امانة
یعنی اگر وہ پانیوالے کے پاس سے جاتی رہے تو اوسپر اوسکا تاوان لازم نآویگا
پانیوالے نے اس نیت سے اٹھائی ہو کہ مالک کو پھیر دونگا اور اس امر پر
گواہ کر دیا ہو۔ اور اُٹھانیوالا اُس چیز کو بتلاتا اور بیان کرتا رہے یہانتک
معلوم ہو کہ مالک اب باز پرس نکریگا پس اُس چیز کو خیرات کر دے پھر اگر مالک کو

کتاب اللقطہ پڑی ہوئی چیز پانے کے بیان میں

تو اسکو اختیار ہی چاہے اسکے خیرات کردینے کو درست رکہی چاہے اٹہانیوالے
سے قیمت لیلیے۔ اور جس چارپایہ کا کوئی والی نہو اوسکو پکڑ لینا درست ہی مگر
اوسکو کہلانا پلانا مفت پڑیگا جیسا کوئی پڑی ہوئی بچہ کو کہلاوی پلاوی اور اگر قاضی
کے حکم سی چارپائے خواہ بچہ کو کہلاویگا تو وہ البتہ مالک کے ذمہ قرض ہوگا اور
بچہ سے بعد بالغ ہونیکے پہر لیگا اور اوٹہائی ہوئی چیز سی اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی اسکو
کرایہ دی اور اوسی میں سے اسکا خرچ کرے اور اگر اس سے نفع نہو سکتا ہو تو بیچکر
اسکی قیمت رکھ چھوڑے۔ اور اوٹہانیوالیکو اختیار ہی کہ مالک سی جبتک اپنا خرچہ
وصول نکرلے تب تک اس چیز کو روک رکہے اور پائی ہوئی چیز کو دعوی کرنیوالیکے
حوالہ نکرے جبتک کہ مدعی گواہوں سی اپنی ملک ثابت نکرے پس اگر مدعی کوئی علامت
اس چیز کی بیان کری کہ اس سی اٹہانیوالیکو ظن غالب ہو کہ یہی مالک ہی تو اوسکے حوالہ
کردینا حلال ہی مگر جبر نہیں پہونچتا یعنے باوجود علامت بیان کرنیکے اگر وہ حوالہ نکری
تو اوسپر زبردستی درست نہیں اور اگر اٹہانیوالا محتاج ہو تو پائی ہوئی چیز سے نفع
لے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو خیرات کردی اور اگر اوسکے ماں باپ و بیوی و لڑکا محتاج
ہوں تو انپر صدقہ کردے

کتاب الآبق

یعنے بہاگے ہوئے غلام کے بیان میں۔ بہاگے ہوئے غلام کا پکڑنا مستحب ہی بشرطیکہ
اوسکے پکڑنے پر قادر ہو اور جو شخص بہاگے ہوئی غلام کو مدت سفر یعنے تین دن کے
فاصلہ سے پہرا کر لاوی تو اوسکو ۴۰ درم اجرت ملیگی اگرچہ غلام کی قیمت ۴۰ درم سی
کم ہو اور مدت سفر سی کم فاصلہ سی پہرا کر لاویگا تو اوسی حساب سے اجرت ملیگی (یعنے

ایک دن کے فاصلہ سی لادیگا تو ۱۳ درم کی تہائی کا مستحق ہوگا اور دو روز کے فاصلہ سے لانے مین دو تہائی کا اور مدبر اور ام ولد مثل غلام کی ہین (یعنے انکو اگر کوئی فاصلہ تین دن کی راہ سی پکڑلاویگا تو اجرت ۱۳ درم لازم ہوگی اور اگر پکڑکر لانیوالیکے ہاتہہ سی غلام بہاگجاوی تو اوسپر تاوان نہوگا اور قیمت دینی نہ آویگی اور اگر پکڑنے والا لوگونکو گواہ کردی کہ مین اِس غلام کو اسلئی پکڑتا ہون کہ مالک کے پاس لیجاؤن۔ اور اگر غلام رہن ہو اور بہاگجاوی اور اوسکو کوئی پکڑلادے تو اجرت مرتہن کے ذمہ ہوگی اور بہاگے ہوئے غلام پر کچہہ خرچ کرنیکا حکم ایسا ہی جیسے پڑی ہوئی چیز پر خرچ کا حال بیان ہوا (یعنے اگر قاضی کے حکم سے اوسپر خرچ کریگا تو وہ مالک کے ذمہ قرض ہوگا اور اگر بدون حکم کے کریگا تو مفت کا سلوک ہوگا مالک کے ذمہ لازم نہوگا)

کتاب المفقود

اسمین مفقود یعنے گم ہوئے شخص کا بیان ہی مفقود اُس شخص غائب کو کہتے ہین جسکی جگہہ اور موت اور حیات معلوم نہو۔ ایسے شخص کے لئے قاضی ایک آدمی مقرر کردی کہ وہ اُسکا حق (جو لوگونکے ذمہ پر ہو) وصول کری اور اوسکے مال کی حفاظت کری اور سپر ابکاری کرے اور اس مال مین سی غائب شخص کے اُن رشتہ دارون پر جو ولاد یا زوجیت رکہتے ہون (یعنے اُسکے مان باپ و اصول اور اوسکی اولاد اور اوسکی بیوی پر) خرچ کری اور قاضی اس مرد کی بیوی کو اس سی جدا نکری اور ۹۰ برس کے بعد اسکی موت کا حکم کری (یعنے جب اس شخص کی عمر ۹۰ برس کی ہوجاوی تو حکم کردی کہ وہ مرگیا) اور اُسکی بیوی عدت مین بیٹھے اور اسکا ترکہ اسوقت تقسیم ہو اس سے پہلے نہو اور غائب شخص کسیکا وارث نہین ہوتا (واضح ہو کہ امام مالک کے نزدیک اگر مفقود شخص کی بیوی

جدائی چاہی تو قاضی چار برسکی مہلت دی بعد اوسکے جدا کری اور دلیل امام اعظم رح کی قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ عورت اُسکی بیوی ہی جبتبک کہ اوسکی موت کا حال کہلے اور موت دو طرحکی ہے حقیقی اور حکمی تو نوے برسکی عمر کے بعد موت حکمی ہے کہ غالب یہی ہی کہ مرگیا ہوگا پس اگر مفقود کے ساتھہ ایسا وارث ہو کہ مفقود کے ہوتے ہوئے محجوب ہوتا ہو (یعنے اُسکو کچھہ نملتا ہو) تو اس وارث کو کچھہ ندیا جاویگا (اسلیے کہ مفقود حکم میں مثل موجود کے ہی تو دوسرے کو ورثہ پانے سے مانع ہوگا) اور اگر ایسا وارث ہو کہ مفقود کے ہوتے ہوئے اسکو کم ملتا ہی یہہ نہین کہ محروم ہو جاوے) تو اُس وارث کو دو حصومین سی کمتر دیا جاویگا (یعنے ایک حصہ اوسصورتمین کہ مفقود موجود ہو اور ایک حصہ اس حالمین کہ وہ مرگیا ہو انمین سی جونسا کم ہوگا وہ وارث مذکور کو دیدینگے اور باقی کو ملتوی رکھہ چھوڑینگے) جیسے حمل کے حصہ کو ملتوی رکھہ چھوڑتے ہین (یعنے اگر کوئی شخص مرجاوی اور اوسکی بیوی حاملہ ہو تو اُسکا ترکہ تقسیم کرنے مین حمل کا حصہ جدا کر رکھتے ہین ؛)

کتاب الشرکتہ

اسمین شرکت کا بیان ہی - شرکت دو طرح پر ہے (ایک) شرکت ملک (اور وہ) یہہ ہے کہ دو شخص وراثت کی وجہ سی یا خریداری کے باعث ایک چیز کے مالک ہون اور اُس شرکت مین ہر ایک اونمین سی اجنبی ہوتا ہی دوسریکے حصہ مین (یعنے بلا اجازت دوسریکے تصرف ناجائز ہے) اور (دوسری قسم) شرکت معاملہ (ہے) کہ ایک کہے کہ مین نے تجہہ سی فلان چیز مین شرکت کی اور دوسرا کہے کہ مین نے قبول کیا - اور یہہ اوسکی کئی قسمین ہین ایک کو شرکت مفاوضہ کہتی ہین اگر شامل ہو وکالت اور

کفالت کو یعنی ہر شخص دوسرے کا وکیل اور کفیل دونو ہو اور مال اور تصرف اور دین میں دونو برابر ہوں اس سے یہہ نکلا کہ شرکت مفاوضہ آزاد اور غلام میں اور لڑکے اور بالغ میں اور مسلمان اور کافر میں درست نہیں (اسلئے کہ تصرف میں اور دین میں برابری نہیں) اس قسم کی شرکت میں جو چیز ایک شخص مول لیگا وہ مشترک ہوگی مگر اپنے گھروالونکی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہوگی اور جو قرضہ کہ انمین سے ایک پر تجارت کے باعث خواہ غصب اور ضامنی کے سبب لازم ہوگا وہ دوسرے پر لازم ہوگا اور اگر ایسا مال جسمیں شرکت مفاوضہ درست ہے (مثلاً روپیہ اشرفی) ایک شریک کو کسی نے ہبہ کیا یا ورثہ میں ملا تو اوسمیں مفاوضہ باطل ہے الا دوسرا اسباب میں مثل گھوڑے اور کپڑے کے اگر ہبہ یا ورثہ میں ایک کو ملے تو شرکت باطل نہوگی اور یہہ شرکت اور شرکت عنان (جسکا بیان آگے آتا ہے) بدون روپیہ اشرفی اور چاندی سونے کے ٹکڑوں کے جنپر سکہ نہو اور پیسوں کے جنکا رواج لین دین میں ہوتا ہو درست نہیں (یعنے شرکت مفاوضہ اور عنان میں یہہ ضرور ہے کہ دونو شخص برابر روپیہ خواہ اشرفی خواہ بغیر سکہ کی ڈلیاں جو مروج ہوں خواہ پیسے مروج ملاوین ورنہ درست نہوگی) اور اگر وہ شخص اسطرح کریں کہ ہر واحد اپنا نصف اسباب دوسرے کے نصف اسباب کے بدلہ میں بیچڈالے (اور شرکت مفاوضہ یا عنان کرلیں تو درست ہے اور یہہ صورت شرکت کے حیلہ کی ہے اس حالمیں کہ چاندی سونا برابر نملاویں اور اپنی نصف اسباب کو دوسرے کے نصف کی عوض بیچڈالیں تو سب میں شریک ہوجاوینگے) شرکت معاملہ کی دوسری قسم عنان ہے جسمیں صرف وکالت ہوتی ہے (کفالت نہیں ہوتی) اور شبہہ اگر مال میں برابری اور نفع ... ہو یا نفع برابر لیں اور مال برابر نہو یا یہہ کہ بعض مال میں شرکت ہو

اور بعض مین نہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپیہ دیا ہو اور دوسرے نے اشرفی یا یہہ
کہ ہر ایک دونمین سے اپنی اپنی آپکو جدا جدا رکھے ہر طرح درست ہے۔ اس شرکت مین جونسا
شخص کوئی چیز مول لیگا تو مطالبہ قیمت کا صرف اوسی مشتری سے کیا جاویگا اور دوسرے
شریک سے نہوگا اسلئے کہ اس شرکت مین کفالت نہین ہان مشتری جو دام چیز کے بایع
کو دے اوسمین سے دوسرے شریک سے اوسکے حصہ کے موافق بہر لے (یعنے جتنا اسکی
طرف سے اوسنے دیا ہو وہ اوس سے بہر لے) اور شرکت عنان مین اگر دونو مال ہلاک
ہو جاوین یا مال مشترک خریدنے سے پیشتر ایک مال جاتا رہے دونو صورتونمین باطل ہو جاتی
ہے۔ اور اگر دونو شریکونمین سے ایکنے اپنے مال کے عوض مین کوئی اسباب خریدے اور
دوسرے کا مال تلف ہو جاوے پس جو اسباب خرید ہو گیا ہے وہ دونو مین مشترک ہوگا
اور جسنے مول لیا ہے وہ اپنے شریک کے حصے کے موافق اسباب کا دام اوس سے لے اور
اگر دو شریکونمین سے ایک کے لئے چند روپیہ نفع مین سے مقرر کردے جاوین تو شرکت فاسد
ہو جاتی ہے (اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ اون روپیون کے سوا اور کچھہ نفع نہو) اور شرکت
مفاوضہ اور عنان کے دونو شریکونمین سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مال مشترک کو
بطور بضاعت[1] کسیکے حوالہ کرے یا ٹھیکہ دے یا امانت رکھے یا مضاربت پر دیوے یا
کسیکو وکیل کرے اور ہر ایک کا تصرف مال مشترک مین حکم مین امانت کے ہے (یعنے
اگر مال تصرف سے جاتا رہیگا تو اوسکو تاوان دینا نہ پڑیگا) اور شرکت معاملہ مین سے
تیسری قسم تقبل ہے اوسکی صورت یہہ ہے کہ دو درزی خواہ ایک درزی اور ایک رنگریز
اس شرط پر شریک ہون کہ دونو کام مشترک لیا کرین اور مزدوری جو کچھہ ملے اوسکو دونو
بانٹ لیا کرین اس شرکت مین اگر ایک شخص کوئی کام منظور کریگا وہ دونو کو کرنا لازم ہوگا

[1] [illegible]

اور جو ایک کماویگا وہ دونوں مین مشترک رہیگا۔ چوتھی قسم شرکت معاملہ کی وجوہ ہے
اُسکی یہہ صورت ہی کہ دو شخص بدون مال کے شریک ہون اسطرح کہ اپنی اعتبار سی مال
خریدین اور بیچین (یعنے لوگون سی جان پہچان ہونے کی جہت سی مال بطور قرض خریدین
اور بیچین اور نقد کچہہ نہ لگاوین) یہہ شرکت متضمن وکالت کو ہوتی ہے (کہ ہر ایک شخص انمین
سے دوسری کا وکیل ہوتا ہے) پہر اگر نصفا نصفی کے اقرار سے مال خریدین یا ایک تہائی
اور دو تہائی کی شرط سے تو نفع بہی اسیطرح ہوگا اور زیادتی کی شرط باطل ہوگی (یعنی اگر
آپسمین اقرار کرین کہ مال نصفا نصف خرید کرینگے تو نفع بہی آدہون آدہ ہی ہوگا اگرچہ
اقرار مین نفع ایک زیادہ ٹہہرا لے **فصل** اور لکڑیان لانے اور شکار کرنے اور پانی
دینے مین یہہ شرکت درست نہین بلکہ جسنے کام کیا ہوگا کمائی اوسیکی ہوگی اور دوسریکو
اسقدر مزدوری واجبی ملیگی جتنا اوسنے کام کیا ہوگا (یعنے ایسے کام مین اگر دوسرا
شخص رفیق رہا ہو تو اوسکو اوسکے کام کے موافق حسب دستور مروجہ مزدوری دیجاویگی
اور اصل چیز خاص کام کرنیوالے کی ہوگی) اور جس صورتمین کہ شرکت فاسد ہوجاوے تو
نفع مال کی مقدار کے بموجب ہوگا اگرچہ زائد کی شرط کرلی گئی ہو اور معاملہ شرکت
دونو شریکونمین سے کسیکے مرجانے سے باطل ہوجاتا اگرچہ مرجانا حکمی ہو (جیسا کہ مرتد ہو
دار الحرب کو چلا جاتا ہے وہ حکم کے اعتبار سی مرجاتا ہے) اور جایز ہے کہ کوئی دونو شریکون
مین سی دوسرے کی مال کی زکوۃ بدون اسکی اجازت کے ندے پس اگر ہر ایک نے دوسرے
کو اپنی مال کی زکوۃ دینی کی اجازت دیدی اور دونون نے ایک ساتہہ دیدی تو جس
قدر دوسریکے مال کی زکوۃ دی ہوگی وہ ہر ایک کو دینی پڑیگی اور اگر ایک ساتہہ ندی ہو
بلکہ ایک نے آگے اور دوسرے نے پیچہے تو پچہلے کو پہلے شخص کے حصہ کی زکوۃ

فصل

زکوٰۃ کا تاوان لازم ہوگا مفاوضت کے دو شریکوں مین سے ایک نے دوسرے کو صحبت کرنیکے لئے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور اوسنے اُس اجازت کے بموجب لونڈی خریدی اور مال مشترک مین سے اُسکا دام دیا تو یہہ لونڈی اُس خریدنیوالیکی ہوگی بدون عوض کے (یعنے نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک اجازت دینیوالے کو نہ دینی پڑیگی) ۱۲

باب الوقف

کتاب الوقف

اسمین وقف کرنیکا بیان ہے۔ وقف اُسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک مین روکے رکھے اور اُسکا نفع خیرات کردے (جس چیز کو وقف کرے اوسکو موقوف کہتے ہین اور وقف کرنیوالا واقف ہے) واقف کی ملک موقوف پر سے قاضی کے حکم کرنے سے جاتی رہتی ہے (یعنے اگر قاضی حکم کردے کہ اوسکی ملک جاتی رہی تو جاتی رہتی ہے اسلئے کہ جن مسائل مین اختلاف ہوتا ہے وہان قاضی کا حکم یہی حال رکھتا ہے اور وقف مین بہی علما کو اختلاف ہے کہ واقف کی ملک اُسپر سے جاتی رہتی ہے یا نہین پس قاضی کے حکم کے بعد کچہہ شک ملک کے جانیکا نہین رہتا) لیکن واقف کی ملک جانیکے بعد وقف کا مالک کوئی اور نہین ہوجاتا۔ اور وقف پورا نہین ہوتا جبتک کہ اوسپر متولی قبض نکرلے اور واقف اُسکو علیحدہ نکردے (یعنے اگر ایسی چیز ہے جو قسمت ہوسکتی ہو تو واقف کا علیحدہ کردینا موقوف کو شرط ہے) اور یہہ بہی ضرور ہے کہ وقف کی صورت انجام کو ایسی کردے کہ وہ منقطع نہوجاوے بلکہ جاری رہے (مثلاً اگر چند خاص لوگون پر وقف کرے جنکا کسی زمانہ مین نہونا بہی ممکن ہو تو یہہ کہدے کہ ان لوگونکے نرہنے کے بعد وقف کی فقیرون یا علما کو اُسکا نفع پہونچے تاکہ ہمیشہ

وقف جاری رہی اور اگر واقف زمین کو مع بیلون ورکہیتی کرنیوالونکے وقف
کردی تو درست ہی اور نیز درست ہی وقف کرنا مشاع کا (یعنے ایک تہائی یا نصف
زمین کا) بشرطیکہ حکم اوسکے جائز ہونیکا ہوگیا ہو (یعنے اگر قاضی حاکم کردی کہ مشاع
کا وقف کرنا درست ہی تو درست ہوجاویگا اسلیے کہ مشاع کا وقف کرنا مسئلہ اختلافی
ہے تو جس صورتمین قاضی اوسکے جواز کا فتوی دی تو درست ہوگا) اور درست ہی ایسے
اشیا کا وقف کرنا جنکو ادہر اودہر لیجا سکتے ہین اور انمین پہلے سے وقف ہوتا آیا ہو (یعنی
لوگونکا معمول ہو کہ ان چیزونکو وقف کیا کرتے ہون جیسے تبر اور پہاوڑا
اور بسولا اور تابوت اور قرآن مجید اور کتابین) اور موقوف ملک مین نہ لائی جاوے
اور نہ تقسیم کیجاوے اگرچہ اپنی اولاد ہی پر وقف کیا ہو۔ اور وقف کی پیداوار مین سے
اول مرمت اور درستی موقوف کی کیجاوی گو واقف نے اسکی شرط نکی ہو اور اگر
موقوف کوئی مکان ہو تو اوسکی تعمیر اوسکے ذمہ ہی جو اوسمین رہتا ہو اور اگر وہ
تعمیر سے انکار کری یا عاجز ہو کہ نکر سکتا ہو تو حاکم تعمیر کردے اور لاگت اسمکان کے
کرایہ مین ہی لگا دی اور اگر موقوف ٹوٹ جاوی تو اسکا ٹوٹا ملبہ اوسیکی تعمیر مین لگایا
جاوی اگر ضرورت ہو ورنہ اسکو رکہہ چہوڑنا چاہی کہ دوسری وقت حاجت اسکی پڑی
مگر وقف کے مستحقونکو حاکم اسکا ملبہ تقسیم نکری۔ اور اگر واقف وقف کی پیداوار کو
اپنی ذات کیواسطے کرلے یا وقف کی ولایت اپنی طرف کرلے کہ متولی خود رہی تو درست
ہی لیکن اگر وہ خیانت کرتا ہو تو موقوف کو اسکے ہاتہہ سی نکال لینا چاہی جیسی وصی
اگر خائن ہوتا ہی تو وصی بنا اسکا موقوف کردیتی ہین اور اسکی جگہہ دوسری کو مقرر
کرتے ہین گو وقف کرنیوالے نے شرط کرلی ہو کہ موقوف کو میری ہاتہہ سے نہ نکالین

فصل

فصل جو شخص مسجد بناوی تو اوسپر سے اوسکی ملک بجاویگی جبتک کہ اوسکو اپنی ملک سی مع راستہ کے جدا نکردی اور اوسمین نماز پڑہنے کی اجازت نہ دیدی بعد اجازت کے اگر اوسمین ایک شخص بہی نماز پڑہیگا مالک کی ملک جاتی رہیگی - اور جو شخص ایک مسجد بناوی کہ اوسکے نیچے تہ خانہ ہو یا اوپر بالاخانہ اور مسجد کا دروازہ رستہ کیطرف کری اور اوسکو اپنی ملک سی جدا کردی یا اپنی گہر کے اندر ایک مسجد بناوے اور لوگونکو اوسمین آنے کی اجازت دی تو اوس شخص کو اوسکا بیچنا درست ہوگا اور اوس سے ترکہ دوسری وارثون کو پہونچیگا (یعنے وہ مسجد کے حکم مین نہوگی) اور جو شخص سقاوہ مثل حوض وغیرہ کے یا مسافرخانہ یا قافلہ کے اوترنے کا مکان یا قبرستان بناوے تو اوسکی ملک ان چیزون پرسی نہین جاتی جبتک کہ قاضی حکم ملک کے جاتے رہنے کا نکرے یعنے صرف واقف کے یہہ کہنے سے کہ مین نے اوسکو وقف کردیا ملک بجاویگی اور اگر مسجد کی راہ مین سے کچہہ مسجد مین ملا دیا جاوے یا مسجد مین سے کسیقدر زمین راہ مین شامل کردیجاوے تو درست ہے فقط

تمت

الحمد للہ والمنہ کہ ترجمہ کنزالدقائق مسمی احسن المسائل کی جلد اول کتاب الطہارت تا کتاب الوقف تمام ہوئی

کتاب الطہارت تاہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین بعد تصحیح کامل اور حرف بحرف مقابلہ کرنے ترجمہ مطبوعہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری سے اتمام کو پہونچی آئندہ کتاب البیوع شروع ہوی بعونہ تعالی وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

کتاب البیوع

اسمین خرید و فروخت کے اقسام کا بیان ہی۔ اپنی رضامندی سی ایک مال کو دوسرے سے بدل لینا بیع کہلاتا ہی اور بیع ایک کے ایجاب کرنے اور دوسریکی قبول کرنیسے جبکہ دونو بصیغۂ ماضی ہون لازم ہو جاتی ہے (مثلاً جب ایک نے کہا کہ مینے اسنے کو بیچی اور دوسری نے کہا کہ مین نے خرید کی تو بیع لازم ہو گئی اول شخص سے قول کو ایجاب کہتی ہین اور دوسریکے قول کو قبول ہ) اور اگر زبان سی ایجاب قبول نکرین بلکہ بائع (یعنے بیچنے والا) اپنی چیز حوالہ مشتری (یعنے خریدار) کے کردے اور مشتری دام اوسکے حوالہ کرے تب بہی بیع لازم ہو جاتی ہے اور اگر کوئی ان دونومین سے تامل کری اور قبول کرنے سی پیشتر مجلس معاملہ سی اوٹھہ جاوے تو ایجاب باطل ہو جاویگا۔ اور دام اگر سامنی نہون تو انکی تعداد اور وصف بیان کرنی چاہیئے اور اگر سامنی ہون تو ضرورت بیان شمار اور وصف کی نہین (یعنے اگر دام موجود ہون اور مشتری اشارہ کردی کہ انکے عوض فلان چیز مول لی تو حاجت اسکی نہین کہ دام کی مقدار اور وصف بہی بیان کری اور اگر موجود نہون اور اشارہ نکری تب لازم ہی کہ شمار اور وصف دونو بیان کری مثلاً یون کہی کہ دس روپیہ فلانے سکہ کی عوض لیتا ہون) اور درست ہی نقد دامون بیچنا اور ادہار بیچنا بشرطیکہ دام کے ادا کا وقت معلوم ہو۔ اور اگر بیع کرنے مین مول کے دام گول مول رکہی تو اُس سی وہی سمجھی جاوینگے جو شہر مین اکثر چلتے ہون اور اگر بہت سی سکے چلتی ہون اور بیان نکری کہ کون سی سکہ کے عوض بیع ہوئی تو یہہ معاملہ فاسد ہوگا اور کہانیکی چیزون مثلاً گیہون جو وغیرہ کو ناپکر اور ڈہیری لگاکر انکل سی بیچنا اور ایک برتن خاص یا معین باٹ

سے ناپ تولکر بیچنا درست ہے اگرچہ پیمانہ اُس برتن کا اور وزن باٹ کا معلوم نہو۔
اور اگر کوئی شخص اناج کا ڈھیر صاع پیچھے ایک درم ٹھہراکے بیچے تو صرف ایک صاع
کی بیع ہوگی (ڈھیر کی نہوگی) اور اگر بکریوں کا گلہ یا کپڑے کا تھان ہر بکری یا گز پیچھے درم
ٹھہراکے بیچے تو بیع کل کی فاسد ہوگی (یعنی ایک بکری یا ایک گز کی بھی صحیح نہوگی) ہاں اگر
ان صورتوں میں بایع تعداد سب صاعوں اور بکریوں اور گزوں کی کہدیگا تو
سبکی بیع درست ہوگی۔ اگر بایع نے صاعوں کی تعداد بتا کر غلہ کا ڈھیر بیچا اور وہ مثلاً
ایک پیمانہ کم نکلا تو مشتری چاہے حصہ رسد داموں سے لیلے یا راضی نہو تو واپس کردے
اور اگر (تعداد سے) زیادہ نکلے تو وہ بایع کا ہے (مشتری کا نہیں) اور اگر کپڑے کے
تھان میں ایک گز (مثلاً) کم نکلے تو مشتری چاہے پورے دام کو لیلے خواہ سارا تھان
نہ لے اور اگر زیادہ نکلے تو وہ مشتری کا ہے اور بایع کو اختیار نہیں کہ چاہے بیچے چاہے نہ
بیچے اور اگر تھان کی قیمت میں بایع نے کہدیا کہ فی گز ایکدرم کو ہے (یعنی کل تعداد
گزوں کی بھی بتا کر تنے دام کہے اور اتنا جملہ اور کہا کہ فی گز ایکدرم کو ہے) اور اس صورتمیں
تھان مذکور کم نکلا تو مشتری چاہے حصہ رسد داموں سے لیلے یا فسخ بیع کردے (اور یہی
حال ہے اگر تھان مذکور زیادہ نکلے یعنی خواہ حصہ رسد زیادتی کا دام اوسکے حساب
سے لگا کر زیادہ دیکر لیلے نہیں تو بیع توڑ دے) اور اگر گھر میں سے دس گز زمین بیچی جسکی
جگہہ معلوم نہو تو بیع فاسد ہے لیکن اگر مکان کے سو حصے ہوں اور اُنمیں سے دس
کی بیع کیجاوے تو فاسد نہوگی (بلکہ جائز ہوگی) اور اگر ایک گٹھری اس شرط پر لی کہ اسمیں
دس تھان ہیں مگر اوسمیں کم یا زیادہ نکلے تو دونو صورتونمیں بیع فاسد ہے اور اسی صورتمیں
اگر ہر تھان کا دام جداگانہ بتا دیا تو جس صورتمیں دس سے کم نکلے تو اسی مقدار کی بیع

صحیح ہوگی (جتنی گٹھری مین ہونگے) اور مشتری کو اختیار دیا جاویگا کہ چاہے حصہ رسد
داموں سے اتنے تہانونکو لیلے خواہ کل نہ لے) اور اگر تہان زیادہ نکلین گے (مثلا
گیارہ یا بارہ) تو بیع فاسد ہوگی (اسلیے کہ اس صورت مین یہہ معلوم نہین کہ دس جو خرید
ہوے وہ کونسے ہین) اور اگر تہان کو یون خریدا کہ دس گز کا ہے فی گز ایک روپیہ کے
حساب سے اور وہ ساڑھے دس گز کا نکلا تو مشتری کو دس روپیہ کے عوض لینا ہوگا
اور پہیر دینے کا اختیار نہوگا اور اگر ساڑھے نو گز نکلے گا تو نو روپیہ کو لینا ہوگا (اُس
اختیار کے ساتھہ (کہ چاہے لیلے چاہے نہ لے **فصل** گہر کی فروخت مین دیوارونکی

فصل

نیوین اور کنجیان اور زمین کی بیع مین درخت بدون ذکر کئے آجاتے ہین لیکن زمین کی
بیع مین اُسمین کی زراعت اور درخت کی بیع مین اُسکا پہل بدون ذکر کئے شامل نہین
ہوتا اور اگر زمین اور درخت کی فروخت مین ذکر کہیتی اور پہل کاٹنے کا نہو تو بایع سے کہا جاویگا
کہ اپنی کہیتی اور پہل کاٹ لے اور زمین خواہ درخت حوالہ کر اور پہل کا بیچنا درخت پر
خواہ وہ کار آمد ہو گیا ہو یعنے گدرا گیا ہو یا نہوا ہو درست ہے اور مشتری اوس
پہل کو اوسیوقت توڑ لے اور اگر بیع مین شرط کر لیگا کہ پہلونکو درختون پر رہنے دونگا
تو بیع فاسد ہوگی (اور امام شافعی کے نزدیک ایسے پہلون کی بیع جو کار آمد نہوے
ہون درست نہین) اور امام اعظم کی دلیل قول آنحضرت صلعم کا ہے کہ جو شخص نر کا شگوفہ
ڈالنے کے بعد خرما کا درخت خرید کرے تو اُسکا پہل بایع کو ملیگا مگر اس صورت مین کہ مشتری
شرط کر لے کہ پہل بہی مین لونگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خرمہ کا پہل نر کا پہول ڈالنے
کے بعد بیع کرنا درست ہے حالانکہ اوسوقت وہ پہل کسی کام کا نہین ہوتا نہ گدراوے
اور درخت پر کے پہلون کی بیع مین اگر بایع چند سیر معلوم علٰحدہ رکہے مثلا کہے

کہ چار سیر دیہو نگا تو درست ہی۔ اسیطرح صحیح ہی بیچنا گیہون کا بالی مین اور لوبئے کا چہلکے کے اندر۔ اور مبیع (یعنی بکی ہوی چیز) کے ناپنے کی مزدوری بایع کے ذمہ ہوگی اور روپیون کے پرکہنے اور تولنے کی مشتری کے ذمہ اور جو شخص کچہہ اسباب نقد کے عوض فروخت کرے تو اول اسباب مشتری کے حوالہ کرے اور اگر ایسا نہو (یعنے اسباب ہی کے عوض مین اسباب فروخت کرے) تو دونوا ایک ساتہہ ایکدوسرے کو چیز حوالہ کرین (اسلئے کہ دونون اسباب قیمت بہی ہوسکتی ہین اور اسباب بہی تو ساتہہ ہی دینی چاہئین)

باب جا کر بیچنے کے بیان مین

(یعنے بایع اور مشتری کو اختیار ہو تا کہ چاہین بیع رکہین چاہین نرکہین) بایع اور مشتری دونو کو خواہ ایک کو تین دن کا یا اس سے کم کا اختیار درست ہی اور اگر زیادہ کا ہوگا تو زیادتی جائز نہوگی اور اسصورت مین بہی اگر تین دن کے اندر بیع کے معاملہ کو درست رکہینگے تو صحیح ہوگا۔ اگر اس شرط پر بیچا کہ تین دن تک اگر دام نددیگا تو بیع نہوگی تو یہہ شرط جائز ہی اور چار دنکی قید لگاویگا تو درست نہوگی لیکن (باوجود چار دنکی قید کے) اگر قیمت تین دن کے اندر ادا کردیگا تو بیع درست ہوجاویگی (اسلئے کہ اگرچہ چار دن کا نام زبان سے لیا تہا مگر دام تین ہی دنمین دیدئے تو گویا تین ہی دن کی شرط تہی) بایع کا اختیار مبیع کو اُسکی ملک سے باہر نہین ہونے دیتا اور مشتری کے لیجانیکے بعد اگر ہلاک ہوگی تو اُسکی قیمت دینی ہوویگی (جاننا چاہئے کہ جو دام چیز کا مشتری اور بایع مین ٹہہرتا ہی اُسکو ثمن کہتے ہین اور وہ چیز جتنے کی بازار مین ہو اوسکو قیمت کہتے ہین پس جسصورتمین بایع کا اختیار ہو اور مشتری چیز لیجاوے اور اوسکے پاس سے جاتی رہے تو مشتری کو ثمن دینا نہ ہوویگا بلکہ قیمت بازار کی دینی پڑیگی) اور مشتری کا اختیار بایع کی ملک سے نکلجانیکا

باب جا کر بیچنے کا بیان ص ۱

مانع نہیں مگر مشتری بہی اُسکا مالک نہیں ہوتا اور اسصورتمین اگر مبیع جاتی رہیگی
تو مشتری کو ثمن دینا پڑیگا جیسی مبیع کے عیبدار ہونیکی صورتمین ہی یعنے اگر مشتری
کا اختیار رہا اور وہ مبیع کو لیکر چلا آیا اور اوسکے پاس آکر مبیع مین کچہہ عیب ہوگیا تو
اسصورتمین بہی اسکو زر ثمن دینا پڑیگا بازار و قیمت نہ لیجاویگی اگر ایکمرد کی منکوحہ
لونڈی تہی اوسنے اسکے مالک سی اسکو اختیار پر خریدا تو نکاح ابہی باقی رہیگا اسواسطی کہ وہ
لونڈی اختیار کے باعث ابہی اُسکی ملک مین نہین آئی کہ نکاح ٹوٹجاوی پس اگر وہ
شخص اس سی صحبت کری تو اسصورتمین بہی اوسکو اختیار واپس کردینیکا ہی اسلئی کہ یہہ
صحبت پہلے نکاح کے سبب سی ہی نہ اس بیع کے پسند ہونیکے لئی اور جس شخص کو اختیار ہو
وہ دوسریکے پیٹہہ پیچہے اگر معاملہ کو جائز رکہی تو درست ہی اور اگر فسخ کریگا تو درست نہوگا
یعنے بائع و مشتری مین سی جسکو اختیار ہو تو فسخ معاملہ کے لئے دوسریکا بہی موجود
ہونا چاہئی اور اگر جس شخص کو اختیار تہا وہ مر جاوی یا مدت اختیار کی یعنی تین دن گذر جاوین
تو عقد بیع کامل ہوجاتی ہی اور اگر مبیع بردہ ہو اور مشتری اسکو آزاد کردی یا آزادی کے
متعلق باتین اوسکے ساتہہ کری مثلاً اوسکو مکاتب یا مدبر کردی یا مبیع کی ملکیت کی
جہت سی اوسکے پاس کی زمین شفعہ کی راہ سی لیوی تو اس سی بہی اگر مشتری نے اختیار
لے رکہا تہا بیع پوری ہوجاویگی اور اگر مشتری دوسریکے اختیار کو شرط کرلے مثلاً
کہی کہ زید اگر پسند کرلیگا تو بیع منعقد ہوگی ورنہ نہوگی تو درست ہی اور اگر
مشتری و زید مین سی جونسا بیع کو جائز یا فسخ کردیگا درست ہوگا اور اگر ایک جائز رکہی اور
دوسرا فسخ کری تو پہلے والے کی بات کا اعتبار ہوگا اور اگر دونو کی بات ایک ہی
ساتہہ ہوئی ہوگی تو بیع فسخ رہیگی اور اگر بائع دو غلامونکو اس شرط پر بیچی کہ ایک

مین جکو اختیار ہی اور اُسکو علحدہ اور معین کردی تو یہہ اختیار درست ہوگا ورنہ
درست نہوگا۔ اور معین کرنیکا اختیار چار سی کم مین درست ہی (یعنے اگر تین چیزون مین اختیار
لیگا کہ جونسی چاہون لے لون تو درست ہوگا اور چار چیزون مین جائز نہوگا جیسی اختیار
تین دن کا درست ہی زیادہ کا نہین) اور اگر دو مشتریون نے اختیار کی شرط پر کوئی چیز
مول لی اور ایک اُنمین سی راضی ہوگیا تو دوسرا بہی واپس نہین کرسکتا (یعنے اُسکا
اختیار بہی جاتا رہا) اور اگر ایک غلام اِس شرط پر لیا کہ وہ نانبائی یا کاتب ہی اور اُسکی خلاف
نکلا تو مشتری چاہی پوری داموں کو لیلے یا پہیر دی (اِسلئے کہ یہہ امور وصف ہین [نان بائی وغیرہ ہونا] اُنکے
عوض مین دام نہ گہٹینگے)

باب دیکھنے کے اختیار کے بیان مین

باب دیکھنے کے اختیار کے بیانمین

۔ جس چیز کو مشتری نے نہ دیکھا ہو
اُسکا خرید لینا درست ہی مگر دیکھنے کی بعد اُسکو پہیر دینی کا اختیار ہی گو پہلے راضی ہوچکا ہو
اور اگر بایع اپنی چیز بن دیکھی بیچدی تو اُسکو دیکھنی کے بعد اختیار نہین کہ مشتری
سی واپس کرلے۔ اور دیکھنے کا اختیار اُن نہین باتون سی باطل ہوتا ہی جنسی شرط کا
اختیار جاتا رہتا ہی (یعنے اختیار والے کے مرجانے یا تین دن گذرجانے وغیرہ
سی دیکھنی کا اختیار جاتا رہتا ہی) اور غلہ کے ڈہیر اور غلام کے مونہہ کا دیکھنا اور جانور کے
مونہہ اور پیٹہی کا دیکھنا اور لپٹی ہوئی کپڑے کی اوپر کی تہہ دیکھ لینی اور گہر کو اندر سی دیکھنا
کافی ہے (یعنے اُنکے دیکھنے کے بعد اختیار دیکھنی کیوجہ سی پہیر نہ سکیگا) اور (مبیع کے
لینے کیواسطے اگر مشتری نے کسیکو وکیل کیا ہو تو وکیل کا دیکھنا مثل مشتری کے
دیکھنے کے ہی (اختیار کے دور ہوجانے مین) مگر قاصد مشتری کا دیکھنا کافی نہین
(یعنے اگر مشتری نے کسیکے ہاتہہ پیام کہلا بہیجا ہو تو وہ اگر مبیع کو دیکھہ لیگا تو اُسکی دیکھنے

سے مشتری کا اختیار نجاویگا اندہا اگر بیع کا معاملہ کرے اور کوئی چیز مول لے تو درست ہے اور جب وہ کسی چیز کو ٹٹول لے یا سونگہ لے یا چکہہ لے (یعنے ایسی چیزونکو جنکا حال ٹٹولنے خواہ سونگہنے خواہ چکہنے سے معلوم ہو جاتا ہو یا زمین کا حال اُس سے بیان کر دیا جاوے اکہ اِسطرح کی ہے) تو اُسکا اختیار دیکہنے کا جاتا رہتا ہے اگر دو تہان خریدے جنمیں سے ایک کو خرید نیکے پیشتر دیکہہ لیا تہا اور دوسرے کو بعد خرید نیکے دیکہا تو ہوسکتا ہے کہ وہ دونون کو دیکہنے کے اختیار سے واپس کر دے۔ اور دیکہنے کا اختیار اور شرط کا اختیار ورثہ مین نہین آتا (یعنے اگر اختیار والا مر جاتا ہے تو اُسکے وارث کو اختیار نہین رہتا کہ بیع کو واپس کر دے) مشتری نے اپنی دیکہی ہوئی چیز کو مول لیا پس اگر اُسکا حال کچہہ کا کچہہ ہو گیا ہو تب مشتری کو دیکہنے کا اختیار ہوگا اور اگر جون کی تون ہو تو اختیار نہوگا۔ پہر اگر مشتری کہے بیع کا حال بدلگیا اور بائع کہے کہ نہین بدلا تو بائع کا قول معتبر ہے اور اگر دیکہنے مین دونوںکا اختلاف ہو تو مشتری کا قول معتبر ہے (مثلاً مشتری کہے کہ مینے بن دیکہے خرید ا ہے اور بائع کہے کہ دیکہکر خرید کیا ہے تو مشتری کی بات مانی جاویگی) اور اگر ایک گٹہری تہانون کی مول لی اور اُسمین سے ایک تہان بیچڈالا یا کسیکو ہبہ کر کے اُسکے حوالہ کر دیا تو اب عیب کے سبب تو پہیر سکتا ہے مگر دیکہنے کے اختیار اور شرط کے اختیار سے واپس نکر سکیگا (اِسلیے کہ ایک تہان مین تصرف مالکانہ کرنیسے اُسکا اختیار جاتا رہا)

باب عیب کے سبب سے اختیار ہونیکے بیان مین

مشتری اگر بیع مین کچہہ نقصان پاوے تو چاہے پوری دام کو لیلے خواہ واپس کر دے اور عیب اُس نقصان کو کہتے ہین جسکے بیع مین ہونے سے سوداگرون کے نزدیک اُسکی قیمت کم ہو جاوے (جیسے غلام

عیب کے سبب سے اختیار ہونیکے بیان مین

لونڈی مین بہاگنا اور بچہونے پر موت دینا اور چوری کرنا اور دیوانہ پن ہی اور خاص لونڈی مین مونہہ کی بدبو اور بغل کی بدبو اور زناکار ہونا اور حرام کی اولاد ہونی ہی اور یہہ چارون چیزین غلام مین عیب نہین اور کافر ہونا دونون مین عیب ہی اور حیض کا نہونا اور بیماری کا خون جاری رہنا اور پرانی کہانسی اور دوسرے کا قرضدار ہونا اور بال اور پانی آنکہہ مین ہونا عیب ہی پس اگر مشتری کے پاس آکر مبیع مین ایک اور عیب پیدا ہوجاوے تو مشتری پہلے عیب کا دام بایع سی پہیر لے یا اگر بایع مبیع کے پہیر لینے پر راضی ہو تو پہیر دے۔ اور اگر مشتری نے ایک تہان خرید کر قطع کیا پہر اسمین عیب معلوم ہوا تو جسقدر عیب سے نقصان ہو وہ دام بایع سی پہیر لے اور اگر بایع قطع کئی ہوئی تہان کو لینا منظور کرے تو اسی اختیار ہی کہ پہیر لے اور اگر مشتری قطع کی بعد تہان کو بیچ ڈالے تو اب نقصان کا عوض بایع سی نہین لے سکتا۔ اگر کپڑا ایک قطع کرکے سیا یا اسکو رنگ لیا یا ستو لیکر اوسمین گہی ملایا پہر کپڑے مین خواہ ستو مین عیب معلوم ہوا تو نقصان کا عوض بایع سی پہیر لے جیسی اس صورتمین کہ عیب پاکر مبیع کو بیچ ڈالے یا مبیع جو غلام عیبدار تہا مرجاوے یا مشتری اسکو مفت آزاد کردے تو نقصان کا عوض بایع سے لیویگا اور اگر مشتری غلام عیبدار کو مال کے بدلے آزاد کردے یا آپ اسکو جان سی مار ڈالے یا کہانا مول لیا تہا اوسکو کہالے یا اسمین سی کسیقدر کہالے تو نقصان کا عوض کچہہ نپاویگا۔ اور اگر کسی نے انڈے یا کہیرے یا اخروٹ مول لئے اور توڑنے سی ایسی خراب نکلے کہ کچہہ کارآمد ہون تب تو مشتری نقصان کا عوض بایع سی پاویگا اور اگر بالکل کارآمد نہون تو تمام دام بایع سی پہیر لیگا۔ اور اگر مبیع کو مشتری نے بیچ ڈالا اور وہ کسی عیب کے باعث قاضی کے حکم سی مشتری کے پاس

واپس آئی تو مشتری نے جس سے اُسکو مول لیا ہو اُسکو پہیر دے اور اگر مشتری نے اُس
چیز کو آپسکی رضامندی سے پہیر لیا ہو قاضی کے حکم سے نہ پہیرا ہو تو اب بائع اول
کو واپس نہیں کرسکتا۔ اگر مشتری نے مبیع کو قبضہ میں لا کر دعوی کیا کہ اِسمین عیب ہے تو
اوسپر ثمن کے دینے کے لئے جبر نکیا جاویگا لیکن اُسکو چاہئے کہ گواہ پیش کرکے عیب ثابت
کرے یا اپنے بائع سے عیب نہونے کی قسم لے پہر اگر مشتری کہے کہ میرے گواہ شام مین ہین
یعنے دور ہین آ نہین سکتے تو ثمن بائع کے حوالہ کرے بشرطیکہ بائع قسم کہالے اگر
مشتری دعوی کرے کہ جو غلام مین نے لیا ہے وہ بہگوڑا ہے تو بائع سے قسم نہ لیجاوے جب تک
کہ مشتری اسکے گواہ نلاوے کہ یہہ غلام میرے پاس سے بہاگا ہے اور جب وہ گواہ پیش
کردے تو بائع سے یہہ قسم لیجاوے کہ بخدا میرے پاس کبہی نہین بہاگا تہا اسلئے کہ اول تو
یہہ چاہئے کہ مشتری بہاگنے کا عیب غلام مین ثابت کردے اُس سے ہی ضرورت اُسکے
گواہونکی ہوئی جب وہ عیب ثابت ہوچکا تو اب بائع اسبات کی قسم کہاوے کہ یہہ عیب میرے
پاس نہ تہا اب نیا پیدا ہوا ہے اس عیب کے سبب سے مشتری کا حق پہیرنے کا نہین
اور مقبوض چیز کی مقدار مین قول قابض کا یعنے مشتری کا معتبر ہے اُسکا مشتری نے
ایک تہان لیا اور عیب کے باعث اُسکو پہیرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ یہہ بیس گز کا تہا اور
مشتری نے کہا کہ اٹہارہ گز تو مشتری ہی کا قول معتبر ہے اگر دو غلام ایک عقد مین
مول لئے اور ایک پر قبضہ کیا اور دونو مین سے کسی مین عیب معلوم ہوا تو چاہے دونو
کو لیلے یا دونو کو پہیر دے اِسلئے کہ جب ایک عقد مین لئے ہین تو دونو کا حکم ایک چیز
کا ہے اور اگر ایسی چیز مول لی جو ناپ یا تول سے بکتی ہے اور اُسمین سے کسیقدر مین
عیب پایا تو خواہ ساری کو واپس کردے خواہ سبکو لیلے یہہ نہین ہوسکتا کہ اچہے کو

رہنی دی اور عیبدار کو واپس کرے اور اگر مبیع مین سی کسیقدر دوسری کی ملک
نکل آوی تو مشتری کو اختیار رہنوگا کہ باقی مبیع کو بایع کو پہیر دی ہان اگر مبیع کپڑا ہو کہ
اُسمین تہوڑا دوسری کا ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ باقی کو واپس کر دی اسلئی کہ
ایک کپڑے مین شرکت ہونے سی اُس سی نفع نہین لے سکیگا اگر کپڑا مول لیکر عیب
دیکہا اور اُسکو پہن لیا یا عیبدار سواری پر اپنی کام کو سوار ہوا یا اُسکے مرض کا
علاج کیا تو اِس سی عیب پر راضی ہونا پایا جاویگا اور اگر سواری کے پانی پلانے کو یا
بایع کے پاس لیجانے کو یا اوسکے لئی گہاس خریدنے کو سوار ہوا ہوگا تو اُس سی رضامندی
عیب کی نہ معلوم ہوگی اور اگر مبیع غلام نے بایع کے یہان چوری کی تہی اور جب
مشتری نے اوس پر اپنا قبضہ کیا تو اُس چوری کی علت مین اُسکا ہاتہہ کاٹا گیا تو مشتری
اُس غلام کو پہیر دی اور بایع سی قیمت واپس لے۔ اور اگر بایع نے بیع کیوقت کہدیا
کہ مین مبیع کے سب عیبون سی بری ہون گو سبکا نام نلیا تو یہہ کہنا درست ہوگا
اور پہر کسی عیب کی جہت سی پہیر نہ سکیگا یعنے اگر اُسنے اول کہدیا کہ مبیع مین جو عیب
ہو مجہسی سروکار نہین نہ اُسکا مواخذہ مجہسی چاہئی تو اگرچہ وہ سب عیبون کا نام نہ لے تاہم
کسی عیب کی جہت سی مشتری کو اختیار مبیع کے پہیرنیکا نہین رہتا ہی

باب بیع فاسد کے بیانمین — بیع مردار کی اور خون اور سور اور شراب اور
آزاد شخص اور ام ولد اور مدبر اور مکاتب کی ناجائز ہی پس اگر یہہ چیزین مشتری کے
پاس جاتی رہینگی تو اُنکی قیمت نہ دینی پڑیگی۔ اور مچہلی کو شکار کرنے سے پہلے بیچنا
اور ہوا مین اوڑتے جانور کو اور پیٹ مین کے بچہ کو اور آیندہ بچہ کے بچہ کو اور تہنون
کے اندر دودہ کو اور سیپ کے اندر موتی کو اور بکریون کی پیٹہہ پر اون کو اور چہت کے

کی ایک کڑی کو اور تہان مین سی ایک گز کو فروخت کرنا اور شکاری کا اسطرح بیچنا
کہ جو اسدفعہ میرے جال مین آوی اوسکو اتنی کو بیچتا ہون یہہ سب صورتین ناجائز
ہین اسلیے کہ مبیع سب صورتو مین معلوم نہین اسلیے بیع فاسد ہی اور بیع مزابنت درست
نہین اور صورت اسکی یہہ ہی کہ درخت پر کے میوہ کو ٹوٹے ہوئی میوہ کے ساتہہ
انکل سے بیچی اور بیع ملامست درست ہی کہ بایع یا مشتری کہی کہ اگر مین تجہکو یا تیرے
کپڑے کو ہاتہہ لگا دون تو بیع ہم مین اور تم مین ہو جاوی اور کنکر مارنے سے
بہی بیع ناجائز ہے اسطرح کہ بایع یا مشتری کہی کہ اگر مین اس مبیع پر یا تجہہ پر کنکر
مارون تو ہم مین بیع لازم ہو جاوے یہہ تینون عقد کافرونکی معمول تہین کہ بدون
رضامندی ایکطرفکی لازم ہو جاتی تہین یہہ سب فاسد ہین اور دو بکریون مین ایک کو فروخت
کرنا اسطرح کہ معین نکرے کہ کونسا فروخت کرتا ہون اور چراگاہ کو بیچنا اور اوسکو ٹہیکہ
دینا اور شہد کی مکہی کا فروخت کرنا جائز نہین اور ریشم کے کیڑے کو اور اوسکی انڈون
کو بیچنا درست ہی۔ اور بہاگے ہوئے غلام کی بیع جائز نہین لیکن اگر ایسے شخص کے
ہاتہہ بیچی جسکے پاس اوس غلام کے ہونیکا گمان ہو تو درست ہی۔ عورت کے دودہ
کی بیع اور سور کے بالونکی درست نہین ہان بالونکو موزہ وغیرہ کے سینے مین استعمال
کرنا درست ہی۔ اور آدمی کے بالون کا بیچنا اور اونسے کوئی کام لینا درست نہین
مردہ جانور کی کہال کو دباغت سی پہلے بیچنا درست نہین اور بعد دباغت کے
اسکو بیچنا اور کام مین لانا درست ہی۔ اسیطرح مردار جانور کی ہڈی اور پٹہے اور اون
اور سینگ اور بالون سی نفع لینا جائز ہی۔ بالاخانہ جو گر گیا ہو اوسکی بیع اور پانی کے
بہنے کے حق کو بیچنا اور اوسکا ہبہ کرنا اور لونڈی کی بیع جو پیچہے کو غلام معلوم ہو

[illegible]

اور غلام کی بیع جو بیچے کو لونڈی معلوم ہو درست نہیں (یعنے ایک بردہ اس
شرط سے لیا کہ لونڈی ہے پھر معلوم ہوا کہ وہ غلام تہا یا اسکا الٹا ہوا کہ غلام جانکر لیا
اور لونڈی نکلی تو بیع درست نہوئی) مبیع کو کمتر قیمت پر خریدنا وصول قیمت سے
پیشتر درست نہیں ہان اگر مبیع کے ساتھہ کوئی اور چیز ملی ہو تو اوسمین ایسا
کرنا جائز ہے (اس مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ بایع نے ایک گہوڑا دسکو بیچا اور ہنوز
اُس سے دام نہیں لیا کہ اوسی گہوڑی کو ۵ کے عوض اُس سے خرید لیا تو یہہ پہلی بیع
ناجائز ہوئی اسلئے کہ ۵ مشتری سے مفت لیتا ہے اور اگر اُس گہوڑے کے ساتھہ دوسرا
گہوڑا اشلا مشتری سے خرید کیا تو بیع نادر درست ہوگی) تیل کو اسطرح بیچنا کہ مع برتن
تول لینگے اور ہر برتن کے عوض پانچ دہڑی کم کر دینگے (برتن اُسقدر ہو یا نہو)
درست نہیں ہان اگر یہہ ٹہہری کہ جسقدر خالی برتن کا وزن ہوگا اُسقدر تیل مین
سے کم کر دینگے تو درست ہے اگر بایع اور مشتری تیل کی مشک کے وزن مین
اختلاف کرین (کہ مشتری کہے کہ دو سیر ہے اور بایع ایک سیر بتادے) تو مشتری کا
قول (قسم کے ساتھہ) معتبر ہوگا۔ اور اگر مسلمان کسی ذمی کو شراب خریدنے اور
بیچنے کو کہدے تو درست ہے۔ لونڈی کو اس شرط پر بیچنا کہ مشتری اوسکو آزاد کردے
یا مدبر یا مکاتب یا ام ولد بنادے درست نہیں۔ لونڈی کو بیچنا اور اوسکے پیٹ کے
بچہ کو نہ بیچنا یا اس شرط پر بیچنا کہ ایک مہینا بایع اس سے خدمت لیگا درست نہیں
مکانکو اس شرط سے بیچنا کہ بایع اسمین رہا کریگا یا مشتری کچھہ روپیہ بایع کو
قرض دے یا اُسکو کچھہ تحفہ بہیجے یا اتنی مدت کے بعد حوالہ مشتری کے کریگا اوس
وقت تک اپنے تصرف مین رکہیگا یا کپڑے کو اس شرط سے بیچا کہ بایع اوسکو قطع کر کے

اگرچہ سیدی درست نہین ۔ جوتی کو اس شرط سی مول لینا کہ بائع اُنکو کاٹ کر برابر کردے اور اسمین تسمہ لگادی درست ہی ۔ قیمت کے ادا کے لئی یہہ کہنا کہ نوروز اور مہرگان اور نصاری کے روزون اور یہودیون کی عید تک دینگے درست نہین بشرطیکہ بائع و مشتری کو یہہ دن معلوم نہون (جاننا چاہئی کہ جب گرمی سی بیشتر دن اور رات برابر ہوتے ہین اُس دن کو نوروز کہتے ہین اور جاڑی سی بیشتر اگر برابر ہوتے ہین تو اُسکو مہرگان کہتے ہین) اور جائز نہین یہہ کہنا کہ حاجیونکی آمد تک اور کہیت کٹنی اور دائین چلنے اور میوہ ٹوٹنے تک دینگے اور اگر ان وقتون تک کسیکا ضامن ہو تو درست ہی ۔ اور اگر وعدہ ان وقتون تک کیا اور ہنوز یہہ وقت نہین آئی تہی کہ مدت کو ساقط کر دیا (یعنے دام پہلے دیدئے) تو درست ہو جاویگا ۔ اور اگر بائع آزاد اور غلام کو ملا کر بیچے یا ذبح کی ہوئی بکری اور مردار کو ایک ساتھہ کرکے بیع کرے تو دونوکی بیع باطل ہے ۔ اور اگر غلام کو مدبر کے ساتھہ خواہ کسی دوسری غلام کے ساتھہ ملا کر فروخت کری یا اپنی ملک کو وقف کے ساتھہ ملا کر بیچے تو غلام اور ملک کی بیع درست ہوگی (مدبر اور دوسریکی غلام اور وقف کی بیع نہوگی)

فصل جس صورتمین کہ بیع فاسد ہو اور مشتری بائع کی اجازت سی مبیع پر قبضہ کری اور مبیع اور ثمن دونو مال ہون تو مشتری مبیع کا مالک ہو جاتا ہی مگر قیمت بازار دینی آتی ہے (ثمن جو اسمین ٹھہرا تہا نہین دینا آتا) اور مشتری و بائع مین سی ہر ایک کو اُس بیع کے فسخ کردینی کا اختیار ہی لیکن اگر مشتری مبیع کو کسی اور کے ہاتھہ بیچ دی خواہ ہبہ کر دی یا مبیع غلام ہو اور اُسکو آزاد کر دی یا زمین مبیع پر عمارت بنا لے تو ان صورتونمین فسخ نہین کر سکتا (بیع فاسدین)

فصل

مشتری کو اختیار ہی کہ مبیع کو روک رکھی اور بایع کو نہ دی جبتک کہ بایع سی اپنا دیا ہوا
ثمن واپس نکر لے۔ بایع کو اگر ثمن سی کچھہ نفع ہوا ہو تجارت وغیرہ کرنے سے تو اُسکو
حلال ہی اور مشتری کو اگر مبیع سی کچھہ فائدہ ہوا ہو تو درست نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے
پر کچھہ روپیونکا دعوی کیا اور اوسنی مدعی کے حوالہ کر دیے پہر دونو نے آپسمین یعنے
اقرار کیا کہ مدعی کا کچھہ مدعا علیہ کے ذمہ نہتہا اور جو کچھہ اوس سی مدعی نے لیا تہا
وہ پہیر دیا تو جو کچھہ مدعی کو ان روپیون سے فائدہ ہوا ہو وہ مدعی کو حلال ہے

ف مسائل متفرقہ بیع مکروہ

مال کی قیمت زیادہ کہنی اس غرض سی کہ دوسرے کو رغبت خریداری کی ہو جاوے
اور واقع مین آپ اُسکو لینا چاہتا ہو مکروہ ہی۔ اگر کسی چیز کو دوسرا شخص خرید
کرتا ہو تو اُسکو آپ خرید لینا مکروہ ہی (بشرطیکہ بایع دوسرے کے دینے پر راضی اور مائل
ہو) سوداگرون کے قافلہ سی آگے جا کر ملنا کہ چیز ارزان خرید کری مکروہ ہی باہر کا شخص
اگر اسباب لاوی اور اوسکو کوئی شہری اُسکی طرف سی فروخت کری اس نظر سی کہ دیر کر کے گران
بیچونگا مکروہ ہے۔ جمعہ کی اذان کیوقت فروخت کرنا مکروہ ہے۔ اسطرح چیز فروخت کرنا مکروہ
نہیں کہ جو دام زیادہ دے وہ چیز لیوی (جیسے نیلام ہوتا ہے) جن دو بردون مین
قرابت قریب ہو اور ایک صغیر سن ہو اونکو بیچنے مین جدا نکرنا چاہیے (مثلا ماں بیٹی
کو یا بہن بہائی کو دو شخصون کے ہاتہہ نہ بیچے) بخلاف بڑی عمر والون اور خاوند بی بی
کے (کہ انکو فروخت کرنے مین علیحدہ کر دینا کچھہ مضایقہ نہیں)

باب اقالہ بیع — بیع کے واپس کرنیکے بیان مین

باب اقالہ

یعنے بیع کے واپس کرنے کے بیان مین۔ اقالہ کرنا بایع اور مشتری
کے حق مین تو پہلی بیع کا فسخ ہی اور تیسرے شخص کے حق مین نئی بیع ہی (یہانتک
کہ اگر تیسرے شخص نے بیع اول کے وقت اپنا حق شفعہ دور کر دیا ہو اور اقالہ کے

سبب سے پھر دعوی کرے تو درست ہوگا اور حق شفعہ اقالہ کی جہت سے ثابت ہوگا اقالہ وتنی ہی قیمت کو درست ہے جو اول مقرر ہوئی تھی اس سے زیادہ یا کم ٹھہرانا بدون کسی زیادتی یا عیب کے مبیع مین لغو ہے (یعنے اگر اقالہ مین یہہ شرط کرلی کہ دام کم واپس کریگی یا زیادہ دینگے حالانکہ مبیع جون کی تون ہے ثمن کی بیشی نہین ہوئی تو بائع کو وہی دام پھیرنے لازم ہونگے جو مشتری سے لئے ہین) اور ثمن کا جاتا رہنا اقالہ کا مانع نہین مگر مبیع کا ہلاک ہو جانا اقالہ کا مانع ہے اور اگر مبیع مین سے کسیقدر تلف ہو جاوے تو اوسیقدر کا اقالہ نہو سکیگا باقی کا درست ہوگا ؛

باب تولیہ اور مرابحت کے بیان مین

اوتنے دام پر بیچنا جتنے کو خرید لیا ہو تولیہ کہلاتا ہے اور پہلی خرید پر نفع لگا کر بیچنا مرابحت کہلاتا ہے اور شرط ان دونو کی (یعنے تولیہ اور مرابحت کی) یہہ ہے کہ پہلی قیمت جو مشتری نے دی تھی مثلی ہو (یعنے ایسی چیز ہو کہ اوسکے تلف سے ویسی ہی دینی آوے قیمت والی چیز و نمین سے نہو جنکے جاتے رہنے سے قیمت دینی آتی ہے) جو شخص تولیہ کرنا چاہے وہ اصل مال پر دہوبی کی اجرت اور رنگائی اور ترنج بنانے اور پھندنے باٹنے اور باربرداری غلہ اور ہنکائی بکریون کی زیادہ کرلے اور خریدا ہے بیچنے کیوقت کہے کہ یہہ مال مجکو اتنے مین پڑا ہے (یہہ نکہے کہ مین نے اتنے کو خریدا ہے اسلئے کہ جہوٹ ہوگا) اور گاے بکری کے چرانیوالے کی مزدوری اور غلام کو قرآن اور حساب پڑہانیوالے کی اجرت اور جس گھر مین مال کی حفاظت کی ہو اوسکا کرایہ اصل مال پر زیادہ نکرے پس اگر مشتری اول مرابحت کیصورت مین دغا کرے (یعنے قیمت زیادہ بتلاوے اور اوسپر نفع لینا چاہے) تو مشتری دوم کو اختیار ہے اگر چاہے کل قیمت کو جو اول مشتری بتاتا ہے چیز لیلے

باب تولیہ و مرابحت کے بیان مین

یا واپس کر دی لیکن اگر تولیہ مین خیانت معلوم ہو تو جسقدر مشتری اول نے دام زیادہ کہی ہون اوتنے کم کرکے حوالہ کرے۔ اور جو شخص کہ کوئی تہان وغیرہ خریدے اور پہر اُسکو مرابحت یعنی نفع سے بیچے (مثلاً سو کو خریدا اور بیس نفع کے ٹہراکر ۱۲۰ کو بیچا) اور پہر اُسکو بعوض سو کے خود مول لے لیا اب اگر اوسکو کسیکے ہاتہہ نفع ٹہراکر بیچے تو چاہئے کہ پہلی دفعہ کی فروخت مین جو نفع لیا تہا اُسکو اس دوبارہ کی قیمت مین سے منہا کر دی اور باقی کو اصل مال سمجہے مثلاً مثال مذکور مین اصل مال اسّی تصور کرے یعنی پہلے جو بیس روپیہ نفع لیچکا ہی وہ اُس سو مین سی منہا کر دی) اور اگر پہلے کا نفع ثمن کی برابر خواہ زائد ہو تو مشتری کو نچاہئے کہ اوسکو نفع ٹہراکر بیچے (بلکہ ازسرنو جتنے کو چاہے فروخت کرے مثلاً اوپر کی مثال مین اگر اول بار اُسنے سو کو خرید کر ۱۲۰ کو بیچا پہر خرید کر ۱۵۰ کو اور پہر خرید کر ۱۳۰ کو تو تینون دفعہ کا نفع ملکر پوری سو روپیہ ہو گئی جو اصل دام تہا تو اُسکو تعین مرابحت نہین کر سکتا اسلئے کہ اصل مال اب کچہہ نہین رہتا) اگر غلام کو مالک کی اجازت تجارت کے لیے ہے اور غلام مذکور قرضدار ہو اور ایک کپڑا دس روپیہ کو لیکر اپنے آقا کے ہاتہہ پندرہ کو بیچے تو مالک اگر اُس کپڑے کو مرابحت پر بیچنا چاہی تو اصل مال دس روپیہ قرار دی اور ایسا ہی اسکا عکس ہے (یعنے اگر مالک دس کو لیکر غلام کے ہاتہہ پندرہ کو بیچے اور وہ غلام کے نفع پر بیچنا چاہے تو اصل قیمت دس ٹہاوے پندرہ نہ کہے) اور اگر خریدار مضارب ہو (جو دوسرے کے روپیہ سی نصف نفع پر تجارت کرتا ہی یعنی مضارب دس کو مول لے) اور مالک مال (کے ہاتہہ پندرہ کو بیچدے تو مالوالے کو چاہئے کہ اگر اُسکو مرابحت پر بیچے تو ساڑہے بارہ روپیہ اصل قیمت ٹہاوے (اسلئے کہ صورت اول مین گویا غلام

اور مالک ایک ہی ہین غلام کا خریدنا بعینہٖ مالک کا خریدنا ہی اور غلام نے دس کو لیا تھا
تو آقا کو اوسی دس پر نفع لینا چاہیے اور دوسری صورتین مضارب اور مال والا
دو شخص ہین اور پہلے عقد مین جو مضارب نے مالک مال سے کیا ہی پانچ روپیہ نفع کے ہوئے
جنمین سے آدہا یعنی اڈہائی مالک مال کو حاصل ہوئے پس اگر اب بیع مرابحت پر بیچے تو
نفع اول کو اصل سے منہا کر دے یعنی پندرہ مین سے اڈہائی نکال ڈالے باقی ساڑہے
بارہ کو اصل بیان کرے اور صورت اول مین غلام کے قرضدار ہونیکی قید اسلیے ہے
کہ اسکا بیچنا کسی چیز کو مالک کے ہاتھ درست ہو ورنہ اگر غلام قرضدار نہو تو جو اسکی
ملک مین ہوگا وہ مالک ہی کی ملک ہوگی اور اگر مبیع مین کچھ نقصان خود ہو گیا ہو یا
لونڈی مدخولہ تہی اُس سے صحبت کر لی تو مرابحت بدون ان باتون کے بیان کرنے
کے درست ہے اور اگر مشتری نے خود اوسمین کوئی نقصان کر دیا ہو یا لونڈی باکرہ تہی
اُس سے ہم بستر ہوا ہو تو اسصورتمین بیان کر دینا چاہیے (اب نفع پر بیچے) ایک چیز کو
ہزار روپیہ کو قرضاً مول لیا اور سو کے نفع پر اُسکو فروخت کر دیا اور یہہ نکہا کہ مین نے
قرضاً ہزار کو لی ہے تو مشتری ثانی کو اختیار ہے چاہے لے چاہے نہ لے جب کہ
اُسکو معلوم ہو جاوے کہ یہہ چیز ہزار کو قرضون لی ہے نہ نقدون اور اگر مبیع کو مشتری
ثانی تلف کر دے بعد اُسکی خرید مشتری اول کا حال معلوم ہو تو اوسکو گیارہ سو دینے
لازم آوینگے اور یہی حال تولیہ کا ہے) کہ اگر مبیع کے ہوتے ہوئے مشتری دوم
کو خیانت مشتری اول کی معلوم ہو گی تب تو اختیار ہوگا اور اگر مبیع کو تلف کرنیکے
بعد خیانت پر مطلع ہوگا تو وتنے ہی دام دینے پڑینگے) اگر زید نے عمرو سے کہا کہ جتنے
کو یہہ چیز مجکو پڑی ہی وتنے کو تیرے ہاتھ بیچتا ہون اور عمرو کو معلوم نہین کہ زید کا

کتنا خرچ ہوا تو بیع فاسد ہے اور اگر گھوڑی کی تہ بندی مین معلوم ہو جاوے کہ
اُس گھوڑی کے تہ کو اُسکو چھپایا ہے گا ریاہے آ تنے ہی کو خرید لے یا جانے دے

فصل واضح ہو کہ منقول اُس مال کو کہتے ہین جو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجا سکین
جیسے گھوڑا بکری چاندی سونا برتن وغیرہ ہین اور غیر منقول وہ ہے کہ ایک ہی جگہہ
ہو جیسے زمین اور حویلی اور باغ وغیرہ پس غیر منقول کی بیع قبضہ مین لانے سے
پیشتر درست ہے یعنی مشتری اوسکو خرید کر بدون قبضہ مین لانیکے بھی بیع کر سکتا
ہے اور منقول کی بیع قبضہ سے پیشتر درست نہین اور اگر ایسی چیز کو خرید کرے جو
ناپ سے ناپی جاتی ہے تو مشتری کو اُسکو بیچنا اور کہانا حرام ہے جبتک کہ اُسکو ناپ لے
اور ایسا ہی حال ہے اُن چیزون کا جو وزن کی رو سے یا شمار کے اعتبار سے خریدے
لیکن اگر گز کی ناپ کے اعتبار سے خریدی تو اُسکا یہہ حال نہین یعنی اگر وزن کی چیز کو
وزن کے طور پر یا شمار کی چیز کو شمار کے اعتبار سے خرید کرے تو مشتری کو اُسکا استعمال کرنا بیجا ہے
جبتک کہ وزن یا شمار نکرلے بخلاف گز گت کے اعتبار کی مبیع کے کہ بدون گز گت
کے اُسکا استعمال درست ہے اور ثمن مین قبضہ کرنے سے پیشتر تصرف کرنا مثلاً اُسکو ہبہ کر دینا
یا بیع کرنا درست ہے اور ثمن مین زیادتی کرنی یا کمی کرنی درست ہے یعنی جتنا ٹھہرا تہا
اُس سے اگر مشتری زیادہ دیوے یا بایع کچہہ کم لیوے تو جائز ہے اور جائز ہے مبیع
مین کچہہ بڑہا دینا یعنے بایع اگر مبیع مین کچہہ اوپر اون بڑہا دے تو درست ہے اور
استحقاق بایع اور مشتری کا اُس زیادتی مین متعلق ہو جاتا ہے یعنے قیمت یا مبیع
مین زیادہ کر دینے سے بایع یا مشتری کل کا مستحق ہو جاتا ہے گویا اصل عقد اتنی ہی
چیز کا ہوا تہا اور واضح رہے کہ سوای قرض کے اور طرح کے دین کی مدت مقرر کرنی

درست ہی (یعنے قرض کے سوا اور طرح کا دین اگر کسیکا ایک شخص کے ذمہ ہو مثلاً کسی چیز کی قیمت دینی ہو تو اُسکے واسطے اگر مدت کر دیگا تو مدت لازم ہو جاویگی مدت کے اندر تقاضا نہو سکیگا بخلاف قرض کے کہ اُسکی مدت کری یا نکری قرضخواہ جب چاہے تقاضا کرسکتا ہے)

باب ربوا (یعنے سود) کے بیان مین - ربوا مال کی اُس زیادتی کو کہتے ہین جو مال کو مال سی بدلنی مین بدون عوض ہو ربوا کے پائی جانے کی وہ چیزین ہین جنمین مقدار اور جنس ایک ہو (مقدار کے ایک ہونے سی یہہ غرض ہے کہ دونو چیزین ناپ سی ناپی جاوین یا وزن سی تولیجاتی ہون اور جنس کے ایک ہونے سی یہہ مراد ہی کہ دونو ایک ہی قسم کے مال ہون) پس جن چیزونکی مقدار اور جنس ایک ہون اُنمین زیادتی اور ادہار دونون حرام ہین (جیسے گیہون کو گیہون کے عوض بیچے تو اگر کم زیادہ ہونگے جب بہی ناجائز ہونگے اور آج دی اور مدت کے بعد عوض کے گیہون لے یہہ بہی حرام ہوگا ایسا ہی حال ہے اگر جو کو جو کے عوض اور روپیہ کو روپیہ کے عوض اور اشرفی کو اشرفی کے عوض بیع کریں کہ دونو طرف مین چیزین مقدار اور جنس کی راہ سی ایک ہین تو اگر انکی بیع مین وزن کی کمی و بیشی ہوگی یا اُدہار بیچی جاوینگی تو ربوا لازم آویگا اور بیع حرام ہوگی -) اور اگر دونون چیزین ایسی ہونگی کہ صرف مقدار مین ایک ہون اور جنس مین مختلف یا جنس مین ایک ہون اور مقدار مین مختلف تو انمین اُدہار حرام ہی زیادتی حرام نہین (مثلاً گیہون جو کے عوض بیچی جاوین تو اُسیوقت دی اور اُسیوقت عوض لے ادہار کریگا تو حرام ہوگا لیکن اگر کم زیادہ ہون مثلاً گیہون سیر بہر ہون اور جو دو سیر تو کچہہ مضایقہ نہین اور اتحاد جنس کی مثال جیسے ہرات کا ایک کپڑا دوسرے کے بدلے بیچنا تو نہین بہی اودہار حرام ہوگا نہ زیادتی) اور جو چیزین ایسی ہون کہ نہ مقدار مین ایک ہون نہ جنس مین

ایک تو انمین زیادتی اور ادہار دونو حلال ہین (مثلاً کپڑا روپیہ کے بدلے یا غلہ اشرفی
روپیہ کے بدلے بیچے تو زیادتی بہی درست ہی اور یہہ بہی ضرور نہین کہ اِسی ہاتہہ دے اُس
ہاتہہ لے بلکہ اُدہار بیچنا بہی جائز ہے) اور جو چیزین کہ ناپی جاتی ہین مثلاً گیہون و جو وغیرہ
غلہ کے اقسام اور نمک اور خرما اور جو چیزین تولی جاتی ہین جیسے چاندی سونا اور جو
رطل سے منسوب ہین اُن چیزونکو انہین کی جنس سے برابر برابر فروخت کرنا درست ہے کمی
بیشی کے ساتھہ درست نہین اور کہرا کہوٹا انمین ایک حکم رکہتا ہی (یعنے یہہ نہین
ہوسکتا کہ کہری چیز کم لیجاوے اور کہوٹی اُسکے عوض مین زیادہ دیجاوے۔ اور اِن
چیزونمین معین ہونا معتبر ہے یہہ ضرور نہین کہ بایع اور مشتری مبیع اور ثمن پر قبضہ
بہی کرلین (یعنے اگر گیہون کے عوض گیہون بیچے جاوین تو دونو کو معین کردینا مجلس عقد
مین معتبر ہے یہہ ضرور نہین کہ اُسیوقت قبضہ بہی کرلین) اور یہہ صورت عقد صرف کے
سوا ہے (یعنے اگر مبیع اور ثمن دونو ثمن کی چیزین ہون مثلاً روپیہ اشرفی ہون یا
چاندی سونا تو اِسصورت مین مجلس عقد مین بایع اور مشتری کا قبضہ کرنا شرط ہی) ایک
مٹہی غلہ کو اُسیکی دو مٹہی کی عوض اور ایک سیب کو دو کے عوض اور ایک انڈے یا
اخروٹ یا خرما یا پیسے کو انہین سے دو کے عوض بیچنا درست ہی (اسلیئے کہ اِن چیزونمین ناپ
اور تول جو ربوا کا سبب ہے پایا نہین جاتا) گوشت کو جانور کے عوض اور گزری کو دودہ کے
عوض بیچنا اور پختہ خرما کو پختہ کے عوض خواہ خشک کے عوض جو وزن مین برابر ہون
بیچنا درست ہی (کمی بیشی کے ساتھہ درست نہین) اور انگور کو انگور خواہ کشمش کے
عوض بیچنا اور مختلف گوشتونکو ایکدوسرے کے عوض کمی بیشی سے بیچنا درست ہی گائے کے
دودہ کو بکری کے دودہ کے عوض اور خرما کے سرکہ کو انگوری سرکہ کے بدلے

اور بیچنا [illegible] ساتھہ سپنی کو چکتی کی چربی یا گوشت سے اور روٹی کو گیہون خواہ آٹے
[illegible] کے ساتھہ درست ہی۔ گیہون کو آٹے کے بدلے خواہ ستوون کے
[illegible] نہیں۔ زیتون اور تلون کو تیل کے بدلے میں بیچنا درست
نہیں ہی جبتک کہ تیل کی مقدار اُس تیل سی زیادہ نہو جو زیتون اور تلو مین ہی کیونکہ
اسصورت مین جسقدر تیل زیادہ ہوگا وہ دونو کی کہلی کے عوض ہو جاویگا روٹی کو وزن
سی قرض لینا چاہیے نہ شمار سے اسلیے کہ روٹیو مین فرق بہت ہوا کرتا ہی تو کمی بیشی کا
احتمال ہے) مالک اور غلام مین اور مسلمان اور حربی مین دار الحرب کے اندر ربا
ثابت نہین ہوتا؛

باب (اُن) حقوق کے بیان مین جو بیع مین داخل ہو جاتے ہین اور جو داخل نہین ہوتے

باب اُن حقوق کے بیان مین جو بیع مین داخل ہو جاتے ہین اور جو داخل نہین ہوتے

بیت یعنی حجرہ کو مع اوسکے کل حقوق کے خرید کرنے مین بالاخانہ داخل نہین ہوتا
اور منزل (یعنے مکان کی خرید مین بھی بالاخانہ داخل نہین ہوتا جبتک یہہ نکہا جاوے کہ
مع تمام حقوق مکان کے خریدا یا اُسکے تمام منافع سمیت مول لیا یا تھوڑی بہت
چیز جو اُس مکان مین ہی یا اُس سی متعلق ہے اوسکے ساتھہ مول لیا تو ایسی طرح
ذکر آجانے سے بالاخانہ بھی داخل ہو جاتا ہی اور دار [illegible] کی خرید مین بالاخانہ
بدون ذکر کیے داخل ہو جاتا ہی جیسے مکان کی خرید مین بالاخانہ داخل ہی مگر گہر کی خرید
مین سایبان شامل نہین جبتک کہ مع کل حقوق نکہا جاوے (واضح ہو کہ بیت کوٹہری
کو کہتے ہین جسمین دروازہ اور چہت ہو اور منزل مکان کو کہتے ہین جسمین کوٹہریان
اور دالان اور آنگن ہون اور دار اوس گہر کو کہتے ہین کہ اُسمین مکان اور آنگن اور
اصطبل اور پاخانہ اور سب ضروری حاجت کی چیزین ہون) زمین کی بیع مین راستہ

اور پانی بہنے کی جگہہ اور گھاٹ داخل نہین ہوتے جبتک کہ اسی طرح نہ کہا جاوے
کہ کل حقوق کے ساتھہ بیع کیا بخلاف کرایہ کے یعنے اگر زمین خواہ مکان کو بدون
ذکر کل حقوق کے کرایہ لے تو اشیا مذکورہ داخل کرایہ ہوجاتی ہین

باب مبیع اگر کسی دوسرے کی نکل آوے اور وہ مدعی ہو اوسکے بیان مین

اول یہہ جاننا چاہیے کہ گواہ ایسی حجت ہین جو سب لوگونپر قایم ہوسکتے ہین یعنے انسے
سے لوگون پر مدعی کا دعوی ثابت ہوجاتا ہے مگر اقرار ایسا نہین وہ اقرار کرنیوالے
ہی پر کچھہ ثابت کرتا ہے دوسرے پر اُس سے کچھہ نہین ثابت ہوتا بلکہ اوسکے دعوی مین
تناقض اور خلاف پایا جانا ممنوع ہے لیکن آزادی اور طلاق اور نسب مین تناقض کا
ہونا کچھہ مضایقہ نہین مثلا اگر ایک لونڈی خریدی اور پہر دعوی کیا کہ یہہ مدعی کی
ملک ہے تو یہہ دعوی ممنوع اور غیر مقبول ہے اسلیے کہ خریدنے پر جرأت کرنی دلیل اسبات کی ہے کہ
اوسکے عندیہ مین لونڈی بایع کی ملک ہے نہ غیر کی اب جو زید کی بتاتا ہے تو ملک کے دعوے
مین خلاف ہوا اسی جہت سے مقبول نہین اور اگر لونڈی خریدکر اپنے قبضہ مین لایا اور پہر
مدعی ہوا کہ یہہ [illegible] کی آزاد کی ہوئی ہے تو آزادی کے باب مین اُسکا دعوی باوجود تناقض
کے مقبول ہے اسیطرح اگر کوئی عورت مال کے عوض شوہر سے خلع کرلے پہر دعوی کرے کہ
شوہر نے خلع سے پیشتر مجکو تین طلاقین دی ہین تو یہہ دعوی بھی باوجود تناقض کے مقبول
ہوگا ایسا ہی اگر بایع غلام کو بیچکر مشتری کے حوالہ کرے بعد اُسکے مدعی ہو کہ وہ غلام میرا بیٹا
ہے تو گو تناقض پایا جاتا ہے مگر دعوی نسب کا سنا جاویگا اگر بکی ہوئی لونڈی بچہ جنے
پہر گواہون سے یہہ ثابت ہو کہ یہہ کسی دوسرے کی ہے یعنے زید مثلا گواہون سے ثابت
کردے کہ یہہ میری لونڈی ہے بایع کی نہین تھی جو بیچڈالی تو وہ لونڈی اور بچہ دونون

زیدکو ملینگے (اسلئے کہ گواہ چلتی ہوئی حجت ہین غیر پر) تو لونڈی اور بچہ دونو کی ملک ثابت ہوگی اور اگر مشتری خود اقرار کرے کہ یہہ لونڈی زید کی ہے تو (اسصورت مین) بچہ لونڈی کے ساتھہ نہوگا (اسلئے کہ اقرار ادہوری حجت ہی) اگر زید نے مشتری سے کہا کہ تو مجکو خرید لے کہ مین غلام ہون اور مشتری نے خرید لیا پہر معلوم ہوا کہ وہ آزاد ہی پس اگر بایع موجود ہو یا موجود نہو مگر اوسکی جگہہ اور پتا معلوم ہو تب تو مشتری کا زید پر کچہہ دعوی نہین (بلکہ بایع پر دعوی ہوگا) اور اگر بایع کا ٹھکانہ معلوم نہو تو مشتری اپنے دام زید سے لے اور وہ بایع سے پہرے بخلاف رہن کے (یعنی اگر کوئی شخص زیدکو جو اقرار اپنی غلامی کا کرے گرو رکہہ دے اور بعد اسکے آزاد نکلے تو خواہ راہن موجود ہو یا نہو مرتہن زید سے کچہہ نہ لے بلکہ راہن سے اپنے دام لے) زید نے ایک مکان مین کچہہ اپنا حق بیان کیا اور صاحب مکان نے اوس سے سو روپیہ دیکر صلح کر لی پہر وہ مکان تہوڑا سا عمرو کا نکلا تو مکان والا زید سے کچہہ نہ پاویگا لیکن اگر زید تمام مکان کا دعوی رکہتا تہا اور مالک نے سو دیکر اسکو راضی کیا اور پہر کچہہ مکان عمرو کا نکلا تو مالک مکان زید سے اسقدر دام حصہ رسد پہیر لے جتنا کہ عمرو کا استحقاق ہو (یعنی اگر عمرو نے آدہا مکان لیا ہو تو زید سے پچاس پہیر لے اور جو تہائی ہو تو پچیس —

فصل اگر کوئی شخص غیر کی ملک کو فروخت کردے تو مالک کو اختیار ہے چاہے بیع توڑ دے یا جائز رکہے اور قیمت خود لیلے مگر جائز رکہنا (اوسصورت مین ہے) کہ بایع اور مشتری اور مبیع اور خود مالک موجود ہون (اور اگر ان چارو مین سے کوئی ہلاک ہوجاویگا تو بیع کا جائز ہونا نہو سکیگا مالک تو زیادہ ہی پڑیگا اور قایم رہنا ثمن کا (یہی شرط ہے بیع کے جائز رکہنے مین اگر ثمن اسباب ہو اگر بایع نے کسیکا غلام غصب کرکے

فصل

بیچڈالا اور مشتری نے اُسکو آزاد کر دیا پہر مالک غلام نے غاصب کی بیع کو درست رکہا تو مشتری کا آزاد کر دینا بہی درست ہوا (وہ غلام آزاد رہیگا) لیکن (اگر مشتری نے غلام مذکور کو پہر غاصب کے ہاتہہ بیچدیا اور مالک نے اول بیع کو جائز رکہا تو مشتری کی (بیع ثانی) جائز نہوگی) اور اگر غلام مذکور کا ہاتہہ مشتری کے پاس کسی نے کاٹ ڈالا اور مالک نے غصب کی بیع کو درست رکہا تو تاوان ہاتہہ کاٹنے کا مشتری کو ملیگا اور مشتری کو چاہیے کہ تاوان اگر نصف قیمت غلام سے زیادہ ہو تو اُسکو فقیرون پر خیرات کر دے (اسلئے کہ اس مشتری کا حق اوتنا ہی ہے جو غلام مذکور کی نصف قیمت ہے زیادہ حق نہین) اگر زید نے عمرو کا غلام بدون اُسکی اجازت کے بکر کے ہاتہہ بیچڈالا پہر بکر نے گواہ گذرانے کہ زید نے اقرار کیا تہا کہ مالک نے مجہکو اجازت بیع کی نہین دی یا گواہون سے مالک نے یہہ ثابت کیا کہ مین نے اجازت نہین دی اور اس گواہی سے بکر اُس غلام کو ہٹانا چاہے زید پر تو مقبول نہوگی (اسواسطے کہ یہہ گواہی خرید کرنیکی ہمشیدستی کے خلاف ہے) اور اگر بائع خود قاضی کے یہان اقرار کرے کہ مجہکو مالک کی اجازت نہ تہی تو بیع ٹوٹجاویگی اگر مشتری توڑنیکی درخواست کرے اگر بائع نے غیر کا مکان بیچڈالا اور مشتری نے اُسکو اپنے مکان مین ملا لیا تو بائع کو اُس مکانکی قیمت مالک کے حوالہ کرنی نہ پڑیگی (یعنے جس صورتمین کہ بائع اقرار کرے کہ مین نے مکان زبردستی لیکر بیچڈالا اور مشتری اُسکو چہوڑتا نہین)

باب سَلَم یعنی بدہنی کے بیانمین

(کہ قیمت اول دیجاوے اور مبیع کچہہ دنون کے بعد آیندہ لیجاوے) جن چیزونکی صفت بیان کر دینی اور اونکی مقدار کا معلوم ہوجانا ممکن ہو اونمین سَلَم درست ہے اور جنمین صفت کا بتانا اور مقدار کا جتانا غیر ممکن ہے

زید کو ملینگے (اسلیے کہ گواہ چلتی ہوئی حجت ہین غیر پر) تو لونڈی اور بچہ دونوں کی ملک ثابت ہوگی اور اگر مشتری خود اقرار کرے کہ یہہ لونڈی زید کی ہے تو (اسصورت مین) بچہ لونڈی کے ساتھہ نہوگا (اسلیے کہ اقرار ادہوری حجت ہی) اگر زید نے مشتری سے کہا کہ تو مجکو خرید لے کہ مین غلام ہون اور مشتری نے خرید لیا پہر معلوم ہوا کہ وہ آزاد ہی پس اگر بایع موجود ہو یا موجود نہو مگر اوسکی جگہہ اور پتا معلوم ہو تب تو مشتری کا زید پر کچہہ دعوی نہین (بلکہ بایع پر دعوی ہوگا) اور اگر بایع کا ٹھکانہ معلوم نہو تو مشتری اپنے دام زید سی لے اور وہ بایع سے پہرے بخلاف رہن کے (یعنے اگر کوئی شخص زید کو جو اقرار اپنی غلامی کا کرے گرو رکہدے بعد اسکے آزاد نکلے تو خواہ راہن موجود ہو یا نہو مرتہن زید سے کچہہ نہ لے بلکہ راہن سے اپنے دام لے) زید نے ایک مکان مین کچہہ ناحق بیان کیا اور صاحب مکان نے اُس سے سو روپیہ دیکر صلح کر لی پہر وہ مکان تہوڑا سا عمرو کا نکلا تو مکان والا زید سے کچہہ نہ لیگا لیکن اگر زید تمام مکان کا دعوی رکہتا تہا اور مالک نے سنو دیکر اسکو راضی کیا اور پہر کچہہ مکان عمرو کا نکلا تو مالک مکان زید سے اسقدر دام حصہ رسد پہیر لے جتنا کہ عمرو کا استحقاق ہو (یعنے اگر عمرو نے آدہا مکان لیا ہو تو زید سے پچاس پہیر لے اور جو تہائی ہو تو پچیس[۲۵]

فصل اگر کوئی شخص غیر کی ملک کو فروخت کردے تو مالک کو اختیار ہے چاہے بیع توڑ دے یا جائز رکہے اور قیمت خود لیلے مگر جائز رکہنا (اسصورتمین (ہے) کہ بایع اور مشتری اور مبیع اور خود مالک موجود ہون (اور اگر ان چارونمین سے کوئی ہلاک ہوجاویگا تو بیع کا جائز ہونا نہو سکیگا بلکہ بیع ٹوٹ جاویگی) اور قایم ہونا ثمن کا (بہی شرط ہی) بیع کے جائز رکہنے مین اگر ثمن اسباب ہو۔ اگر بایع نے کسیکا غلام غصب کرکے

فصل

بیچڈالا اور مشتری نے اُسکو آزاد کر دیا پہر مالک غلام نے غاصب کی بیع کو درست
رکہا تو مشتری کا آزاد کر دینا بہی درست ہوا (وہ غلام آزاد رہیگا) لیکن (اگر
مشتری نے غلام مذکور کو پہر غاصب کے ہاتہہ بیچدیا اور مالک نے اول بیع کو جائز رکہا تو
مشتری کی (بیع ثانی) جائز نہوگی اور اگر غلام مذکور کا ہاتہہ مشتری کے پاس کسی نے
کاٹ ڈالا اور مالک نے غصب کی بیع کو درست رکہا تو تاوان ہاتہہ کاٹنے کا
مشتری کو ملیگا اور مشتری کو چاہیئے کہ تاوان اگر نصف قیمت غلام سے زیادہ ہو تو اُسکو
فقیرون پر خیرات کر دے (اسلئے کہ اس مشتری کا حق اوتنا ہی ہے جو غلام مذکور کی نصف
قیمت ہے زیادہ حق نہین) اگر زید نے عمرو کا غلام بدون اُسکی اجازت کے بکر کے
ہاتہہ بیچڈالا پہر بکر نے گواہ گذرانے کہ زید نے اقرار کیا تہا کہ مالک نے مجکو اجازت
بیع کی نہین دی یا گواہون سے مالک نے یہہ ثابت کیا کہ مین نے اجازت نہین دی ہے
اس گواہی سے بکر اُس غلام کو پہیرنا چاہے زید پر تو مقبول نہوگی (اسواسطے کہ یہہ
گواہی خرید کرنیکی پیشدستی کے خلاف ہے) اور اگر بائع خود قاضی کے یہان اقرار
کرے کہ مجکو مالک کی اجازت نہ تہی تو بیع ٹوٹ جاویگی اگر مشتری توڑنیکی درخواست کرے
اگر بائع نے غیر کا مکان بیچڈالا اور مشتری نے اُسکو اپنے مکان مین ملا لیا تو
بائع کو اُس مکانکی قیمت مالک کے حوالہ کرنی نہ پڑیگی (یعنے جس صورت مین کہ بائع اقرار
کرے کہ مین نے مکان زبردستی لیکر بیچڈالا اور مشتری اُسکو چہوڑتا نادی)

باب سلم یعنی بدہنی کے بیان مین (کہ قیمت اول دیجاوے اور مبیع کچہہ دنون کے
بعد آئندہ لیجاوے) جن چیزونکی صفت بیان کر دینی اور اونکی مقدار کا معلوم ہو جانا
ممکن ہو اونمین سلم درست ہے اور جنمین صفت کا بتانا اور مقدار کا جتانا غیر ممکن ہے

اُنمین یہہ بہی درست نہین اِس سے یہہ نکلا کہ ناپ کی چیزین اور تول کی چیزین جو ثمن ہون (یعنے ثمن کی عوض بکتی ہین) اُنمین سلم درست ہی اِس قید سے روپیہ اشرفی نکل گئے کیونکہ وہ خود ثمن ہین گو تول کی چیزین ہین اور شمار کی چیزونمین جو قریب قریب ایک سی ہون مثلاً اخروٹ اور انڈے اور پیسے اور کچی اور پکی اینٹ بشرطیکہ اُنکا سانچا معلوم ہو اور گز سے نپی ہوئی چیزونمین مثلاً کپڑے مین بشرطیکہ گز گنتی اور صفت اور بناوٹ معلوم ہو سلم درست ہی مترجم کہتا ہی کہ پیسونمین جو سلم مذکور ہی اُن سے مراد غیر مروج پیسے ہین اور مروج پیسے امام محمد صاحب کے نزدیک ثمن مین داخل ہین اُنکی بیع سلم درست نہین اور جانورون اور اونکے ہاتھہ پانون اور سری مین اور چمڑی مین شمار کی رو سے اور لکڑی مین گٹھے کے اعتبار سے اور ترکاریونمین گڈیون سے اور جواہر اور موتیون مین سلم ناجائز ہی جو چیز معاملہ کیوقت خواہ ادا کرنیکے وقت موجود نہو اُسمین سلم درست نہین تازی مچھلیونمین سلم درست نہین ہان اگر نمک لگا کر اُسکو سکھا لیا ہو تو وزن سے اُنمین سلم جائز ہی اور گوشت مین سلم درست نہین جس پیمانہ اور گز کی مقدار معلوم نہو اُس سے سلم درست نہین کسی خاص گانو کے گیہون وغیرہ مین یا خاص درخت کے میوہ مین سلم درست نہین اسلئے کہ ہو سکتا ہی کہ اُسمین کچھہ پیدا نہو سلم کی درستی کے لئے یہہ شرطین ہین اوّل جس چیز مین سلم کرنی ہے اُسکی جنس کا بیان (کہ گیہون ہین یا دوسری جنس) دوم اُسکی نوع کا بیان (کہ بارانی ہونگے یا چاہی) سوم اُسکی صفت کا بیان (کہ موٹے ہونگے یا پتلے) چہارم مقدار (کہ ناپ مین یا تول مین کتنے ہونگے) پنجم مدت (ادا کرنیکی کہ کب وے چیز دیجاوینگے اور کمتر مدت ایک مہینہ ہی) ششم جو چیز پیشگی دیجاوے اُسکی مقدار باعتبار ناپ یا تول یا شمار کے بیان ہونی چاہیے (کما فے الہدایہ)

مثلاً دینے ہین ۔ ہفتم وہ جگہہ جہان سلم کی چیز ادا ہوگی بشرطیکہ ایسی چیز ہو جسمین
بار برداری چاہئے اور اگر بار برداری کی حاجت نہو تو جگہہ کے بیان کی حاجت
نہین جہان چاہے وہان حوالہ کرے آٹھوین اصل مال (جسکے بدلے سلم ٹھہری ہے)
اوسکو ایکدوسری سی جدا ہونیکے پیشتر سی لینا ہی پس اگر بدلے گیہون کے ہی بیس روپیہ
ٹھہرے اور دس نقد دئے اور دس ادہار رکہے تو ادہار کے دس کی سلم باطل ہوگئی
اسلئے کہ آٹھوین شرط جاتی رہی گئی (راس المال اور سلم والی چیز ہین قبضہ کرنیسے پیشتر تصرف
کرنا درست نہین یعنی کسی دوسرے کو شریک کر لینا خواہ دوسرے کے ساتھہ تولیہ وغیرہ کرنا
درست نہین ۔ اگر زید نے عمرو سے بیع سلم کی پہر اُسکو اقالہ کیا تو زید عمرو سے اپنے راس
المال کے بدلے مین کوئی دوسری چیز نلے بلکہ جو مال عمرو کو دیا ہو وہی پہیر لے کہ
اُسکا بدل لینا جائز نہین اور اس مسئلے مین امام شافعی رح کا خلاف ہی اور دلیل امام اعظم رح کی
قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ نہ لیوے سوای سلم کے یا اپنے راس المال کے اگر زید نے
عمرو سے گیہون مین سلم کی اور عمرو نے ایک پیمانہ گیہون کا مول لیا اور زید سی کہا کہ اس
پیمانہ کو قبضہ کر لو اپنے حق مین تو یہہ درست نہو گا لیکن یہہ صورت قرض مین درست
ہے (یعنی اگر زید کا قرض عمرو پر ایک پیمانہ ہو اور عمرو پیمانہ خرید کر زید سے کہدے کہ
اپنے قرض مین اسکو بایع سی جا کر لے تو درست ہوگا) یا یہہ کہ عمرو زید سی کہے کہ جس
مال مین سلم ہوئی ہو اوسکو میری طرف سی جا کر قبضہ کر لو اور پہر اپنی طرف سی قبضہ کر لینا
اور زید نے ایسا ہی کیا تو یہہ قبضہ کرنا بہی درست ہے اور اگر زید عمرو سے کہے
کہ سلم کا غلہ میرے برتن مین ناپ دو اور عمرو اوسکے برتن مین ناپ دے اور زید موجود نہو
تو یہہ قبضہ ۔۔۔ بخلاف مبیع کے (کہ اگر مشتری بایع سے کہے کہ غلہ مبیع میرے

برتن سے ناپدی اور وہ مشتری کے پیچھے اوسکے برتن سے ناپ لیگا تو درست ہوگا (یعنے قبضہ مشتری)
اگر ایک لونڈی دیکر زید نے عمرو سی گیہون کے بدھنی کی اور عمرو نے لونڈی پر قبضہ
کرلیا پھر دونو نے اُس سلم کو توڑ ڈالا اور بعد اقالہ کے وہ لونڈی (عمرو کے پاس) مرگئی تو اقالہ درست
ہوگا اور اگر پہلے اقالہ سے مرجاوی تب بھی اقالہ باقی رہتا ہے اور عمرو کو قیمت دینی
پڑیگی اور اس حکم کا عکس ہے اگر لونڈی کو عمرو نے ہزار کو خرید کیا ہو زید سے یعنے خرید
کی صورتین اگر مرجاوی اور بایع اور مشتری اوسکو مرنے سی پہلے یا پیچھے اقالہ کرین
تو دونو صورتین اقالہ باطل ہوجاتا ہی اور اگر بیع سلم مین ایک دعوی کرے کہ خراب
چیز ٹھہری تھی اور دوسرا انکار کرے یا ایک کہے کہ اوسکے واسطے مدت ٹھہری تھی اور
دوسرا منکر ہو تو قول اوسکا معتبر ہوگا جو مدعی خراب ہونیکا یا مدت کے ٹھہرنیکا ہو اور جو انکار کا منکر
ہوگا اوسکا قول معتبر نہوگا اسلئے کہ مدعیکا قول معاملہ سلم کے موافق ہے کہ سلم مین
بیان صفت اور بیان مدت ضرور ہوتا ہی اور منکر کا قول اوسکے خلاف ہے اور بدھنی
طشت و موزہ اور آفتابہ جیسی چیزونمین درست ہی اور ایسی چیزونکو کاریگر سے
سائی پر بنوانا بھی جائز ہے مگر بنوانے والیکو دیکھنی پر اختیار ہے (چاہی لے یا
نہ لے) اور کاریگر کو اختیار ہی کہ بدون بنوانیوالیکے دیکھے اپنی چیز دوسرے کے ہاتھ
فروخت کردی اور اگر ان چیزونکو بنا کر دینے کا کوئی وقت معین کردیا جاوے تو اوسکا
حال بیع سلم کا سا ہوگا ۞

مسائل متفرقہ (یعنے بیع کے مختلف مسئلے) کتے اور چیتے اور درندہ جانورون

اور پرندون کی بیع درست ہی۔ ذمی سوا شراب اور سور کے اور بیوعمین مثل
مسلمانکی ہے (سور اور شراب کی بیع مسلمانکو درست نہین اور ذمی کو درست ہے)

مسائل متفرقہ

اگر عمرو نے بکر سے کہا کہ اپنا غلام زید کے ہاتھہ ہزار کو بیچڈال اس شرط سے کہ مین
ہزار کے سوا سو روپیہ کا تجکو ضامن ہون اور بکر نے ایسا ہی کیا تو بیع درست
ہوئی اور ضامن ہونا باطل ہے ہان اگر عمرو اتنا اور کہدے کہ قیمت سے (یعنے ہزار
کے سوا سو روپیہ کا قیمت سے ضامن ہون) تو اس صورت مین بکر کے ہزار تو زید پر ہونگے
اور سو عمرو پر۔ اگر لونڈی کا خاوند اپنی بیبی خریدے اور بعد خریدنیکے اُس سے صحبت
کرے تو یہہ صحبت کرنا حکم قبضہ کرنیکا رکہتا ہے دوسرے قبضہ کی حاجت نہین مگر
عقد نکاح (بدون صحبت کے) حکم قبضہ کا نہین رکہتا اگر زید نے غلام مول لیا اور
کہین چلا گیا اور بایع نے گواہ گذرانے کہ مین نے غلام کو زید کے ہاتھہ بیچا ہے اور دام
نہین پائے اور زید کا ٹہکانا پتا معلوم ہے کہ اوس جگہہ ہے تو اس صورت مین غلام
بایع کے قرضہ مین فروخت نہین کیا جائیگا اور اگر اُسکا پتا معلوم نہو کہ کہان گیا
ہے تو غلام مذکور بایع کا دام ادا کرنے کی بابت فروخت کر دیا جاویگا۔ اگر دو شخصون
نے ایک چیز مول لی اور ایک غائب ہو گیا تو موجود کو اختیار ہے کہ بایع کو کل دام دیکر
مبیع پر قبضہ کر لے اور اوسکو اپنے پاس رہنے دے جبتک کہ اپنے شریک سے اوسکے
حصہ کے دام نہ بہر لے اور جو شخص ایک لونڈی ہزار مثقال سونے چاندی کے
عوض فروخت کرے تو دونون نصف نصف ہونگے (یعنے پانسو سونے کے اور
پانسو چاندی کے) اور اگر کہرے داموں کے عوض مین کہوٹے بایع کے حوالہ کئے
اور وہ جاتے رہے تو دام ادا ہو گئے۔ اگر کسی شخص کی زمین مین پرندے بچے نکالین یا
انڈے دین یا ہرن رہنے لگے تو وہ اوسکے ہونگے جو اونکو پکڑے (خاص زمین
والیکے نہونگے) جو چیزین کہ شرط فاسد سے باطل ہو جاتی ہین اور شرط فاسد سے

انکو مشروط کرنا درست نہیں وہ یہہ ہین بیع اور قسمت اور اجارہ اور بیع فضولی
کی اجازت اور رجعت اور مال کی عوض صلح کرنی اور قرض سے بری کرنا اور
وکیل کو معزول کرنا اور اعتکاف کو اپنی ذمہ پر لازم کرنا اور کھیتی بلکر آپسمین کرنی اور
[illegible] بٹائی پر دینا اور کسی حق کا اقرار کرنا اور کسی چیز کو وقف کرنا اور کسیکو پنچ مقرر کرنا
اُنہان سب مین اگر شرط فاسد ہوگی یا شرط فاسد پر مشروط ہونگے تو عقد باطل ہوگا
اور جو چیزین شرط فاسد سے باطل نہیں ہوتین وہ یہہ ہین قرض اور ہبہ اور صدقہ
اور نکاح اور طلاق اور خلع اور آزاد کرنا اور گرو رکھنا اور وصیت کرنا اور کسی کو
اپنا وصی مقرر کرنا اور شرکت اور مضاربت اور قاضی کرنا اور امیر بنانا اور ضامن
ہونا اور حوالہ کرنا اور وکالت کرنا اور بیع کا اقالہ کرنا اور غلام کو مکاتب کرنا اور
اسکو تجارت کی اجازت دینی اور بچہ کے نسب کا دعوی کرنا اور جو خون دانستہ ہوا ہو
اُس سے صلح کرنی اور زخم سے صلح کرنی اور جزیہ دینے کا معاملہ کرنا اور بیع کی
واپسی کو عیب کے سبب یا شرط کے اختیار کے باعث پر مشروط کرنا اور قاضی کو
معزول کرنا ان سب صورتون مین اگر شرط فاسد سے مشروط کریگا تو معاملہ درست
ہوگا اور مشروط کرنا باطل ہوگا

باب بیع صرف یعنی نقد کو نقد کے عوض بیچنے کے بیان مین — صرف اُس
بیع کو کہتے ہین کہ ایک ثمن کو دوسرے ثمن کے عوض مین فروخت کرے مثلا روپیونکو
اشرفی کے عوض یا سونے چاندی کے عوض خواہ روپیہ کو روپیہ کے عوض لیں
اور دونو ایک جنس سے ثمن ہون مثلا روپیہ کو روپیہ کے عوض یا اشرفی کو اشرفی کے
عوض فروخت کرنا چاہین تو بیع کی درستی کے لئے شرط یہہ ہے کہ دونو تولمین برابر ہون

رکم زیادہ نہون اور بایع اور مشتری کا قبضہ مجلس عقد مین ہوجاوے اگرچہ
دونو چیزین خوبی اور کھراہٹ مین جدا ہون (مثلاً اگر چہرہ دار روپیہ کو لکھنو کے روپیہ سے
بدلین تو بیع اسوقت درست ہوگی کہ دونو وزن مین برابر ہون اور اوسی مجلس مین
قبضہ کرلیا جاوے گو سکہ اور کھراہٹ مین فرق ہو) اور اگر دو جنس کے ثمن کا مبادلہ ہے
(مثلاً روپیہ کو اشرفی کے عوض بیچنا منظور ہے) تو اسمین شرط صرف یہہ ہے کہ بایع اور
مشتری مجلس عقد مین قبضہ کرلین (وزن کی برابری شرط نہین) اس سے یہہ نکلا
کہ اگر سونے کو چاندی کے عوض اٹکل سے بیچین اور اوسی مجلس مین قبضہ کرلین تو
یہہ بیع درست ہوگی (اسلیے کہ دو جنس کے ہونیکی جہت سے وزن کی کمی بیشی کا تو
مضائقہ نہین مگر مجلس مین قبضہ کرنا لازم تھا وہ ہوچکا) بیع صرف مین قبضہ کرنے سے پیشتر
ثمن مین تصرف کرنا درست نہین مثلاً ایک اشرفی کے روپیہ بہنائے اور انکو بدون
قبضہ کیے مشتری سے اونکے عوض مین ایک تھان خرید لیا تو اس تھان کی بیع فاسد ہوگی
(اسلیے کہ ثمن مین قبضہ سے پیشتر تصرف کیا) اگر بایع نے ایک لونڈی ہنسلی پہنے دو
ہزار کو بیچی کہ ہر ایک کی قیمت ہزار ہے اور مشتری نے ہزار روپیہ اسکا اوسوقت دیدیے
تو یہہ ہزار ہنسلی کے دام ہونگے (اسلیے کہ ہنسلی کی بیع صرف مین داخل ہے تو درستی
بیع کے لیے ہزار نقد کو ہنسلی کا دام ٹھہراوینگے) اور اگر دو ہزار کو خریدی اسطرح کہ ہزار نقد
اور ہزار اودہار تو نقد ہنسلی کا دام ہوگا تاکہ بیع درست ہو۔ اگر بایع نے ایک تلوار سو
کو بیچی جسمین پچاس کا زیور ہے اور مشتری نے پچاس نقد دیے تو یہہ اوسی زیور کا دام ہے
اگرچہ مشتری نہ کہے کہ یہہ زیور کا دام ہے یا یہہ کہدے کہ یہہ پچاس منجملہ دونو کے دام
کے ہے اور اگر بایع اور مشتری سول تول کرکے بدون لیے دیے علیحدہ ہوجاوین تو اگر

زیور تلوار کا اسطرح لگا ہوگا کہ بدون ضرر کے اس سے علیحدہ ہوسکتا ہے تب تو تلوار کی
بیع درست ہوگی اور زیور کی باطل اور اگر اسطرح لگا ہو کہ بدون ضرر کے جدا نہو سکے تو
دونو کی بیع باطل ہوگی۔ اور اگر بایع نے ایک چاندی کا برتن فروخت کیا اور مشتری سے
کسیقدر دام لے لیا اور دونو علیحدہ ہوگئے تو جسقدر کا دام لیا اسقدر کی بیع درست ہوگی
اور برتن بایع اور مشتری دونوں میں مشترک رہیگا اور اگر اوسمیں سے تھوڑا اسا کسی اور کا
نکل آوے تو مشتری کو اختیار ہے چاہے باقی برتن کو حصہ رسد دام دیکر لیلے خواہ بایع
کو واپس کردے اور اگر چاندی کا ٹکڑا بایع نے فروخت کیا اور اوسمیں سے کسیقدر دوسرے
کا نکلا تو مشتری باقی کا ٹکڑا حصہ رسد دام کے عوض لے لے پھیرنے کا اختیار نہیں
(اسلئے کہ برتن میں تو شرکت سے نقصان ہوتا ہے اسلئے پھیرنے کا اختیار دیا گیا اور چاندی
کے ٹکڑے میں شرکت سے کچھہ نقصان نہیں اس سے پھیرنے کا اختیار
نہوگا) اور جن صورتوں میں کہ ایک جنس مقابلہ دوسری جنس کے ہوسکتی ہو انکی بیع
کمی بیشی کے ساتھہ درست ہے مثلا ایک اشرفی اور دس روپیہ کو دو اشرفی اور ایک روپیہ کے
عوض بیچنا اور ایک پلہ گیہوں اور جو کو دونو کے دو دو پلہ کے عوض اور گیارہ روپیہ
کو دس روپیہ اور ایک اشرفی کے عوض اور ایک کھرے اور دو کھوٹے روپیونکو
دو کھرے اور ایک کھوٹے روپیہ کے عوض فروخت کرنا اور ایک اشرفی کو ایسے دس روپیہ
کے عوض بیچنا جو بایع کے ذمہ قرض ہیں یا مطلق دس روپیہ کو بیچنا اور پہلی صورت میں
بایع اشرفی مشتری کے حوالہ کرے اور اوسکے عوض کے دس روپیہ اپنے ذمہ کے قرض
میں مجرا دے (یعنے نہ بایع مشتری سے کچھہ لے نہ مشتری بایع سے) اور وجہ ان معاملات کی
درستی کی یہہ ہے کہ دو روپیہ مقابل ایک اشرفی کے اور دو اشرفیاں مقابل ایک روپیہ کے

[illegible]

[illegible]

ہوسکتے ہین اسیطرح دو پلہ گیہون کے جَو کے ایک پلہ کے عوض اور دو جَو کے گیہون
کے ایک کی عوض ہوسکتے ہین) اور جن چیزونمین کہ چاندی اور سونا غالب ہو وہ سونا
چاندی ہی ہین (یعنے ملونی کے سکون وغیرہ مین اگر سونا یا چاندی زیادہ ہو تو انکا
حکم نری چاندی سونے کا ہے یہانتک کہ اگر بے میل خالص چاندی یا سونے کے بدلے ایسے میلدار
کے عوض فروخت کرین یا دونو طرف ایسے میلدار ہی ہون تو انکی بیع بدون وزن
کے برابر ہونیکے درست نہوگی (مثلا ایک اچھے روپیہ کو کہوٹے کی عوض فروخت کرین تو
بیع جب درست ہوگی کہ دونو وزن مین برابر ہون اور جس صورت مین کہ وزن مختلف ہو
بیع ناجائز ہوگی ہان اگر تول کی کمی والے کیطرف بٹہ لگا لیا جاوے تو بیع درست ہوگی)
اور ایسے روپیونکا قرض لینا بھی وزن ہی سے درست ہے (شمار سے نہین) اور جن
روپیون اور اشرفیون مین میل کی چیز غالب ہو وہ روپیے اور اشرفیون کے حکم مین
نہین ایسے سکون کو جنس کے ساتھ کمی بیشی سے بیچنا درست ہے اور انکا قرض لینا رواج کے
موافق وزن یا شمار یا دونو طرح سے درست ہے اور اگر ایسے سکون کا رواج ہو تو ثمن مین انکو
قرار دینے سے معین نہونگے (مثلا ایسے دس سکون کی عوض کوئی چیز لی تو یہ ضرور نہین
کہ جو دس بایع نے دیکھے ہون وہی دیوے بلکہ انکے سوا کوئی ہو دس ویسے ہی دیسکتا ہے) اور
اگر رواج انکا نہو تو معین کرنے سے متعین ہو جاوینگے (اسلئے کہ اس صورت مین انکا حکم ثمن کا نرہیگا
بلکہ اسباب کے حکم مین ہونگے) اور جن سکون مین ملونی برابر ہو (یعنے جتنی چاندی
ہو اوتنی ہی اور چیز ملی ہو پس) انکا حال بیع اور قرض لینے مین (تو) ان سکون کا سا ہے
جنمین چاندی زیادہ ہو اور بیع صرف مین ان سکون کا سا ہے جنمین ملونی زیادہ ہو یعنے
کمی بیشی کے ساتھ بیع درست ہوگی مگر مجلس عقد مین قبضہ کرنا شرط ہیگا) اور اگر ادن

سکونکی عوض جنمین ملونی زیادہ ہو یا رائج پیسون کے بدلہ مین کسی چیز کو مول لیا اور پہر ادن سکون یا پیسون کا چلن نرہا تو بیع باطل ہو جاویگی اور رائج پیسون کے عوض مین بیع درست ہی اگرچہ معین نکی جاوین (اسلئی کہ رائج پیسے مثل روپیونکے ہین اور رواج کی پیسو تعین ثمن ہوا کرتے ہین) اور بے چلن پیسون کی عوضمین بیع درست نہین جبتک کہ اونکو معین نکری (اسلئی کہ بے رواج پیسے مثل اسباب ہین) اگر ایک شخص نے پیسے قرض لئے تہی بعد کو وہ بے چلن ہو گئی تو واجب ہی کہ ویسی ہی پیسے قرضخواہ کے حوالہ کری (جیسا کہ قرض کا حکم ہی ان پیسونکی قیمت دینا واجب نہین) اور اگر کوئی چیز نصف روپیہ کے پیسونکی عوض خرید کری تو بیع درست ہو گی اور نصف روپیہ کے پیسے دینی پڑینگے اور اگر صراف کو ایک روپیہ دی اور یہ کہی کہ مجکو ایک اٹہنی رتی کم کی اور آٹھ آنے پیسے دیدی تو صحیح ہی (اسلئی کہ نصف روپیہ رتی کم تو اٹہنی رتی کم کے مقابل ہوگا اور باقی یعنی نصف روپیہ رتی زیادہ مقابل پیسون کے ہو جاویگا)

کتاب الکفالة

اسمین کسیکے ضامن ہونیکا بیان ہی دوسریکے ذمہ کے ساتھہ اپنا ذمہ ملانا مطالبہ مین ضمانت کہلاتا ہی (یعنے جو مواخذہ اور تقاضا دوسریکے ذمہ ہے اُسکو اپنے اوپر لے لینا کفالت اور ضامنی ہی) واضح ہو کہ جو شخص ضامن ہوتا ہی اوسکو کفیل کہتے ہین اور جسکی طرف سی ضامن ہوتا ہی اوسکو مکفول عنہ اور جسکی واسطے ضامن ہوتا ہی اسکو مکفول لہ کہتے ہین پہر ضمانت کی دو قسمین ہین اول قسم ضامنی ذات کی یعنی حاضر ضامنی ہی (اور وہ) درست ہی گو ایک شخص کے کئی ضامن ہون اگر شخص اسکا حاضر ضامن ہوجاویگا اور حاضر ضامنی اسطرح کہنے سی ہوتی ہی کہ کفیل یون کہی کہ مین اسکی ذات کا کفیل ہوا

یا ایسی جزو کا کفیل کہے جس سے بدن مراد ہوتا ہے مثلاً کہے کہ اوسکے سر خواہ گردن
خواہ سر وغیرہ کا کفیل ہون یا جزو غیر معین کا کفیل بتاوے مثلاً کہے کہ اوسکے آدہے
یا تہائی یا چوتہائی کا ضامن ہون یا یہہ کہے کہ مین اسکا ضامن ہوا یا یون کہے کہ یہہ
شخص میرے ذمہ پر ہے یا میری طرف ہے یا مین اسکا ذمہ دار یا طرفدار ہون تو ان
سب الفاظ سے ضامن ہوجاتا ہے لیکن اگر یون کہیگا کہ مین اوسکے پہچاننے کا ضامن
ہون تو اس جملہ سے ضامن نہوگا اگر ضامن کفالت مین شرط کردے کہ مکفول عنہ کو
فلان وقت حاضر کردونگا تو اسوقت مین اگر مکفول لہ درخواست کرے تو اسکو لازم ہے کہ
مکفول عنہ کو حاضر کردے پہر اگر حاضر کردے تو بہتر ورنہ حاکم ضامن کو قید کرے اور اگر
مکفول عنہ وہان نہو تو حاکم ضامن کو اتنی مہلت دے کہ ضامن اوسکے پاس جاوے اور
چلا آوے پس اگر اسقدر مدت بہی گذر جاوے اور حاضر نکرے تو حاکم ضامن کو قید کرے
اور اگر مکفول عنہ ایسا غائب ہو کہ اسکا پتا ٹہکانا معلوم نہو تو ضامن سے مواخذہ نہوگا
اور نہ وہ قید ہوگا اگر ضامن نے مکفول عنہ کو ایسی جگہہ حاضر کردیا کہ مکفول لہ وہان
اوسسے جہگڑ سکتا ہے مثلاً کسی شہر مین حاضر کردیا تو ضامن ضمانت سے بری ہوا اور اگر قاضی
کی کچہری مین حاضر کردینا ٹہہرا تہا تو وہین حاضر کرنا پڑیگا مکفول عنہ کے مرنے سے یا ضامن
کے مرجانے سے کفالت باطل ہوجاتی ہے مگر مکفول لہ کے مرنے سے باطل نہین ہوتی۔
ضامن خود ضمانت سے بری ہوجاتا ہے اگر مکفول عنہ کو مکفول لہ کے حوالہ کردے اگرچہ کفالت
کرنے مین یہہ نکہا ہو کہ اگر مین سپرد کردونگا تو بری ہوجاؤنگا اسیطرح اگر مکفول عنہ خود حاضر
ہوجاوے تب بہی ضامن ضمانت سے بری ہوجاویگا۔ اگر ضامن کے وکیل نے مکفول عنہ
کو ضامن کیطرف سے حاضر کردیا یا ضامن کے قاصد نے اوسکو حاضر کردیا تو بہی ضامن

بری ہوگیا۔ اگر ضامن کہے کہ جو کل کو مین حاضر نکرون تو مین ضامن ہون اُس مال کا جو اُسپر ہی اور پہر کل کو حاضر نکرے یا مکفول عنہ مرجاوے تو ضامن کو بقدر مال دینا پڑیگا اگر ایک شخص (زید) دوسرے (عمرو) پر سو اشرفی کا دعوی کرے اور تیسرا شخص (بکر) کہے کہ اگر مین کل اسکو نہ لادون تو یہہ سو اشرفی مجہہ پر ہین اور پہر کل کو اوسکو نہ پونہچاوے تو سو اشرفی اسکو دینی پڑینگی۔ ایک شخص کسی حد یا قصاص مین ماخوذ ہے تو اس سے جبر اکہا جاوے کہ تو اپنا حاضر ضامن کسیکو دیدے لیکن اگر وہ خوشی سے دیدے تو مضایقہ نہین جبتک دو گواہون مستور الحال یا ایک گواہ عادل کی گواہی نہ گذر چکے تبتک حد یا قصاص کی علت مین مدعا علیہ کو قید کرنا چاہئیے دوسری قسم ضمانت کی مال الضامنی ہے اور وہ درست ہے گو مال کی مقدار معلوم نہو مگر مکفول عنہ کے ذمہ پر دینا صحیح ہو اور وہ ان الفاظ سے ہوتی ہے کہ ایک شخص یون کہے کہ مین ہزار روپیہ کا اسکی طرف سے ضامن ہون یا جو تیرا اوسپر ہے اسکا یا جو تیرا نقصان ہو اس بیع مین اسکا یا جو تو نے فلانے سے بیچا کی یا جو کچہہ تیرا اوسکے ذمہ ثابت ہو وہ میرے ذمہ ہے یا جو تجہسے فلان شخص نہین لے وہ مجہہ پر ہے ان سب صورتون مین بالضامن ہوجاویگا اب مدعی ضامن اور قرضدار دونون سے مواخذہ کرسکتا ہے لیکن اگر شرط ٹہیر جاوے کہ قرضدار بری ہو تو البتہ صرف ضامن سے تقاضا رہیگا اور اس صورت مین یہہ کفالت حوالہ ہوجاتی ہے یعنے قرض ضامن پر اترگیا اسیطرح اگر حوالہ مین حوالہ کرنیوالیکے بری الذمہ ہونیکی قید نہو تو وہ کفالت ہوجاتی ہے اگر مدعی ضامن اور قرضدار مین سے کسی سے تقاضا کرے تو اوسکو دوسرے سے بہی تقاضا درست ہے اور یہہ نہین ہوسکتا ہے کہ دوسرا بری الذمہ ہوجاوے کفالت کا معلق کرنا اُس شرط پر جو مناسب عقد ہو درست ہے اور شرط مین طرح عقد کفالت کے موافق

ہوا کرتی ہی یا تو یہہ کہ مکفول عنہ کے ذمہ پر کوئی حق لازم ہوتا ہو اسکی شرط ہی مثلاً یون
کہی کہ اگر مبیع کسی اور کی نکلی تو مین ضامن ہون یا شرط اسکو مکفول عنہ سی حق مدعی
وصول ہونے کا ذریعہ پڑی مثلاً اگر زید مکفول عنہ ہو اور کفالت اسکی کوئی یون کرے
کہ اگر زید آویگا تو مین اسکا ضامن ہون یا مدعی کا حق مدعا علیہ سی وصول ہونا دشوار ہوا
اسکی شرط کفالت مین بیان کردیجاوے مثلاً یون کہی کہ اگر مدعا علیہ شہر سی چلا جاویگا تو
مین ضامن ہون تو اسطرحکی شرطین درست ہین مگر شرط نامناسب درست نہین
مثلاً یون کہنا صحیح نہین کہ اگر ہوا چلی تو مین ضامن ہون کیونکہ ہوا کا چلنا عقد کے
مناسب نہین پس اگر اسطرح کی شرط ناجائز کی تو کفالت صحیح ہی اور مال فوراً دینا واجب
ہوگا اس شرط کے پائی جانے پر موقوف نہوگا ضامن نے کہا کہ جو مدعا علیہ پر مدعی کا
نکلے مین اسکا ضامن ہون اور مدعی گواہ لایا کہ میری اوسپر ہزار ہین تو ضامن کو ہزار دینے
ہونگے اور اگر مدعی گواہ نہ لاوی تو جتنا ضامن قسم کہا کر بتاوے اسقدر کا ضامن ہوگا اور
مکفول عنہ کا کہنا کفیل پر جاری نہوگا یعنے جسقدر مکفول عنہ اپنے اوپر بیان کریگا اسقدر
کفیل کو نہین دینا پڑیگا اور ضمانت مکفول عنہ کی اجازت سے اور بدون اجازت دونون
طرح درست ہی پس اگر مکفول عنہ کے کہنے سی ضامن ہوا ہی تو جسقدر اسکو مکفول عنہ کیطرف
سی ادا کرنا پڑی وہ اس سی لے اور اگر اوسکے حکم سی ضامن نہین ہوا ہی تو مکفول عنہ سے
کچھہ نہین لے سکتا کفیل مکفول عنہ سی تقاضا نکری جبتک کہ مکفول لہ کو اسکی طرف سی مال نہ دیدے
اور اگر مکفول لہ کفیل کے ساتہہ ساتہہ رہتا ہو تو کفیل بہی اصیل یعنے مکفول عنہ کے ساتہہ ساتہہ
پہری کفیل بری ہوجاتا ہی اصیل کے ادا کردینے سی اگر مدعی اصیل کو بری کردے یا اصیل
سی تقاضی کو ٹالدی تو کفیل بہی بری ہوجاویگا اور تقاضا بہی پہیر دیجاویگا اسکی برعکس

نہین صحیح ہے یعنے اگر کفیل کو مدعی بری کردے یا اوسپر سے تقاضی کو ٹالدے تو اصیل
بری نہوگا نہ اوسپر سے تقاضا ٹلیگا اصیل یا کفیل مین سے کسی نے صاحب مال سے جسکے
ہزار آتے تھے پانسو پر صلح کر لی تو باقی سے دونو بری ہوگئے۔ اگر صاحب مال کفیل سے کہے کہ جس
مال کا تو کفیل ہے وہ مین نے تجھسے بہر پایا تو کفیل اصیل سے وہ مال لے لے گویا اصیل کیطرف
سے کفیل نے مال ادا کیا ہے اسلئے کہ صاحب مال کو اوسکا اقرار ہے اور جب صاحب مال
یون کہے کہ تو بری ہوا یا مین نے تجکو بری کیا تو کفیل اصیل سے کچھہ نہین لے سکتا ہے
کیونکہ اسصورت مین کفیل نے اصیل کیطرف سے کچھہ نہین ادا کیا اور نہ صاحب مال کو کچھہ لینے کا
اقرار ہے۔ اگر یون کہے اگر ایسا ہو تو ضامن بری ہے یعنے بری ہونیکی کوئی شرط مقرر
کرے تو یہہ شرط باطل ہے یعنے کفیل بری نہوگا ضامنی حدود اور قصاص کے مقدمہ
مین اور مبیع اور گرو چیز اور امانت کی ضامنی باطل ہے لیکن ثمن کی ضمانت اور مغصوب
چیز کی اور اس شی کی جو مشتری خرید کرنیکے قصد سے لے آیا ہو اور بیع فاسد کی مبیع کی درست
ہے باطل ہے کفالت لادنے کی کسی خاص کرایہ کے چارپایہ پر اور خدمت کرنی غلام
معین کی جو خدمت کیواسطے اجرہ دار مقرر ہو۔ اسیطرح باطل ہے کفالت بدون طالب
کفالت کے قبول کرنیکے اوسی مجلس مین یعنے حاضر ضامنی اور بالضامنی تب ہی درست
ہے کہ مکفول لہ مجلس عقد مین مان لے اگر مریض کا وارث کفیل ہوا مریض کا تو اسصورت مین
بغیر قبول کرنے طالب کے کفالت جائز ہے اسیطرح کفالت مردہ مفلس کی بغیر قبول
طالب کے صحیح ہے وکیل کو موکل کیواسطے اس چیز کی قیمت کا ضامن ہونا جسکے بیچنے کا یہہ وکیل
ہے باطل ہے اسیطرح مضارب کو رب المال کے لئے اسباب مضاربت کی قیمت کی ضمانت
کرنی یا دو شریکون مین سے ایک کو ضامن دوسرے کا ہونا شے مشترک کی قیمت کی بابت

مثلاً اگر غلام مشترک دونوں کا ایک ہی عقد میں بکے تو ایک کو دوسری کی ضمانت کرنی باطل ہے اور اگر دو عقد میں آدہا آدہا بکے اور پہر ایک شریک دوسرے کا ضامن ہو تو صحیح ہے اور عہدہ کے لفظ کے ساتھہ کفالت باطل ہے اسواسطے کہ عہدہ کے کئی معنی ہیں کاغذ وثیقہ عقد حقوق عقد خیار شرط ضمان درک پس بسبب جہالت مطلب کے کفالت صحیح نہوگی اسیطرح باطل ہے کفالت چہوڑانے کی کیونکہ چہڑانے کے معنی یہہ ہیں کہ بیع کو اوسکے مستحق سے چہوڑا کر مشتری کو دیدے اور اسپر کفیل کو قدرت نہیں ہے اور باطل ہے کفالت مال کتابت کی مکاتب کیطرف سے **فصل** اگر مدعا علیہ کفیل کو زر مطلوب دیدے پہلے اسکے کہ کفیل نے مدعی کو دیا ہو تو اب اس سے نہ پہیرے کیونکہ کفیل نے گواہی مدعی کو نہیں دیا ہے مگر آگے کو تو دیگا اس مال کی تجارت سے اگر کفیل کچہہ پیدا کرے مدعی کو دینے سے پہلے تو یہ نفع کفیل کا ہے مگر مدعا علیہ کو پہیر دینا اس نفع کا اسوقت مستحب ہے کہ مال مذکور سے متعین ہو نہ نقد اگر مدعا علیہ نے کفیل سے کہی کہ مجہپر بیع عینہ کر لے یعنے مثلاً اطلس قرض خرید دے اور پہر اوسکو بیچکر مکفول لہ کو میری طرف سے دیدے اور کفیل ایسا ہی کرے تو یہہ خرید کفیل کیواسطے ہے اور جو نفع کہ اس اطلس کے بائع نے لیا وہ کفیل کے ذمہ ہے نہ مکفول عنہ کے واضح ہو کہ بیع عینہ اسکو کہتے ہیں کہ سو روپیہ ادہار کو کسی سے کچہہ خرید کر ۹۰ روپیہ نقد کو اور کے ہاتہہ بیچ ڈالے پس صورت مذکورہ میں کفیل مکفول عنہ کے کہنے سے اسکا وکیل نہیں ہو جائیگا کہ نفع نقصان اوسکے موکل کے ذمہ ہو بلکہ یہہ خرید اور جو اسمیں نقصان پاوے کفیل کے ذمہ ہے کیونکہ جب ایک چیز قرض مول لی اور نقد بیچی تو کچہہ نقصان ضرور ہوگا اور اس شی کے بائع کو نفع رہیگا جو شخص کفیل ہوا اس مال کا جو مدعی کا مدعا علیہ کے ذمہ نکلے یا اوسکا جو حاکم مدعی کو مدعا علیہ سے دلاوے یا جو مدعا علیہ

فصل [illegible]

غایب ہو جاوی اور پہر مدعی کفیل پر گواہ لاوی اسمضمون کے کہ میرے مدعا علیہ پر ہزار روپیہ آتے تہے یہہ گواہ اوسکے مقبول نہونگے (یعنے کفیل سی ہزار نہ دلوای جاوینگے جبتک مدعا علیہ حاضر نہووی) اور اگر مدعی اسمضمون کے گواہ لاوی کہ میرا مدعا علیہ پر اسقدر روپیہ یا مال ہے اور یہہ شخص اسکا کفیل ہے اوسکے حکم سے تو اوس مال کے دلانیکا کفیل اور مدعا علیہ غایب دونون سی حکم کیا جاویگا اور اگر گواہون سے بغیر حکم مدعا علیہ کے کفیل ہونا ثابت ہو تو فقط کفیل ہی سی وہ مال دلایا جاویگا اگر ایک شخص کفیل ہوا اسکا کہ اگر مبیع کسی اور کی نکلیگی تو ثمن میری ذمہ ہی تو یہہ کفالت گویا اس بیع کا مان لینا اور اقبال ہی (یعنے اگر پہر یہہ کفیل کہے کہ یہہ شے مین نے مول لی ہے تو سنا نجایگا) بیعنامہ پر گواہی یا مہر کر دینی اُس بیع کا مان لینا نہین ہے (یہانتک کہ اگر یہہ گواہ دعوی کرے کہ مبیع مین نے خریدی ہی تو سنا جائیگا) کیونکہ گواہی اور مہر سی تو اتنا ہی ثابت ہی کہ عقد ہوی خواہ کیسی ہی ہو فاسد یا باطل یا صحیح اگر ایک شخص ضامن ہوا دوسری کیطرفسی اوسکے زمین کے خراج کا یا خراج کے بدلے مین کوئی شی گرو کہی یا آفات وحوادث کا ضامن ہوا (یعنے کہا کہ اگر حادثہ پڑیگا تو مجہپر ہی) یا کسی چیز کو شریکو مین بانٹنی کا ضامن ہوا تو یہہ ضمانت اور رہن وغیرہ سب جائز ہین کفیل اگر مکفول لہ سی کہی کہ مین فلان شخص کیطرفسی تیری لئی ان سو روپیون کا ضامن ہون جو ایک مہینی مین اسکو دینی تہے اور وہ کہی مہینہ کا وعدہ نہین ہی بلکہ جہان مین ہی اوسپر چاہیئین تو اسصورت مین ضامن کا قول معتبر ہے زید نے ایک لونڈی خریدی اور عمرو ضامن ہوا کہ اگر لونڈی کسی اور کی نکلیگی تو اسکو دام کا مین ضامن ہون اور لونڈی کسی اور کی نکلی تو زید عمرو سی مواخذہ نکرے جبتک کہ قاضی بایع پر حکم لونڈی کی

کریم بخش

قیمت واپس کر دینیکا نہ رہے

باب دو شخصوں کے ضامن ہونے اور غلام کے ضامن ہونے اور غلام کی طرف سے ضامن ہونیکے بیان میں

دو شخص قرضدار ہیں اور ہر ایک دوسرے کا ضامن ہوا قرضخواہ کے واسطے تو جو کچھہ ایک ادا کرے اوسکو دوسرے سے نہیں لے سکتا اگر ایک آدہے قرض سے زیادہ ادا کردے تو اس زیادتی کو دوسرے سے لے سکتا ہے۔ اگر دو شخص ایک کے کفیل ہوے تمام مال کے اور پہر یہہ دونو آپسمین ایکدوسرے کے کفیل ہوے تو جو کچھہ ایک ادا کرے اسکا آدہا دوسرے سے لے یا جو کچھہ ادا کیا ہے سب اصیل سے لے (اگر اوسکے حکم سے کفالت ہوئی ہو) اگر مدعی ان دونو کفیلونمین سے ایک کو بری کردے تو دوسرے سے سب مال لے سکتا ہے۔ دو شخصونمین شرکت مفاوضہ ہے اور دونو مقروض ہین اور شرکت مذکوران دونون نے توڑ ڈالی تو قرضخواہ جس سے چاہے سب قرض وصول کر سکتا ہے اور ہر ایک جبتک نصف سے زیادہ قرض ادا نکرے دوسرے سے کچھہ نہیں لے سکتا۔

اگر ایک شخص اپنے دو غلامونکو ایک ہی بار مکاتب کرے اور پہر یہہ دونو غلام آپسمین ایکدوسرے کے کفیل ہوجائین تو جو کچھہ ایک ادا کرے اوسکا آدہا دوسرے سے وصول کرے۔ اسی صورتمین کتابت کے بعد اگر مالک نے دونوین سے ایک کو آزاد کردیا تو جسکو نہیں آزاد کیا اسکا زر کتابت جس سے چاہے لے سکتا ہے (خواہ اس آزاد سے خواہ مکاتب سے) اگر آزاد سے مالک نے (یعنی نصف) تو آزاد مکاتب سے لے سکتا ہے اور اگر مکاتب سے لے تو وہ آزاد سے کچھہ نہیں لے سکتا۔ جو شخص غلام کا ضامن ہو اوس مال کا جو بعد آزادی کے اوسپر واجب الادا ہے یعنے اگر کوئی ضامن نہوتا تو بعد آزادی کے اوسپر تقاضا ہو سکتا اسصورتمین وہ مال فی الحال واجب ہوگا آزادی پہ موقوف نہین

غلام نے اسکو معین نکیا ہو کہ مجہہ پر اتنا چاہئی ایک شخص نے دوسرے کے پاس غلام کا دعوی
کیا کہ میرا ہی اور ایک شخص ضامن ہو گیا کہ تمہارا ہو گا تو مین دونگا پہر غلام مرگیا اور مدعی
گواہ لایا کہ یہہ غلام میرا تہا تو ضامن کو غلام کی قیمت دینی پڑیگی ۔ اگر ایک شخص کسی غلام پر
مال کا دعوے کرے اور کوئی شخص غلام کے حاضر کر دینے کا کفیل ہو جاوے اور غلام مرجاوے تو حاضر ضامنی
والا بری ہو جاویگا ضمانت سے ۔ اگر غلام مالک کا ضامن ہوا اوسکے حکم سے اور مالک نے
غلام کو آزاد کر دیا اور غلام نے آزادی کے بعد وہ مال مدعی کو ادا کر دیا یا مالک غلام کا
ضامن اسکی اجازت سے ہوا اور غلام کی آزادی کے بعد مال غلام کیطرف سے ادا کیا تو ان
دونو صورتونمین غلام اور مالک ایکدوسرے سے مطالبہ نہین کر سکتے کیونکہ آزادی سے پہلے
اگر ایک دوسرے کیطرف سے ادا کر دیتا تو دوسرے سے کچہہ نہین لے سکتا تہا اسیطرح بعد
آزادی کے ہو گا واللہ اعلم

کتاب الحوالة

اسمین حوالہ کر دینے کا بیان ہے ۔ حوالہ کہتے ہین قرض کو ایک کے ذمہ سے دوسرے پر اتار
دینا قرض مین حوالہ درست ہے مگر عین مین یعنی معین چیز مین درست نہین اگر محتال
یعنے قرضخواہ جسکے مال کو دوسرے پر اوتارا اور محتال علیہ جسپر اوتارا راضی ہون تو حوالہ صحیح
ہوگا بعد حوالہ کے محیل یعنے قرضدار جسنے اپنے ذمہ سے اوتار دیا اس قرض سے بری
ہو جائیگا اگر محتال اور محتال علیہ نے حوالہ قبول کیا محتال محیل کے اوپر پہر تقاضا
نکرے لیکن اگر اوسکا حق ہلاک ہو جاوے اسطرح کہ محتال علیہ انکار کرے اور اس انکار پر قسم
کہا لے اور اوسپر کوئی گواہ بہی حوالہ کے قبول کرنیکا نہو یا محتال علیہ مفلس ہو کے
مرجاوے تو اسصورتمین قرضخواہ اصل قرضدار سے رجوع کر سکتا ہے کیونکہ جسپر قرض اتارا تہا

اس سے وصول نہوا اگر محتال علیہ محیل سے وہ مال مانگے جو اوسپر اوتارا تہا اور محیل کہے کہ میں نے بصفت حوالہ نہیں کیا تہا بلکہ میرا جو تجہپر آتا تہا اوسکے بدلے میں میں نے اپنا قرض تجہپر اوتار دیا تہا تو یہہ کہنا محیل کا معتبر نہوگا اور بقدر دین اسکو دینا پڑیگا اور محتال علیہ کے ذمہ پر اسکا قرض ثابت نہوگا اور قول محتال علیہ کا ہی معتبر ہوگا اگر محیل محتال سے کہے کہ میں نے حوالہ اسواسطے کیا تہا کہ محتال علیہ سے میرے واسطے روپیہ وصول کر اور محتال کہے کہ تو نے میرے قرض کو اوسپر اوتارا تہا جو میرا تجہپر آتا تہا تو اسصورت میں محیل کا قول معتبر ہے یعنے فقط حوالہ کرنے سے محیل پر قرض ثابت نہوگا اگر محیل محتال علیہ سے کہے کہ زید کے پاس میری امانت ہے اسکو لیکر محتال کا قرض جو مجہپر ہے ادا کر دے تو یہہ حوالہ صحیح ہے پس اگر ہلاک ہوگئی وہ امانت زید کے پاس تو محتال علیہ بری الذمہ ہوگیا کیونکہ حوالہ تو امانت پر تہا اور امانت ضائع ہوگئی تو اسکو اپنے پاس سے مال دینا نہیں پڑیگا مکروہ ہے سفاتج اور سفاتج جمع ہے سفتجہ کی جو معرب ہے سفتہ کا یعنی قرض دینا اسطرح پر کہ خطرہ راہ وغیرہ کا نہ ہے جسطرح ہنڈوی ایک جگہہ سے دوسری جگہہ بہیجتے ہیں سفتجہ کی اصل یہہ ہے کہ ایک لاٹہی کو خالی کرکے اسمیں مال رکہکر اپنے ہمراہ لیجاتے تہے تاکہ کسیکو خبر نہو اور راہ کے خطرہ سے محفوظ رہے ؛

کتاب القضاء

اسمیں قاضی ہونے وغیرہ کا بیان ہے۔ جو شخص گواہی کے قابل ہے وہی قاضی بہی ہوسکتا ہے۔ فاسق قاضی ہوسکتا ہے جیسے گواہی دیسکتا ہے مگر مناسب نہیں ہے کہ فاسق کو قاضی کیا جاوے۔ اگر قاضی عادل ہو اور پہر بسبب رشوت لینے کے فاسق ہوجاوے تو عہدہ قضا سے معزول نہیں ہوجائیگا لیکن لایق معزول کرنیکے ہوجائیگا اگر رشوت دیکر کوئی عہدہ قضا

کتاب القضاء

لیوی تو قاضی نہو گا فاسق فتوی دینے کے قابل ہے یعنے حکم شرعی مسائل فقہیہ مین بدلیل
سے بیان کر دی اور ایک روایت مین فاسق قابل فتوی نہین چاہیئے کہ قاضی بدمزاج
اور سنگدل اور سرکش اور دشمنی کرنیوالا نہو۔ قاضی ایسا شخص ہونا چاہیئے جسکی پرہیزگاری
اور عقل اور صلاح اور سمجھہ اور حدیث دانی اور صحابہؓ کے قول اور شریعت کی راہون کے
عالم ہونے پر اعتماد ہو مجتہد ہونا قاضی کے حق مین بہتر ہے اگر ایسا نہین کہ بدون اسکے
عہدۂ قضا درست نہو امفتی کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے جیسا قاضی ہو ایسی شخص کو
خدمت قضا کا اختیار کرنا مکروہ ہے جسکو اپنے ظلم کرنیکا خوف ہو اور جو ظلم کرنیکے خوف سے مامون
ہو تو اوسکے حق مین عہدۂ قضا مکروہ نہین مگر قاضی ہوجانے کی خواہش نہین چاہیئے
عہدۂ قضا کو بادشاہ عادل اور ظالم اور باغیونکے یہان سے جو عادل بادشاہ کی ملک پر
غالب ہوگئے ہون لینا جائز ہے جو شخص قاضی کیا جاوے اسکو چاہیئے کہ پہلے قاضی کا
دفتر طلب کرے دفتر سے مراد وہ بستے ہین کہ جنمین دستخطی نوشتے اور محضر وغیرہ ہون ۔ اور
چاہیئے کہ قیدیونکو دیکھے جو قیدی اقرار کرے کسیکے حق کا یا اوسپر گواہ قائم ہون تو
وہ حق اوسپر لازم کر دے اور نہین تو منادی پھروا دے کہ جسکا اس قیدی پر دعوی ہو
وہ حاضر ہو اگر کوئی حاضر نہو تو اس قیدی کو چھوڑ دے اور قاضی نو امانتون مین اور
وقف کی پیداواری مین گواہون پر یا اقرار پر عمل کرے قاضی معزول کے کہنے پر عمل
نکرے لیکن اگر کوئی قابض و متصرف کسی چیز کا کہے کہ مجھے یہہ امانت یا وقف کا غلہ قاضی معزول
نے دیا ہے تو اس صورت مین قاضی معزول کا قول قبول کرے۔ مسجد مین بیٹھکر یا اپنے گھر پر قاضی
کچہری کرے۔ جو کوئی ہدیہ بھیجے قاضی کو اوسے پھیر دے۔ مگر جو کوئی قاضی کا رشتہ دار
یا جو قاضی ہونے سے پہلے بھیجا کرتا تھا بھیجے تو وہ قبول کر لے۔ دعوت بھی قاضی کسیکی

قبول نکری خصوصاً وہ جو صرف قاضی ہی کی دعوت ہو۔ نماز جنازہ اور عیادت مریض
کے لئے قاضی کو جانا چاہئے۔ مدعی مدعا علیہ دونوکو برابر بٹہاوی اور دونوکیطرف
برابر توجہ کرے اور ایک سی کان مین بات نکرے اور نہ اشارہ سی اونمین سی کسی سے
کچھہ کہی اور نہ کسیکو اونمین سی حجت سکہائے اور نہ کسیکی دعوت کری اور نہ ہنسی کری
اور گواہ کو گواہی دینے کا طریقہ نہ سکہاوی **فصل** جب مدعیکا حق مدعا علیہ پر ثابت
ہوجاوی تو حکم کرے مدعا علیہ کو کہ جو کچھہ تجھپر ثابت ہوا مدعی کے حوالہ کر پس اگر وہ دینی
سی انکار کری تو اوسکو قید کری اوس حق کے بدلہ مین بشرطیکہ یہہ حق کسی شی کی قیمت ہو
(جو مدعی نے بیچی تہی) یا قرض ہو یا مہر معجل ہو یا ضمانت سی کچھہ مال لازم ہوا ہو اسکے سوا
اور حقون مین اگر مدعا علیہ اپنی مفلسی کا دعوی کرے تو قید نکری پس اگر مدعی اوسکی امیری
ثابت کروی تو قید کری جسقدر مصلحت ہو اور بعد قید کے آدمیون سی پوچھے اگر اوسکا
کوئی مال ظاہر نہو تو اوسکو چھوڑ دی مگر قرضخواہونکو اوس سی مواخذہ کرنے سی مانع
نہو لینے قرضخواہونکو اختیار رہے کہ باوجود اوسکے پاس مال نہ نکلنے کے اوس سی مواخذہ
کرین اگر قید سی پہلے مدعا علیہ مفلسی کے گواہ لاوی تو اونکو قاضی نہ سنی اگر دونو قسم
کے گواہ قائم ہون یعنی مدعا علیہ مفلسی کے گواہ لاوی اور مدعی غیر مفلسی کے تو غیر
مفلسی کے بہتر ہونگے۔ جو تونگر یعنی غیر مفلس مدعا علیہ مدعیکے حق کے دینی سے
انکار کری اسکو ہمیشہ قید رکہنا صحیح ہے جبتک وا نکری) خاوند اپنی بی بی کے نفقہ کی بابت
قید کیا جاوے نہ باپ بیٹے کے قرض کے سبب سے مگر اسوقت کہ باپ اسکی روٹی کپڑی
وغیرہ دینی سی انکار کرے تو!!

باب بیان مین قاضی کے خط لکہنی کے دوسری قاضی یا اورکسی کو ایک قاضی ہوسے

قاضی کو سوای حدود قصاص کے اور حقوق کے باب مین لکہہ سکتا ہی اگر اوس قاضی کے
پاس گواہون نے گواہی دی کسی حاضر شخص پر تو یہہ قاضی دوسرے کو لکہہ کہ ان
گواہون کی گواہی سی اسپر یہہ حکم کیا ہی ایسی خط کو سجل کہتے ہین۔ اور اگر اوسکے پاس گواہ
گواہی موجود شخص پر ندین بلکہ غائب شخص پر دین جو دوسری قاضی کے علاقہ مین ہو
تو اسکو حکم دینا درست نہین بلکہ گواہی کو لکہہ بہیجے کہ گواہ یون بیان کرتے ہین تاکہ
دوسرا قاضی بموجب اوسکے حکم کری اسطرحکے خط کو مکتوب حکمی کہتے ہین مکتوب حکمی
حقیقت مین گواہی کا ایک جگہہ سی دوسری جگہہ نقل کرنا ہی۔ یہہ قاضی خط کو گواہون کے
روبرو پڑہے اور اوسپر اونکے سامنے مہر کرکے اونکو دیدی۔ پہر جب یہہ خط دوسرے
قاضی کے پاس پہونچے تو اسکی مہر کو دیکہے اور بغیر حاضر ہونے مدعا علیہ اور گواہون کے
اوسکو قبول نکرے پس اگر گواہ گواہی دین کہ یہہ خط فلان قاضی کا ہی اوسنی اپنی کچہری
مین ہماری سپرد کیا ہی اور ہماری روبرو پڑہا ہی اور اوسپر مہر کی ہے تو اسکو کہولے اور
مدعا علیہ کے روبرو پڑہے اور جو خط مین ہو وہ اوسپر لازم کری۔ خط جس قاضی کا ہے
اوسکے مرنے خواہ معزول ہونے سی یا جسکو لکہا ہے اوسکے مرنے سے باطل ہو جائیگا
ہان اگر مکتوب الیہ کے نام کے بعد یہہ لکہا ہو کہ مسلمانون کے قاضیون مین
جسکے پاس یہہ پہونچے وہ اوسکی تعمیل کری تو مکتوب الیہ کے مرنے سے باطل نہوگا
جسکے باب مین خط لکہا گیا ہی اوسکے مرنیسے یہہ خط باطل نہوگا۔ سوای حدود قصاص کے
اور حکمونکی قضا عورت کر سکتی ہی قاضی اپنا نائب کسیکو نکرے لیکن اگر اوسکو نائب کرنے
کا اختیار دیا گیا ہو تو نائب کر سکتا ہی بخلاف اس شخص کے جو جمعہ کا امام مقرر کیا گیا ہی
کہ اوسکو نائب کرنیکا اختیار ہی گو اوسسی نکہا گیا ہو۔ اگر قاضی کے پاس دوسرے قاضی کا

حکم آوی تو اوسکی تعمیل کری بشرطیکہ وہ حکم مخالف قرآن و حدیث مشہور اور اجماع
امت کے نہو۔ اگر جھوٹی گواہی پر قاضی نے حکم کر دیا تو صحیح ہی عقود مین اور فسوخ مین
ظاہر مین بھی (یعنے قاضی اگر حکم کرے جھوٹی گواہی سی نکاح یا بیع یا ہبہ یا طلاق
وغیرہ مین تو یہہ حکم جاری ہوگا ظاہر اور باطن دونو مین یعنی اُس چیز سی نفع لینا حلال
ہوجائیگا) نہ املاک مرسلہ مین (یعنے اُن ملکونکے دعوی مین کہ مدعی سبب ملک کا دعوی نکری
صرف ظاہر مین حکم جاری ہوگا باطن مین نہوگا) مثلاً زید نے دعوی کیا ایکعورت پر نکاح کا
اور وہ دوسرے کے نکاح مین ہی اور یہہ بیان نکیا کہ شوہر نے اُسکو چھوڑ دیا ہی اور قاضی نے
جھوٹی گواہی سی مدعیکو وہ عورت دلاوی تو اسکی صحبت اسکو صحیح نہین اسلئی کہ انکا نکاح مطلق
بیان کیا تھا شوہر کی طلاق کو جو سبب ملک تھی بیان نہین کیا تھا اور اس مسئلہ مین امام
شافعی کا خلاف ہی اور دلیل امام اعظم رح کی یہہ ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنی
ایک شخص نے ایکعورت پر دعوی نکاح کا کیا اور جھوٹے گواہ قائم کئے حضرت علی نے وہ
عورت اُسکو دلادی عورت نے کہا یا امیر المومنین میرا نکاح اس سی کر دیجئی آپ نے فرمایا
ان دونو گواہون نے نکاح کر دیا یعنی پہلا حکم جاری ہو گیا ظاہر اور باطن مین اور قاضی
کا حکم ایک نیا عقد پیدا کر دیتا ہی جس جگہہ نیا عقد ہونا ممکن ہو اور جس جگہہ نیا عقد نہو سکتا ہو
وہان البتہ حکم قاضی سی نیا عقد نہوگا مثلاً عورت اگر دوسرے کی منکوحہ یا مدعیکی
ذی رحم محرم ہو تو قاضی کے حکم سی نکاح نہوگا واللہ اعلم۔ غائب پر قاضی حکم نکرے
جبتک اُسکا قائم مقام حاضر نہو جیسے وکیل یا وصی یا وہ چیز جسکا غائب پر دعوی کرتا
ہی سبب ہو اُس چیز کا جسکا حاضر پر دعوی کرتا ہی مثلاً دعوی کری ایک چیز معین کا جو ایک
حاضر کے قبضہ مین ہی یون کہکر کہ مین نے فلان غائب سی خریدی ہی کیونکہ خریدنا

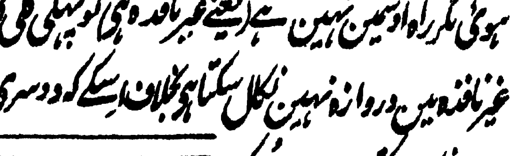
غائب سے سبب ہی دعوی کا حاضر پر اور قاضی کو اختیار ہی کہ یتیم کا مال کسیکو قرض دیدے اور اسکا خط لکھ لے نہ وصی اور باپ کو یعنے وصی کو یتیم کا مال اور باپ کو چھوٹے بیٹے کا مال قرض دینے کا اختیار نہیں ہی؛

باب پنچ بدنے کے بیان مین ۔ اگر دو شخصون نے ایک کو پنچ بدا تاکہ دونوںمین فیصلہ کردے پس اُس پنچ نے گواہون سے یا اقرار پر یا قسم سے انکار کرجانے پر سوا حد وقصاص اور دیت کے جو کہ قاتل کے کنبے پر پڑتی ہے اور رقد مومنین حکم کیا تو حکم اسکا صحیح ہی اگر وہ قاضی ہونیکے قابل ہو یعنے قاضی کی صفتین اُسمین موجود ہون اور دونو پنچ بدنیوالون کو پنچ کے حکم سے پہلے پنچایت سے پھر جانا درست ہی پس اگر پنچ حکم کرچکا تو یہہ حکم لازم ہو گیا دونو پر ۔ قاضی پنچ کے حکم کو جاری کرے اگر اوسکا حکم اوسکے مذہب کے موافق ہو اور اگر نہو تو اسکو باطل کردے ۔ اگر پنچ نے اپنی مان باپ اور زن و فرزند کے نفع کا کوئی حکم کیا تو یہہ حکم باطل ہی جیسے قاضی کا حکم اُن لوگون کے نفع کا باطل ہے بخلاف اُس حکم کے کہ پنچ مان باپ یا زن و فرزند کے ضرر کا کرے وہ حکم صحیح ہوگا؛

باب پنچ بدنے کے بیان مین

متفرق مسئلے ۔ نیچے کا رہنے والا بغیر رضامندی بالاخانہ والیکے گھر مین میخ نہ گاڑے نہ سوراخ کرے ۔ اگر ایک لمبی گلی ہے کہ اوسمین سے دوسری ہی اور پیدا ہوئی مگر راہ اوسمین نہین ہے یعنے غیر نافذہ ہی تو پہلی گلی کا رہنے والا اُس کوچہ غیر نافذہ مین دروازہ نہین نکال سکتا ہی بخلاف اسکے کہ دوسری گلی گول ہو کہ اوسمین دروازہ نکال سکتا ہی صورت اُسکی یہہ ہی

متفرق مسئلے



اگر ایسے گھر کا دعوی کیا جو دوسرے کے پاس ہی اسطرح

کہ اوسنے مجکو ایکوقت مین یہہ گہر ہبہ کردیا تہا پہر اس سے گواہ مانگی گئی تو کہا کہ مدعا علیہ
نے گہر کے ہبہ کرنے سے انکار کیا تہا تو مین نے یہہ گہر اُس سے خرید لیا تہا اور خرید
کے گواہ لاوے تو جسوقت ویڈالنے کا دعوی کیا تہا اُس سے پہلے اگر خریدنیکے گواہ ہین
تو قبول نہونگے اور اگر بعد کے ہین تو مقبول ہونگے۔ زید کے پاس ایک لونڈی ہے
اُسنے عمرو سے کہا کہ تمنے مجہہ سے یہہ لونڈی خریدی تہی اور عمرو نے خریدنے سے انکار کیا تو
بایع یعنے زید کو اُس سے صحبت کرنی درست ہے بشرطیکہ عمرو سے جہگڑا چہوڑ دے۔ ایک شخص
اقرار کرے کہ مین نے فلانے سے دوسو روپیہ لئے تہے پہر کہے کہ وہ کہوٹے تہے تو قسم کہانیکے
بعد اُسکا اعتبار کیا جاوے گا۔ جو کہے دوسرے سے کہ مجہہ پر تیرے ہزار روپئے آتے ہین اور
وہ دوسرا اوسکے کہنے کو رد کرے اور پہر مان لے تو اب اقرار کرنیوالے پر کچہہ لازم نہوویگا
کیونکہ دوسرے نے پہلی بار تو اوسکے اقرار کو نمانا تو اب ماننے سے اوسپر کچہہ ثابت نہوگا
جو شخص دوسرے پر مال کا دعوی کرے اور مدعا علیہ کہے کہ میرے اوپر تیرا کبہی کچہہ نہین تہا اور
مدعی گواہ لاوے ہزار کے اور مدعا علیہ گواہ لاوے اُن ہزار کے ادا کر دینے کے یا بخشدینے
کے تو گواہ مدعا علیہ کے قبول کئے جاوینگے اور اگر مدعا علیہ یہہ بہی کہتا کہ مین تجکو پہچانتا
ہی نہین تو یہہ گواہ نہ قبول کئے جاتے۔ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ تو نے اپنی لونڈی
میرے ہاتہہ بیچی ہے اور عمرو نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتہہ نہین بیچی پس زید گواہ لایا اپنے
خریدنے کے اور قاضی نے وہ لونڈی زید کو دلوادی اور اوسمین زید نے کوئی عیب پایا
پس عمرو نے گواہ گذرانے کہ زید لونڈی کے ہر عیب سے مجکو بری الذمہ کر چکا تہا تو یہہ
عمرو کے گواہ مقبول نہونگے۔ جس اقرار نامہ یا وعدہ کے اخیر مین لفظ انشاء اللہ ہوگا
وہ باطل ہے۔ ایک ذمی مرا اور اوسکی بی بی نے کہا کہ مین اوسکے مرنے سے پہلے مسلمان ہو گئی

ہوں خاوند کی میراث مجکو ملنی چاہیے اور ذمی کے وارثون نے کہا کہ سوت سے پہلی
مسلمان ہوگئی تہی تو وارثون کا قول معتبر ہوگا اور عورتکو میراث نملیگی ٭ زید کے
پاس عمرو کی کچہہ امانت تہی اور عمرو مرگیا زید نے خالد کو کہا کہ یہہ عمرو کا بیٹا ہی اور عمرو کا
اسکے سوا اور کوئی وارث نہین ہے تو وہ امانت خالد کو دیدی اور اگر خالد کو دینے کے بعد
زید بکر کو بتلائے کہ یہہ بہی عمرو کا بیٹا ہے اور خالد کہے کہ تو جہوٹا ہے تو وہ مال امانت
اکبر کو نہین مل سکتا خالد ہی کو ملیگا ۔ اگر کسیکی میراث اوسکے وارثون یا قرضخواہون
پر بانٹی جاوی تو اون سے اسکی ضمانت نلیجاویگی کہ اگر کوئی اور وارث یا قرضخواہ پیدا
ہوگا تو اوسکا حصہ دینا ہوگا ٭ زید نے ایک گہر کا اسطرح دعوی کیا کہ یہہ میرے باپ کا
تہا اور وہ مرگیا میں اور میرا بہائی جو یہان نہین ہی اسکے وارث ہین اور اس دعوے
پر گواہ گذرانے تو زید کو فقط آدہا گہر ملیگا دوسرے بہائی کا حصہ جو غائب ہے نہین ملیگا ٭ ایک شخص
نے کہا کہ جو میرا مال ہی یا جسکا مین مالک ہون فقیرون پر صدقہ ہی یہہ کہنا اسکو اس مال مین جاری ہوگا
جسمین زکوۃ واجب ہوتی ہو یعنے حاجت سے زیادہ اور بڑہنے والی چیزون پر حکم صدقہ کا کیا جاویگا
خواہ تہوڑی ہون یا بہت اونکے غیر مین جاری نہوگا جیسے سواری کے گہوڑے اور
اسباب ضروری ٭ ایک شخص کو کوئی وصیت کر مرا اور وصی یہہ نہین جانتا کہ کس باب
مین وصیت کی تہی اوسکا وصی ہونا صحیح ہی بخلاف وکیل کے کہ اگر وکیل یہہ نہین جانتا
کہ کس چیز کا وکیل کیا تو وکالت صحیح نہین ٭ اگر وکیل کو وکالت کی خبر کوئی دے تو اسکو
تصرف کرنا موکل کے مال مین صحیح ہی خبر دینے والا آزاد ہو یا غلام بچہ ہو یا بڑا عادل
ہو یا مستور ٭ معزول ہونا وکیل کا بغیر خبر دینے ایک مرد عادل یا دو مرد مستور الحال کے
ثابت نہین ہوتا جیسے مالک کو غلام کے تقصیر کی خبر دینی اور شفیع کو بیع شفعہ کی خبر

دینی اور کنواری لڑکی کو اوسکے نکاح کی خبر دینی اور اوس مسلمان کو جو دار الحرب سے
دار الاسلام کو نہ آیا ہو احکام شریعت کی خبر دینی (کہ ان سب مین ایکمرد عادل یا دو
مستور الحال کا خبر دینا شرط ہے یعنی اگر ایکمرد کسیطرح کا خبر دیگا تو اوسکا ماننا ضرور نہوگا اوس
عادل کی خبر خواہ وہ مستور الحال کی خبر کا ماننا ضرور ہوگا مثلا مالک کو اگر عادل نے
کہا کہ تیرے غلام نے قصور کیا تو مالک پر اوس قصور کا تاوان آویگا اسیطرح اور
مثالونکو سمجھنا چاہیے) قاضی یا قاضی کا امین اگر کسی کے غلام کو اوسکے قرضخواہونکے
لیے بیچکر مشتری سے قیمت لیلے اور وہ قیمت تلف ہو جاوے اور غلام کسی اور کا نکلے
تو قاضی یا امین قیمت کے ضامن نہین مشتری قرضخواہون سے غلام کی قیمت لے
جنکے واسطے بیچا تھا۔ اگر قاضی کسیکے وصی کو حکم کرے کہ اوسکے غلام کو قرضخواہون
کے لئے بیچڈال اور غلام کسی اور کا نکلا یا مشتری کے قبضہ سے پہلے مرگیا اور قیمت
ضایع ہو گئی تو مشتری قیمت وصی سے لے اور وصی قرضخواہون سے (جنکے واسطے بیچا تھا)
اگر کسی سے قاضی عالم عادل کہے کہ اس شخص پر مین نے حکم کیا ہے سنگسار ہونیکا یا ہاتھہ
کاٹنیکا یا حد مارنیکا تو اس کام کو کردے تو قاضی کے حکم کی تعمیل اس شخص کو جائز ہے
اگر معزول قاضی کسی سے کہے کہ مین نے جو تجھہ سے ہزار روپیہ لیے ہین تو فلان مقدمہ
مین جو زید کے روپیہ مین نے تجھپر ثابت کیے تھے اوسکو دیدیے اور وہ کہے کہ تو نے
مجھہ سے ہزار براہ ظلم لئے ہین تو قاضی کا قول معتبر ہوگا اور اس شخص کے ہزار کا ذمہ دار
نہوگا اسیطرح اگر کسی سے قاضی کہے کہ مین نے حق پر تیرے ہاتھہ کاٹنے کا حکم دیا تھا
یعنے بسبب چوری کے اور وہ کہے کہ میرے ہاتھہ تو نے ظلم سے کاٹے ہین
تب بھی قول قاضی کا معتبر ہوگا لیکن یہہ دونو صورتین اسحال مین ہین کہ ہاتھہ

کٹا ہوا شخص اور جس سے مال لیا گیا ہے وہ اقرار کرے کہ قاضی ہونے کی حالت مین ہاتھ کاٹا ہے یا مال لیا ہے

کتاب الشہادۃ

اسمین گواہی کا بیان ہے۔ گواہی کہتے ہین کسی حال کی خبر دینے کو آنکھون سے دیکھکر نہ فقط اٹکل اور گمان سے۔ اگر مدعی کسیکو گواہی کے لئے طلب کرے تو گواہی دینی اسکو لازم ہے۔ حدود کی گواہی کا چھپانا مستحب ہے۔ چوری کی گواہی مین یہہ کہے کہ فلان شخص نے مال لیا یون نکہے کہ چورایا تاکہ مال ثابت ہو جاوے اور ہاتھہ کاٹنا لازم نہو زنا کے ثبوت کیواسطے چار مردونکی گواہی ضرور ہے اور باقی حدون اور قصاص کیواسطے دو مردونکی کافی ہے اور کنواری ہونے اور جنے اور عورتون کے اُن عیبون کے لئے جنپر مرد مطلع نہین ہوتے ہین ایک عورت کی گواہی کافی ہے اسکے سوا مین دو مرد یا ایکمرد اور دو عورتونکی گواہی چاہئے اور سب مین گواہ کا عادل ہونا اور گواہی کا لفظ زبان سے کہنا شرط ہے خواہ گواہ مرد ہو خواہ عورت۔ قاضی دمیون سے پوشیدہ اور ظاہر مین گواہون کا حال جملہ حقوق کے مقدمات مین تحقیق کرے کہ گواہی کے قابل ہین یا نہین صاحب خصومت یعنی مدعا علیہ اگر مدعی کے گواہونکو عادل بتادے تو اسکا اعتبار نہین۔ گواہونکی عدالت کے تحقیق کرنے کو اور قاصدی اور ترجمہ کرنیکے لئے یعنے دوسرے شخص کی زبان سمجھانیکے لئے ایک شخص کافی ہے یعنے اگر قاضی ایک ہی شخص سے گواہ کا حال تحقیق کرے خواہ ایک آدمی کو مزکی کے پاس بھیجے یا گواہ کی زبان کا ترجمہ ایک شخص کردے تو جائز ہے دو کی ضرورت نہین درست ہے گواہ کو گواہی دینی سنی ہوئی اور دیکھی ہوئی چیز کی جیسے بیع یا اقرار یا حاکم کا حکم یا

چھین لینا یا مار ڈالنا ہی گواہ سکو کسی نے گواہ نکیا ہو مگر دوسرے کی گواہی دینے پر
گواہی نہ دے جبتک کہ اوسکو اُس گواہی پر گواہ نکیا جاوے۔ قاضی اور گواہ اور
راوی کسی نوشتہ پر عمل نکرین جبتک کہ وہ مقدمہ یاد نہو۔ ایسی چیز کی گواہی
نہ دے جسکو ندیکہا ہو سواے ان چیزون کے نسب موت نکاح صحبت کرنا
عورت سے حکومت قاضی کی اصل وقف کرنا کسی چیز کا ان چیزونمین کسی معتبر سے
سنکر گواہی دیسکتا ہے اگر وقف کرنیوالے نے جو وقف مین شرطین کی ہون اونکو غیر
سے سنکر گواہی نہ دینی چاہئے جسکے ہاتہہ مین کوئی چیز سواے غلام لونڈی کے دیکھی
اُسکی گواہی دیسکتا ہے کہ یہہ اوسیکی ہے۔ ان مسئلونمین اگر قاضی سے صاف صاف کہدے کہ
مین سنکر گواہی دیتا ہون یا قبضہ دیکہکر تو قبول نہوگی۔ اگر کوئی گواہی دے کہ مین
فلانے کے دفن مین یا نماز جنازہ مین حاضر تہا تو یہہ موت کے دیکھنے کی برابر ہے
یہانتک کہ ایسی گواہی اگر قاضی کے سامنے بیان کرے تو قاضی اسکو قبول کرے واللہ اعلم

باب ان شخصون کے بیانمین جنکی گواہی مقبول ہے اور جنکی غیر مقبول ہے

اندہے اور غلام اور نابالغ کی گواہی مقبول نہین ہان اگر غلام یا نابالغ حالت غلامی
یا نابالغی مین گواہ ہوے اور آزادی اور بلوغ کیوقت مین گواہی دی تو مقبول ہوگی
جسکو حد ماری گئی ہو گالی دینے پر گو اوسنے توبہ کر لی ہو اوسکی گواہی مقبول نہین
لیکن اگر کفر کی حالت مین اوسپر یہہ حد لگی اور پھر وہ مسلمان ہو گیا ہو تو مقبول ہے لڑکے کو
اپنے مان باپ دادی دادا نانی نانا کی گواہی درست نہین ہے اور اوسکے برعکس بہی نہین
درست ہے یعنے مان باپ وغیرہ کی گواہی بیٹے پوتے نواسے کیواسطے بہی نہین صحیح ہے
جورو خاوند ایکدوسرے کے گواہ نہین ہوسکتے مالک اپنے غلام لونڈی اور مکاتب کا گواہ

نہین ہوسکتا ہی۔ ایک شریک دوسری شریک کا شرکت کے بابمین گواہ نہین ہوسکتا
مخنث اور نوحہ کرنیوالی اور گانیوالی کی گواہی مقبول نہین ہی دشمن جسکی دشمنی دنیا کی
دنیا ہی کیواسطی ہو اور دائم الخمر جو (دوا کیواسطی شراب نہ پیتا ہو بلکہ کہیل کے لئے پیتا
ہو ان دونوکی گواہی نافذ نہ ہوویگی اور جانوروں سی کہیلنے ولے (مثلا کبوتر باز و مرغباز
وغیرہ) اور لوگونکے سنانیکو گانیوالے اور ایسی گناہ کرنیوالے جسپر حد جاری ہوتی
ہے یا ننگے حمام مین نہانے ولے یا سود کہانیوالے یا چوسر اور شطرنج بدکر کہیلنے والے
یا ان دونونکے سبب سی نماز کہو دینے والے یا آدمیونکی راہ مین پیشاب کرنیوالے یا
راہ مین کہانیوالے یا پچہلونکو ملانیہ برا کہنیوالے (جیسے اصحاب رسول اللہ صلعم
وغیرہم کو انہین سی کسی) کی گواہی مقبول نہین ہی مقبول ہوگی گواہی ایک شخص کی اپنی
بہائی یا چچا یا دودہ کی مان یا باپ کے لئی یا اپنی ساس یا بیبی کے بیٹے یا داماد یا بہو
یا باپ کی بیبی کیواسطی۔ صحیح ہے گواہی اہل ہوا یعنی بدمذہب کی مگر فرقہ خطابیہ کی
(کہ کئی رافضی ہوتے ہین) جائز نہین (اسلئی کہ اونکے نزدیک اپنی قسم کے لحاظ
سی جہوٹی گواہی درست ہی ذمی کی گواہی ذمی پر اور حربی کی حربی پر جائز ہی مگر حربی
کی ذمی پر درست نہین صحیح ہی گواہی گناہ صغیرہ کرنیوالیکی اگر کبیرہ سی بچا اور ختنہ نکئی
ہوئیکی اور راختہ یعنی خصی اور حرامی و خنثی کی (جسکو مرد و عورت دونوکی علامت
ہو) اور بادشاہی عاملونکی (جو ظالم نہون) اور آزاد کیئے ہوئے کی گواہی آزاد کرنے
والے کیواسطے درست ہی اگر دو شخص گواہی دین کہ فلان شخص کو ہمارے باپ نے وصی
کیا تہا اور وہ بہی اقرار کرے وصی ہونیکا تو یہہ گواہی درست ہوگی (اور وہ شخص وصی
ہوگا) اور اگر انکار کرے تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر یون گواہی دین کہ اس شخص کو

اپنا قرضہ لینے کا وکیل کیا تھا تو خواہ وہ اقرار وکالت کا کرے یا نکرے گواہی مقبول نہوگی سقاضی گواہوں پر ایسے طعنہ کو جو حق اللہ اور حق العباد سے خالی ہو نہ سُنے (جیسے کہین کہ گواہ گواہی کے قابل نہین ہین مگر ایسے طعنہ کو جو بدلیل حق اللہ یا حق العباد ہو سُنے) جو شخص گواہی دے اور کچہری سے جانیکے پہلے کہے کہ مینے بعض گواہی مین وہم کیا ہے تو یہہ کہنا مقبول ہوگا اگر گواہ عادل ہے)

باب دو گواہون کی گواہی کے اختلاف کے بیان مین ۔ گواہی اگر دعوی کے موافق ہے تو قبول ہوگی ورنہ نہین ۔ مدعی نے ایک گھر کا دعوی بسبب وراثت کے یا خرید کے باعث کیا اور اوسکے گواہون نے گواہی دی کہ یہہ گھر کا مالک ہے سبب کو نہ بیان کیا تو یہہ گواہی بیکار ہے اور برعکس اسکے صحیح ہے (یعنے مدعی نے فقط ایک گھر کے مالک ہونیکا دعوی کیا اور گواہون نے کہا کہ ورثہ کے سبب سے یا خرید کے سبب سے مالک ہوا ہے تو بیکار نہوگی بلکہ مقبول ہوگی) دونو گواہونکا اظہار متفق چاہیے لفظ اور معنی مین پس اگر ایک نے گواہی دی ہزار روپیہ کی اور دوسرے نے دوہزار کی تو مقبول نہوگی اسیصورت مین اگر دوسرے نے ڈیڑھ ہزار کی گواہی دی اور دعوی بھی ڈیڑھ ہزار کا ہے تو ہزار کی قبول ہوگی ۔ دونو نے ہزار کی گواہی دی مگر ایک نے یہہ بھی کہا کہ پانسو مدعاعلیہ نے ادا کر دیے ہین تو ہزار ہی کی مقبول ہوگی اور پانسو کے ادا کی نہ سنی جائیگی لیکن اگر دوسرا بھی اوسکے ساتھہ پانسو ادا ہونے کی گواہی دے تو مانی جاویگی مگر چاہیے کہ جو شخص پانسو وصول جانتا ہے گواہی مین بیان نکرے جبتک کہ مدعی وصول کا اقبال نکرے ۔ دو شخص گواہی دین کہ مدعی کے ہزار قرض ہین اور ایک ان مین سے یہہ کہے کہ وہ ادا بھی ہوگئے ہین تو یہہ گواہی قرض دینے پر جائز ہوگی

مقبول نہوگی ۔ دعوی ادا کی قرض ۔ ... گواہی پر ... دونون ... گواہی مین ... ۱۲

(مگر لینے والیکو اس سے ادا کرنا لازم نہوگا کیونکہ احتمال اداکا ہی) اگر دو آدمی گواہی دین کہ فلانے نے عید اضحے کے روز مکہ مین زید کو مار ڈالا اور دوسرا کہے کہ عید اضحے کے دن مصر مین مار ڈالا تو دونو کی مقبول نہو گی۔ ایسی صورتمین اگر ایک گواہی پر حکم ہو گیا ہو دوسری سے پہلے تو دوسری باطل ہی۔ دو شخصون نے گواہی دی ایک گاے کی چوری پر اور گاے کے رنگ مین اختلاف کیا تو چور کا ہاتھ کاٹا جاویگا بخلاف اسکے کہ نر اور مادہ ہونے مین اختلاف ہو یا رنگ ہی مین اختلاف ہو چھین لینے کے مقدمہ مین نہ چوری کے کہ ان دونو صورتونمین گواہی مقبول نہو گی اور ہاتھ نہ کٹیگا۔ ایک شخص نے دوسرے شخص کے لیے گواہی دی کہ اوسنے زید سے ہزار روپیہ کو غلام خریدا ہی اور دوسرے گواہ نے کہا کہ ڈیڑھ ہزار کو خریدا ہی تو گواہی باطل ہی اسیطرح کتابت اور خلع مین روپیہ کی تعداد کے اختلاف سے گواہی نمانی جاویگی لیکن نکاح تعداد مہر کے اختلاف کی صورت مین ہزار روپیہ ثابت ہو جاویگا۔ جو مورث کا مال ہی اوسکے وارث کو نہ دلایا جاویگا جبتک یہہ ثابت نہو کہ وارث کے ملک مین آگیا یعنے اگر گواہ گواہی دین کہ فلان میت اس چیز کا مالک تہا تو قاضی حکم نہ دیوے کہ اس شی کو اوسکے وارث کو دیدین جبتک یہہ نکہین کہ مورث مرگیا اور اس چیز کو وارث کی میراث چھوڑ گیا) لیکن اگر گواہی دین کہ میت مرنے کیوقت اسکا مالک یا متصرف تھا یا موت کیوقت کسی اور نے اوس سے مانگ کر اپنا تصرف کر لیا تھا (کہ یہہ بھی حقیقت مین میت کا تصرف ہی تو مرنے کیوقت تک قبضہ اور تصرف ثابت ہونے سے بھی قاضی وارثون کو دلا سکتا ہی) اگر گواہی دین کہ یہہ چیز اس شخص زندہ کے قبضہ مین ایک مہینے سے یا ایک برس سے ہی تو یہہ گواہی مقبول نہو گی (یعنے اوسکی ملک ثابت نہو گی مثلاً زید نے

عمرو کی شے پر دعوی کیا کہ میری ہی اور گواہون نے زید کی گواہی دی کہ یہہ شی
ایک مہینے سو ہمنے زید کے پاس دیکھی ہی تو اس سے وہ شی زید کو نہ دلائی جائیگی کیونکہ
احتمال ہی کہ زید کے پاس منگنی پر ہو) اور اگر مدعا علیہ اقرار کرے کہ یہہ مال مدعیکی
پاس ایک مہینے سے ہی یا مدعا علیہ کے اوس اقرار پر گواہ گواہی دین تو قاضی
اوسکو مدعی کو دلوا دے +)

باب گواہی پر گواہی دینے کے بیانمین

باب گواہی پر گواہی دینے کے بیانمین - ایسے معاملون مین جو شبہہ سے ساقط
نہین ہوتے ہین (یعنے سوا حد اور قصاص کے) گواہی پر گواہی مانی جاویگی اور
اوسمین بھی یہہ شرط ہی کہ اصلی دونو گواہون مین سے ہر ایک کی گواہی پر دو مرد گواہی
دین اور ایک گواہ کی گواہی پر ایک مرد کی گواہی مقبول نہوگی - گواہ فرعی - یعنی
گواہی پر گواہ) پکڑنیکا طریقہ یہ ہی کہ اصل گواہ (فرعی سے یون) کہے کہ گواہ رہ
میری گواہی کا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ فلانے نے میرے سامنے اقرار کیا اسبات کا
اور (ایسی گواہی کے ادا کا یہہ طریقہ ہی کہ) فرعی گواہ یون کہے کہ گواہی دیتا ہون مین
اسکی کہ اصل گواہ نے مجکو گواہ پکڑا ہی اپنی اس گواہی کا کہ فلان شخص نے فلان
امر کا اقرار اصیل کے سامنے کیا اور اصیل نے مجہہ سے کہدیا ہی کہ تو میری گواہ ہونے کا
گواہ رہنا فرعی گواہ کی گواہی مقبول نہوگی جبتک کہ اصل نہ مرے یا بیمار نہو یا سفر نکرے
- اگر فرع کے گواہ اصل گواہونکا عدل ہونا بھی بیان کرین تو اونکی عدالت ثابت
ہو جاویگی ورنہ قاضی اورون سے اونکا حال پوچھے - اگر اصل گواہ اپنی گواہی سے
انکار کرین تو فرع کی گواہی باطل ہی - اگر زید اور عمرو نے گواہی دی کہ ہم سے
بکر اور خالد نے کہا کہ فلان شخص کی فلان عورت پر جو فلانے کی بیٹی ہی اور فلانے

گھرانے کی ہی ہزار آتے ہین اور ہم یعنی بکر اور خالد اوسکو پہچانتے ہین تو صورتین
اگر مدعی ایک عورت کو لاے اور زید و عمرو کہین کہ ہم اوسکو نہین پہچانتے ہین کہ یہہ
وہی مدعا علیہا ہی یا کوئی اور تو مدعی سے کہا جاویگا کہ اور گواہ لا اسکے کہ یہہ
عورت وہی ہی جو تیری مدعا علیہا ہی آسیطرح ایک قاضی کا خط جو دوسرے
قاضی کیطرف جاوی (اگر خط لیجانے والے دو گواہ مدعا علیہ کو نہ پہچانتے ہون تو دوسرا
قاضی مدعی سے کہی کہ اور گواہ لا اسکے کہ یہی میرا مدعا علیہ ہی) اگر ان صورتون مین فرع کے
گواہ یون کہین فلان عورت قبیلہ بنی تمیم سے ہے (یعنے اوپر کا قبیلہ بتلاوین) تو کافی نہوگا
جبتک کہ اوپر کے قبیلہ مین سے کسی خاص چھوٹے قبیلہ کو ذکر نکرین (اسلیے کہ اوپر کی
قوم کے ذکر سے پہچان خوب نہین ہوتی مثلاً اگر صدیقی کہدین تو پہچان نہوگی جبتک کہ
اوسکے باپ دادی کا خاص لقب جو چند پشت سے ہوجایا کرتا ہی بیان نکیا جاوی) اگر
ایک گواہ نے اقرار کیا کہ مینے جھوٹی گواہی دی تھی تو اوسکو شہر و بازار مین
تشہیر کیا جاوے تعزیر نکیا جاوے)

باب گواہی سی پھر جانیکے بیان مین - گواہ کو گواہی سے پھرنا درست نہین مگر
قاضی کے روبرو - اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے دونو گواہ پھر گئے تو قاضی انکی گواہی
کے بموجب حکم ندے حکم کے بعد پھر جانے سے حکم نہ ٹوٹیگا - اسصورتمین اگر مدعی نے
مدعا علیہ سے کچھ لیلیا ہی دین ہو یا عین تو جتنا مدعا علیہ کو دینا پڑا ہو وہ دونون
گواہونسے پھر لے (یعنے قاضی اونسے دلادی) اگر ایک پھر گیا تو مدعا علیہ کے آدھے مال کا
ضامن ہوگا جتنے گواہ گواہی سے نہ پھرین شمار اونکی معتبر ہی پھرنیوالونکی گنتی معتبر
نہین مثلاً اگر تین گواہون مین سے ایک پھر گیا تو اوسکو کچھہ دینا نہ آویگا (اسلیے کہ دو گواہ

نہین پھرے مال مدعا علیہ کے ذمہ مین دو کی گواہی سے بھی ثابت ہی اور اگر دوسرا
اور پھر جاوے تو ان دونو پھرنے والونکو آدھا مال دینا پڑیگا (کیونکہ جو نہین پھرا ہی
وہ ایک ہی اوس سے نصف مال ثابت ہوا تو باقی نصف ان دونو سے لیا جاویگا)
اگر دو عورتون اور ایک مرد نے گواہی دی اور ایک عورت پھر گئی تو یہہ چارم مال کی
ضامن ہوگی اور دونو پھر گئین تو آدھے مال کے دونو ضامن ہونگی - اگر ایک مرد اور
دس عورتین گواہ ہین اور آٹھ پھر گئین تو اونپر کچھ نہین ہے اور نو پھرین تو انپر
چارم ہی اور اگر سب عورتین مع مرد پھر گئین تو نقصان کے چھہ حصے برابر ہو کر ایک
حصہ مرد پر اور پانچ حصے عورتون پر پڑینگے (کیونکہ دو دو عورتین ایک ایک مرد کے
برابر ہین تو گویا دس عورتین بجای پانچ مردون کے ہوئین اور ایک مرد گواہ تھا
تو کل گویا چھہ مرد ہوے) اگر گواہی دین دو مرد ایک مرد پر یا ایک عورت پر اس مضمون کی
کہ مہر مثل پر نکاح کیا ہی اور پھر اس گواہی سے پھر جاوین تو کسی چیز کے ضامن نہونگے
لیکن اگر مہر مثل سے زیادہ کی گواہی دی تھی تو زیادتی کی مقدار کا تاوان دینگے اور
(اگر بیع (کے باب) مین (قیمت مثل یا زیادہ قیمت کی گواہی دینگے تو پھر جانے پر)
کچھ نہ دینا پڑیگا لیکن اگر کم قیمت کی گواہی ہی تو جسقدر مبیع کی قیمت سے کم ہوگی اوسقدر
بائع کے لیے ضامن ہونگے صحبت سے پہلے طلاق کے دونو گواہ اگر پھر جاوین تو نصف
مہر کے ضامن ہونگی اور اگر طلاق کے بعد صحبت کے گواہ پھر جاوینگے تو اونکو کچھ
ضمان نہ دینا ہوگا - اور اگر غلام کی آزادی کے گواہ پھر جاوین تو اوسکی قیمت دینی پڑیگی
- اگر خون کی گواہی سے پھر جاوین تو خونبہا مقتول کا اونسے بھر لیا جاویگا مگر
قصاص مین مارے نجاوینگے - اگر فرع کے گواہ جنھون نے اورون کے گواہ

ہونے کی گواہی دی ہی پھر جاوینگے تو وہی ضامن ہونگے بشرطیکہ اصل کے
گواہ یون کہین کہ ہمنے اِنکو اپنی گواہی پر گواہ نہ کیا تھا یا یون کہین کہ ہمنے انکو گواہ
بیشک کیا تھا مگر ہمسے غلطی ہوئی تھی - اگر اصل و فرع دونوکے گواہ پھر جاوین
تو ضامن فقط فرع کے گواہ ہونگے اور راونگے اس کہنے پر التفات نکیا جاویگا کہ
ہمسے اصل کے گواہون نے جھوٹ کہا تھا یا غلطی کی تھی جس شخص نے گواہونکی
عدالت کی تحقیقات کی پھر اوس سے پھر گیا تو وہ خود ضامن نقصان کا ہوگا ایسی
قسم کے گواہ جو کسی شرط پر معلق ہو اور زنا کے گواہ ضامن ہونگے لیکن زانی کے
محصن ہونیکے گواہ اور شرط کے واقع ہونیکے گواہ کچھ تاوان ندینگے (یعنی اگر چار
گواہون نے کسیکے زنا کی گواہی دی اور دوسری دو گواہون نے اوسکے محصن ہونیکی
گواہی دی جس سے سنگساری لازم ہوئی اور پھر یہ سب گواہی سے پھر گئے تو سنگسار
کئے ہوے شخص کا خونبہا زنا کے چارون گواہون پر پڑیگا نہ محصن ہونیکے دو گواہون
اور شرط کے واقع ہونے کیصورت یہ ہی کہ دو گواہون نے کہا کہ زید نے اپنے
غلام سے کہا تھا کہ اگر تو گھر مین جاے تو آزاد ہی اور دو گواہون نے گواہی دی
کہ وہ غلام گھر مین گیا پھر چارون گواہ پھر گئے تو پہلے دو گواہ غلام کی قیمت کے
ضامن ہونگے نہ دوسرے)

کتاب الوکالۃ

اسمین وکیل کرنیکا بیان ہی - وکیل کرنا صحیح ہی اور معنی اوسکے یہہ ہین کہ دوسرے
کو اپنی ذات کے قائم مقام کردینا ایسی تصرف مین جسکا خود موکل کو اختیار ہی
خواہ وکیل لڑکا ہو یا غلام جسکو معاملات کرنیکے لیے مالک کا حکم نہین بشرطیکہ

کتاب الوکالۃ

وکیل معاملات کی حقیقت سمجھتا ہو۔ جو معاملات موکل خود کر سکتا ہی اونمین وکیل کو اپنی قایم مقام کر سکتا ہی اور (وکیل کرنا اپنے) جواب وسوال کیواسطے حقوق مین طرفثانی کی رضامندی سے (درست ہی) لیکن اگر موکل بیمار ہو یا غایب ہو تین منزل کے عرصہ سی یا اوسکا سفر کا ارادہ ہو یا عورت پردہ نشین ہو تو (ان صورتونمین طرفثانی کی رضامندی ضرور نہین اور (اسیطرح صحیح ہی وکیل کرنا) کوئی حق دینے یا لینے کیواسطے سوا حد اور قصاص کے اگر موکل غائب ہو (اور اگر اوس مجلس مین حاضر ہو تو وکیل کرنا حد اور قصاص لینے کیواسطے بھی صحیح ہی کیونکہ موکل کے ہوتے ہوے وکیل کا کچھ اعتبار نہین تو گویا یہہ امور موکل ہی نے کیے) جس عقد کو وکیل اپنی طرف نسبت کرے مثلا بیچنا یا ٹھیکہ دینا یا اقرار سے صلح کرنا تو اس عقد کے حقوق وکیل سے متعلق ہو جاوینگے اگر وکیل وہ غلام نہو جسکو معاملہ کرنیکے لیے مالک کا حکم نہین اور حقوق یہہ ہین کہ مبیع کو دینا یا لینا یا اوسکی قیمت لینی یا مبیع کسی اور کی نکلی تو بایع سے قیمت پھیر لینی یا مبیع کے عیب مین جھگڑنا (یہہ سب معاملات وکیل سے متعلق ہوتے ہین) اور ملک موکل کی ثابت ہوتی ہی معاملہ کے شروع ہی سے یہانتک کہ اگر وکیل اپنے رشتہ دار کو خریدے تو وہ آزاد نہوگا اور جن معاملونکو وکیل موکل کیطرف نسبت کرے جیسے نکاح یا خلع یا صلح دانستہ خون سی یا انکار سی صلح کرنا تو اونکی حقوق متعلق موکل سی ہونگے (نہ وکیل سے) تو اب وکیل شوہر سے نکاح مین مہر کا مواخذہ نہین ہوسکتا اور عورت کے وکیل سے عورت کے حوالہ کرنیکا مواخذہ نہین کیا جاویگا۔ خریدنے والیکو اختیار ہی کہ موکل کو قیمت نہدے وکیل ہی کو دے کیونکہ بیع وکیل سے متعلق ہی اور اگر موکل کو دیدی تو بھی صحیح ہی پھر وکیل اوس سے

مواخذہ نکرے (کیونکہ حق حقدار کو پہونچگیا)

باب خرید و فروخت کیواسطے وکیل کرنیکے بیان مین

باب خرید و فروخت کیواسطے وکیل کرنیکے بیان مین۔ اگر وکیل سے کہی کہ مثلاً ٹانڈے کی سوسی یا گھوڑا یا خچر خرید تو صحیح ہی خواہ قیمت مقرر کرے یا نکرے۔ اگر یون کہی کہ غلام یا مکان خرید تو قیمت اگر بتا دیگا تو درست ہی ورنہ جائز نہوگا۔ اور اگر کپڑا خریدنے کو بغیر قید ٹانڈے وغیرہ کے کہے یا کہے کہ چارپایہ خرید گھوڑے خچر وغیرہ کا نام نہ لے تو صحیح نہین ہی گو قیمت بتادے۔ اگر مطلق طعام خریدنے کو کہے تو گیہون یا آٹا مراد ہوگا۔ وکیل کو مبیع کا پھیر دینا بسبب عیب کے صحیح ہی جب مبیع اوسکے پاس ہو اور جب موکل کو دیدے تو بے حکم اوسکے پھیر نہین سکتا۔ اگر مبیع کی قیمت وکیل نے اپنے پاس سے دیدی ہی تو مبیع کو روک سکتا ہی جبتک موکل قیمت اوسکی ندے۔ اگر مبیع وکیل کے پاس جاتی رہی تو اگر روکنے سے پہلے گئی تو موکل کی گئی اور موکل کے ذمہ سے اوسکے دام ساقط نہونگے اور اگر بعد روکنے کے گئی تو اوسکا حکم (اوس) مبیع کا سا ہی (جو بائع کے پاس مشتری کے دینے سے پہلے ہلاک ہو یعنی ایسی مبیع کی قیمت موکل سے نلیجاویگی۔ بیع صرف و سلم جنمین عاقدین کی جدائی سے پیشتر قبضہ ضرور ہے اوسمین وکیل کی جدائی کا اعتبار ہی نہ موکل کی (یعنے وکیل کو بچنا ہیے کہ بیع صرف اور سلم مین بدون قبضہ بدل کے علحدہ ہو اور موکل علحدہ ہو تو مضائقہ نہین) ایک شخص کو وکیل کیا روپیہ کا آٹھ سیر گوشت خریدنے کو اور وکیل نے وہی گوشت جو آٹھ سیر بکتا ہی روپیہ کا سولہ سیر خریدا تو موکل کو آٹھ آنے کا آٹھ سیر خرید کر لینا ضرور ہی۔ اگر کسی خاص چیز کے خریدنے پر وکیل کیا تو وکیل اپنے واسطے اس چیز کو نہین لے سکتا۔ اگر ایسی چیز کو وکیل (روپیہ پیسے یعنی) نقد کے عوض نہ لے یا جو موکل نے اوسکی قیمت بتا دی

تھی اوسکے خلاف لے تو وہ خرید وکیل ہی کی ہوگی - اگر وکیل کرے کسی غیر معین چیز کے
خریدنے کا تو وہ خرید بھی وکیل کی ہی لیکن وکیل نے اگر نیت کر لی کہ موکل کیواسطے
خریدتا ہون یا موکل کے مال سے خریدی تو موکل کی ہوگی اگر وکیل کہے کہ اس چیز کو مینے
موکل کیواسطے خریدا ہی اور موکل کہے کہ تونے اپنے واسطے خریدا ہی تو موکل کا قول معتبر ہی
اگر اسی صورت مین موکل نے پہلے سی قیمت دیدی ہوگی تو وکیل کا قول معتبر ہوگا - زید نے
عمر سے کہا کہ خالد کیواسطے یہہ چیز میرے ہاتھہ بھیجدے اور عمرو نے بیچڈالی اور پھر زید وکالت
سے انکار کرے کہ مینے خالد کیواسطے نہین خریدی ہی تو خالد اوس شی کو لے سکتا ہی لیکن اگر
خالد کہی کہ مینے زید کو وکیل نہین کیا تھا (کہ میرے واسطے خرید) تو خالد اوسکو نہین لے سکتا
ہان اگر زید اوسکو وہ چیز دیچکا ہو (تو البتہ خالد لے سکتا ہی پھر زید کو نملیگی) اگر وکیل سے کہے
کہ فلانے دو غلام میری واسطے خرید اور قیمت نہ مقرر کرے پس وکیل ایک غلام اوسکے واسطے
خریدے تو صحیح ہے - اگر اون دونو کو ہزار روپیہ مین خریدنے کو کہے اور دونو کی قیمت
برابر ہو پھر ایک کو وکیل پانسو یا کم کو خریدے تو بھی صحیح ہی اور اگر پانسو سے زیادہ کو خریدے
تو نہین صحیح ہی ہان اگر موکل کے جھگڑنے سی پیشتر دوسرے غلام کو پانسو سی اوتنے
کم کو خریدے جتنا پہلے مین زیادہ دیا ہی تو صحیح ہی (کہ دونو ہزار مین ہوگئے)
اگر کوئی اپنے قرضدار کو وکیل کرے کہ فلان چیز میرے قرض کے بدلے مین جو تجھپر
آتا ہی خرید دے اور وہ خرید دے تو صحیح ہی اور اگر غیر معین شی کو اسطرح کہے
تو وہ خرید وکیل کی ہوگی - اگر ہزار دیکر ایک شخص کو کہی کہ اتنے کو میری واسطے لونڈی
خرید اور اوسنے خریدی پھر موکل نے کہا کہ یہہ تو پانسو کی ہی اس صورت مین خریدنے والے
(یعنے وکیل کا) قول معتبر ہوگا (کیونکہ موکل اوس سے لینا چاہتا ہی اور وہ انکار کرتا ہی

اور منکر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہی) اور اگر پہلے سے ہزار نہین دیئے ہین تو
اس صورت مین موکل کا قول معتبر ہوگا (کیونکہ وکیل اوس سی پانسو زیادہ لیا چاہتا ہی
اور وہ منکر) اگر ایک معین شی کے خریدنے کو وکیل کیا اور پھر اختلاف ہوا وکیل
کہتا ہی کہ ہزار کو خریدی ہی اور موکل کہتا ہی کہ پانسو کو اور اوس شی کا بائع وکیل
کی سی کہتا ہی تو وکیل موکل آپس مین قسم کھائین (اگر دونو نے قسم کھائی تو وہ شی
وکیل کی ٹھہریگی نہ موکل کی) ایک غلام زید سی کہے کہ تو مجھکو میری مالک سی میری لیے
ہزار روپیہ کو خرید دی اور غلام نے ہزار دیے اور زید نے مالک سی کہدیا کہ مین تیرے
فلانے غلام کو خاص اوسکے لیے خریدتا ہون اور مالک اسی شرط پر بیچڈالے تو غلام
آزاد ہوجاویگا اور ولا اوسکے مالک کو ملیگی اور اگر زید کہی کہ اس غلام کو مین اپنی واسطے
خریدتا ہون تو وہ زید کا ٹھہریگا اور اوسکے ذمہ ہزار روپیہ اور لازم ہونگے (اسلیے
کہ غلام والے ہزار روپیہ تو مالک ہی کے ہین کیونکہ جو غلام کا مال ہی وہ مالک کا
ہی اب زید ہزار اور قیمت کے دے) اگر کہے کوئی غلام سے کہ تو میرے واسطے
اپنے آپکو اپنے مالک سے خریدے اور غلام مالک سے کہے کہ مجھکو فلانے شخص کے
واسطے بیچ اور وہ بیچڈالے تو حکم کرنیوالیکا غلام ٹھہریگا اور اگر یون نکہے کہ فلانے کے
واسطے بیچ تو آزاد ہوجاویگا **فصل** وکیل خرید و فروخت کا ایسے شخص سے دینا لینا نکرے
کہ جسکے واسطے گواہی ندیسکے (مثلاً اپنے ماں باپ لڑکا لڑکی بیبی غلام و شریک کسیطرح
سے معاملے خرید و فروخت کے نکرے کہ خوف ہی تہمت کا) اور صحیح ہی کہ وکیل
بیع کا کم زیادہ قیمت کے عوض مین خواہ اسباب کے بدلے مین خواہ کسیوقت
تک قرض پر چیز کو بیچدے اور (اگر خریدنے کے لیے وکیل ہو تو) اوسکی خریدمین

یہ شرط ہی کہ برابر قیمت پر چیز مول لے خواہ دام اتنا بڑھاوے کہ وتنا نقصان رائج ہو یعنی قیمت لگانیوالے بڑم سے بڑھکر اتنا دام لگائین (ایسا نہو کہ کوئی اوسکی قیمت اوتنی نہ لگائے) اگر غلام کے بیچنے کا وکیل کیا اور راوسنے آدھا غلام بیچا تو صحیح ہی اور راگر غلام خریدنے کا وکیل کیا اور آدھا خریدا تو یہہ خرید موقوف ہوگی باقی آدھی کے خریدنے پر (اگر وہ بھی خرید لیا تو موکل کو لینا پڑیگا) اگر مشتری عیب کے سبب سے جو مشتری کے گواہون سے ثابت ہو یا وکیل کے قسم نہ کھانے سے ثابت ہو مبیع وکیل کو پھیر دے تو وہ موکل کو پھیر دے اسیطرح اگر وکیل نے مبیع مین ایک قدیمی عیب کا اقرار کیا ہو (جیسے ایک زائد اونگلی یا دانت زائد کا مثلا) اور راوس عیب سے وہ چیز وکیل کے پاس پھر کر آوے تب بھی موکل کو پھیر دے (اور راگر ایسے عیب کا اقرار نہو تو وہ چیز صرف وکیل کو واپس ملیگی وہ موکل کو نہ پھیر لیگا) اور راگر وکیل کچھہ اودھار پر بیچڈالے اور موکل کہی کہ مینے نقد بیچنے کو کہا تھا اور وکیل کہے کہ مطلق بیچنے کو کہا تھا (نقد اور اودھار کی قید نہین لگائی تھی) تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور راگر عقد مضاربت مین یہہ صورت واقع ہو تو مضارب کا قول معتبر ہوگا۔ بیع کا وکیل اگر کوئی چیز مشتری کی گرو کرے اور وہ وکیل کے پاس ضائع ہو جاے یا مشتری سے کوئی ضامن لیلے (اور ضامن مثلا مفلس ہو کر مرجاوے) اور قیمت ہاتھہ نہ لگے تو وکیل ضامن نہوگا (قیمت کا) اگر کسیکے دو وکیل ہون تو اونمین سے فقط ایک کسی معاملہ مین تصرف نکرے مگر جھگڑا کرنے مین کسی سے اور طلاق دینے مین بغیر بدل کے اور آزاد کرنے مین بغیر عوض کے اور سونپی ہوئی امانت کو پھیر دینے مین اور موکل کا قرض ادا کرنے مین (کہ اگر

ف مضاربت اوس عقد کو کہتے ہین کہ ایک شخص کا مال ہو اور دوسرے کی محنت اور نفع مین دونو شریک ہون ۱۲

یہہ امانت میری لیئے میراث چھوڑ مرا ہی اور جسکے پاس امانت ہی وہ اس شخص کو سچا
کہے تو وہ امانت اس مدعی کو دلوائی جائیگی۔ اگر قرضخواہ کسیکو وکیل کری اپنے مال
لینے کیواسطے اور قرضدار کہے کہ صاحب مال نے تو اپنا مال لے لیا (تو اس کہنے سے
مالک کا لے لینا ثابت نہوگا اور وکیل کی وکالت ثابت ہو چکی ہی) تو وکیل کو وہ مال
حوالہ کرے اور (اوسکو حکم ہوگا کہ اگر مالک (کو) مال (ادا کر دیا ہی تو) اوس سے
مواخذہ کرے اور (اگر مالک مال لینے سی انکار کریگا تو قرضدار) اوسکو قسم دلائی اگر ایک شخص
کو وکیل کیا (کہ) بائع سی اوس عیب کی بابت جو خریدی ہوئی لونڈی مین نکلا ہی (جواب
سوال کر) اور اوسنے بائع سے حجت کی) اور بائع نے کہا کہ مشتری تو راضی ہوگیا تھا تو وکیل
لونڈی کو نہین پھیر سکتا جبتک مشتری قسم نکھائی (کہ مین راضی نہوا تھا اگر قسم کھالی
تو پھیر دینے کا حکم ہوگا) زیدنے عمرو کو دس روپیہ دیئے کہ انکو میرے گھر والون پر
خرچ کردے اور عمرو نے اپنے پاس سے دس روپیہ خرچ کر دیئے تو یہہ دس مقابل ہوگئے
زید والے دس کے (یعنے زید عمرو سے اپنے روپے نہین لے سکتا یون کہکر کہ تونے تو
اپنے پاس سے خرچ کیے ہ)

باب وکیل کو برطرف کرنیکے بیان مین ۔ اگر وکیل کو موکل نے برطرف کر دیا
اور وکیل کو اسکی خبر بھی ہوگئی تو وکالت باطل ہوگئی اسیطرح اگر وکیل یا موکل مرگیا
یا مجنون ہوگیا ہمیشہ کو یا وہ مرتد ہوکر دار الحرب کو چلا گیا یا جن دو شریکون نے
شرکت مین وکیل کیا تھا وہ شریک آپس مین نرہی یا ایسی شرکت تھی کہ وکالت اوسکو
لازم تھی جیسے مفاوضہ یا موکل مکاتب تھا اور وہ ادا ہی زر کتابت سے عاجز ہوگیا
یا موکل غلام ماذون تھا پھر اوسکو عقود سے مالک نے منع کر دیا (ان سب صورتون مین

وکالت باطل ہو جاویگی (جس کام کے لیے وکیل کیا ہر اگر موکل اوسکو بذات خود کرنے لگے تو وکالت جاتی رہتی ہی +)

کتاب الدعوی

اسمین دعوی کا بیان ہی - دعوی کہتے ہین جھگڑے مین کسی چیز کو اپنی طرف نسبت کرنے کو (یعنے یون کہنے کو کہ یہہ میری چیز ہی) مدعی اوسکو کہتے ہین کہ دعوی کرے اور جو جھگڑا چھوڑ بیٹھے تو اوس سے مواخذہ نہو - مدعا علیہ مدعی کے خلاف ہی (یعنے جسپر دعوی کیا جاوے اور وہ اگر جوابدہی سے چپ ہو رہی تو زبردستی اوس سے جواب طلب ہو) دعوی صحیح نہین جبتک وہ شی جس پر دعوی ہی بیان نکر یجاوی اور اوسکا اندازہ اور جنس نہ بیان ہو پس اگر وہ شی معین مدعا علیہ کے پاس ہو تو مدعا علیہ کو اوسکے حاضر کرنیکی تکلیف دیجائیگی تاکہ مدعی اپنے دعوی مین اوسکی طرف اشارہ کرے - یہی حال ہی گواہون کی گواہی دینے اور مدعا علیہ کی قسم دلانے مین (یعنے چیز کا حاضر کرنا چاہیے تاکہ گواہ اپنی گواہی مین اور مدعا علیہ اپنی قسم مین اوسکی طرف اشارہ کرین) اگر چیز کا حاضر کرنا دشوار ہو تو مدعی اوسکی قیمت ذکر کر دے - اگر دعوی غیر منقول شی کا ہو (مثل زمین یا گھر کے) تو اوسکی حدین بیان کر دے - تین حدونکا بیان کر دینا کافی ہی (کیونکہ چوتھی حد اسی سے معلوم ہو سکتی ہی) ان حدون کے مالکون کا نام بھی ذکر کرے اور جو شخص مشہور نہو اوسکی دادا تک کا نام بتانا ضرور ہی - یہہ بھی ذکر کرے کہ جس چیز کا دعوی ہی وہ بعینہ مدعا علیہ کے قبضہ مین ہی - غیر منقول شی مین قبض و تصرف فقط مدعی مدعا علیہ کے ایک دوسرے کو سچا کہنے سی ثابت نہوگا جبتک گواہ نہ ہون یا قاضی کے جاننے سی ثابت نہو بخلاف

منقول کے (کہ اسمین قبض و تصرف طرفین کے اقرار سے بھی ثابت ہو جائیگا) معین چیز کے
دعوی مین ضرور ہی کہ مدعی ذکر کر دے کہ عین شی مدعا بہا کو مدعا علیہ سی طلب کرتا ہون
اگر وہ شی دَین ہو تو اوسکا وصف بیان کرے اور یہہ کہ اوسکو مدعا علیہ سے چاہتا ہون
جب دعوی صحیح ہو جاوے تو قاضی مدعا علیہ سے جواب طلب کرے پس اگر مدعا علیہ
اقرار کرے دعوی کا تو اوسکے دلانیکا حکم کر دے اور انکار کرے تو مدعی اپنے
گواہ لاوے اور اگر گواہونکے بعد مدعا علیہ پر حکم کرے (یعنی شی مدعا بہا مدعی کو
دلاوے) اور اگر گواہ مدعی کے پاس نہون تو مدعا علیہ کو قسم دلائی جاوے اگر مدعی
قسم طلب کرے اور مدعی کو قسم ندلائی جاوے (کیونکہ قسم خاص ہی واسطے مدعا علیہ کے
ملک کے دعوی مین شخص متصرف کے گواہ مقبول نہونگے اگر مطلق ملک بیان
کرین (اور سبب ملک کا ذکر نکرین جیسے خرید یا ہبہ وغیرہ ہی۔ اگر دو نو شخص قابض
اور بیدخل گواہ گذارین تو جو شخص متصرف نہین ہی اوسکے گواہونکی سماعت بہ نسبت
گواہون متصرف کے) بہتر ہی۔ اگر (مدعا علیہ سے قسم کھانے کو) ایکبار (کہا گیا
اور اوسنے) انکار کیا یا چپ ہو رہا تو بدون قسم ولانیکے اوسپر حکم ہو جائیگا (کہ
مدعیکا مدعا حوالہ کرے) مستحب ہی مدعا علیہ سے تین بار قسم کو کہنا۔ مدعا علیہ منکر سے
قاضی اون چیزونمین قسم نہ لے اول نکاح دوم رجعت بعد طلاق کے سوم رجعت
ایلاء کے بعد چہارم لونڈی کو اُمّ ولد کرنے مین پنجم غلام ہونے مین ششم ثبوت
نسب مین ہفتم حق ولا مین اور حد اور لعان مین بھی قسم ندلائی جاوے اور قاضی
امام فخرالدین نے فرمایا ہی کہ فتوی اسپر ہی کہ مدعا علیہ منکر سے قسم لیجاوے چھہون
اشیاء مذکورہ مین (یعنے نکاح سے ولا تک **فائدہ** جاننا چاہیے کہ نکاح سے

ولاتک سات شی ہین اونکو جپہ اسواسطے قرار دیا کہ کام ولد بنانا اور اثبات نسب لازم
اور ملزوم ہین گویا وہ دونو ایک قسم ہین) چور کو قسم دلائی جاوے پس اگر انکار کرے
قسم سے تو چوری کے مال کا ضامن ہو جائیگا مگر ہاتھ نہین کٹیگا اگر بیبی خاوند پر دعوی
کرے کہ مجکو صحبت سے پہلے طلاق دی ہی تو خاوند کو قسم دلائی جاویگی اگر انکار کیا قسم سے
تو آدھی مہر کا ذمہ دار ہو گیا ۔ جو شخص انکار کرے قصاص کے مقدمہ مین تو اوسکو بھی
قسم دلائی جاوے پس اگر جان کی قصاص مین قسم سے انکار کرے تو قید کیا جاوی یہانتک
کہ اقرار خون کا کرے یا قسم کھالے اور جان کے سوا اور چیزون کے قصاص مین مثل زخم
وغیرہ کے بمجرد انکار کے قصاص لیا جاوے ۔ اگر مدعی کہے کہ میرے گواہ حاضر ہین اور
پھر مدعا علیہ سے قسم کی درخواست کرے تو اوسکو قسم نہ دیجاویگی اور مدعا علیہ سے کہا جاویگا
کہ مدعی کو تین روز تک کی حاضر ضامنی دیدی پس اگر مدعا علیہ ضمانت دینے سے انکار
کرے تو مدعی اوسکے ہمراہ رہی جہان جاوی لیکن اگر مدعا علیہ مسافر ہو تو اوسکی ہمراہی
صرف قاضی کے محکمہ مین کرے (اسلیے کہ اس سے زیادہ مسافر کے ساتھ رہنے یا
اوس سے ضامن لینے مین مسافر کا کمال نقصان ہی) اور قسم جو مدعا علیہ کھاوی تو معتبر
خدا کی قسم ہی (یعنے یو کہنا کہ خدا کی قسم مدعی کا حق مجھپر نہین) طلاق اور آزادی کی قسم
نکھاوی (یعنے یہہ نہ کہے کہ اگر مدعی کا حق مجھپر ہو تو میری بیبی طلاق یا غلام آزاد ہی) البتہ
اگر مدعی اصرار کری (کہ اوسکو طلاق یا عتاق (آزادی) کے ساتھ قسم دلائی جاوی تو ایسی قسم کا
بھی اعتبار ہی) قسم کی تاکید خدا کے اوصاف کے ذکر سے کرنا چاہیے (کہ عالم الغیب ہی
اور گناہگارونکو عذاب دینے والا ہی اور جھوٹھہ پر سزا دینے والا ہی) وقت اور جگہہ سے
تاکید قسم ضرور نہین (یعنے مدعی یہہ درخواست نکرے کہ مثلا مدعا علیہ عصر کیوقت

یا جمعہ کو یا مسجد مین یا کعبہ شریف مین قسم کھاوے۔ یہودی کو قسم یون دلائی جاوے
کہ قسم ہی اوس خدا کی جسنے حضرت موسی علیہ السلام پر توریت اوتاری اور نصرانی کو اسطرح
کہ قسم ہی اوس خدا کی جسنے حضرت عیسی علیہ السلام پر انجیل نازل کی اور مجوسی آتش پرست
کو اسطرح کہ قسم اوس خدا کی جسنے آگ پیدا کی اور بت پرست کو صرف خدا کی قسم دیجاوے
(بغیر ملانے کسی اور لفظ کے) ان سبکو اونکے عبادت خانو مین قسم نہ دلائی جاوے
۔قسم دلائی جاوے حاصل دعوی پر مثلا بیع کے دعوے مین یون کہا جاوے کہ خدا کی
قسم ہم دونو مین اسوقت بیع قایم نہین ہی اور نکاح کے دعوی مین یون کہ قسم خدا کی
ہم دونو مین نکاح اسوقت مین قائم نہین اور غصب کے دعوی مین یون کہ بالفعل اسوقت
مجہکو اس چیز کا پھیر دینا واجب نہین اور طلاق کے دعوی مین یون کہ اللہ کی قسم یہہ
عورت اسوقت مجہسے بائن نہین۔ اگر مدعی پڑوس کے سبب حق شفعہ کا دعوی کرے
یا بائن طلاق دی ہوئی عورت کے (نکاح سے جدا) نفقہ کا دعوی کرے اور (مدعا علیہ یعنی) مشتری
یا خاوند معتقد انکا ہو (مثلا شافعی مذہب ہو کیونکہ امام شافعی رح کے یہان حق شفعہ اور
نفقہ مطلقہ بائنہ کا واجب نہین) تو (ایسی صورتین) قسم دلائی جاویگی سبب دعوی پر
(مثلا مدعا علیہ یون کہے کہ خدا کی قسم مینے مدعی کے پڑوس کا گھر نہین خریدا ہی یا اس
عورت کو طلاق بائن نہین دی ہی) اور غلام کے وارث ہونے مین قسم جاننے پر دیجاویگی
(مثلا زید ایک غلام کا وارث ہوا اور عمرو نے دعوی کیا کہ یہہ غلام میرا ہی تو زید سے
یون قسم لیجاویگی کہ قسم خدا کی مین نہین جانتا ہون کہ یہہ غلام عمرو کا ہی اور اگر زید اس
غلام کا ہبہ سے یا خریدنے سے مالک ہوا ہی تو امر واقعی پر قسم دلائی جاویگی نجاننے پر (یعنے
زید کو یون کہنا پڑیگا کہ خدا کی قسم یہہ غلام عمرو کا نہین ہی) منکر قسم اگر عوض دیدے

قسم کا یا مدعی سے صلح کرلے قسم سے تو یہہ صحیح ہی عوض یا صلح کے بعد پھر اوسکو
قسم نہ دلائی جاویگی (عوض دینا یا صلح کرنی یون ہی کہ منکر کہے کہ مجہپر جو قسم لازم ہی
اوسکے بدلے مین تجھکو یہہ چیز دیتا ہون یا اپنی قسم سے اس چیز پر صلح کرتا ہون
یہہ دونون صحیح ہین)

باپ آپسمین قسم کہانیکے بیان مین

باب آپسمین قسم کھانیکے بیان مین - اگر بائع اور مشتری اختلاف
کرین مقدار مبیع یا مقدار قیمت مین (مثلا بائع ثمن دوسو بتاوے اور مشتری ہونے دوسو
یا بائع مبیع بیس من غلہ بتاوے اور مشتری اکیس من) تو جو گواہ لائے اوسکی خاطر خواہ حکم
ہوگا اور اگر دونو گواہ لاوین تو جسکے گواہون سے زیادہ ثابت ہو اوسکے موافق حکم
ہوگا اگر دونو گواہ نہ لاسکین اور آپسمین راضی بھی نہون تو دونو قسم کھائین اور پہلے
مشتری کو قسم دلائی جاویگی اور اگر دونو مین ایک بھی فسخ بیع چاہی تو قاضی بیع کو فسخ
کردیگا اور جو قسم سے انکار کریگا دوسریکا دعوی اوسپر ثابت ہو جاویگا - اگر دونو مین
اختلاف ہو وقت ادا ثمن مین (کہ بائع کہے کہ مین نے نقد بیچا ہی اور مشتری
کہے کہ ادہار) یا شرط خیار مین اختلاف کرین (ایک کہے کہ بیع مین خیار تھا
دوسرا کہے کہ نہ تھا) یا کسیقدر قیمت کے لینے مین (اختلاف ہو) یا مبیع کے سب
یا تھوڑے جاتے رہنے کے بعد (مقدار قیمت مین اختلاف ہو) یا مکاتب اور مالک
زر کتابت کی مقدار مختلف بتاوین (مالک زیادہ کہے اور مکاتب کم) یا بیع سلم کے فسخ
کے بعد اگر سلم کرنیوالا اور جس سے سلم کی تھی وہ شخص) راس المال کی مقدار مین
(اختلاف کرین) تو (ان سب صورتونمین) دونو کو قسم نہ دلائی جاویگی بلکہ منکر کا اوسکی
قسم کیساتھ معتبر ہوگا اگر مبیع کے اقالہ کے بعد بائع اور مشتری مقدار مین اختلاف کرین تو دونو پہ

قسم آویگی اگر جورو خاوند مقدار مہر مین اختلاف کرین تو جو گواہ لائیگا وہی جیتیگا اگر دونو

گواہ لاوین تو عورت جیتے گی اگر دونو گواہ نہ لاسکین تو دونو قسم کھائین اور نکاح

فسخ نکیا جاوے بلکہ دونو کی قسم کی صورت مین مہر مثل کو دیکھا جاویگا اگر مہر مثل

خاوند کے قول کے مطابق یا اوس سے کم ہے تو اوسکے قول کے موافق حکم ہوگا اور اگر

عورت کے قول کے مطابق یا اوس سے زیادہ ہوگا تو حکم اوسکے قول کے بموجب ہوگا

اور جو دونو کے قول کے درمیان ہوگا تو مہر مثل ہی دیا جاویگا- اگر ٹھیکہ دینے والا

اور مستاجر یعنی ٹھیکہ لینے والا اختلاف کرین ٹھیکہ مین (یعنے اسکی اجرت خواہ منافع

مین) نفع لینے سے پہلے تو باہم قسم کھائین اور نفع لینے کے بعد دونو قسم نکھائین بلکہ

(اس صورت مین) قول مستاجر کا قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور بعض مین اختلاف اور کل مین

اختلاف ہونیکا ایک حکم ہے یعنے تھوڑا نفع لینے کے بعد اگر اوسکی اجرت کے مقدار مین

اختلاف کرینگے تو دونو کو قسم نہ دیجاویگی بلکہ قول مستاجر کا قسم سے معتبر ہوگا ایام گذشتہ کے

لیے اور باقی اجارہ فسخ کردیا جاویگا) اگر عورت اور خاوند گھر کے اسباب مین اختلاف

کرین تو اسباب جسکے لائق ہو اوسکو دلایا جاویگا اور جو دونو کے کام کا ہے وہ خاوند کو

دلایا جائیگا (یعنی اگر خاوند بیبی ہر ایک کل اسباب کا دعوی کرین تو زیور وغیرہ جو عورت کے

کار آمد ہے وہ عورت کو ملیگا اور ہتیار وغیرہ خاوند کو اور جو چیزین دونو کے کار آمد ہوتی ہین

جیسے برتن وغیرہ تو وہ بھی خاوند کو ملین گے) پس اگر دونو مین سے ایک مرجاوے اور اوسکا

وارث اوسکی جگہہ دعوی کرے) تو (دونو کی کار آمدنی چیز) زندہ کو ملیگی- اور اگر دونو مین سے

کوئی مملوک ہو تو اسباب آزاد کو پہنچیگا بشرطیکہ دونو زندہ ہون اور اگر ایک ان مین مرگیا ہے

تو زندہ کو ملیگا **فصل** اگر مدعا علیہ مدعی سے کہے کہ (اس چیز پر جو تو دعوی کرتا ہے

فصل

یہ مجھکو فلانے غائب نے امانت دی ہی یا کرایہ کو دی ہی یا منگنی دی ہی یا گرو رکھی ہے میری پاس یا میںنے اوس سے چھین لی ہی اور اس قول کے گواہ گذرانے تو مدعی کا جھگڑا اوس سے دفع کیا جاویگا (یعنے مدعی کو اوسپر دعوی نہین پہنچتا بلکہ اوسی غائب پر دعوی کرے) اور اگر مدعا علیہ کہی کہ مین نے یہ شی مدعا بہا اوس غائب سے خریدی ہی یا مدعی کہی کہ میرے پاس سے یہ شی چوری گئی تھی اور مدعا علیہ قابض کہی کہ مجھکو فلان شخص نے امانت دی ہی اور امانت ہونے کو گواہون سے ثابت کردی تو مدعی کا جھگڑا اوس سے دفع نہین کیا جاویگا اور اگر مدعی کہی کہ یہ چیز مین نے فلان شخص سے خریدی ہی اور مدعا علیہ قابض کہی کہ مجکو یہ چیز اوسی فلان شخص نے امانت دی ہی تب بھی خصومت مدعی کی مدعا علیہ سے ساقط ہو جاویگی (کیونکہ قابض اپنے ملک کا دعوی نہین کرتا ہی پس مدعی کو خریدنے کا ثبوت دینا چاہیے +)

باب ایک چیز پر دو شخصون کے دعوی کرنیکے بیان مین - اگر دو شخص ایک چیز کا دعوی کرین جو تیسری کے قبضہ مین ہی اور ہر ایک گواہون سی ثابت کردی (کہ یہ چیز میری ہی) تو وہ چیز دونو کو نصفا نصف دیجاویگی - اگر ایک عورت پر دو شخص اپنی اپنی منکوحہ ہونے کے گواہ قایم کرین تو دونو کے گواہ نا معتبر ہونگے اور عورت اوسکو ملیگی جسکی بات کو وہ سچا کہے یا جسکے گواہ پیشتر گذر چکے ہون - اگر دونو مدعی گواہ لاوین کہ یہ چیز کسی تیسرے سے مول لی ہی تو ہر ایک کو نصف شی مدعا بہا ملیگی نصف قیمت کے عوض مین چاہی تو لیلے اور اگر قاضی کے حکم کرنیکے بعد دونو مین سے ایک نے آدھے کے لینے سی انکار کیا تو دوسری کو سب نملیگی اور اگر تاریخ خرید کی دو مدعیون نے بیان کی تو اوسکو دلائی جاویگی جو پہلا خریدا ہی اور اگر تاریخ بیان کی

باب ایک چیز پر دو شخصوں کے دعوی کرنیکے بیان مین

تو قابض کو ملیگی - خریدنے کا دعوی اور اوسکے گواہ بہ نسبت ہبہ کے دعوی اور گواہونکے زیادہ مقبول ہین (مثلاً زید نے کہا کہ یہہ چیز مینے بکر سے مول لی ہی اور عمرو نے دعوی کیا کہ بکر نے مجکو ہبہ کر کے قابض کرا دیا اور دونو نے اپنے دعوے پر گواہ گذرانے تو زید کے گواہونکا قبول کرنا بہتر ہی) خریدنیکا دعوے اور رہن مین لینے کا دعوی دونو برابر ہین - گرو رکھنے کا دعوی بہ نسبت ہبہ کے مقبول تر ہی - اگر دو شخص خارج یعنی غیر قابض گواہ لاوین کسی شی کی ملکیت کے مع تاریخ کے یا خریدنے کے ایک ہی شخص سے پس پہلے تاریخ والا اوس چیز کا زیادہ مستحق ہی - اور اگر گواہ لائین دونو مدعی جدا جدا شخصونسے چیز مذکور کے خریدنیکے اور دونو تاریخ بھی بیان کرین تو یہ گواہ دونو کے آپسمین برابر ہین خواہ تاریخ ایک ہو یا آگے پیچھے ہو (یعنے وہ چیز دونو کو نصفا نصف پہونچیگی) اگر گواہ لاوے خارج (جو قابض نہین ہی) اپنے ملکیت کا کسی تاریخ سے اور قابض اپنی خرید کی تاریخ اس سے پہلے گواہون سے ثابت کرے یا خارج اور قابض گواہ لاوین اسکے کہ یہہ بچہ میرے جانور کا ہی اور میری ملک مین پیدا ہوا ہی یا دونو گواہ لائین ملک کے ایسے سبب کے جو مکرر نہین ہوتا (جیسے کہین کہ یہ کپڑا مین نے بنا ہی یا پیڑ میرے لگائین ہین) یا خارج گواہ لائے مالک ہونیکے اور قابض اپنی خرید پر خارج سے گواہ پیش کرے تو ان سب صورتونمین گواہ قابض کے معتبر ہونگے) اگر خارج شخص اور قابض دونو ایک دوسرے سے خواہ تیسرے شخص سے خریدنا اپنا بیان کرین اور اپنے دعوے پر گواہ پیش کرین اور تاریخ خرید مذکور نہو تو دونو کے گواہ ساقط ہین اور جس گھر کا دعوی ہی قابض ہی کے پاس رہیگا —— گواہونکی گنتی زیادہ ہونے سے دعوی کو ترجیح نہین ہوتی ہی (مثلاً ایک مدعی دو گواہ اور دوسرا چار گواہ لائے تو دونو برابر ہین) ایک گھر زید کے پاس ہو اور عمرو نے

اوسکے آدھے کا دعوے کیا اور خالد نے سبکا ہر دو نو مدعی دو گواہ لائے قابض پر تو عمرو کو چوتھائی گھر ملیگا اور زید کو باقی تین چوتھائی اور اگر وہ گھر انھین مدعیون (یعنے خالد اور عمرو) کے پاس تھا تو خالد کو جو کل کا دعویدار ہے وہ سب گھر ملیگا۔ اگر دو شخص گواہ لائین ایک چارپایہ کے جنے پر اپنی اپنی ملک مین اور دونو تاریخ بھی بیان کرین تو وہ اوسکو دلایا جاویگا جسکی تاریخ بچہ کی عمر کے مطابق ہو اور اگر یہ بات نہ پہچانی جاوے تو دونو مدعیون کو شرکت مین دلایا جاوے۔ دو خارج شخصونمین سے ایک گواہ لایا کہ مجھسے قابض نے یہ شی چھین لی ہی اور دوسرا گواہ لایا کہ مینے قابض کو یہ شی امانت دی ہی تو یہ دونو گواہ برابر ہین (یعنے کسی کو شی مدعا بہا نہ دلائی جاویگی) جو شخص سوار ہی یا کوئی کپڑا پہنے ہوے ہی تو وہ ملک کے ثابت ہونے مین بہ نسبت لگام یا آستین پکڑنیوالے کے زیادہ مستحق ہی مثلاً زید ایک گھوڑے پر سوار ہی اور عمرو اوسکی لگام پکڑے ہی اگر اوس گھوڑے کی ملکیت مین دونو جھگڑا کرین تو زید ہی کو دلانا بہتر ہی اگر لدی ہوے اونٹ مین جھگڑا ہو یا ایسی دیوار مین جسپر چھت کی کڑیان ہون یا ایسی دیوار مین کہ ایک کے گھر سے ملی ہو تو ملک اوسکی زیادہ تر ثابت ہوگی جو اونٹ کے بوجھہ کا یا کڑیون کا مالک ہی یا جسکے گھر سے دیوار ملی ہوئی ہی۔ ایک شخص کے ہاتھہ مین کپڑا ہی اور دوسرے کے ہاتھہ مین اوسکا کنارہ ہی اور دونو اوسکا دعوی کرتے ہین تو آدھا آدھا بانٹ دیا جاویگا۔ ایک شخص کے پاس ایک لڑکا ہی جو اپنا حال کہہ سکتا ہی (یعنے عاقل ہی) اور وہ لڑکا کہے کہ مین آزاد ہون تو لڑکے ہی کا قول معتبر ہوگا۔ اور اگر کہے کہ مین فلانے شخص کا غلام ہون یا کچھہ اپنا حال ہی بیان نکرے تو قابض ہی کا غلام ٹھہریگا (بشرطیکہ وہ مدعی ہو) اگر ایک مکان مین اگر کئی کوٹھریان ایک کے قبضہ مین ہون اور ایک کوٹھری ... کے قبضہ مین تو زمین اوس مکان کا جھگڑا ہے

اور سکے آدھے کے (؟) ... [illegible]

نصف مین سے آدھا آدھا دونو عمرو خالد کو پہونچا پس عمرو کو چوتھائی ملا اور زید کو تین چوتھائی اور صاحبین کے نزدیک عمرو کو ایک تہائی اور زید کو دو تہائی ... دعویٰ کے اعتبار سے ... [illegible]

وقت اون دونو کو آدھا آدھا ملیگا - زید و عمرو نے دعوی کیا ایک زمین کا اور زید نے پہلے اوسمین اینٹین بنائین تھین یا کچھہ مکان بنایا تھا یا گڑھا کھودا تھا تو وہ زمین زید کی ٹھہرے گی (یعنے جیسے گواہ قبضہ کے لانے سے قبضہ ثابت ہو جاتا ہی اسیطرح یہ امور بھی قبض کے شاہد ہین ÷)

باب رشتہ کے ثابت ہونے کے بیان مین - زید نے ایک لونڈی بیچی اور مشتری کے یہان چھہ مہینے سے کم مین جنی اور زید نے دعوی کیا کہ یہ بچہ مجھسے ہی تو زید ہی کا ٹھہرے گا اور وہ لونڈی زید کی ام ولد ٹھہریگی اور زید بیع کو فسخ کرکے مشتری کے دام پھیر دے (کیونکہ ام ولد کی بیع جائز نہین) اگر چہ مشتری بھی بائع کے دعوے کے ساتھہ یا اوسکے دعوی کے پیچھے کہے کہ یہ بچہ مجھہ سے ہی اسیطرح اگر زید اوس لونڈی کے مرنے کے بعد اوس بچہ کا دعوی کرے بخلاف بچہ کے مرنیکے (کہ اگر اوسوقت مین دعوی کریگا تو بچہ اوسکا نہین ٹھہریگا) مشتری اگر لونڈی مذکور کو یا اوسکے بچہ کو آزاد کردے تو اوسکا آزاد ہو جانا ثبوت نسب مین مرنیکے حکم مین ہی اگر یہ لونڈی چھہ مہینے سے زیادہ مین جنی تو زید کا دعوی رد کیا جاویگا البتہ اگر مشتری زید کا کہنا اعتبار کرے تو دعوی رد نہین کیا جائیگا - جو شخص دو لڑکون توام[^1] مین سے ایک کا دعوی کرے کہ یہ میرا ہے تو دونو اوسی کے ٹھہرینگے پس اگر مدعی دوسرے کو بیع کردے اور مشتری اوسکو آزاد کردے تو مشتری کا آزاد کرنا باطل ہوگا (کیونکہ ایک کے دعوے سے دوسرے کا نسب بھی مدعی سے ثابت ہو گیا پس اوسکی بیع باطل ٹھہرے اسلیئے آزاد کرنا باطل ہوا) زید کے پاس ایک لڑکا ہی اور زید نے کہا کہ یہ عمرو کا لڑکا ہی اور پھر کہا کہ میرا ہی تو زید کا نہ ٹھہریگا گو کہ عمرو اوسکو اپنا لڑکا نہ بتاوے - ایک لڑکا ایک مسلمان اور نصرانی کے پاس ہی نصرانی کہتا ہی کہ یہ میرا بیٹا ہی اور مسلمان کہی کہ یہ میرا غلام ہی

بیان رشتہ ثابت ہونیکا

[^1]: یعنی جو دو بچے ایک ساتھ پیدا ہوئے ہوں یعنی چھہ مہینے کے اندر پیدا ہوئے ہوں

تو نصرانی کا بیٹا اور آزاد ٹھیریگا - ایک لڑکا ہی جورو خاوند کے پاس جورو کہتی ہی کہ یہہ
میرا لڑکا ہی دوسرے خاوند سے اور خاوند کہتا ہی کہ یہہ میرا لڑکا ہی دوسری بی بی سے
تو دونون کا ٹھیریگا - مشتری نے ایک لونڈی خریدی اور اوسکی اولاد مشتری سے
ہوئی پھر وہ کسی اور کی نکلی (اور مالک کو دیگئی) تو مشتری لڑکے کی قیمت مالک کو دے
اور لڑکا آزاد ہی اگر یہہ بچہ مرجاوے تو باپ (یعنے مشتری) اوسکی قیمت کا تاوان نہ دے
اگرچہ وہ لڑکا کچھہ مال چھوڑے (جو باپ کو ارث پونہچے) اور اگر باپ اپنے آپ اوسکو
مار ڈالے تو البتہ اوسکی قیمت دینی پڑیگی اور لونڈی کا دام اور بچہ کی قیمت بائع سے
لیوے مگر اجرت صحبت کی نہ لیوے (یعنے غیر کی لونڈی سے جو صحبت کی اوسکی اجرت بھی
اگر مشتری سے مالک لیلے تب بھی مشتری بائع سے نہ لیوے ۴)

کتاب الاقرار

اسمین اقرار کا بیان ہی - اقرار کہتے ہین اسبات کے خبر دینے کو کہ غیر کا حق میرے اوپر
ثابت ہی (جو شخص اقرار کرتا ہی اوسکو مقر کہتے ہین اور جسکا حق اپنے اوپر بتاتا ہی اوسکو
مقر لہ بولتے ہین) جبکہ اقرار کرے آزاد عاقل بالغ کسی حق کا تو یہہ اقرار صحیح ہے
گو مجہول ہو جیسے (یون کہے کہ مجھپر فلان شخص کا کچھہ ہی یا کوئی حق ہے پھر زبردستی
اوس سی بیان کرایا جاوے اور قیمت والی چیز کو بیان کردے کہ فلان چیز ہی یعنے
مجہول شی کا اقرار کیا تو قاضی بجبر اوس سے پوچھے کہ کونسا حق اور کیا چیز ہی بشرطیکہ
حق ہو اور چیز کی کچھہ قیمت ہو اور (اسباب مین) اگر (مقر اور مقر لہ مین) اختلاف ہو یعنی مقر کم
بتاوے (اور مقر لہ زیادہ تو مقر کا قول قسم کے ساتھہ معتبر ہوگا (اول) ایک شخص نے
اقرار کیا کہ فلان کا میرے ذمہ مال ہی اور جب بیان کیا تو ایک درم سے کم کہا تو اوسکا یہہ کہنا

مانا نجائیگا اسلیے کہ ایک درم سے کم کو عادت مین مال نہین کہتے) اگر بڑے مال یا بہت مال کا
اقرار کرے تو مقدار نصاب لازم ہوگا اور بہت سے مالون کا کرے تو تین نصاب ہین اور
بہت روپے کہے تو دس روپیہ ہونگے اور اگر کہے کہ روپے ہین لعداد کچھ نکہے تو تین کا
اقرار ہوگا اگر کذا درہما کہا تو ایک درم کا اقرار ہوا اور کذا کذا گیارہ کا اور کذا و کذا
(واو عطف کے ساتھ) اکیس کا اور تین بار کذا دو واو عطف سے ایک سو اکیس کا
(اور چار بار تین واو عطف سے) ایکہزار ایک سو اکیس کا (غرضکہ ایک کذا سے صرف
ایک مراد ہی اور دوسرے کذا کو اوسکے ساتھ بدون عطف ملاوین تو اوس سے دس مراد
ہونگے اور مع عطف ملاوین تو بیس اور تیسرے کو اگر مع عطف ملاوین اوس سے سو اور
چوتھی سے ہزار مراد ہونگے) اگر کہے کہ مجھپر یا میری طرف فلانے کا اسقدر ہی تو قرض کا اقرار ہی
اور اگر کہے کہ میرے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر مین یا میرے صندوق مین یا میرے
ہتیلی مین اوسکا ہی تو اس کہنے سے امانت کا اقرار ثابت ہوگا - زید نے عمرو سے کہا
کہ تیرے اوپر میرے ہزار روپیہ ہین اور عمرو نے کہا کہ اونکو تول لے یا پرکھ لے
یا مجھے اونکے ادا کرنے کی مہلت دے یا مینے تجکو وہ ادا کر دیے یا وہ دوسرے پر
تجکو اوتروا دیے ان سب کلمات سے ہزار پر عمرو کا اقرار ثابت ہوگا اور بغیر
ضمیر کے اقرار نہوگا (مثلاً کہے کہ تول لے یا پرکھ لے اور اونکو نہ کہے تو اقرار ثابت
نہوگا) اگر کوئی اقرار کرے اپنے اوپر قرض کا کہ اتنے روز مین ادا کرنا ہی اور مقر لہ کہے
کہ بالفعل تجکو دینا ہی تو ادا کرنا لازم ہوگا بالفعل مگر مقر لہ سے جو منکر وعدہ کا ہے
وعدہ نہونے کی قسم لیجاویگی - ایک شخص کہے کہ مجھپر سو اور ایک روپیہ ہی تو سو
بھی روپے مراد ہونگے دینے ایک سو ایک روپیہ کا اقرار ہوا) اور اگر کہے کہ

لعنی پنجم درم چاندی یا بیس مثقال سونا ۱۲

یعنی ہزار اس میں

سُو اور ایک تھان ہی تو پوچھا جاویگا کہ سو سے کیا مراد ہی اسیطرح سو اور دو تھانون کے اقرار مین البتہ سو اور تین تھانون کے اقرار مین سب تھان مراد ہون گے۔ ایک نے اقرار کیا کہ مجھے فلانے کے خشک چھوہارے ٹوکرے مین دینے ہین تو ٹوکرے اور چھوہارے دونو کا اقرار ہوا (اور دونو دینے ہونگے) اور اگر یون کہے کہ اوسنے مجھکو گھوڑا طویلے مین دیا تھا تو گھوڑا دینا لازم ہوگا (نہ طویلہ) اور انگوٹھی کے اقرار مین چھلہ اور نگینہ (دونو لازم ہونگے) اور تلوار کے اقرار مین اوسکا پھل اور میان اور پرتلہ داخل ہی اور چھپرکھٹ کے اقرار مین اوسکی لکڑیان اور پردے اور پوشش وغیرہ داخل ہین۔ اگر یون اقرار کیا کہ کپڑے دینے ہین گٹھری مین یا یون کہا کہ مجھپر تھان ہی کپڑے مین تو دونو کا اقرار ہوا (یعنے کپڑے اور گٹھری پہلی صورت مین اور تھان اور کپڑا دوسری صورت مین لازم ہونگے) اور دس مین ایک کپڑے کے اقرار سے ایک کپڑا لازم ہوگا۔ اگر یون کہا کہ پانچ درم پانچ مین (اوسکے میرے اوپر ہین) اگر اس پانچ کے پانچ مین) سے یہ مراد تھی تو پانچ ہی درم لازم ہونگے اور اگر یہ پانچ کے ساتھ پانچ مراد ہین تو دس دینے ہونگے۔ اگر یون کہی کہ اوسکے مجھپر ایک روپیہ سے دس تک ہین یا کہے کہ ایک روپیہ سے دس تک کے درمیان مین ہین تو نو دینے ہونگے۔ اگر کہے کہ اوسکی زمین میرے گھر مین اس دیوار سے اس دیوار تک کے درمیان ہی تو دیوارین دونون داخل نہونگی۔ صحیح ہی اقرار حمل کا (مثلا یون کہے کہ میری لونڈی یا جانور کا حمل فلان شخص کی ملک ہی) اور صحیح ہی اقرار واسطے حمل کے (مثلا کہے کہ فلان حمل کے لئے مجھپر سُو روپیہ ہین) اسمین یہ شرط ہی کہ کوئی ایسا سبب بیان کردے جس سے وہ مال حمل کا ہوسکے (مثلا کسی نے وصیت کی ہو یا میراث کی راہ سے

حمل کو پونہچاتا ہو) اور اگر سبب نہ بیان کریگا تو حمل کے لیے اقرار صحیح نہوگا۔ اگر اقرار کرے کسی چیز کا اس شرط پر کہ مجھکو اس اقرار مین تین روز تک اختیار ہی تو وہ شی اوسپر لازم ہو جاویگی اور اختیار اقرار مین باطل ہوگا ۞

باب اقرار مین سی استثنا کے بیان مین

باب اقرار کی چیز مین سی کچھہ خارج کرنے اور اسیطرح کی اور باتون مثل مشروط کرنے وغیرہ کے بیان مین۔ جس چیز کا اقرار کیا ہو اوسمین سی کسیقدر کو استثنا کرنا یعنی خارج کر ڈالنا صحیح ہی بشرطیکہ اقرار کے ساتھہ ہی خارج بھی کرے (مثلاً کہے کہ زید کے مجھپر دس روپیہ ہین دو کم تو دو کم کو ساتھہ ہی اگر کہیگا تو اقرار درست ہوگا) اور اس صورت مین استثنا سے جسقدر بچے اوسقدر کا دینا لازم ہوگا (مثلاً مثال مذکور مین آٹھہ روپے دینے ہونگے) سبکا سب مین سی نکالنا نہین صحیح ہی (مثلاً کہی کہ ہزار میرے اوپر ہین ہزار کم تو صحیح نہوگا) جو چیزین نپتی ہین یا تلتی ہین اونکو روپیہ مین سی استثنا کرنا درست ہی اونکے سوا اور جو چیزون کو نکالنا درست نہین (مثلاً کہے کہ مجھپر ہزار درہم ہین دس پیمانہ گیہون یا دس سیر روغن کم تو صحیح ہی اور اگر یون کہے کہ دس بکریان یا دس کپڑے کم تو صحیح نہین) اگر اقرار مین انشاء اللہ ملا دیگا تو اقرار باطل ہوگا (۔ اگر مکان کے) اقرار مین سے عمارت کا استثنا کرے تو صحیح نہین ہی یعنے دونون مقرلہ کے ہونگے البتہ اگر یون کہی کہ عمارت میری ہی اور صحن تیرا ہی تو جیسا کہیگا ویسا ہی ہوگا۔ اور اگر کہی کہ اوسکے میرے اوپر ہزار روپیہ ہین بابت قیمت غلام کے جو مینے ابھی نہین [illegible] ہی پس اگر معین کر دیا غلام کو اور مقرلہ نے وہ غلام حوالہ کیا تو مقر کو ہزار دینے ہونگے اور اگر غلام ندیا تو کچھہ نہین دینا ہوگا اور اگر مقر نے غلام مقرر نکیا ہو تو مقر پر ہزار واجب ہونگے جسطرح اگر یون کہی میرے

کہ شراب یا سور کی قیمت کی بابت میرے اوپر ہزار ہین (تو ہزار دینے ہونگے اور مقرلہ کو
شراب یا سور دینا نہوگا) اور اگر کہے کہ میرے اوپر ہزار ہین بابت قیمت ایک اسباب کے
یا کہے کہ مجکو اوسنے ہزار قرض دیے تھے مگر وہ کھوٹے یا غیر مروج تھے تو اوسکو کھرے
ہزار دینے ہونگے بخلاف اسکے کہ کہے کہ مینے اوس سے کھوٹے یا غیر مروج ہزار چھین لیے
تھے یا اوسنے مجکو امانتا دیے تھے (کہ اس صورتمین ویسے ہی دینے ہونگے) اور اگر
(کہے کہ مجھپر ہزار ہین بابت قیمت اسباب کے یا قرض یا امانت یا بطور غصب کے اور)
ساتھہ ہی کہا مگر اسقدر ہزار سے کم ہین تو اس کہنے کا اعتبار ہوگا اور اگر استثنا ٹھہر کر کیا
تو معتبر نہوگا۔ جو شخص اقرار کرے کپڑے کے چھین لینے کا پھر عیب دار کپڑا لائے اور کہے
کہ یہہ چھینا تھا تو اوسکا قول معتبر ہوگا۔ اگر کہے کہ مینے تجھسے ہزار امانتاً لیے تھے اور وہ
جاتے رہے اور مقرلہ کہے کہ تونے چھین لیے تھے تو مقر کے ذمہ پر ہزار رہو جاینگے اور اگر
کہے کہ تونے ہزار مجکو امانتا دیے تھے اور وہ کہے کہ چھین لیے تھے تو اس صورتمین
ہزار مقر کے ذمہ عائد نہونگے (کیونکہ اس صورتمین مقرلہ کا دینا اوسکے اقرار سے ثابت ہے
اور پہلی صورتمین مقر کا لینا ثابت ہے اور لینا ظاہر مین غصب کی دلیل ہے نہ امانت کی
اسلیے کہ امانت کو مالک دیا کرتا ہے اور مغصوب کو دوسرا لے لیا کرتا ہے) اگر زید کہے
عمرو سے کہ یہہ چیز میری تیرے پاس امانت تھی سو مینے لیلی اور عمرو کہے کہ امانت
نہین تھی بلکہ میری ہی تھی تو عمرو اوس شی کو زید سے لیلے (کیونکہ زید کے کہنے سے عمرو کا
قبضہ ثابت ہے تو قابض کے حوالے کردینی پڑیگی پھر اگر زید کو دعوی ہو تو ثابت کرے)
اگر زید کہے کہ مینے اپنا اونٹ یا کپڑا اوسکو کرایہ دیا تھا پس یہہ سوار ہوا یا پہنا
اور مجکو پھیر دیا اور وہ شخص کہے کہ یہہ میرا ہے تھا کرایہ پر نہین تھا تو زید کا

قول معتبر ہوگا - اگر کہے کہ یہ ہزار امانت زید کی ہی نہین بلکہ عمرو کی تو ہزار زید کے اسپر ثابت ہوگئے اور اسیقدر یعنی ہزار عمرو کے اوسپر لازم ہوئے ☆

باب مریض کے اقرار کے بیان مین - اگر بیمار مرض الموت مین کسیکے دین کا اقرار کرے تو اول اوسکے ترکہ مین سے صحت کی حالت کا قرض یا جو قرض اوسیر بیماری دوا اور خورد و نوش معمولی کے سبب ہوا ہوا ادا کیا جاویگا اور بعد اسکے وہ ادا کرنا ہوگا جسکا اقرار کیا ہی بیماری کی حالت مین مگر دونو میراث سے پہلے ادا کئے جاینگے (یعنے ترکہ وارثونمین اوسوقت تقسیم ہوگا کہ جب سب طرحکے دین ادا ہوچکین) بیمار اپنے وارث کے واسطے اگر اقرار کرے تو یہ اقرار باطل ہی البتہ اگر باقی وارث اوس اقرار کو سچا بیان کرین تو صحیح ہی اور غیر کے واسطے اقرار ہر حال مین صحیح ہی گو مریض کا سب مال اوسمین آجاوے - اگر اقرار کیا بیگانہ کے قرض کا پھر اقرار کیا کہ وہ بیگانہ میرا لڑکا ہی تو لڑکا ہونا ثابت ہو جائیگا اور اقرار قرض باطل ہو گا - اگر بیگانی عورت کیواسطے اقرار کیا پھر اوس سی نکاح کر لیا تو اقرار اور نکاح دونون صحیح ہین بخلاف ہبہ اور وصیت کے کہ اگر بیمار بیگانی عورت کے لیے ہبہ یا وصیت کریگا اور پھر اوس سی نکاح کریگا تو نکاح صحیح ہوگا اور ہبہ یا وصیت باطل) اگر بیمار اقرار کرے قرض کا اوس عورت کے لیے جسکو اپنی بیماری مین تین طلاقین دیچکا ہی تو عورت کو میراث اور اقرار مین سی جو کم ہوگا وہ ملیگا - اگر مقر نے ایک لڑکے کے بابت اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور لڑکے کے باپ کا حال معلوم نہین ہی اور اتنی عمر کا لڑکا مقر جیسے شخص سی پیدا بھی ہوسکتا ہی اور لڑکا مقر کے کہنے کو سچ بتاوے تو بیٹا ہونا اوس کا ثابت ہو جائیگا اگرچہ مقر بیمار ہو اور وہ لڑکا اور وارثون کا میراث مین شریک ہوگا - مرد اگر کسیکو اپنا بیٹا یا باپ یا ماں یا بیبی یا آزاد کرنیوالا

یعنی مولی بتاوی تو درست ہی اسیطرح عورت اگر کسیکو اپنا باپ یا ماں یا خاوند یا مولے
بتاوی تو درست ہی لیکن عورت اگر کسیکو اپنا بیٹا بتاوی تو اسمین یہہ شرط ہی کہ دائی کہدے
کہ اس عورت سے پیدا ہوا ہی یا خاوند اوس عورت کو سچی کہی اور ان صورتون مین سب مین
یہہ شرط ہی کہ مقرلہ مقر کو سچا کہے اگر مقر کے مرنیکے بعد مقرلہ اوسکو سچا بتاوی تب بھی
درست ہی مگر تصدیق کرنا شوہر کا زوجیت کو بعد موت زوجہ کے صحیح نہین۔ اگر اقرار
کرے کسی رشتہ کا مثل بھائی یا چچا کے تو ثابت نہوگا پس اگر مقر کا کوئی وارث ہی
مقرلہ کے سوا نہو نہ وارث قریب نہ بعید تب تو مقرلہ وارث ہوگا اور اگر کوئی اور وارث
ہی تو یہہ وارث نہوگا۔ جسکا باپ مرگیا ہی وہ اگر اقرار کرے کسی کیواسطے اپنی بھائی ہونیکا
تو مقرلہ اوسکا وراثت مین شریک اور بھائی ٹھرجایگا مگر اوسکے باپ سے اوسکا رشتہ ثابت
نہوگا۔ زید مرا اور دو لڑکے چھوڑے اور زید کے ایک پر سو روپے آتے تھے اب انمین سے
ایک لڑکے نے اقرار کیا کہ زید نے اس سے پچاس روپیہ لیلیے تھے تو اس لڑکے کو اون سو مین
کچھہ نہین ملیگا اور دوسرے کو پچاس دلوائے جاوینگے ❊

کتاب الصلح

اسمین صلح کا بیان ہی۔ صلح وہ معاملہ یا ما باپ ہی جو دو شخصونمین جھگڑا دور کردے
ہر حال مین خواہ مدعا علیہ دعوی کا مقر ہو یا منکر یا چپ ہو کہ نہ مقر ہو نہ منکر۔ اگر
مدعی کو مال کا دعوی ہی اور مدعا علیہ دعوی کا مقر اور اس صورت مین مال مدعا بہا سے
اور مال پر صلح کرلے تو یہہ صلح بیع کے حکم مین ہی اسمین حق شفعہ ثابت ہوگا اور خیار
عیب اور رویت اور شرط کے احکام جاری ہونگے (مثلاً اگر زید عمرو کے مکان پر
دعوی رکھتا ہی اور عمرو اوسکو سو روپیہ دیکر صلح کرلے کہ وہ دعوی سے باز رہی تو

اسکے یہہ معنی ہین کہ عمرو نے وہ مکان سو روپیہ کو زید سے خریدا) صلح مین اگر بدل صلح (یعنے جس مال پر صلح ہوئی وہ) معلوم نہو تو صلح فاسد ہوگی اور اگر جس چیز کے دعوی سے صلح کی وہ معلوم نہو تو فاسد نہوگی (جیسے دعوی کیا کسی حق یا کسی قرض غیر معلوم کا اور مدعا علیہ نے سو درم پر صلح کی تو صحیح ہی کہ بدل صلح یعنی سو درم معلوم ہین گو جس سی صلح کی یعنی قرض وغیرہ مجہول ہی) جس شے کے دعوی سے صلح ہوئی اگر وہ تھوڑی سی کسی اور کی نکلیگی تو جسقدر حصہ رسد اوسکے مقابل بدل صلح پڑیگا وتنا مدعا علیہ مدعی سی لیگا اور کل چیز کا کوئی اور حقدار نکلیگا تو مدعا علیہ نے جو کچھہ مدعی کو بدل صلح دیا ہوگا سب مدعی سی واپس لیگا اور اگر بدل صلح کا اور کا نکلے سب یا تھوڑا تو مدعی مدعا علیہ سے تمام یا بعض چیز جسپر دعوی تھا لیلے صلح مین اگر مال کی جگہہ مدعا علیہ کسی چیز کا نفع مدعی کو دیوے (مثلا کسی دعوی کے عوض کوئی مکان اوسکے رہنے کو دیدے) تو یہہ صلح اجارہ کا حکم رکھتی ہی اسلیے اسمین شرط ہی کہ مدت فائدہ لینے کی معین ہو اور باطل ہوگی یہہ صلح دونون سے ایک کے مرنے سے جیسا اجارہ کا حکم ہے۔ جو صلح کہ چپ رہنے یا انکار سی ہو وہ بمنزلہ فدیہ قسم کے ہے منکر کے حق مین (کیونکہ قسم جو اوسپر لازم آتی ہی تو گویا اوسکا عوض دیتا ہے) اور مدعی کے حق مین معاوضہ ہی پس اگر صلح کرے دعوے سے سکوت یا انکار کیصورت مین تو شفعہ ثابت نہوگا اور اگر اوسی صورت مین گھر پر صلح کرے (یعنے صلح کا بدل گھر ہو) تو شفعہ ثابت ہوگا (اسلیے کہ یہہ گھر مدعی کے پاس آویگا جسکے حق مین صلح بمنزلہ بیع کے ہے) جس اسباب مین جھگڑا تھا وہ اگر کسی اور کا نکلے اس صورتین (یعنے صلح سکوت

یا انکار مین تو مدعی اوس مستحق سے جھگڑ سکتا ہی اور مدعا علیہ اول سی جو بدل صلح لیچکا ہی
پھیر دے اور اگر تھوڑی کا مستحق کوئی اور نکلا تو اوسیقدر کی خصومت اوسی کر سکتا ہی اور
اگر بدل صلح کسی اور کا نکلے سب یا تھوڑا تو مدعی مدعا علیہ اول سے کل کی صورت مین
کل دعوی پیش کرے اور بعض کی صورت مین بعض - بدل صلح کا جاتا رہنا مدعی کے سونپنے
سی پہلے دوسرے کے مستحق نکلنے کے حکم مین ہی - دونون صورتون مین یعنے اگر مدعا علیہ
مقر ہوا اور بدل صلح کا کوئی مستحق نکلے تو ویسا ہی اگر بدل صلح جاتا رہی اوسکا حکم ہی اور
جسطرح سکوت اور انکار کی صورت مین بدل صلح کسی اور کا نکلے وہی حکم اوسکے جاتے رہنے
کا ہی

فصل مال کے دعوی اور نفع کے دعوے اور جنایت کے دعوے سے صلح
درست ہی خواہ جنایت جان بوجھکر ہو خواہ بھولکر لیکن حدود مین صلح درست نہین اسلیے
کہ خدا تعالی کا حق ہی نکاح کے دعوے اور دوسرے کو اپنا غلام بتانے کے دعوے پر
بھی صلح درست ہی اور ان دونون صلح مین پہلی بمنزلہ خلع کے ہی اور دوسری بمنزلہ
آزادی کے ہی مال کی عوض اگر غلام ماذون جسکو تجارت کا حکم ہوا ہی مالک کی طرف سے
ایک شخص کو جانکر مار ڈالے تو اوسکا صلح کرنا اپنی طرف سے کسی شی پر نہین صحیح ہی کیونکہ
وہ خود اپنا مالک نہین بلکہ اوسکے مالک کو چاہیے کہ صلح کرے اور ایسے غلام کا
غلام اگر کسیکو جانکر مار ڈالے تو وہ غلام ماذون اپنے غلام کی طرف سے صلح کر سکتا ہی
کیونکہ اوسکا غلام تو مال تجارت سے ہی جسکے اوسکو اجازت ہی چھینی ہوئی
چیز اگر غاصب کے پاس سے ضائع ہوا اور اوس سے مالک اوسکی قیمت سے زیادہ پر
یا کسی اسباب پر صلح کرے تو صحیح ہی اگر دو شریکو نمین سے توانگر شریک شرکت کے غلام
کو آزاد کردے پھر دوسرا شریک نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کرے تو نہین صحیح ہی کیونکہ

فصل صلح نصرانی [illegible]

شریک کا حق نصف سے زیادہ مین نہین) اگر کسیکو صلح کرنیکے لیے اپنی طرف سے وکیل کرے اور وکیل صلح کرے تو وکیل پر بدل صلح جسپر اوسنے صلح کی لازم نہوگا بلکہ اوسکے موکل پر لازم ہوگا لیکن اگر وکیل بدل صلح کا ضامن بھی ہو تو اوسکے ذمہ پر لازم ہوگا۔ اگر وکیل موکل کی طرف سے بغیر حکم موکل کے صلح کرے تب بھی صحیح ہی بشرطیکہ ضامن ہو بدل صلح کا یا نسبت کرے صلح کی اپنے مال کیطرف یعنی صلح مین اپنا مال دینا کرے یا کہے کہ مین نے ہزار پر صلح کی اور ہزار مدعی کو دیدیے اگر یہ شرطین نہونگی تو صلح موقوف رہیگی موکل کی اجازت پر اگر اجازت دی تو لازم ہوجائیگی مدعا علیہ موکل پر اور نہین تو باطل ❊

باب قرض واجب الادا سے صلح کرنیکے بیان مین

باب قرض واجب الادا سے صلح کرنیکے بیان مین - اوس چیز سے صلح کرنا

جو عقد دین مین لازم ہوئی ہو بمنزلہ بعض حق لینے اور باقی چھوڑ دینے کے ہی نہ بمنزلہ معاوضہ کے۔ اگر صلح کرے ہزار سے پانسو پر یا ہزار پر یا کچھ وعدہ کے ساتھ تو صلح صحیح ہی۔ اور اگر ہزار درہم قرض سے اشرفیون پر یا کچھ وعدے کے ساتھ صلح کی یا وعدہ والے درمون یا سیاہ رنگ کے درمون سے صلح کی آدھی درمون پر اوسیوقت مین یا سفید رنگ کے درمون پر تو صحیح نہین (کیونکہ سفید رنگ والے اسکا حق نتھے جو بعض لیتا اور باقی چھوڑ دیتا) جسکے کسی پر ہزار روپیہ ہون اور وہ مدیون سے کہے کہ اگر تو کل کو آدھا ادا کردے تو باقی چھوڑ دونگا اور وہ ایسا ہی کرے تو باقی سے بری الذمہ ہوجائیگا اور اگر کل ادا نکرے تو بری الذمہ نہوگا۔ زید عمرو سے کہے کہ مین تیرے مال کا اقرار قاضی کے سامنے نہین کرونگا جبتک تو کچھ نہین چھوڑیگا یا مہلت نہ دیگا تو اوسپر صلح صحیح ہی پس جب اقرار کردے عمرو تو زید اوسکو مہلت دے یا کچھ قرض

فصل

چھوٹے شرط کے موافق (**فصل**) اگر قرض دو کی شرکت کا ہی اور انمین سے ایک نے
اپنے حصہ سے کسی کپڑے پر صلح کی تو دوسرے شریک کو اختیار ہی کہ اپنا نصف قرضداریون
سے خواہ نصف کپڑا شریک سے لے ہان اگر ضامن ہو وہ شریک چوتھائی حصہ قرض کا
تو بمنزلہ آدہی کپڑے دینے کے ہوگیا۔ ان دونون سے اگر ایک اپنا حصہ قرضدار سے
وصول کرے تو اوسمین دوسرا بھی شریک ہوگا اب دونون قرضدار سے باقی کا مطالبہ
کرین اور اگر ایک عوض اپنے قرض کے قرضدار سے کچھ خرید لے تو یہہ مشتری دوسرے
شریک کے واسطے کل قرض کے چہارم کا ذمہ دار ہوگا۔ باطل ہی صلح دو بیع سلم والون
مین سے ایک کی اپنے حصہ کے مال سے اوسپر جو اوسنے راس المال دیا ہو (صورت
اوسکی یہہ ہی کہ زید اور عمرو شریک ہوے اور خالد سے عقد سلم کیا پھر زید نے خالد سے
صلح کی کہ جو مین نے تجکو دیا تھا اوسکو پھیر دے مین سلم کی چیز کے حصہ سے درگذرا تو
یہہ صلح صحیح نہین) اگر کسیکے وارث اگر آپسمین سے ایک وارث کو کچھ اسباب عوض مال
منقول یا غیر منقول کے دیگر ورثہ سے علحدہ کردین یا سونے کے بدلے مین چاندی دیکر
یا اسکے برعکس پر تو یہہ صلح صحیح ہی خواہ عوض بہت ہو اوسکے حق سے خواہ تھوڑا۔
اگر ترکہ متوفی کا روپیہ اشرفی نقد اور اسباب دونو ہو اور وارث مذکور کو صرف
چاندی یا روپے یا صرف سونا اور اشرفیان دیکر خارج از میراث کرین تو درست نہوگا
جبتک کہ بدل صلح اوس مقدار سے زیادہ نہو جو وارث مذکور کو اوسی جنس مین سے حصہ
پہونچے کہ اس صورت مین یہہ زیادتی دوسری جنس کے حصہ کے عوض ہوجاویگی جس سے
صلح کی ہی (اور اگر بدل صلح زیادہ نہوگا تو ربوا لازم آویگا کہ بہت سا سونا یا چاندی
تھوڑے کے مقابل ہوجاویگی) اگر زید مرا اور لوگون پر اپنا قرض چھوڑ گیا اب زید کے وارثون نے

ایک کو کچھ دیکر علیحدہ کر دیا اسپر کہ قرض کے مستحق ہم رہی تو یہہ باطل ہی اسلیے کہ یہ صورت مدیون کے سوا اور لوگون کو دین کے مالک کرنے کی ہی جو درست نہین (اور اگر وارث مذکور سے یہہ شرط کرلین کہ بدل صلح لیکر قرضدارونکو اپنا حصہ معاف کردے تو درست ہی اسلیے کہ اس صورت مین دین کا مالک اونھین کو کریگا جنکے ذمّہ قرض ہی اور یہہ صورت جائز ہی ☆)

کتاب المضاربة

اسمین عقد مضاربت کا بیان ہی ۔ مضاربت وہ شرکت تجارت کی ہی جسمین مال ایک کا ہو اور محنت دوسرےکی (اول کو رب المال یعنے مالک مال کہتے ہین اور دوسرے کو مضارب یعنی نفع کی شرکت پر تجارت کرنیوالا) مضارب یعنی محنت والا اصل مال مین تصرف سے پہلے امین کے حکم مین ہی یعنے اگر مال جاتا رہیگا تو اوسکو دینا نہ پڑیگا اور بعد تصرف کے وکیل کے حکم مین ہی اور نفع ہونیکے بعد شریک ہی نفع کا اور عقد مضاربت فاسد ہونیکے بعد بمنزلہ مزدور کے ہی اور درصورت نافرمانی (صاحب مال کے) غاصب کا حکم رکھتا ہی اور درصورت شرط کرنے سب نفع کے اپنے واسطے قرض لینے والیکے حکم مین ہی اور درصورت شرط ہونے تمام نفع کے رب المال کے لیے سرمایہ لینے والیکے حکم مین ہی ۔ صحیح نہین ہی مضاربت مگر اوس مال مین جسمین شرکت صحیح ہی (جیسے درہم اور دینار ہین) اسیطرح اگر نفع کی شرکت حصہ سے نہوگی (یعنے آدھون آدھ یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ تب بھی مضاربت درست نہوگی) پس اگر ایک کیواسطے شرط کی گئی حصہ سے دس روپیہ زیادہ تو مضارب کو اوسکی محنت کی مزدوری ملیگی اور وہ مزدوری مشروط سے زیادہ نہ دیجاویگی (نفع کل

رب المال کا ہوگا) جو شرط کہ نفع مین جہالت پیدا کرے وہ عقد مضاربت کو فاسد کردیتی ہی (جیسے یہ شرط کہ رب المال ایک سال تک مضارب کے گھر رہے کہ اسمین مضارب نے آدھے نفع کو اپنی محنت اور گھر کے کرایہ کی عوض کردیا یہ معلوم نہوا کہ کام کے عوض کتنا نفع لگایا اور کرایہ کے عوض کتنا) اور جو شرط ایسی نہو وہ عقد کو فاسد نہین کرتی بلکہ خود وہ شرط باطل ہی جیسے یہ شرط کہ نقصان مضارب کے ذمہ ہی (نہ رب المال کے) رب المال مال مضارب کو دیدے پھر مضارب کو اختیار ہی کہ اوس مال سے خرید و فروخت کرے نقدون اور قرضون اور اصالتا اور وکالتا اور وطن مین اور سفر مین اور دوسرے کو سرمایہ دیدے تجارت کیواسطے اور کسیکو امانت سونپ دے (یہ سب امور اوسکو جائز ہین) نکاح نکرے مضارب کسی لونڈی غلام کا مال مضاربت سے اور نہ اپنا کسیکو مضارب بنائے مگر رب المال کے حکم سے یا اوسکے یون کہدینے سے کہ اپنی عقل سے کام کرو اور اگر رب المال نے کوئی شہر یا کوئی اسباب یا کوئی وقت معین یا کوئی معاملہ والا معین بتادیا ہو تو اوس سے تجاوز نکرے جیسے ایک شریک کے کہنے سے دوسرا تجاوز نکرے اور نہ خریدے اوس غلام لونڈی کو جو رب المال کے مالک ہونے سے آزاد ہوجائے (یعنی رب المال کے ذی رحم محرم کو اگر مملوک ہو مال مضاربت سے نخریدے) اسیطرح جو خود اوسکے مالک ہونے سے آزاد ہوجائے اوسکو بھی نخریدے بشرطیکہ تجارت مین صورت نفع کی معلوم ہوتی ہو (اسلیے کہ اوسوقت اگر خریدے گا تو نفع ہی مین شامل ہوگا اور مضارب پر آزاد ہوجاویگا) بلکہ اگر خریدیگا تو ضمان دیگا اور اگر تجارت مین نفع ظاہر نہوا ہو تو خرید صحیح ہی (کیونکہ مضارب نفع مین شریک ہی اور نفع ابھی معلوم نہین ہوا ہی تو مضارب اوس غلام کا مالک ہی نہین ہی جو وہ آزاد ہوجائے) پس اگر ایسے غلام کے خریدنیکے بعد

کیواسطے چھٹوان حصہ کا ضامن ہوگا (کیونکہ رب المال جب آدھا لے لیگا تو دوسرے مضارب کو دو تہائی سے چھٹا حصہ کم پونچیگا یہ مقدار مضارب اول کو اپنے پاس سے دینی ہوگی) اگر مضارب نفع مین تہائی رب المال کی اور تہائی اوسکے غلام کی اس شرط سے کہ غلام بھی اوسکے ساتھ کام کرے اور تہائی اپنے واسطے ٹھہراوے تو درست ہی۔ رب المال یا مضارب کے مرجانے سے اور رب المال کے مرتد ہو کر دار الحرب کو چلے جانیسے مضاربت باطل ہوجاتی ہی۔ مالک کے برطرف کرنیسے مضارب معزول ہوجاتا ہی اگر اوسکو برطرف کرنا معلوم ہوجاوے پس اگر معلوم ہوا برطرف کرنا اوس حالمین کہ مال مضاربت اسباب تھا تو مضارب اوسکو بیچکر نقد کرلے اور ثمن مین تصرف پھر نکرے۔ اگر رب المال اور مضارب دونو عقد مضاربت کو فسخ کردین اور مال مضاربت لوگون پر قرض ہوا اور نفع بھی ہو تو حاکم مضارب سے بزور قرضدارون پر تقاضا کراوے اور اگر نفع اوس تجارت مین نہو تو تقاضا کا جبر اوسپر نہوگا بلکہ مضارب اپنی طرف سے تقاضا کرنیکا رب المال کو وکیل کردے۔ دلال جبر کیا جاویگا تقاضا کرنے پر اور مبیع کی قیمت مشتری سے لینے پر۔ جو مال مضاربت سے جاتا رہے وہ نفع سے لیا جاویگا اگر نفع سے بھی زیادہ جاتا رہا تو مضارب کو وہ دینا نہوگا۔ اگر نفع تقسیم ہوگیا اور عقد مضاربت باقی رہا پھر سب مال جاتا رہا یا بعض مال تو نفع جو دونو نے بانٹ لیا ہی پھر سے جمع کرین اور اب رب المال اپنا مال پورا کرلے جو بچے اوسے دونو پھر بانٹ لین اور اگر وہ نفع اصل مال کو کفایت نکرے یعنی اصل مال کم رہی تو مضارب پر دینا نہ آویگا۔ اور اگر نفع بانٹ لیا اور مضاربت کو فسخ کردیا بعد اسکے ازسر نو عقد مضاربت کی اور اب مال کل یا بعض تلف ہوگیا تو پہلا

فصل

نفع اسمین نہین لگایا جاویگا (کیونکہ یہہ تو نیا عقد ہی)۔

فصل عقد مضاربت مالک کو بضاعت کے طور پر مال دینے سے نہین ٹوٹتا ہی (یعنے اگر مضارب مال مالک کو دے یہہ کہکر کہ اسمین جو نفع ہو سب مجکو دینا تو مضاربت نجاویگی) اگر مضارب سفر کو جاے تو اوسکا کھانا پینا پہننا سواری سب مال مضاربت کے صرف سی ہوگی۔ اور اگر شہر مین تجارت کریگا تو یہہ سب خرچ اپنے مال مین سے اوٹھائے جیسے خرچ بیماری و دوا وغیرہ (شہر مین ہو خواہ سفر مین اپنے پاس سے کرے) اگر مضارب کو نفع ہوا تو مالک وہ خرچ وضع کرلے جو اصل مال سے مضارب کے صرف مین آیا پھر جو نفع رہی اوسے بانٹ لے (کیونکہ اصل مال مقدم ہی) اگر مضارب کوئی چیز خرید پر نفع سے بیچے تو جو کچھہ اوسپر صرف ہوا ہی جیسے دھلائی رنگائی ڈہلائی وغیرہ سب لگالے اور یون کہے کہ اتنے کی خرید سی اور اتنا صرف ہوا ہی اور یہہ نفع لونگا اور جو کچھہ اپنی ذات پر صرف کیا ہی اوسکا اسمین حساب نہ لگائے۔ اگر ڈھلائی یا دھلائی مضارب اپنے پاس سے دے اور اوس سی مالک نے کہدیا ہو کہ اپنی عقل کے موافق کام کرنا تو مضارب کا یہہ سلوک اپنی طرف سی ہوگا (مالک کے ذمہ یہہ خرچ نہ ٹھریگا) اگر تھان کو مضارب سرخ رنگائے تو جس قدر قیمت رنگ کے سبب سی بڑھجاویگی اوسیقدر کا شریک ہوگا اور مالک کے واسطے سفید تھان کی قیمت کا ذمہ وار نہوگا۔ اگر مضارب نے ہزار روپیہ مالک سی آدھون آدھ نفع پر لیے پھر اونسے کپڑا خرید کر دو ہزار کو بیچا اور اون دو ہزار سی غلام خریدا اور غلام کی قیمت دینے سے پہلے وہ دونو ہزار جاتے رہی تو بائع کو مضارب اور مالک دونو ملکر ہزار روپیہ دین اور مالک ایکہزار اور دے (کیونکہ ہزار نفع کے دونو کی شرکت مین تھی اور ہزار صرف مالک کے تھے غرضکہ مالک پندرہ سو دی اور مضارب پانسو) اب غلام کی ایک چوتھائی تو مضارب کی ہی اور باقی تین حصہ مال مضاربت کا

رہیگا اور اصل مال ڈھائی ہزار ہوا (کیونکہ اس غلام پر مالک کے ڈھائی ہزار صرف ہوئی یعنے
پندرہ سو اب دیئے اور ایکہزار پہلے دیئے تھے) اور اگر مضارب اس غلام کو مرابحت پر بیچے
تو نفع دو ہزار پر ہے (کیونکہ قیمت غلام کی تو دو ہی ہزار تھے) اگر مضارب نے رب المال
سے ایک غلام ہزار کو خریدا جو مالک نے پانسو کو مول لیا تھا تو مرابحت پر بیچنے کیوقت مضارب
کہے کہ پانسو کو پڑا ہی (اسپر نفع لیتا ہون) اگر مضارب کے پاس ہزار ہین آدھون آدھ
نفع پر اور ان ہزار سے ایک غلام خریدا جسکی قیمت دو ہزار ہی اور اس غلام نے براہ خطا
یعنی نا دانستہ کسیکو مار ڈالا تو اس قتل کا خونبہا تین چوتھائی مالک کے ذمہ ہوگا اور ایک
چوتھائی مضارب کے ذمہ اور غلام مالک کی تین روز خدمت کرے اور مضارب کی ایکروز
(کیونکہ اسی حساب سے عوض دیا ہی اور اسی حساب سے دونوں کی ملک مین ہی) مضارب کے
پاس ہزار ہین اور ان سے ایک غلام خریدا اور قیمت ادا کرنے سے پہلے یہہ ہزار تلف ہوگئے
تو مالک کو دینے ہونگے اور اگر پھر جاتے رہین تو اور دینے ہونگے اور اصل مال ٹھہرینگے سب جسقدر
دئیے ہین۔ اگر مضارب کے پاس دو ہزار ہون اور رب المال سے کہے کہ تو نے مجھکو ایک ہزار
دئیے ہین اور ایکہزار نفع کے ہین اور رب المال کہے کہ مین نے تجھکو دو ہزار دیئے ہین تو
مضارب کا قول معتبر ہوگا۔ ایک کے پاس ہزار ہین اور کہتا ہی کہ یہہ مضاربت کے ہین
آدھون آدھ نفع پر اور ان سے ہزار نفع کے ملے ہین اور مالک کہے کہ یہہ سرمایہ تجارت کے
ہین (یعنے نفع مین تجھکو کچھ شرکت نہین ہی) تو مالک ہی کا قول معتبر ہی ✤

کتاب الودیعۃ

اسمین امانت سپرد کرنے کا بیان ہی۔ امانت سپرد کرنا اسکا نام ہی کہ دوسرے کو اپنے
مال پر قبضہ کرا دے تا کہ وہ مال کو بچائے رکھے (اور اوس شخص کو امین کہتے ہین اور خود

مال اوسکے پاس چھوڑتے ہین وہ ودیعت کہلاتا ہی اور وہ اوسکے پاس امانت رہتا ہی کہ اوسکے جاتے رہنے سے وہ تاوان ندیگا آمین کو اختیار ہی کہ امانت کی محافظت خود کرے یا اپنے گھر والونکے پاس رکھدے پس اگر انکے سوا کسی اور کو سونپے گا تو درصورت جاتی رہنے امانت کے ضامن ہوگا البتہ اگر آگ لگنے کے خوف سے اپنے پڑوسی کو یا ڈوبنے کے خوف سے دوسرے کشتی والیکو سونپ دیگا تو بروقت تلف ضامن نہوگا۔ اگر مالک نے امانت طلب کی اور امین نے باوجود قدرت دینے کے ندی یا اپنے مال مین ملالی کہ اوسکی پہچان نرہی تو امین اوسکا ضامن ہوگا اور اگر امانت خود ملگئی بے اسکے ملانے کے تو اوس امانت مین دونون شریک ہوجائین گے۔ اگر اس امانت مین سے کسیقدر اپنے خرچ مین لاوے اور اوسکی جگہہ ویسی ہی اور ملادے تو سب کا ضامن ہوگا (اسلیئے کہ اپنے مال کو مال امانت مین خلط کردیا) اگر امانت مین ایسی تعدی کرے کہ ضمان دینا آوے پھر وہ تعدی دور ہوجائے تو ضمان بھی موقوف ہوجائیگا (جیسے کسی اجنبی کو امانت سونپ دے پھر اوس سے لیلیے) بخلاف عاریت لینے والے اور ٹھیکہ لینے والیکے (کہ یہ دونون اگر اس قسم کی تعدی کرین تو باوجود جاتے رہنے تعدی کے ضمان اونکو دینا ہوگا) اور بخلاف اقرار کرنیکے بعد انکار کے (یعنے مالک کی طلب پر اگر انکار امانت کا کیا پھر گو اقرار کرلے مگر ہلاک کیصورتمین ضمان دینا ہوگا)۔ امین کو جائز ہی سفر کرنا ساتھ امانت کے اگر مالک نے منع نکیا ہو اور خوف جاتے رہنے کا بھی نہو۔ اگر دو شخص ملکر امانت سونپین تو امین اونمین سے ایک کو اوسکا حصہ نیدے جبتک کہ دوسرا حاضر نہو۔ اگر ایک شخص نے دو امینون کو ایسی امانت سونپی جو تقسیم ہوسکتی ہی تو دونو کو چاہیے کہ آدھی آدھی تقسیم کرکے ہر ایک اپنے اپنے حصہ کی

محافظت کرے اگر ایک اپنا حصہ دوسریکو دیدیگا تو اوسکا ضامن ہوگا بخلاف اوس امانت کے جو بٹ نہین سکتی (کہ اوسمین ضامن نہوگا) اگر سونپنے والا امین سو کہے کہ اسکو اپنے کنبے والونکو ندینا یا اسکو اسی کوٹھری مین محفوظ رکھنا اور امین نے ایسے شخص کو سپرد کی جسکے دیے بدون چارہ نہین (جیسے بی بی یا نوکر) یا اوس مکان کی کسی اور کوٹھری مین اوسکی محافظت کی اور امانت ضائع ہوگئی تو ضامن نہوگا اور اگر بے ضرورت دیدی یا کسی اور مکان مین حفاظت کی تو ضامن ہوگا۔ غاصب کا امین درصورت تلف امانت کے ضامن ہوگا نہ امین کا امین (یعنے اگر کسی نے کسی کی چیز چھین کر امین کے سپرد کی اور وہ جاتی رہی تو امین کو دینی آویگی اور اگر عمرو نے زید کو امانت سونپی اور زید نے وہی امانت بکر کو تو بکر درصورت تلف ضامن نہوگا)۔ زید کے پاس ہزار ہین عمرو کہتا ہی کہ یہہ میری امانت ہین اور بکر کہتا ہی کہ میرے اور زید کہتا ہی کہ دونون کے نہین ہین اور قسم نہین کھاتا تو یہہ ہزار بکر اور عمرو کے ٹھہرینگے اور ایک ہزار زید کو اور دینے ہونگے اور بکر اور عمرو اونکو بھی آدھون آدھ لیوین (کیونکہ ہر ایک نے ایک ایک ہزار کا دعوی کیا تھا اور دونونکے دعوی کے انکار پر اوسنے قسم نکھائی)۔

کتاب العاریۃ

اسمین چیز کے مانگنے کا بیان ہی۔ عاریت کہتے ہین اپنی چیز کے نفع کے مالک کردینے کو بغیر عوض کے یعنے کسی شخص کو ایک چیز کے نفع کا مالک کردینا اور اوس سے کچھہ عوض نہ لینا۔ ان الفاظ سے عاریت صحیح ہوجاتی ہی یہہ چیز مین نے تجھکو عاریت دی یا زمین کا اناج مین نے تجھکو دیا یا اپنا کپڑا پہننے کو تجھکو دیا یا اپنی

کتاب العاریۃ

سواری سوار ہونے کو تجھکو دی یا آپنا غلام تیری خدمت کو دیا یا میرا گھر تیرے رہنے کو ہی یا میرا گھر عمر بھر تیرے رہنے کو ہی۔ عاریت دینے والا جب چاہے اپنی چیز پھیر لے۔ اگر ہلاک ہو جاے بغیر تعدی کے تو مانگنے والا ضامن نہوگا۔ منگنی کی چیز کو کرایہ دینا اور گرو ی رکھنا صحیح نہین ہی مثل امانت کے۔ اگر کرایہ دے اور جاتی رہی تو ضمان دینا ہوگا جسکے پاس منگنی ہی وہ دوسرے کو منگنی دیسکتا ہی ایسی چیزین جو استعمال کرنیوالی کے بدلنے سے مختلف نہون (جیسے گھر کا رہنا یا غلام کی خدمت اور جو چیز مستعمل کے اختلاف سے مختلف ہو جائے جیسے گھوڑے کی سواری اوسکا دوسرے کو عاریت دینا نہین صحیح ہی) اگر مالک عاریت کسیوقت خاص یا نفع خاص سے مقید کر دے (مثلا کہدے کہ فلانے دن اس سے نفع لینا یا فلان کام مین لانا) یا دونون کی قید کر دے تو مانگنے والا اوس قید سی تجاوز نکرے اور اگر کوئی قید نہین ہی تو ہر نفع ہر وقت لیسکتا ہی۔ روپیہ اشرفی اور کیل کی چیز (جیسے گیہون وغیرہ) اور تول کی (جیسے شہد روغن وغیرہ) اور شمار کی (جیسے انڈے اخروٹ وغیرہ) کا عاریت دینا بمنزلہ قرض کے ہی (کہ اوسکو خرچ کر کر اور دینا صحیح ہی اور اگر عاریت اشیاء مذکورہ بالا مین سی نہو تو بعینہ اوسیکو واپس کرنا چاہیے مثلا اگر کپڑے یا ہتیار ہون اونہین کا پھیر دینا ضرور ہوگا) مکان بنانے یا درخت لگانیکے واسطے زمین کا عاریت دینا صحیح ہی اور مالک کو پھیر لینے کا اختیار ہی اور مانگنے والے سے کہدے کہ اپنی عمارت اور درخت دور کرو اور اگر عاریت کا وقت مقرر نکیا تو تاوان کچھہ ندے لیکن اگر کسیوقت تک عاریت دی تھی اور اوس سے پہلے پھیر لینا چاہے تو جو کچھہ مکان وغیرہ اوکھڑنے سے مانگنے والیکا نقصان

ہوگا مالک کو دینا پڑیگا۔ اگر کھیتی کرنیکے لئے زمین عاریت دی تو جبتک کھیتی کا وقت نہ آوے نہین پھیر سکتا خواہ وقت معین کیا ہو خواہ نکیا ہو چیز کے واپس کرنے مین جو خرچ پڑے وہ عاریت مین مانگنے والے کے ذمہ ہی اور امانت مین مالک کے ذمہ اور ٹھیکہ مین ٹھیکہ دینے والیکے ذمہ اور غصب مین چھیننے والیکے ذمہ اور گرو مین گرو رکھنے والیکے ذمہ۔ اگر مستعیر یعنے عاریت لینے والے نے عاریت کے جانور کو مالک کے اصطبل وغیرہ مین پونھچا دیا یا غلام کو مالک کے گھر پونھچا دیا تو مستعیر بری الذمہ ہوا بخلاف غاصب اور امین کے (کہ غصب اور امانت کی چیز کو مالک کے سپرد کر دینا ضرور ہی) اگر مستعیر نے اپنے غلام یا اپنے نوکر یا مزدور کے ہاتھہ یا مالک کے غلام یا نوکر کے ہاتھہ بھیجدیا تو بری الذمہ ہو جائیگا بخلاف اجنبی کے ہاتھہ بھیجنے کے (کہ اس صورت مین اگر ضائع ہوگی تو ضمان دینا ہوگا) جسکو زمین عاریت دیگئی ہو وہ عاریت نامہ مین واسطے اطمینان مالک کے لکھدے کہ تو نے اپنی زمین مجھکو عاریت دی ہی۔

کتاب الہبہ

اسمین ہبہ کا بیان ہی۔ ہبہ اوسکو کہتے ہین کہ آدمی اپنی چیز پر کسیکو مفت بلا عوض مالک کر دے (جو چیز دیتا ہی اوسکو واہب کہتے ہین اور جسکو اوسکا مالک کرتا ہی اوسکو موہوب لہ کہتے ہین اور جس چیز کو ہبہ کرتا ہی وہ موہوب کہلاتی ہی) ہبہ اوسوقت درست ہوگا کہ واہب کیطرف سے ایجاب ہو (اور موہوب لہ اوسکو قبول کرکے قبضہ کرلے) ہبہ کے ایجاب کے یہہ الفاظ ہین کہ واہب یون کہے مین نے ہبہ کیا یا دیدیا یا مین نے یہہ کھانا کھانے کے لیے تجھے دیا یا اوسکو تیرا ہی کر دیا یا یہہ چیز عمر بھر کو تجھے دی یا ہبہ کی نیت سے یہہ کہا کہ یہہ سواری مین نے سوار ہونے کو تجھے دی یا یہہ کپڑا تجھے پہنا دیا یا میرا گھر

تیرے لیے ہبہ ہی اوسمین رہیو اور اگر یون کہے گا کہ میرا گھر رہنے کو ہبہ ہی یا ہبہ کا رہنا ہی تو ان دو نو لفظون سے ایجاب نہوگا (ایجاب کے بعد) درستی ہبہ کے لیے موہوب لہ کا قبول کرنا چاہیے - اور قبضہ اوسی مجلس مین بغیر حکم واہب کے صحیح ہی اور بعد مجلس کے حکم اوسکا ضرور ہی - ہبہ کرنا ایسی چیز کا درست ہی جو واہب کے قبضہ مین تقسیم ہوکر آگئی ہو اور (اگر) مشترک چیز جو تقسیم نہین ہوسکتی (جیسے کنوان اور چھوٹا حمام وغیرہ مین سے کوئی حصہ ہبہ کرے تو درست ہی اور جو تقسیم ہوسکتی ہی اوسمین سے کوئی حصہ ہبہ کرنا درست نہین ہان اگر مشترک کو تقسیم کرکے موہوب لہ کے حوالے کریگا تو درست ہوجاویگا (مثلاً ایک مکان کئی شخصونمین مشترک ہی اور اونمین سے ایک شخص نے اپنا حصہ بلا تقسیم ہبہ کردیا تو درست نہوگا ہان اگر شرکا سے تقسیم کرکے اپنا حصہ علیحدہ کرلیا اور ہبہ کیا تو درست ہوگا) اگر گیہون کے اندر آٹا ہبہ کیا تو صحیح نہین گو اوسکو پیسکر حوالہ کرے - اسیطرح تلون کے اندر کا تیل اور دودھ کے اندر کا گھی ہبہ کرنا صحیح نہین - جو چیز ہبہ کی ہی اگر وہ شی موہوب لہ ہی کی پاس ہی تو بغیر قبضہ کے مالک ہوجائیگا دوسرا قبضہ ضرور نہین - اگر باپ اپنے بچہ کو ہبہ کرے تو فقط ایجاب سی ہبہ پورا ہوجائیگا (یعنے باپ ہی کا قبضہ بچے کیطرف سے کافی ہی) - اگر کوئی اجنبی بچہ کو کچھ دے تو اوسکے ولی یا مان کے قبضہ کرنے سے یا اجنبی کے جسکی گود مین وہ بچہ ہی ہبہ تمام ہوگا اور اگر لڑکا قبض کرنا جانتا ہو تو اوسکی قبض سے تمام ہوجائیگا - اگر دو آدمی ایک گھر کسی شخص کو ہبہ کردین تو صحیح ہی نہ برخلاف اسکا (یعنے ایک آدمی دو کو ایک گھر دے بلا تفصیل حصص کے تو نہین صحیح کیونکہ قبضہ ہر ایک کا اپنے حصہ مشترک پر کامل نہین ہی - وس روپیو نکو دو فقیرون پر تصدق کرنا

اور ہبہ کرنا صحیح ہی دو تونگر پر صحیح نہین کیونکہ دو فقیرونکو دینا ایسا ہی جیسا خداکو
سب دیا کہ نیت خداکیواسطے کی ہوتی ہی بخلاف تونگرون کے کہ اوسمین نیت اونہین کے
دینے کی ہی اور ہبہ کرنا مشترک چیز کا بلا تعیین درست نہین ہی

باب ہبہ کے پھیر لینے کے بیان مین - صحیح ہی کہ پھیر لینا لیکن پھیرنے سے سات امر
منع کرتے ہین (جو) **دمع خزقہ** اسے سمجھے جاتے ہین سے تو وہ زیادتی مراد ہی
جو موہوب چیز سے جدا نہو سکتی ہو جیسے زمین موہوبہ مین درخت لگانا یا مکان بنانا
یا جانور موہوب کا موٹا ہو جانا (کہ اس صورت مین ہبہ نہ پھریگا) اور م سے مراد ہی مرنا ایک کا
واہب اور موہوب لہ مین سے (کہ اگر کوئی مرجاویگا تو ہبہ واپس نہوگا) اور ع سے
عوض مراد ہی (جو ہبہ کے عوض مین واہب نے موہوب لہ سے لیا ہی اگر موہوب لہ واہب سے
کہے کہ تو اپنے ہبہ کا عوض یا بدل یا اوسکے مقابلہ مین یہ چیز مجھسے لیلے اور
وہ لیلے تو اختیار موہوب کے پھیر لینے کا واہب کو نرہیگا اور اگر کوئی اجنبی جو
موہوب لہ نہین ہی ہبہ کا بدلہ دیدے تو جائز ہی اور واہب کو اب بھی اختیار نرہیگا
- اگر عوض دینے کیصورت مین آدھا موہوب کسی اور کا نکلا تو آدھا عوض پھیر لے
- اور اگر عوض مین آدھا کسی اور کا نکلا تو واہب آدھا موہوب واپس نہین لے سکتا
جبتک کہ موہوب لہ دوسرا نصف بھی نہ واپس کرے - اگر آدھے موہوب کا حقدار پیدا ہوگیا
تو باقی آدھے کا پھیر لینا صحیح ہی اور خ سے مراد ہی موہوب کا خارج ہو جانا موہوب لہ کی
ملک سے (کہ یہ بھی مانع واپسی ہی) اگر موہوب لہ نے آدھا موہوب بیچ ڈالا تو
واہب آدھا باقی پھیر لیسکتا ہی جس طرح کہ اگر بالکل نہ بیچا ہو تو پھیر سکتا ہی اور ز سے
مراد زوجیت ہی یعنے موہوب لہ کا خاوند یا جورو ہونا مانع ہبہ کے پھیرنیکا ہی

پس اگر ایک اجنبی عورت کو کچھ ہبہ کیا پھر اوس سے نکاح کیا تو ہبہ پھیر سکتا ہی نہ اسکے
عکس مین (یعنے پہلے نکاح کرے اور پھر اوسکو کچھ دے) تو نہین پھیر سکتا اور ق
سے مراد قرابت ہی۔ پس اگر اپنے ذی رحم محرم کو کچھ دے تو پھیر نہین سکتا اور ہ
سے ہلاک مراد ہی (یعنے موہوب کا موہوب لہ کے پاس سے جاتا رہنا کہ اس سے بھی
ہبہ واپس نہوگا) اگر موہوب لہ دعوے کرے کہ موہوب جاتا رہا تو اسکا کہنا معتبر
ہوگا۔ پھیر لینا جب ہی صحیح ہی جب دونو واہب اور موہوب لہ راضی ہون یا حاکم
حکم کرے (کیونکہ دیکر پھیر لینا مسئلہ مختلف فیہ ہی پس ان دو امرون سے ایک کا
ہونا ضرور چاہیے تاکہ جائز ہونے کی جانب قوت پکڑلے۔ پس اگر عین موہوب تلف
ہوگیا اور پھر اوسکا کوئی مستحق پیدا ہوا اور موہوب لہ نے مستحق کو موہوب کے بدلہ مین
تاوان دیا تو یہہ تاوان واہب سے وصول نہین کرسکتا۔ ہبہ کرنا عوض لینے کی
شرط پر ابتدا مین تو ہبہ کا حکم رکھتا ہی یعنے شرط ہی کہ واہب و موہوب لہ دونون
عوضون پر قابض ہوجاوین اور اگر موہوب مشترک بے تقسیم ہوگا تو یہہ معاملہ
باطل ہوگا (جیسا ہبہ کا حال ہی) اور انتہا مین یہ عقد بیع کا حکم رکھتی ہے پس
پھر سکتا ہی بسبب عیب اور خیار رویت کے اور (اگر موہوب گھر یا زمین ہوگی
تو پڑوسی کو) حق شفعہ پونہچ سکتا ہی (جیسے بیع مین پونہچ سکتا ہی)

فصل

فصل جسنے حاملہ لونڈی کو ہبہ کیا اور اوسکا حمل ہبہ نکیا یا اس شرط پر لونڈی کو
ہبہ کیا کہ مجکو پھر دیدینا یا اوسکو آزاد کردینا یا ام ولد کرلینا یا گھر ہبہ کیا اس شرط پہ
کہ تھوڑا اسمین سے مجھکو پھیر دینا یا تھوڑے کا عوض دینا تو (ہبہ) صحیح ہی اور استثنا حمل
اور دوسری شرطین باطل ہین۔ اگر قرضخواہ قرضدار سے کہے کہ جب کل ہو تو وہ قرض

تیرا ہی یا تو اوس سے بری الذمہ ہی یا کہے کہ مجکو آدھا قرض ادا کردے تو باقی آدھا تیرا ہی یا تو اوس سے بری الذمہ ہی تو یہہ قول باطل ہی اسلیے کہ دونوں صورتوں میں قرض کے ہبہ کرنے کو شرط پر مشروط کیا ہی اور وہ درست نہین) صحیح ہے ہبہ عُمری معمر لہ کیواسطے اوسکی زندگی تک اور اوسکے مرنیکے بعد اوسکے وارثوں کیواسطے - عمری اوسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنا گھر کسیکو اوسکی زندگی تک دیدے اور جب وہ مرجاوے تو مالک کو پھیر دیا جاوے - یون کہکر ہبہ صحیح نہین کہ اگر مین تجھسے پہلے مرجاؤن تو یہہ چیز تیری ہی اور اسکو فقہا کی اصطلاح مین رقبی کہتے ہین - صدقہ کا حکم ہبہ کا سا ہی کہ صحیح نہین ہوتا بغیر قبضہ کے اور بھی نہین صحیح ہوتا ایسی شی مشترک مین جو تقسیم کے قابل ہی مگر صدقہ کو مثل ہبہ کے پھیر لینا صحیح نہین ہی (کیونکہ صدقہ تو خدا کیواسطے ہی نہ ہبہ)

کتاب الاجارہ

اسمین ٹھیکہ اور کرایہ دینے کا بیان ہی - اجارہ کہتے ہین ایک نفع معلوم کو بیچنا چیز معلوم کے بدلہ مین اور جو چیز قیمت ہوسکتی ہی وہ اجرت اجارہ کی بھی ہوسکتی ہی - ٹھیکہ کی مدت بیان کردینے سے نفع معلوم ہوجاتا ہی جیسے گھر مین رہنے یا زمین کی کھیتی کرنے مین (ایکسال یا دوسال مقرر کردئے تو گھر کا یا زمین کا نفع مجہول نرہا بلکہ معلوم ہوگیا) تو بڑی چھوٹی مدت دونو مقرر کرنا صحیح ہی مگر وقفون کے اجارہ مین تین برس سے زیادہ مدت مقرر نکیجاویگی - اجارہ کی چیزون کا نام لیدینے سے بھی نفع معلوم ہوجاتا ہی جیسے رنگائی یا سلائی کے لیے اجارہ کرنا اور ڈھلائی وغیرہ مین اشارہ کرنے سی نفع معلوم ہوجاتا ہی مثلا یون کہنا کہ اس غلہ کو یہانسے وہانتک پونہچادے

-اجیر یا مزدور فقط عقد اجارہ سے اجرت کا مستحق اور مالک نہین ہوتا بلکہ چار صورتونسے
ہوسکتا ہی یا اجرت بلا شرط پہلے دیدیجاوے یا پیشگی اجرت کی شرط ہوجاوی یا کام تمام کرچکے
یا مستاجر اجارہ کی چیز پر قادر ہوجاوے (مثلاً اگر گھر رہنے کو کرایہ دیا اور کرایہ دار نے اپنے
قبضہ مین کر لیا تو گو اوسمین نرہی مگر مالک مستحق کرایہ کا ہوگا) اگر کپڑے وغیرہ کے لیے
مزدور کیا اور اوسکو اوس سی کسی نے چھین لیا تو اوسکی مزدوری ساقط ہوجاویگی- گھر کا
یا زمین کا مالک کرایہ دار سے کرایہ روز وصول کرسکتا ہی اور اونٹ والا اپنے اونٹ کا کرایہ
ہر منزل پر پونہچکر لے سکتا ہی اور دھوبی درزی اپنے کام سے فراغت ہوکر اور نان بائی
روٹی تنور سے نکالکر پس اگر روٹی تنور سے نکالے اور وہ جلی ہو تو مزدوری اوسکی ملیگی
اور روٹی کا تاوان اوسکے ذمہ نہین ہی اور باورچی شوربا نکالنے پر اور خشت ساز بعد
تیار کرنے اور کھڑا کرنے اینٹ کے لے سکتی ہین- جسکے کام کا اثر معین شی مین
قائم ہو جیسے رنگریز اور دھوبی کہ اونکے رنگنے اور دھونی کا اثر یعنی رنگ اور سفید
ہونا کپڑے مین موجود ہوتا ہی تو وہ اپنی مزدوری کے بدلہ مین اوس شے معین کو
روک سکتا ہی پس اگر بعد روکنے کے وہ شی تلف ہوگئی تو اوسکی قیمت دینی نہ اویگی اور
مزدوری بھی نملیگی- اور جسکے کام کا اثر قائم نہو اوسکو اوس شی کا روکنا مزدوری کیواسطے نہین
صحیح ہی (جیسے پلہ دار اور ملاح وغیرہ کہ انکو مزدوری کے لیے چیز کو روکنے کا
اختیار نہین) اگر مزدور سے ٹھہر گیا ہو کہ کام وہ خود کرے تو وہ دوسرے شخص کو اپنی جگہہ
مزدور نہین کرسکتا اور اگر یہہ شرط نہین ہی تو درست ہی اگر ایک کو مزدور کیا
اپنے گھر والون کے لانیکے واسطے اور بعض اونمین گئے اور مزدور باقیون کو لے آیا
تو اوسکو مزدوری حصہ رسدی ملیگی (یعنے مُردون کا حصہ کم ہوجائیگا) زید کو

مزدور کیا عمرو کے پاس خط لیجا کر جواب لانے پر یا کھانا لیجانے پر اور عمرو کے مرجانیکے
سبب سے زید خط یا کھانا لوٹا لایا تو زید کو مزدوری نہین ملیگی*

باب اجارہ کی قسمون مین سے جو درست ہین اور جنہین خلاف ہی اونکے بیان مین

صحیح ہی گھرون اور دوکانون کا کرایہ لینا بغیر بیان کرنے اوس کام کے جو اونمین
کیا جاویگا اور کرایہ دار کو اختیار ہی کہ جو کام چاہے اونمین کرے مگر یہ کہ لوہار یا دھوبی
یا آٹا پیسنے والے کو اونمین نرکھے (کہ اونکے رکھنے سے عمارت کو نقصان پہونچتا ہی) کھیتی
کیواسطے زمین کا کرایہ لینا صحیح ہی بشرطیکہ اوسمین جو شی بووے اوسے بیان کردے یا
یون کہلے کہ جو چاہونگا بوونگا۔ زمین کا ٹھیکہ عمارت بنانے اور درخت لگانیکیواسطے
بھی صحیح ہی پس جب ٹھیکہ کی مدت گذر جائے تو ٹھیکہ دار درخت اور عمارت کو
اوکھیڑ لے اور زمین کو خالی کردے لیکن اگر مالک زمین اوس عمارت یا درخت کی
وہ قیمت ادا کردے جو اوکھڑنیکے بعد ملے اور آپ اوسکا مالک ہونا چاہی (تو اس صورتمین
اونکا اوکھیڑنا ضرور نہین) یا عمارت و درخت کے رہنے دینے پر راضی ہو جاوے تو اب
درخت اور عمارت مستاجر یعنی ٹھیکہ لینے والیکے ہونگے اور زمین موجر یعنی ٹھیکہ
دینے والے کی اور رطبہ کا حکم درخت کا سا ہی۔ اگر کھیتی تیار نہین ہوئی ہی اور مدت
ٹھیکہ کی پوری ہو گئی تو ٹھیکہ کے نرخ پر پکنے تک زمین مین رہنے دیجاویگی۔ چارپایہ کا
ٹھیکہ واسطے سوار ہونیکے اور لادنے کے درست ہی اور کپڑے کا واسطے پہننے کے پس
اگر ٹھیکہ مین سوار یا پہننے والیکا نام نہین لیا ہی تو دوسرے کو بھی سوار کرسکتا ہی اور
اگر سوار یا پہننے والیکو معین کردیا پھر دوسرے کو سوار کیا یا پہنایا تو ہلاک ہونے پر
ضمان دینا آویگا۔ اسیطرح حال ہی ہر چیز کا جو استعمال کرنیوالیکے اختلاف سے

مختلف ہوجاتی ہو۔ جو چیز ایسی نہین ہی اوسمین قید لگانا باطل ہی جیسے قید کرے کہ گھرمین
فلان شخص ہی رہے تو اوسکا کچھ اعتبار نہین مستاجر جسکو چاہے رکھے ۔ جانور کے
ٹھیکہ مین اگر بوجھ کی قسم مقرر کردے جیسے گیہون کی گون تو مستاجر کو ویسی ہی یا اوس
سے ہلکی اور چیز کے لادنے کا اختیار ہی نہ زیادہ نقصان کرنیوالی چیز کا جیسے نمک (کہ
یہہ گیہون سے بھاری ہی)۔ اگر سواری دوسرے کو پیچھے بٹھالنے سے مرگئی تو مستاجر کو
نصف قیمت دینی ہوگی ۔ اور اگر مقرر بوجھ سے زیادہ کرنیکے سبب مرگئی تو جسقدر زیادہ
کیا اوسیکے موافق قیمت ادا کرنی ہوگی ۔ اگر مارنے یا لگام کھینچنے یا زین اوتار لینے
یا پالان باندھنے یا ایسے زین باندھنے سے کہ اوس جیسے جانور پر نہ باندھتے ہون یا جو
راہ ٹھہر گیا تھا اوسکو چھوڑکر دوسرا اختیار کرنے سے بشرطیکہ دونون راہون مین
فرق ہو (یعنے دوسرا زیادہ یا سخت ہو) یا جنگل کیواسطے کرایہ کیے ہوے جانور کو دریا مین
لادنے سے ہلاک ہوجاے تو سب قیمت دینی ہوگی اور اگر منزل مقصود کو پونہچا دیا تو
جو کرایہ ٹھہرا تھا وہی دینا ہوگا ۔ اگر گیہونکی کھیتی ٹھہری تھی اور رطبہ بویا تو جو کچھ
رطبہ بونے سے زمین کا نقصان ہوا وہ دینا ہوگا اجرت لازم نہوگی ۔ اگر کرتا سینے کو
کہا تھا اور قبا سیدی تو کپڑے کی قیمت دینی ہوگی اور مالک اگر قبا کی سلائی دستور کے
موافق دیکر قبا ہی لیلے تب بھی صحیح ہے ۔

باب اجارۂ فاسد کے بیان مین ۔ اجارہ فاسد ہوجاتا ہی اس شرط سے (جو عقد
عقد کے خلاف ہو) اور اس صورتمین اگر مزدور کام کریگا تو کام کریگا ویسی ہی مزدوری
ملیگی مگر جو پہلے ٹھہری تھی اوس سے زیادہ نہوگی ۔ اگر مکان کرایہ لیا روپیہ مہینے پر
تو فقط ایک مہینے کے لیے صحیح ہی مگر یہہ کہ بیان کردے سب مہینونکو ۔ جس مہینے کی

باب اجارۂ فاسد کے بیان مین

ایکساعت بھی رہیگا تو اوس مہینے کا کرایہ صحیح ہو جائیگا۔ اگر مکان ایک سال کیواسطے کرایہ لیا تو صحیح ہی گو ہر مہینے کا کرایہ مقرر نکرے۔ شروع مدت ٹھیکہ کی عقد کیوقت سے ہی پس اگر جسوقت چاند دیکھا اوسوقت عقد کیا تب تو مہینے در مہینے کا حساب رہیگا اور جو نہین تو دنون کا حساب رہیگا۔ پچھنے لگانے اور حمام مین نہلانے کی اجرت لینی درست ہی مگر مادہ پر نر کے ڈالنے کی مزدوری لینی درست نہین۔ اسیطرح اذان کہنے کی مزدوری اور حج کرنے کی مزدوری اور امامت کی مزدوری اور قرآن اور علم فقہ کے سکھلانے کی مزدوری ناجائز ہی مگر اس زمانہ مین فتوی اسپر ہی کہ قرآن سکھانیکی مزدوری صحیح ہی اسلیے کہ لوگونکو مفت سکھانے کی توفیق نہین رہی اور گانے اور نوحہ کرنے اور ستار و دف وغیرہ بجانے پر مزدوری لینی درست نہین۔ زمین مشاع کا اجارہ فاسد ہی یعنے آدھی یا تہائی غیر معین کو اجارہ دی تو فاسد ہی لیکن اگر شریک کو کہ جسکے پاس باقی ہی تو درست ہی۔ دایہ کا نوکر رکھنا اجرت معلوم پر صحیح ہی اور کھانے پہننے پر رکھنا بھی صحیح ہی۔ دایہ کے خاوند کو اوسکی صحبت کرنے سے نہ منع کرے پس اگر دایہ حاملہ ہو جاوے یا بیمار ہو جاوے تو عقد اجارہ فسخ ہو جاویگا اور دایہ کو لڑکے کی خوراک کا درست کرنا لازم ہی پس اگر لڑکے کو بکری کا دودھ پلائیگی تو مزدوری نہ ملیگی۔ اگر سوت دیا کہ آدھی کا کپڑا بن دے اور آدھا بنائی مین لے یا مزدور کیا کہ میرا اناج فلان جگہہ پونہچا دے اور اوسمین سے سیر بھر لے لینا یا مجکو اسیقدر آٹے کی روٹی آج ایک درم کے بدلہ مین پکا دے یہ سب جائز نہین۔ اگر زمین ٹھیکہ مین لی اس شرط پر کہ اوسمین ہل جوتو نگا اور کھیتی کرونگا یا اوسکو پانی دونگا اور کھیتی کرونگا تو صحیح ہی۔ پس اگر شرط کرے کہ زمین پھیرتے وقت پھر ہل جوتیو یا مکرر ہل جوتیو یا اوسمین نالیان

عدم جواز اجرت اذان و امامت و حج و تعلیم فقہ

کھود دیجیو یا کھات ڈالیو یا اجرت اوسکے ٹھیکہ کی یہہ مقرر کی کہ اس زمین کے عوضمین اپنی زمین مجکو زراعت کے لیے دینا تو یہہ سب صورتین صحیح نہین جیسے اپنے گھرمین رہنے کے کرایہ کے عوض کرایہ دار کا گھر رہنے کو لے تو یہہ بھی درست نہین۔ اگر مزدور کیا اوس اناج کے اوٹھانے کے واسطے جو اوسکی اور مزدور کی شرکت مین ہی تو اوسکو مزدوری نملیگی جیسے راہن کا مرتہن سے مرہون چیز کا کرایہ لینا ہی (یعنے زید نے اپنا گھر عمرو کے پاس رہن رکھا پھر عمرو سے کرایہ کو لیلیا تو یہہ صحیح نہین ہی اور کرایہ عمرو کو نہین پہنچتا) اگر زمین ٹھیکہ مین لی اور یہہ نہ بیان کیا کہ اوسمین کھیتی کرونگا یا کونسی چیز بوونگا پھر اوسمین کھیتی کی اور ٹھیکہ کا وقت گذر گیا تو جو اجرت ٹھہری تھی وہی پہنچیگی۔ اگر سواری کو مکہ معظمہ تک کرایہ کیا اور یہہ نہ مقرر کیا کہ کیا لادونگا پھر جیسا لوگ لادتے ہین موافق دستور کے اوسپر لادا اور سواری ہلاک ہوگئی تو قیمت کا ضامن نہوگا اور اگر اوسنے مکہ شریف تک پونہچا دیا تو جو ٹھہرا تھا وہ دینا ہوگا۔ اگر موجر اور مستاجر مین جھگڑا ہو زمین کے بونے یا جانور کے لادنے سے پہلے یون کہ مستاجر کسی چیز کو بونا یا لادنا چاہے اور موجر اور چیز کو یا کم لادے اور یہہ دونو قاضی کے پاس جھگڑا لیجاوین تو قاضی عقد اجارہ توڑ دے تاکہ فساد رفع ہوجاوے

باب اجیر کے ضامن ہونیکے بیانمین۔ اجیر مشترک وہ ہی جو کسی خاص شخص کا کام نکرے (بلکہ جو چاہے اوس سے کام لے) اور مستحق مزدوری کا نہین ہوتا جبتک کام نکردے جیسے رنگریز یا دھوبی اور اسباب اوسکے پاس امانت رہتا ہی (یعنے مالک ہونے پر تاوان ندیگا) جو چیز اجیر کے کام سے تلف ہوجاوے جیسے کپڑا دھوبی کے کوٹنے سے پھٹجاوے یا مزدور کے پھسلنے سے خواہ جس رسی مین بوجھ باندھا ہو اوسکے ٹوٹنے سے

اسباب ٹوٹجاوے یا ملاح کشتی کو کھینچ لے اور اسلئے کشتی ڈوبجاوے تو جتنا
مال کا نقصان ہوگا اوسکا تاوان ان صور تونمین لیاجاویگا مگر وہ آدمی کہ اوس
کشتی کے ڈوبنے سے ضایع ہوگئے ہون اونکا تاوان نہین لیاجاویگا۔پس اگر مزدور سے
مٹکا جسکے اوٹھانے کیواسطے مزدور رہوا تھا راہ مین ٹوٹجاوے تو مزدوری اوسکو نملیگی
مالک کو وہان دیوے جہان سے مٹکا اوٹھایا تھا اور اس صورتمین مزدوری اوسکو نملیگی
یا وہان دے جہان ٹوٹا ہی اور مزدوری اوسقدر دے جتنی راہ طی کرچکا تھا۔ پچھنے
لگانے والا اور فصد کھولنے والا جانورون خواہ انسانون کا اگر پچھنے لگانے نشتر
مارنے مین معمولی جگہہ سے فرق نکرین تو تاوان ندینگے۔خاص مزدور اپنی مزدوریکا
مستحق ہوجاتا ہی جب سے کہ مدت اجارہ مین کام پر مستعد ہوجاوے خواہ اوس سے
کام لیاجاوے یا نلیاجاوے جیسے کسیکو خدمت گاری کیواسطے یا بکریان چرانیکے
واسطے نوکر رکھا اور یہہ مزدور تاوان ندے اوس چیز کا جو اوسکے پاس سے
تلف ہوجاوے یا اوسکے کام کرنے سے جاتی رہے۔صحیح ہی دوسری مزدوری
مقرر کرنی دوسری قسم کے کام پر یا دوسرے وقت کے اعتبار سے پہلی شرط مین
یعنے یہہ اجارہ دو مزدوری کا دو طرح کے خواہ دو وقتون کے کامون پر
درست ہی مگر اجرت موافق شرط اول کے دینی آتی ہی مثلا اگر درزی سے کہے کہ اگر
اس کپڑے کی قبا ے فارسی سیئے گا تو ایک روپیہ اور اگر رومی قبا سیئے گا تو آٹھ آنے
دونگا پس اگر موافق شرط اول کے یعنی فارسی سیئے تو ایک روپیہ مزدوری دے
اور دوسری شرط کے موافق یعنی رومی سیئے تو جو اوسکی مزدوری کا دستور ہے
وہ دینا ہوگا آٹھ آنے دینے نہونگے اسیطرح اگر یون کہا کہ اگر آج رسید لیگا تو ایک روپیہ

بیان باب جدا جدا اجرت مقرر کرنے مین

اورکل سیدیگا تو آٹھ آنے تو اوسدن سیے گا تو ایکروپیہ دینا ہوگا اور دوسرے روز
سیے گا تو دستور کے موافق مزدوری دینی ہوگی نہ آٹھ آنے (ایسا ہی حال ہی دوکان
اور حجرہ مین (مثلاً کہے کہ اگر دوکان مین درزی کو بٹھائیگا تو اوسکا کرایہ ایک روپیہ ہی
اور اگر لوہار کو بٹھائیگا تو دو روپیہ پس اگر پہلی شرط کے موافق درزی کو بٹھائیگا تو ایکروپیہ
کرایہ کا ہوگا اور اگر دوسری شرط کے موافق بٹھائیگا تو کرایہ مثل یعنی دستور کے موافق
لازم آویگا نہ دو روپیہ) اسیطرح جار پایہ مین دوسری اجرت باعتبار مسافت کے
یا بوجھ کے مقرر کرنی درست ہی (جیسے کہے کہ اگر مکہ تک لیجاے یا دس من لادے
تو ایک روپیہ اور اگر طایف تک لیجاے یا پانچ من لادے تو آٹھ آنے تو اگر پہلی
شرط کے موافق کیا تو موافق ٹھہرے ہوے کے دینا ہوگا اور جو دوسری شرط کے موافق
کیا تو موافق دستور کے دینا ہوگا نہ جو ٹھہرا تھا) جس غلام کو خدمت کے واسطے
حالت اقامت مین اجیر مقرر کیا اوسکو سفر مین ساتھ لیجانا صحیح نہین ہی بغیر پہلے سے
شرط کرنیکے (اگر سفر کی شرط بھی کرلی تو لیجانا درست ہی) مستاجر غلام ممنوع العمل کو
اوسکی کار خدمت کے عوض مین جو اجرت دے وہ اوس سے واپس نہ لے (صورت
اوسکی یہہ ہی کہ زید نے ایک غلام کو جسکو مالک نے کام سے منع کردیا ہی اجیر کیا اور
کام لیا اور مزدوری دیدی پھر ظاہر ہوا کہ وہ ممنوع العمل تھا مالک کی طرف سے
تو اب زید مزدوری پھیر نہین سکتا) زید نے ایک غلام عمرو سے چھین لیا پھر اوس سے
مزدوری کرا کر اوسکی کمائی کھا گیا تو واپس کرنا اوس اجرت کا زید پر نہ آویگا ۔ اگر
غلام ممنوع کا مالک مزدوری جو اوسنے کی اوس غلام کے ہاتھ مین موجود پاوے
تو لیسکتا ہی ۔ صحیح ہی غلام ممنوع کو اپنی مزدوری کا لیلینا (یعنے مستاجر اگر

غلام کے حوالہ کردے اور وہ قبضہ کرلے تو بری الذمہ ہو جائیگا اگر غلام کو دو مہینے کے واسطے اسطرح نوکر رکھا کہ ایک مہینا چار روپیہ پر اور ایک مہینا پانچ پر تو صحیح ہے پہلے مہینے مین چار اور دوسرے مین پانچ لازم ہونگے (پہلے مین پانچ دوسرے مین چار نہین ہو سکتے) اگر ایک غلام کے موجر اور مستاجر آپسمین اختلاف کرین مستاجر کہے کہ تونے جو غلام ٹھیکہ مین دیا تھا وہ بھاگ گیا یا بیمار ہو گیا اور موجر کہے کہ ایسا نہین ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر جھگڑے کیوقت واقع مین بھاگا ہوا ہی یا بیمار ہی تو مستاجر کا قول معتبر ہوگا اور جو نہین تو قول موجر کا - کپڑے کے مالک کا قول معتبر ہوگا کرتے یا قبا کے سینے مین اور سرخ یا زرد رنگنے مین اور مزدوری لازم ہونے یا نہونے مین (صورت اخیرہ یہہ ہی کہ مستاجر کہے کہ یہہ کام تونے اس کپڑے مین مفت کیا ہی اور درزی کہے کہ اجرت کے عوض مین یہہ مینے کیا ہی تو مالک کا قول معتبر ہوگا)

باب ٹھیکہ توڑنیکے بیان مین - ایسے عیب کے سبب جو نفع لینے سے مانع ہو اور گرانیکے مکان کے خراب ہو جانے سے اور کھیتی کی زمین اور پنچکی کے پانی بند ہونے سے اجارہ فسخ ہو جاتا ہی - اگر عاقدین مین سے ایک بھی مرجاوے درصورتیکہ اجارہ اپنی ذات کیواسطے کیا ہو تو اجارہ فسخ ہو جاویگا اور اگر غیر کیواسطے عقد کیا تھا جیسے وکیل اور وصی اور متولی وقف کا اجارہ کرتا ہی تو فسخ نہوگا - ٹوٹجاتا ہی اجارہ خیار شرط اور خیار رویت سے (مثلاً کہے کہ مجکو تین روز تک اختیار رہی چاہون رہنے دون چاہون توڑ ڈالون یا یہہ کہے کہ جب دیکھون تو مجھکو اجارہ توڑ ڈالنے کا اختیار رہی) اور اجارہ عذر سے بھی فسخ ہو جاتا ہی اور عذر اوسکو کہتے ہین کہ مستاجر اجارہ کی تعمیل سے بدون برداشت کرنے زیادہ نقصان کے جو عقد اجارہ سے اوسپر ضرور نہین عاجز ہو مثلاً

اگر مہینے کے ... مالک ... دعوی ... مستاجر ... تو مستاجر کا قول معتبر ہوگا

باب ٹھیکہ توڑنیکے بیان مین

کسی نے درد کی جہت سے اپنی داڑھ نکلوانے کو دوسرے کو مزدور کیا پھر درد جاتا رہا
یا ولیمہ کا کھانا پکانے کیواسطے مقرر کیا پھر عورت نے اوس سے خلع کر لیا یا دوکان
تجارت کیواسطے کرایہ لی پھر مفلس ہوگیا یا دوکان کرایہ پر دی پھر اوسکے ذمہ قرض
لازم ہوگیا ظاہر مین یا اوسکے بیان سے یا اوسکے اقرار سے اور سوای اوس دوکان کے
اور کچھ مال اوسکا نہین یا جانور سفر کے لیے کرایہ کیا پھر ایسی کوئی بات نکل آئی
کہ سفر اوسکو نکرنا مصلحت ہوا ان سب صورتون مین فسخ اجارہ کر سکتا ہی - اگر جانور
کرایہ دینے والیکو کوئی ضرورت مانع سفر پیش آگئی تو وہ اجارہ نہین توڑ سکتا
(کیونکہ دوسرے کو اپنی جگہہ جانور کے ساتھہ بھیج سکتا ہی)

مسائل متفرقہ

مسائل متفرقہ اگر منگنی کی زمین یا ٹھیکہ مین لی ہوی زمین کی کھیتی جلاوے
اور اوسکے سبب سے دوسرے کی زمین کی کھیتی بھی جلگئی تو اوسپر تاوان نہین آویگا
(اگر ہوا نہوگی اور اگر جلانے کے وقت ہوا تھی تو تاوان دینا ہوگا) اگر درزی یا رنگریز
اپنی دوکان مین کسیکو بٹھال لے تاکہ کام کرے اور نصف اجرت لے تو صحیح ہی - اگر
اونٹ کرایہ کیا تاکہ مکہ تک اوسپر کجاوہ رکھے اور دو سواریان بٹھلاوے تو صحیح ہی
اور اوسکو اختیار ہی کہ ایسا کجاوہ رکھلے جو مروج ہو مگر اوس کجاوہ کا دیکھ لینا
بہتر ہی تاکہ پھر بکھیڑا نہو چھوٹے بڑے مین اور اگر توشہ کے لادنیکے لیے کرایہ کیا
اور مقدار توشہ کی معین کردی تو اگر اوسمین سے کچھ کھالے تو اوتنا ہی اور اوسکے
عوض رکھہ سکتا ہی - صحیح ہے اجارہ کرنا اور اوسکا فسخ کرنا اور کھیتی کرنا اور سینچنے کا
معاملہ کرنا اور مضاربت اور وکالت اور کفالت اور کسیکو وصی کرنا اور مال کی
وصیت کرنا اور قاضی کرنا اور امیر کرنا اور طلاق دینا اور آزاد کرنا اور وقف کرنا

کسیوقت کی طرف نسبت کرکر (مثلاً کہے کہ مین نے ٹھیکہ کیا مہینے کے شروع سے یا سال کے شروع سے وعلی ہذا القیاس دوسری چیزین) بیع اور بیع کی اجازت درصورت کسی اجنبی کے بیع کرنیکے اور فسخ کرنا بیع کا خیار شرط کے بعد اور قسمت اور شرکت اور ہبہ اور نکاح اور رجعت بعد طلاق اور صلح مال سے اور بری الذمہ کرنا قرض سے ان امور کو کسی اور وقت کیطرف مضاف کرنا نہین صحیح ہی (مثلاً یون کہنا کہ کل سے مین بیع کرتا ہون یا کل کو اجازت دونگا وغیرہ *)

کتاب المکاتب

اسمین مکاتب کا بیان ہی (اور مکاتب وہ غلام ہی جس سی مالک نے اوسکے آزاد کرنیکے لیے کچھ روپیہ ٹھہرالیا ہو کہ اتنا دیدے تو تو آزاد ہی) کتابت مین غلام تصرف پر قادر ہونے کی راہ سے تو فوراً اوسیوقت آزاد ہو جاتا ہی اور ذات کے اعتبار سے انجام کو آزاد ہوتا ہی جبکہ کتابت کا بدلہ ادا کردے - زید اگر اپنے چھوٹے غلام کو جو عقد کو سمجھ سکتا ہی مال کے عوض مین بالفعل یا مدت ٹھہراکر یا قسطونکی ساتھ مکاتب کرے اور وہ قبول کرے تو صحیح ہی - اسیطرح اگر مالک یون کہے کہ مین نے تیرے ذمہ ہزار کئے اونکو تو قسطون مین ادا کردے جنمین سے اول قسط اتنی ہو اور آخر اتنی پس اگر تو اونکو ادا کردے تب تو آزاد ہی اور نہین تو غلام تو وہ غلام مالک کے تصرف سی نکل جائیگا نہ اوسکی ملک سے (یعنے غلام تجارت اور بیع اور شرا وغیرہ کر سکتا ہی اور روپیہ کما سکتا ہی) - مالک اگر لونڈی مکاتبہ سے صحبت کرے یا اوسپر یا اوسکے لڑکے پر کوئی جنایت یعنی قصور کرے (مثلاً اوسکو مار ڈالے یا ہاتھ پانون توڑ ڈالے) خواہ مکاتبہ کا مال تلف کردے تو ان صورتونمین مالک کو تاوان دینا

آویگا - اگر زید اپنے مملوک کو مکاتب کرے عوض شراب یا سُوَر یا قیمت اوس مملوک کے
یا بدلے مین ایسی شی کے جو اوس مملوک کی ملک نہو یا عوض سو روپیہ کے اس شرط پر
کہ مالک غلام مذکور کو کوئی غلام غیر معین یا لونڈی غیر معین واپس دے ان سب صورتون مین
کتابت باطل ہوجائیگی پس اگر ادا کر دے غلام وہ شراب تو آزاد ہوجائیگا اور اپنی
قیمت مالک کو کما دینی پڑیگی پس (اگر قیمت غلام کی) شرط سے کم (ہوگی تو کم)
نہ لیجاویگی اور اگر زیادہ ہوگی تو زیادہ لیجاویگی - اگر ایک جانور کے بدلے مین
مکاتب کیا اور اوسکی قسم مثلاً اونٹ یا گھوڑا وغیرہ بیان کر دے (تو کتابت)
صحیح ہی گو وصف اوس جانور کا نہ بیان کیا جاوے - صحیح ہی مالک کافر کا غلام
کافر کو مکاتب کرنا شراب کے بدلے مین اور انمین سے اگر ایک بھی ایمان لایا تو
مالک کو قیمت شراب کی پونہچیگی اور شراب کے ملے لینے سے بھی آزاد ہوجائیگا +

باب جن افعال کا مکاتب کو کرنا درست ہی اور جنکا درست نہین اونکے بیان مین

مکاتب کو بیع اور شرا اور سفر درست ہی گو مالک نے شرط کر دی ہو کہ شہر سے نہ نکلے
اور اپنی لونڈی کا نکاح کر دینا اور اپنے غلام کو مکاتب کرنا پھر اگر مکاتب کے مکاتب نے
بدل کتابت مکاتب اول کے آزاد ہونے سے پہلے ادا کر دیا تو اوسکی ولاء مالک کو
پونہچیگی اور نہین تو مکاتب اول کو - مکاتب کو اپنا نکاح کرنا بے اذن مالک کے
اور ہبہ کرنا اور تھوڑی چیز کے سوا تصدق کرنا اور کسیکا ضامن ہونا اور قرض دینا
اور اپنے غلام کا آزاد کرنا گو مال کے عوض مین ہو اور اپنی ذات کا بیچنا اور نکاح کر دینا
اپنے غلام کا درست نہین - باپ اور وصی چھوٹے بچہ کے مملوک کے حق مین حکم
مکاتب کا رکھتے ہین یعنے جو امور مذکورہ سابق مکاتب نہین کرسکتا ہی وہ باپ اپنے

باب اون افعال کے بیان مین جنکا کرنا مکاتب کو درست ہی یا نہین

بچہ کے مملوک سے اور وصی اپنے موصی کی اولاد صغیر کے مملوک سے بھی نہ سمیر کر سکتا ہی مضارب اور شریک کو امور مذکورہ مین سے کسیکا اختیار نہین ہی۔ اگر زید مکاتب اپنے باپ یا بیٹے کو خریدے تو وہ زید پر مکاتب ہو جائینگے (یعنی کتابت اول مین داخل ہونگے اور مکاتب کے ساتھ آزاد ہو جائینگے) اور اگر بھائی یا کسی اور رشتہ دار قریب کو خریدے تو مکاتب نہونگے۔ اگر مکاتب ایسی لونڈی کو خریدے جو اوسکی بیبی بھی غیر شخص کی مملوک اور اوس سے اولاد بھی تھی تو اگر لونڈی کو مع لڑکے کے خریدا تو لڑکا زید پر مکاتب ہو جائیگا اور لونڈی کو بیچنا صحیح نہوگا اور بغیر لڑکے کے خریدے تو اوسکا بیچنا صحیح ہی۔ اگر مکاتب کی لونڈی مکاتب سے لڑکا جنی تو لڑکا مکاتب ہو جائیگا اور جو کمائی اوسکی ہوگی وہ باپ کو ملیگی۔ اگر مکاتب اپنی لونڈی کا اپنے غلام سے نکاح کردے پھر دونوکو مکاتب کردے اور اونسے لڑکا پیدا ہو تو لڑکا ماں کی کتابت مین داخل ہو کر مکاتب ہو جائیگا اور اوسکی کمائی ماں کو ملیگی۔ اگر مکاتب یا غلام ماذون نے مالک کی اجازت سے ایک عورت سے جو اپنے دانست مین اپنے آپکو آزاد جانتی ہی نکاح کیا اور اوسکے اولاد ہوئی پھر معلوم ہوا کہ کسیکی لونڈی ہی تو وہ لڑکا اوسیکا غلام ٹھہریگا جسکی لونڈی ہی۔ اگر مکاتب یا ماذون ایک لونڈی خرید کر اوس سے صحبت کرین پھر وہ کسی اور کی نکلے یا خرید فاسد سے خریدی تھی اور صحبت کرنیکے بعد وہ واپس ہوگئی تو صحبت کی اجرت دونو مسئلہ مین مالک کے ذمہ محسوب ہوگی اور بے اجازت مالک کے نکاح کر کر صحبت کی ہوگی تو اوسمین جو تاوان صحبت کا دینا آویگا وہ مکاتب کی آزادی کے بعد اوس سے وصول کیا جائیگا۔

فصل اگر مکاتب لونڈی کے مالک سے اولاد ہوئی تو مکاتبہ ہی رہیگی (یعنے بدل کتابت ادا کر کر آزاد ہو سکتی ہی) اور س

اگر بدل کتابت ادا نہ کی تو ام ولد ٹھہر گئی) - اگر کوئی شخص اپنے مدبر یا ام ولد کو مکاتب کرے تو صحیح ہی اور ام ولد تو مالک کے مرنے پر مفت بلا عوض آزاد ہو جاویگی مگر مدبر دو ثلث اپنی قیمت کے وارثون کو ادا کریگا اور اگر مالک فقیر ہوکر مرگیا ہو تو تمام بدل کتابت ادا کرنا دینا ہوگا - اگر کوئی اپنے مکاتب کو مدبر کردے تو یہہ بھی صحیح ہی پس اگر یہہ بدل کتابت ادا کردیگا تو آزاد ہو جائیگا ورنہ مدبر رہیگا اور اگر مالک اوسکا فقیر مرے تو دو ثلث اپنی قیمت کے یا دو ثلث بدل کتابت کے ادا کرے - اگر مکاتب کو مالک آزاد کردیگا تو آزاد ہو جائیگا اور بدل کتابت اوسکی ذمہ سے اوترجائیگا اور اگر ہزار روپیہ پر جو کسی وقت تک ادا ہونا ٹھہرے تھے مکاتب کیا تھا پھر اوس سے صلح کرلی فی الحال پانسو دینے پر تب بھی صحیح ہی - اگر مریض بیمار جسنے اپنے غلام کو دو ہزار کے عوض ایک برس تک کی مدت میں ادا کرنے پر مکاتب کیا تھا مرجاوے اور غلام کی قیمت ایک ہزار ہی اور وارثون نے بدل کتابت کو دیر میں دینا روا نرکھا تو غلام مذکور دو تہائی بدل کتابت فی الحال ادا کرے اور باقی ایک تہائی سال بھر میں دیتا رہی یا اگر عاجز ہو بدل کتابت سے تو غلامی مین رہی - اور اگر سال کے اندر ہزار دینے پر مکاتب کیا تھا اور قیمت اوسکی دو ہزار ہی اور وارثون نے سال بھر دیر روا نرکھی تو دو ثلث اپنی قیمت کے بالفعل ادا کردے یا غلامی مین رہے - اگر ایک آزاد نے کسی غلام کو اوسکے مالک سے ہزار پر مکاتب کرایا اور بدل کتابت بھی ادا کردیا تو وہ غلام آزاد ہو گیا پھر اگر غلام نے بعد اطلاع اپنے مکاتب ہونے کو جائز رکھا تو وہ مکاتب ہوگا (یعنے جو مال آزاد شخص نے اسکے مالک کو دیا ہی وہ اوسکی ذمہ پر لازم ہوگا) اگر ایک شخص دو غلامونکو مکاتب کرے جسمین ایک موجود اور ایک غائب ہی

اور بدل کتابت کو غلام حاضر قبول کر لے تو صحیح ہی اب ان دونون مین سے جو مال کتابت ادا کر دیگا دونو آزاد ہو جائین گے اور جو ادا کر دے دوسرے سے اوسکا حصہ نہین لے سکتا اور بدل کتابت کا مواخذہ غائب سے کچھہ نہین ہوگا بلکہ مالک مال کا مواخذہ حاضر سے کرے اور غائب کا عقد قبول کرنا لغو ہی (یعنے اوسکے قبول سے بدل کتابت اوسکے ذمہ لازم نہوگا) اگر ایک لونڈی اپنے اور اپنے دو بچون کیطرف سے جو چھوٹے ہون عقد کتابت کرے تو صحیح ہی اب تینون مین سے جو مال ادا کر دیگا دوسرے سے نہین لے سکتا +

باب مشترک غلام کے مکاتب کرنیکے بیان مین - زید و عمرو ایک غلام مین شریک ہین اونمین سے ایک نے مثلاً زید نے عمرو کو اجازت دیدی کہ میرے حصہ کو ہزار کی عوض مکاتب کرکے بدل کتابت وصول کر لینا اور عمرو نے مکاتب کیا اور کچھہ بدل کتابت وصول کیا پھر وہ غلام ادا سے عاجز ہوگیا تو جو لیا ہی وہ عمرو کا ہی نہ زید کا - زید و عمرو کی شرکت مین ایک لونڈی ہی اور دونون نے اوسے مکاتب کیا پھر زید نے اوس سے صحبت کی اور بچہ جنی تو زید نے کہا کہ یہ میرا بچہ ہی پھر عمرو نے صحبت کی اور دوسرا بچہ ہوا اور عمرو نے کہا کہ میرا ہی پھر لونڈی ادا سے بدل کتابت سے عاجز ہوگئی تو لونڈی زید کی ام ولد ٹھہریگی اور زید عمرو کو آدھی قیمت لونڈی کی اور آدھا تاوان صحبت کا ادا کرے اور عمرو زید کو سارا تاوان صحبت کا اور دوسرے لڑکے کی قیمت ادا کرے اور یہہ دوسرا لڑکا عمرو کا ٹھہریگا اور زید و عمرو مین سے جو کوئی صحبت کا تاوان اوس لونڈی مکاتب کو دیگا تو درست ہوگا دوسرا شریک اوس سے مواخذہ نہین کر سکتا مگر یہہ حکم اوسکے عاجز ہونے سے پہلے کا ہی اور بعد

عاجز ہونیکے تاوان صحبت زید کو یونچیگا نہ لونڈی کو۔ اور اگر عمرو نے اس لونڈی مشترک کو زید کی صحبت کے اور لڑکے کے دعوے کرنیکے بعد مدبر کر دیا اور عمرو نے صحبت نہین کی ہی پھر لونڈی ادا ے بدل سے عاجز ہوئی تو عمرو کا مدبر کرنا باطل ہی اور زید کی یہہ لونڈی ام ولد ٹھہریگی اور زید عمرو کو نصف قیمت لونڈی کی اور نصف تاوان صحبت کا دے اور لڑکا زید کا ہوگا۔ اور اگر زید و عمرو مین سے کوئی اس لونڈی مکاتب کو آزاد کر دے اور وہ مالدار ہو پھر لونڈی ادا ے زر کتابت سے عاجز ہو تو آزاد کرنے والا دوسرے شریک کو نصف قیمت لونڈی کی دے اور یہہ نصف اوس لونڈی سے وصول کرے (اگر دوسرا شریک بھی آزاد کر دے یا اوس لونڈی سے نصف قیمت لکھوالے تو پہلے آزاد کرنیوالے سے کچھ نہین لے سکتا) اگر زید و عمرو مین ایک غلام مشترک ہی اور پھر زید نے اوسکو مدبر کر دیا اور عمرو نے اپنا حصہ حالت تونگری مین آزاد کر دیا تو زید عمرو سے نصف قیمت لے سکتا ہی اور اگر عمرو کے آزاد کرنیکے بعد زید مدبر کرے تو کچھ نہین لے سکتا ہان غلام سے چاہی تو نصف قیمت لکھوالے چاہے آزاد کر دے ؂)

باب مکاتب کے مرنے اور بدل کتابت سے عاجز ہونے اور اوسکے مالک کے مرنیکے بیان مین۔ مکاتب اگر بدل کتابت کی ایک قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاوے اور کہین سے اوسکا مال جلد ملنے کو ہو تو تین روز تک حاکم اوسکے عاجز ہونیکا حکم نکرے اور اگر کوئی مال اوسکا نہین ہی تو حاکم اوسکو عاجز ٹھہرا کر عقد کتابت فسخ کر دے یا مالک اوسکی رضامندی سے فسخ کر دے اور اب اسیر غلامی کے سب احکام لوٹ آوینگے اور جو مال اسکے پاس ہوگا وہ مالک کا ہو جاویگا۔ اگر مکاتب کچھ

باب مکاتب کی مرنے اور بدل کتابت سے عاجز ہونے اور مالک کے مرنیکے بیان مین

مال چھوڑکر مرجاوے تو عقد کتابت فسخ نہین ہوگا بلکہ بدل کتابت اوسکے مال سے
ادا کیا جاویگا اور زندگی کے آخر دم تو نہین اوسپر حکم آزادی کا کیا جائیگا (یعنے
موت آزادی کے بعد متصور ہوگی)۔ اگر مکاتب نے لڑکا چھوڑا جو ایام کتابت مین
پیدا ہوا ہی اور کوئی مال بدل کتابت کے ادا کرنیکے لیے نہو تو یہ لڑکا باپ کیطرح
بدل کتابت کی قسطون سے ادا کرنے مین کوشش کرے۔ پس اگر یہ ادا کر دیگا
تو یہ لڑکا بھی آزاد ہوگا اور اوسکا باپ بھی موت سے پہلے آزاد ٹھہریگا۔ اگر مکاتب نے
اپنا لڑکا چھوڑا جسکو خریدا تھا تو اوس لڑکے کو بدل کتابت بالفعل اٹھا دینا ہوگا نہ
قسطون سے پس اگر ادا کر دیا تو آزاد ہی اور نہین تو غلام ہوجائیگا۔ اور اگر مکاتب نے
اپنے بیٹے کو خریدا اور مر گیا اور اپنا مال چھوڑا کہ بدل کتابت کو کافی ہو تو یہ لڑکا
اوسکا وارث ہوگا (کیونکہ جب لڑکے نے زر کتابت ادا کیا تو باپ آزاد ہوا اور
یہ لڑکا بھی اوسکا تابع ہو آزاد ہونے مین تو لڑکا باپ کا وارث ہوگا) جسطرح کہ
اگر باپ بیٹے دونو کو ساتھ ہی مکاتب کیا ہوتا (اور باپ مرتا تو بیٹا وارث اوسکا
ہوتا) اگر مکاتب آزاد عورت سے ایک بیٹا چھوڑے اور اوسقدر قرض اپنا اورون پر
چھوڑے جو بدل کتابت کو کافی ہو اور اس لڑکے نے کوئی تقصیر کی جسکے تاوان کا
قاضی نے اوسکی مان کے کنبے پر حکم کیا تو اوس حکم سے یہ ثابت ہوگا کہ قاضی نے
مکاتب کو ادا سے بدل کتابت سے عاجز ٹھہرایا (کیونکہ مقتضای کتابت یہی تھا کہ لڑکے کو
مان کے کنبے مین لا دین تاکہ باپ کیطرف سے بدل کتابت کے ادا ہونے پر باپ سے
لاحق ہوجاوے) اور اگر بچہ کے مان باپ کے آزاد کرنیوالے اوسکے ولا مین
جھگڑین اور قاضی مان کے آزاد کرنیوالے کو ولا بچہ کی دلادے تو اس حکم سے کہ

مکاتب کا عاجز ہونا ثابت ہوگا اسلیے کہ مال کے آزاد کرنیوالے کو دلانا اسبات کی دلیل ہی کہ اوسکا باپ قابلیت اسکی نہین رکھتا کہ اپنے لڑکے کی دلا اپنے آزاد کرنیوالے کو پہنچا دے اور یہہ قابلیت نرکھنا آزاد نہونیکے سبب سے ہوتا ہی اور آزاد نہونا بغیر بدل کتابت سے عاجز ہونیکے نہین ہوسکتا اسلیے اس حکم سے اوسکا عاجز ہونا ثابت ہوگا) اگر مکاتب نے زکوۃ و صدقہ وغیرہ کا مال لوگونسے لیکر مالک کو بدل کتابت مین دیا اور پھر عاجز ہوگیا تو یہہ مال اب مالک کو درست ہوگا گو زکوۃ و صدقہ مالک کو خود لینا درست نہو (اوسکی وجہ یہہ ہی کہ سبب ملک کا بدل گیا یعنے مکاتب تو اوس مال کا بطور صدقہ اور خیرات کے مالک ہوا تھا اور مالک کو اپنے آزاد کرنیکے عوض مین ملا اگرچہ آزادی بعد کو ہوتی) غلام اگر تقصیر کرے پھر اوسکو اوسکا مالک مکاتب کردے اور اوسکے تقصیر کرنے کی مالک کو اطلاع نہو پھر یہہ مکاتب ادائے زر کتابت سے عاجز ہو تو مالک اوس غلام کو اوس شخص کے حوالہ کرے جسکا اوسنے نقصان کیا ہی یا اوسکے قصور کا تاوان دے اسیطرح اگر مکاتب تقصیر کرے اور ابھی تاوان دینے کا حکم نہوا ہو کہ عاجز ہوجاوے ادائے بدل کتابت سے تو اس صورت مین بھی نقصان والہ کو یا غلام دیا جاویگا یا تاوان پس اگر مکاتب پر حکم تاوان دینے کا کیا جاوے پھر اوسکے بعد بدل کتابت سی عاجز ہو تو یہ تاوان اوسکے ذمہ بمنزلہ قرض کے ہوگا کہ اوسمین غلام مذکور بیچا جاویگا اگر مالک مرجاوے تو عقد کتابت فسخ نہوگا بلکہ مکاتب کے وارثونکو بدل کتابت اپنی قسطون سے ادا کریگے اور اگر وارث اوسکو آزاد کردین تو آزاد ہوسکتا ہی بے بدل کے اور اگر بعض وارث آزاد کردین تو اونکا آزاد کرنا جاری نہوگا

کتاب الولاء

کتاب الولاء

اسمین وَلا کا بیان ہی (آزاد کیا ہوا مملوک اگر مرجاوے اور کوئی وارث نچھوڑے تو اسکا ترکہ آزاد کرنیوالے کو پونہچتا ہی اور اوس ترکہ کو وَلا کہتے ہین) وَلا اوسکو ملیگی جسنے آزاد کیا ہو گو مدبر کرنے یا مکاتب کرنے یا ام ولد کرنے یا قریب کے مالک ہونیسے آزاد ہوا ہو (مثلاً زید نے اپنے کسی ذی رحم محرم کو خریدا اور بسبب قرابت کے مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہو گیا تو اوسکی وَلا زید کو پونہچیگی) اور شرط وَلا کے نہ پونہچنے کی لغو ہی (یعنی اگر بروقت آزاد کرنیکے یہہ شرط کیجاوے کہ وَلا آزاد کرنیوالے کو نملے تو یہہ شرط لغو ٹھہریگی سائبہ جو عبارت کنز مین ہی اوسکے معنی آنے جانیوالے کے ہین یعنی جو کسیکی قید مین نہو) اگر زید اپنی لونڈی ہندہ کو آزاد کرے جو اپنے خاوند سے کہ وہ بھی غلام ہی حمل رکھتی ہو تو لونڈی کے بچہ کی وَلا زید سے کبھی تجاوز نکریگی (یعنی اوسکی مان کے آزاد کرنیوالے کو ملیگی اگرچہ آزادی کے چھ مہینے سے کم مین جنی) زید۱۲ اور اگر چھ مہینے سے زیادہ مین جنی تب بھی بچہ کی وَلا اوسکی مان کے موالے کو ملیگی (اگر اوس بچہ کا باپ آزاد نہو جاوی) اور اگر وہ آزاد ہو گیا ہو تو اپنے آزاد کرنیوالے کیطرف وَلا کو کھینچ لیگا (خلاصہ یہہ کہ آزادی سے چھ مہینے کے اندر اگر لونڈی جنی تو بہر صورت بچہ کی وَلا اوسکی مان کے آزاد کرنیوالیکو ملیگی اور اگر چھ مہینے سے زائد مین جنے اور شبہہ ہو کہ آزاد ہونے کیوقت لونڈی کو حمل تھا یا نتھا تب بھی وَلا مان کو پونہچیگی لیکن اگر اوس بچہ کا باپ آزاد ہو جاوے تو وہ وَلا مذکور اپنے آزاد کرنے والیکی طرف کھینچ لیگا اسلیئے کہ باپ کی جانب قوی تر ہی) اگر ایک عجمی نے نکاح کیا ایک آزاد کی ہوئی عورت سے پھر وہ جنی تو اس لڑکے کی وَلا اوسکی مان کے آزاد کرنیوالے کو ملیگی گو اوس عجمی نے کسی سے عقد موالات کیا ہو اکیونکہ ترکہ پانے مین مولے عتاقہ مقدم ہی مولے

موالات پر اور عقد موالات یہ ہی کہ ایک شخص کافر ایک مسلمان کے ہاتھہ پر اسلام لائے
اور یہ عہد کرے کہ میرے بعد میری میراث تجکو پہونچیگی اور عجمی کی قید اسواسطے ہی کہ اگر
باپ عربی ہوگا تو لڑکا منسوب ہوگا اپنے باپ کی قوم کیطرف نہ ان کے آزاد کرنیوالیکی طرف (
آزاد کرنیوالا میراث لینے مین مقدم ہی ذوی الارحام پر اور موخر ہی عصبہ نسبی سے
پس اگر آزاد کرنیوالا اول مرجاوے پھر اوسکے بعد آزاد کیا ہوا مرجاوے تو اس آزاد
کیے ہوے کی میراث آزاد کرنیوالیکے اوس عصبہ کو پہونچیگی جو سب سے نزدیک ہی (یعنے
اوسکے سب وارث تو نکو نہین ملیگی) عورتونکو ولا عتاقہ نہین ملتی مگر اوسکی جسکو اونھون نے
خود آزاد کیا ہو یا اونکے آزاد کیے ہوئے نے آزاد کیا ہو اور اونکے مکاتب کی اور مکاتب کے
مکاتب کی (یعنے عورتین اپنے مورث کے ترکہ مین سے ولا کا حصہ نہین لے سکتین
مثلاً اگر کوئی شخص مرے اور کچھہ ترکہ چھوڑے اور اوسکے ترکہ مین سے ولا کا مال بھی ہو
اور وارث مرد اور عورتین ہون تو عورتون کو ولا مین سے حصہ نملیگا اوسکے مالک
فقط مرد ہونگے ہان جسکو خود اونھون نے آزاد کیا ہو یا مکاتب کیا ہو یا اوس آزاد
اور مکاتب نے کسی کو آزاد اور مکاتب کیا ہو اوسکی ولا عورت کو ملیگی بخلاف مردونکے
کہ وہ مورث کی ولا مین سے بھی وارث ہوتے ہین +)

فصل ایک شخص ایک کے ہاتھہ پر اسلام لایا (یعنے اوسکی رہنمونی سے مسلمان ہوا)
اس شرط پر کہ نومسلم کے مرنیکے بعد اوسکے مال کا وارث وہ شخص ہادی ہو اور اگر
وہ نومسلم کسیکا کچھہ نقصان کرے تو اوس کا تاوان بھی وہی ہادی دیوے سے
یا ہادی کے سوا کسی غیر سے یہ معاملہ کرے تو درست ہی (غرض جس سے اسطرح کا
عقد کریگا اوسکو مولی موالات کہتے ہین بعد اس عقد کے) اگر نومسلم جنایت کریگا تو تاوان

ہونے کو دینا ہوگا (اور اگر مرجاویگا) اور اوسکا کوئی وارث نہوگا تو میراث بھی اوسکو ملیگی اور مولی الموالات میراث لینے مین ذوی الارحام کے بعد ہی (یعنے میت کے ذوی الارحام مین سے بھی اگر کوئی نہوگا تب اوسکو ترکہ پونہچیگا) جائز ہی اس نومسلم کو کہ ایک مولی الموالات سے اوسکے سامنے عقد موالات فسخ کرکر دوسرے سے منعقد کرے جبتک کہ اس پہلے نے اوسکے بدلے تاوان قصور ندیا ہو (اور اگر اوسکے عوض کچہہ ڈنڈ بہر چکا ہو تو عقد موالات کا توڑنا درست نہوگا) آزاد کیے ہوے غلام کو درست نہین ہی کہ کسی سے عقد موالات کرے (کیونکہ مولی اوسکا وہی آزاد کرنیوالا ہوگا نہ دوسرا) اگر عورت کسی سے عقد موالات کرے اور پہر جنے تو اوسکا لڑکا بھی مان کے تابع ہوگا اس عقد مین (یعنی لڑکے کا مولی موالات بھی وہی ہوگا جو اوسکی مان کا ہی واللہ اعلم)

کتاب الاکراہ

اسمین کسی سے زبردستی کام لینے کا بیان ہی۔ اکراہ اوس کام کو کہتے ہین جسکو آدمی دوسرے کے سبب سے کرے تو ظاہر ہی کہ وہ خود اوس کام پر راضی نہین اور زبردستی مین دو شرطین ہین اول یہہ کہ زبردستی کرنیوالا (مثلا بادشاہ ہو یا چور جس چیز سے کہ ڈراتا ہو اوسکے کرنے پر قادر ہو (مثلا مار ڈالنے سے اگر ڈراتا ہو تو یہ شرط ہی کہ مار ڈالنا اوسکے قابو مین ہو) دوسری یہ شرط ہی کہ جسپر زبردستی ہو وہ اوس شی کے واقع ہونے سے ڈرے (اب اسکے احکام بیان کیے جاتے ہین) اگر کسیکو دوسرے نے ڈرایا کہ تو یہ چیز بیچڈال یا مول لے یا اقرار کرلے یا اجارہ دیدے ورنہ مین تجھکو مار ڈالونگا یا سخت مار مارونگا یا بہت دنون قید کردونگا اور اوسنے ڈرکر اختیار کرلیا تو بعد اسکے اوسکو اختیار ہی چاہے اوس بیع کو رکھے چاہے توڑ دے

کتاب الاکراہ

اور اس بیع سے ملک اوسوقت ثابت ہوگی جسوقت مبیع پر قبضہ ہو جائیگا (قبضہ سے پہلے
ملک نہوگی کیونکہ زبردستی کی وجہ سے بیع مین فساد آگیا ہی - قیمت اپنی خوشی سے لیلینا
بیع کی اجازت ہی جسطرح مبیع کا اپنی خوشی سے دیدینا اجازت ہی یعنے اس صورت مین
حکم زبردستی کا نکلیا جائیگا) اگر مشتری نے اپنی رغبت سے کوئی چیز مول لی مگر بائع نے
کسیکی زبردستی سے وہ فروخت کی اور وہ شی مشتری کے پاس جاتی رہی تو مشتری کو
اوسکا دام نرخ بازار بائع کے حوالے کرنا چاہیے اور بائع کو یہ بھی اختیار ہی
کہ جسنے اوسپر زبردستی کی اوس سے چیز کا تاوان لے دمشتری سے دام نلے
اگر سور کا گوشت یا مردار کھانے یا خون یا شراب پینے پر کوئی زبردستی کرے یا باندھنے
یا پیٹنے یا قید کرنے سے ڈراوے تو ان چیزونکا کھانا پینا حلال نہوگا اور اگر مار ڈالنے
یا کسی عضو کے کاٹ ڈالنے سے ڈراوے تو انکا کھانا پینا حلال ہو جائیگا بلکہ
بلکہ اگر نکھاویگا اور اپنے قتل پر یا عضو کے کٹنے پر صبر کریگا تو گنہگار ہوگا - اگر
کفر کرنے یا مسلمان کا مال ضائع کرنے پر کوئی قتل کرنے یا عضو کے کاٹ ڈالنے سے
ڈراوے تو ان کامون کے کرنے کی رخصت ہی اور اگر صبر کرے اور یہ کام نکرے
تو ثواب دیا جائیگا اور سوا خوف قتل اور عضو کٹنے کے اور باتون سے کفر کرنا
اور مسلمان کا مال ضائع کرنا درست نہین - اور جسکا مال تلف ہو وہ اوس سے
لے سکتا ہی جسنے تلف پر زبردستی کی ہو - اگر زید نے عمرو کو دبایا کہ بکر کو
مار ڈال ورنہ مین تجھکو جان سے مارے دیتا ہون تو عمرو کو بکر کے مار ڈالنے کی
اجازت نہین اگر مار ڈالیگا تو گنہگار ہوگا مگر قصاص اس سے نہین لیا جاویگا
بلکہ فقط زید سے لیا جاویگا - اگر زید پر کسی نے زبردستی کی لونڈی سے

آزاد کرنے یا بیبی کے طلاق دینے پر اور اوسنے ایسا کیا تو آزادی اور طلاق واقع ہوجائیگی اب زید اپنی زبردستی کرنیوالے سے قیمت لونڈی کی اور نصف مہر بیبی کا لے اگر بغیر صحبت کیے طلاق دی ہی اور اگر اکراہ (زبردستی ۱۲) کیا جاویگا مرتد ہونے پر تو بیبی اوسکی بائن نہو گی +)

کتاب الحجر

اسمین تصرف سے روکنے کا بیان ہی - حجر اسکو کہتے ہین کہ بچہ ہونے یا غلام ہونے یا دیوانہ پن کے باعث قول کے تصرف سے شرعاً روکدیا جاوے اور فعل مین روک نہو (یعنے اگر ایسا شخص وہ امر کرے جو قول پہ منحصر ہی تب تو ناجائز ہو جیسے معاملات ہین اور اگر ایسی بات کرے جو کرنے سی متعلق ہی تو وہ ممنوع نہو مثلاً کسیکا نقصان کردے تو اوسکا تاوان دینا پڑیگا) صحیح نہین ہی تصرف بچہ اور غلام کا بے اذن ولی یا مالک کے اور نہ تصرف مجنون کا کسی حال مین (نہ اذن سے نہ بغیر اذن کے) اگر عقد کرے انمین سے کوئی اور اوسکو عقد کی سمجھ بھی ہو تو ولی کو اختیار ہی چاہے عقد کو رہنے دے چاہے فسخ کرے اور اگر یہ تلف کردینگے کوئی شی تو اوسکے ضامن ہونگے - اقرار کرنا بچہ اور دیوانہ کا معتبر نہین اور غلام کا اقرار غلام کے حق مین معتبر ہی نہ مالک کے حق مین یعنے اگر غلام کسی مال کا اپنے ذمہ پہ اقرار کرے تو اوس مال کا ادا کرنا اوسکے ذمہ بعد آزادی کے لازم ہوجاویگا کیونکہ اوسوقت اوسکا مال ملک مالک ہی بعد آزادی کے اوسکا خود کا ہوگا اور اگر اقرار کریگا حد کا یا قصاص کا اپنے ذمہ پر تو اوسیوقت جاری کیجاویگی کیونکہ قوت تصرف کی مانع نہین پس اگر بالغ ہو

(حاشیہ: اور اگر بعد خلع طلاق دی تو کچھ مہر نہین ملسکتا کیونکہ وہ قول کے باعث اوسکی ذمہ ہو جاتا ہی ... جہت سے ۱۲)

بیوقوف اُسکو اُسکا مال نہ دیا جاوے جبتک کہ ۲۵ برس کا نہو لے اور جو بیع و شرا
اس عرصہ مین کریگا وہ درست ہوگی جب ۲۵ برس کو پہونچ جاوے تب مال حوالہ کر دیا جاوے
گو خبط اکرے اور بدکاری اور کاروبار سے غفلت کرنی بھی مانع تصرف نہین۔ اگر
قرضخواہ ایسے شخص سے اپنا قرض مانگین تو قید کیا جاوے تا کہ اپنا مال قرض مین
بیچے پس اگر اوسپر قرض بھی روپیہ ہو اور اُسکا مال بھی روپئے ہون تو قرض بدون
اوسکی اجازت کے اول روپیون سے ادا کر دیا جاوے اور اگر اوسکے ذمہ قرض
اشرفیان ہین اور مال روپیہ ہو یا قرض روپئے ہین اور مال اشرفیان ہون تو اِن
روپیون اشرفیون کو بیچکر قرض ادا کر دیا جاوے اور اسباب اور زمین وغیرہ اوسکی
بے اجازت قرض کیواسطے نہ بیچے جاوین (لیکن قید کیا جاویگا تا کہ خود بیچ دے)
مفلسی بھی مانع تصرف نہین پس اگر کوئی چیز خریدی اور مفلس ہوگیا تو بیچنے والا قیمت
کے لینے مین اور قرضخواہون کی برابر ہے (یعنی وہ چیز بیچکر سبکو حصہ رسد دام ملینگے
یہ نہین کہ فقط بائع ہی کو وہ شے ملجاوے **فصل** بالغ ہونا لڑکے کا اِن

فصل

امور سے ثابت ہوتا ہے یا احتلام سے یا کسی عورت کو حاملہ کرنے سے یا انزال سے
پس اگر یہ کوئی بات نہین ہے تو پوری اٹھارہ برس کی عمر مین بالغ ٹھہریگا۔ اور عورت
کا بالغ ہونا ان باتون سے ثابت ہوتا ہے یا حیض کے آنے یا حاملہ ہونے یا انزال
سے اور اگر یہ باتین نہون تو جب پوری سترہ برس کی ہو جاوے اور لڑکا لڑکی دونو
کے بالغ ہونے پر بنا پندرہ برس کی عمر مین فتوی دیا جاتا ہے۔ کم سے کم عمر بالغ ہونے کی
صغیر کے حق مین بارہ برس ہین اور صغیرہ کے حق مین نو برس پس اگر قریب البلوغ
ہوگئی صغیرہ اور صغیر اور بولے کہ ہم بالغ ہوگئے تو اونکا کہنا معتبر ہوگا اور حکم اُنکا

بالغون کا سا ہو جائیگا۔

کتاب الماذون

اسمین اذن دئے ہوئے کا بیان ہے۔ اذن روک کے دور کرنے اور اپنے منع کے حق کو ساقط کرنے کو کہتے ہین اور اذن کسیوقت معین اور خاص مین منحصر نہین رہتا اگر مالک نے خاص کسی تجارت کا اذن دیا ہو) مالک اگر اپنے غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھکر چپ ہو رہے تو اذن ثابت ہو جاتا ہے پس اگر مالک اُسکو اذن عام دیدے کسی خاص چیز کے مول لینے کا تو غلام کو درست ہے خرید نا بیچنا۔ خرید و فروخت کیواسطے وکیل کرنا گرو رکھدینا گرو رکھ لینا ٹھیکہ لینا مضاربت کرنا اپنی ذات یا اسباب کو ٹھیکہ مین دینا قرض یا غصب یا امانت کا اقرار کرنا مگر نکاح کرنا یا اپنی غلام لونڈی کا اور مکاتب کرنا اور آزاد کرنا اور قرض دینا اور ہبہ کرنا صحیح نہوگا اور ماذون کو درست ہے کہ تہوڑا سا کھانا تحفہ کے طور پر کسیکو بھیجدے یا جو اوسکو کھلاوے اوسکی دعوت کردے یا عیب کے سبب چیز کا دام کم کردے۔ ماذون کے ذمہ پر اگر قرض ہو جاوے تو وہ اوسکی ذات سے متعلق ہوگا یعنی اگر مالک اوسکی طرف سے نہدے تو قرض کے عوض مین فروخت ہوگا اور سب قرضخواہونکو حصہ رسد بٹجادیگا اور اگر پھر بھی کچھ باقی رہیگا تو آزاد ہونیکے باقی کا مطالبہ اُس سے رہیگا ماذون کا تصرف مالک کے روکنے سے رکجائیگا بشرطیکہ اکثر بازار والے اوسکے روکدینے سے مطلع ہو جاوین اور اگر مالک مرجاوے یا دیوانہ ہو جاوے یا دین سے پھر کر دار الحرب مین چلا جاوے یا خود غلام ماذون بھاگجاوے تب بھی تصرف سے رکجاویگا اور مالک اگر ماذون لونڈی کو ام ولد بنالے تو تصرف سے رکجاویگی لیکن اگر مالک غلام ماذون کو مدبر کردے تو اذن مین نقصان نہوگا اور ام ولد بنانے اور

مہر کرنے سے مالک کو اُنکی قیمت قرضخواہونکو دینی ہوگی (اسلئے کہ ان دونوں کی بیع ناجائز ہی تو قرضخواہ اپنے قرضہ مین اونکو بیچ نسکین گے اسیلئے مالک کے ذمہ اونکی قیمت دینی آویگی) اگر غلام ماذون بعد روکدینے کے اقرار کردے کہ میری پاس جو کچھ ہی وہ دوسری شخص کا ہی تو یہہ اقرار درست ہی۔ اگر ماذون کی پاس کا مال مع اوسکی قیمت کے اوسکے ذمہ کے قرض کو کافی نہو تو مالک اوسکے پاس کے مال کا مالک نہوگا اس سے یہہ نکلا کہ اگر غلام ماذون کے پاس کوئی غلام ہو اور مالک اوسکو آزاد کردیگا تو یہہ آزاد کرنا درست نہوگا ہان اگر قرض اوسکی قیمت اور مال سے کم ہوگا تو آزاد کردینا اوسکے غلام کا درست ہوگا۔ غلام ماذون جو قرضدار ہو وہ اگر مالک کے ہاتھہ کچھہ بیچے تو بیع جب ہی درست ہوگی کہ وہ قیمت مثل سے (یعنی کم دام پر نہ بیچے) اسیطرح مالک اگر اوسکے ہاتھہ کوئی چیز قیمت مثل یا کم دام پر بیچے تو درست ہے (زیادہ پر بیچنا درست نہین اسلئے کہ قرضخواہونکی حق تلفی ہوگی) اگر مالک غلام ماذون قرضدار کے ہاتھہ کچھہ بیع کرے اور قیمت لینے سے پیشتر مبیع کو اوسکے حوالہ کردے تو اب قیمت اُسکی جاتی رہی (اسلئے کہ جب مبیع اپنے غلام کو دیدی تو ثمن اوسکے ذمہ قرض ہوگیا اور غلام مالک کا قرضدار ہو یہہ ہو نہین سکتا) ہان مبیع کو اگر مالک ثمن لینے کے لیے روک رکھے تو درست ہے۔ اگر غلام ماذون قرضدار کو مالک آزاد کردے تو درست ہی مگر اسصورت مین غلام مذکور کی قیمت قرضخواہون کو دینی ہوگی اور اگر مالک قیمت بھی قرضخواہونکو دیدی اور پھر بھی قرض باقی رہی تو بقیہ کا مطالبہ غلام مذکور سے آزادی کے بعد ہوگا۔ اگر ماذون قرضدار کو مالک فروخت کردی اور مشتری اُسکو قرضخواہون سے چھپا دیوے اور انکے حوالہ نکرے تو قرضخواہ اوسکی قیمت مالک سے بھر لین گے پھر اگر غلام

مذکور مالک کے پاس عیب کے باعث پھر کر آوے تو مالک نے جو کچھہ قرضخواہون کو
دیا ہو اُن سے پھیر لے اور اونکا قرض غلام مذکور سے متعلق رہیگا غلام کو اونکے
حوالہ کرے کہ اگر قرضخواہ چاہین تو مشتری سی غلام کی قیمت بھر لین جسنے اوسکو
چھپا دیا ہو یا اس بیع کو جائز رکھین اور اوسکا دام مشتری مذکور سے لے لین۔ اگر
مالک غلام مذکور کو فروخت کر دے اور مشتری سی مالک کہدے کہ اسکے ذمہ
قرض ہے تو قرضخواہون کو اختیار ہی کہ اس بیع کو توڑ ڈالین اور اگر بائع بیع کے بعد
چلا جاوے تو مشتری قرضخواہونکا مدعا علیہ نرہیگا (یعنے قرضخواہ اوس سے مواخذہ
نکرین بلکہ بائع کو جب پاوین مواخذہ کرین) اگر ایک غلام نے کسی شہر مین آکر کہا
کہ مین زید کا غلام ہون اور خرید و فروخت کی تو اوسپر تجارت مین کی ہر چیز کا
مواخذہ لازم ہو جائیگا اور یہ غلام سوداگرون کے قرضہ مین فروخت نہوگا
جبتک کہ اوسکا مالک نہ آوے (اور اوسکے اذن دینے کا اقرار نہ کرے)
پس اگر زید آکر اوسکو تجارت کی اجازت دینے کا مقر ہوگا تب تو وہ قرض
مین فروخت ہوگا ورنہ نہوگا۔ اگر لڑکے یا کم سمجھہ شخص کو جو خرید و فروخت کو
سمجھتے ہون اونکا ولی خرید و فروخت کی اجازت دیدے تو اونکا حکم خرید و
فروخت مین غلام ماذون کا سا ہے۔

کتاب الغصب

اسمین (غصب یعنی) کسی چیز کو چھین لینے کا بیان ہے۔ غصب اُسکو کہتے ہین
کہ ایک شخص جو اپنی چیز پر تصرف حق طور پر کرتا ہو اوسکو دوسرا شخص اپنے تصرف
ناحق سے دور کر دے مثلاً کسیکا غلام چھین کر اُس سے اپنی خدمت کرا وے یا جانور سے

چھین کر اوسپر اپنا بوجھ لادے تو یہ غصب مین داخل ہے اور اگر مالک فرش پر بیٹھا ہو اور اوسپر کوئی جا بیٹھے تو یہ غصب نہین اسلیئے کہ اس مین مالک سے تصرف کو دور نہین کیا۔ جس چیز کو غصب سے لے لیا ہو اوسکے احکام یہہ ہین) اگر وہ چیز بعینہ غاصب یعنے چھیننے والیکے پاس موجود ہو تو واجب ہے کہ اوسکو جس جگہہ مین چھینا ہو اوسی جگہہ مالک کو پھیر دے اور اگر چھینی ہوئی چیز غاصب کے پاس سے جاتی رہی ہو تو اوسکی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ وہ چیز مثلی تھی تو اوس جیسی اور چیز دیدیوے اور اگر اوس چیز کا مثل اُسوقت نہ پایا جاتا ہو تو اسکا دام جھگڑے کے دن جو کچھ ہو وہ مدعی کے حوالہ کرے دوسرے یہہ کہ چیز مذکور قیمت کی چیز ونمین سے ہو تو اسصورت مین اوسکا دام وہ دینا ہوگا جو چھیننے کے روز کا ہو۔ اگر غاصب نے دعوے کیا کہ وہ چیز جاتی رہی تو قاضی اوسکو اتنے دنون کو قید رکھے کہ یقینا جان لے کہ اگر اوسکے پاس ہوتی تو اس اثنا مین ضرور ظاہر کر دیتا پھر اوسپر حکم کردے کہ اوس شے کا عوض حوالہ کرے۔ اور غصب مال منقول مین ہوا کرتا ہے پس اگر زمین کو غصب کیا اور وہ غاصب کے پاس سے جاتی رہی۔ (مثلا دریا برد ہوگئی) تو اوسکا تاوان دیگا ہان اگر مکان مغصوب اسکے رہنے کے باعث یا زمین اسکے زراعت کرنے سے ناقص ہو جاویگی تو جسقدر نقصان ہوگا وہ غاصب کے ذمہ پڑیگا جیسا منقول چیز کا حال ہے (کہ اگر غاصب کے استعمال کرنے سے اسمین کچھہ نقصان آجاویگا تو وہ غاصب کو دینا پڑیگا) اگر زمین مغصوب کا غلہ اور محصول غاصب نے لیا ہو تو اوسکو خیرات کردے اور یہی حال ہے اُس نفع کا جو غاصب شے مغصوب مین تصرف کرنیسے پیدا کرے یا امین مال ودیعت سے تجارت وغیرہ کرکے نفع حاصل کرے تو یہ نفع بھی خیرات کر دینا چاہیئے (

حاشیہ: جو چیز ... [illegible]

مغصوب چیز کو اگر غاصب اپنے تصرف سے کچھہ کا کچھہ کر دے تو وہ چیز اسکی ملک ہو جاتی ہے مگر اُس سے تاوان دینے کے پیشتر نفع لینا حلال نہین مثلا بکری چہین کر اوسکو بھونے یکا دے یا گیہون مغصوب کو پیسے یو دے یا لوہا چہین کر تلوار بنائے خواہ سونے چاندی کے سوا اور یہ چیز تانبا وغیرہ چہین کر برتن بنا دے یا سال کی لکڑی چہین کر اوسپر عمارت قائم کرے تو ان اعمال سے ان چیزونکا مالک تو ہو جاویگا مگر اونسے نفع جب حلال ہوگا کہ اونکی قیمت مالک کو حوالہ کرے اور اگر چاندی سونا چہین کر برتن بنا لیگا تو اونکا مالک بھی نہوگا اگر غاصب نے بکری چہین کر ذبح کی یا کپڑا چہین کر بہت سا پہاڑ ڈالا تو مالک کو اختیار ہے کہ خواہ قیمت اونکی غاصب سے لیوے اور وہ چیزین اوسکے حوالہ کرے یا چیزین آپ سکے اور غاصب سے اونکا نقصان بھر لے اور اگر تھوڑا پہاڑ دیا ہو تو اس صورت مین مالک کپڑا آپ سکے اور غاصب سے نقصان لیوے اگر غاصب نے کسی کی زمین مین عمارت بنا لے یا درخت لگا دے تو عمارت و درخت اکہاڑ کر زمین مالک کو دیجاویگی اور اگر اونکے اوکہاڑنے سے زمین کا نقصان ہوتا ہو تو مالک اونکو رہنے دیگا اور اگر کہڑنے کے بعد جو دام اونکے ہوتے وہ غاصب کے حوالہ کرنے پڑینگے۔ اگر غاصب نے کپڑا لیکر اوسکو رنگ لیا یا ستو چہین کر اوسمین گھی ملا دیا تو مالک کو اختیار ہے چاہے سفید کپڑے اور نرے ستو کے دام غاصب سے بھر لے چاہے یہ چیزین آپ لیلے اور جسقدر رنگ اور گھی سے اونکا دام بڑہا ہو وہ غاصب کو دیدے

فصل اگر غاصب نے مغصوب جیسنہ کو چھپا دیا اور اوسکی قیمت مالک کو دیدی تو اوس جیسنہ کا مالک ہو جاوے گا قیمت کے باب مین قول غاصب کا مع قسم معتبر ہے اور اگر مالک زیادتی قیمت کے گواہ پیش کرے تو اوسکے گواہ معتبر ہونگے اگر غاصب نے مغصوب کو چھپا کر اوسکی قیمت جو مالک نے

یعنی چاندی کا برتن بنانے سے اوسکا مالک نہوگا
فصل

کی یا اوسکے گواہون سے ثابت ہوئی یا غاصب پر قسم لازم ہوئی تھی اوسنے قسم سے
انکار کیا اسجہت سے وہ قیمت مالک کو پھر دی اور پھر وہ چیز ظاہر ہوئی تو معلوم ہوا کہ قیمت
مذکور سے زیادہ کی ہے تو اس صورت مین وہ چیز غاصب ہی کی رہیگی مالک کو اختیار نہوگا
کہ غاصب کی دی ہوئی قیمت کو واپس کر کے اوس چیز کو خود لیلے ہان اگر
غاصب نے مغصوب کا دام اپنی قسم پر دیا ہو اور پھر زیادہ کی نکلی تو مالک کو اختیار ہوگا
کہ چاہے اوسی قیمت پر اکتفا کرے چاہے چیز کو لیلے اور قیمت مذکور غاصب کو پھیر دے
۔ اگر غاصب غلام مغصوب کو بیچڈالے پھر غلام کا مالک غاصب سے اوسکا تاوان پھرے
تو غاصب کی بیع درست ہوگی اور اگر غاصب غلام مذکور کو آزاد کر دے اوسکے بعد
مالک اوس سے غلام کی قیمت کا تاوان لے تو آزاد کرنا صحیح نہوگا۔ مغصوب چیز مین
جو چیزین بڑہین وہ غاصب کے پاس امانت ہونگی (مثلاً مغصوب لونڈی کے بچہ ہو
یا باغ مغصوب مین پہل لگے تو بچہ اور میوہ دونو غاصب کے پاس امانت رہینگے
یہانتک کہ اگر آپ سے جاتے رہینگے تو غاصب کے ذمہ تاوان نہوگا اور اگر زیادتی کر کے اونکو
ہلاک یا برباد کر دیگا یا مالک کے مانگنے پر اونکو اوسکے حوالہ نکرے گا اور جاتے
رہینگے تو قیمت دینی آویگی۔ مغصوب لونڈی بچہ جننے سے جسقدر کم ہو جاویگی اوسکا
تاوان غاصب کو دینا ہوگا لیکن اگر بچہ موجود ہوگا تو اوسی سے نقصان پورا کیا جاویگا
یعنے لونڈی کے نقصان کی عوض مین وہ بچہ بھی مالک کو ملیگا) اگر غاصب نے مغصوبہ
لونڈی سے زنا کیا پھر مالک کو پھیر دی اور بچہ پیدا ہونے سے وہ مرگئی
تو غاصب سے اوس لونڈی کی قیمت لیجاویگی اور اگر آزاد عورت سے بزور زنا کیا اور
وہ بچہ جنتے مین مرگئی تو اوسکا خونبہا زانی غاصب کو دینا ہوگا۔ مغصوب چیز کے

ل کیونکہ غصب کے احوال مین تاوان آتا ہے اور [illegible] نہین کرتا [illegible] اوسکا تاوان لازم ہووے

منافع کا تاوان غاصب کے ذمہ کچھہ نہوگا (مثلاً اگر کسی شخص کی سواری چھین کر اوسپر سوار ہوا یا گھر چھین کر اوسمین رہا تو سوار ہونے اور رہنے کی اجرت اوسپر لازم نہوگی) اگر غاصب کسی مسلمان کی شراب یا سور چھین کر ضائع کر دے تو اوسپر تاوان نہ آویگا لیکن اگر شراب اور سور ذمی کے ہونگے اور تلف کر دیگا تو قیمت دینی ہوگی۔ اگر غاصب نے مسلمان سے شراب چھین کر سرکہ بنا لیا یا مردار کی کھال چھین کر اوسکو دباغت دی تو مالک کو اختیار ہے کہ یہہ چیزین غاصب سے لیلے اور جسقدر کہ دباغت سے دام چمڑے کے بڑھ گئے ہون وہ غاصب کو دیدے اور اگر غاصب ان دونو چیزونکو تلف کر دے تو تاوان صرف سرکہ کا دینا ہوگا (چمڑے کی قیمت ندینی پڑیگی) اور جو شخص گانے کے آلات توڑ ڈالے یا چھوہارے کی شراب یا شراب مُنَصَّف گرا دے تو اسکو اونکی قیمت دینی ہوگی اور ان چیزون کا بیچنا درست ہے (اور منصف اوسکو کہتے ہین کہ انگور کے شیرہ کو جوش کرین یہانتک کہ نصف رہجاوے پھر اوسکو رہنے دین تاکہ شراب بنجاوے) اگر کوئی شخص کسیکے ام ولد یا مدبر لونڈی کو چھین لے اور وہ غاصب کے یہان مرجاوے تو مدبر لونڈی کی قیمت دینی ہوگی ام ولد کی ندینی ہوگی۔

کتاب الشفعہ

اسمین شفعہ کا بیان ہے۔ شفعہ اوسکو کہتے ہین کہ جتنے کو کوئی زمین مشتری کو پڑی ہے اور دیا وتنے کے عوض بدون اُسکی رضامندی کے دوسرا شخص زمین کا مالک ہوجاوے (پوچھیا) اور اوسے وہ زمین لیلے۔ شفعہ اول خلیط کو پہنچتا ہے یعنی ایسے شریک کو جو مبیع کی ذات مین شریک ہو پھر اوسکو جو مبیع کے حقوق مین شریک ہو مثلاً گھاٹ اور رستہ پانی مین اگر یہہ دونو حق خاص ہون اور اگر سب لوگون کے ہونگے تو اسمین حق شفعہ

اسیکا نہین) پہر اوسکے بعد حق شفعہ ہمسایہ کا ہے جو متصل مبیع کے ہو (اور امام شافعیؒ کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہین پونہچتا اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلعم قول ہے کہ جار الدار احق بالدار یعنے مکان کا ہمسایہ مکان کا مستحق زیادہ ہے اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے) اور جسکی چہت کسی مکانکی دیوار پر ہو یا ایک کڑی کا شریک ہے جو مکان کی دیوار پر رکہی ہو تو وہ اوس مکان کا ہمسایہ ہے شریک نہین ہے یعنی اگر کوئی شریک نہوگا تو اوسکو شفعہ پہونچیگا) شفعہ شفیعون کی گنتی کے موافق ہوتا ہے (یعنے جتنے شفیع ہونگے اوتنے حصے برابر اوس زمین کے کرکے ہر ایک کو ایک ایک پہونچیگا یہہ نہوگا کہ جو شریک زیادہ سہام کا ہے اوسکو زیادہ ملے اور کم سہام والے شریک کو کم ملے) شفعہ زمین کے بیع ہونے پر ثابت ہوتا ہے اور طلب شفعہ پر گواہ کردینے سے مقرر ہوجاتا ہے اور زمین مبیع ملک مین شفیع کے یا مشتری کی رضامندی سے آتی ہے یا قاضی کے حکم سے۔

باب

شفعہ کے طلب کرنیکے بیان مین۔ جب شفیع کو زمین کو فروخت کرنیکی خبر ہو تو اسی مجلس مین طلب شفعہ پر گواہ کردے پہر بائع پر گواہ کرے اگر اوسنے زمین کو مشتری کے حوالہ کی ہو یا مشتری پر یا زمین مبیع پر گواہ کرے (یعنے تاکید کے لیے گواہ کرے اپنی طلب پر پہر گواہ کرے بائع پر کہ یہہ بیچتا ہے یا مشتری پر کہ لیتا ہے یا زمین پر کہ یہہ بکی ہے اور مین اوسکا شفیع ہون تم گواہ رہو کہ مین اسکو چاہتا ہون جب اسطرح گواہ کرچکے گا) تو اب طلب مین تاخیر کرنیسے حق شفعہ کا جاتا نرہیگا (جب چاہے لیوے) جب شفیع قاضی کے یہان شفعہ کا دعوی کرے تو قاضی مدعا علیہ (یعنے مشتری سے) سوال کرے کہ جس زمین کی ملکیت

باب شفعہ کے طلب کرنیکے بیان مین

سے شفیع حق شفعہ کا طالب ہو وہ اسکی ملک ہی یا نہین اگر مشتری اقرار کرے کہ جس زمین
کے ہمسایہ کے باعث شفعہ چاہتا ہے وہ شفیع کی ملک ہی یا مشتری پر قسم لازم
ہوئی اور وہ قسم سے انکار کر گیا یا شفیع نے اپنی ملکیت کے گواہ قائم کردی تو ان
صورتون مین دعوی شفیع کا مسموع ہوگا پھر قاضی مشتری سے زمین متنازع کے خریدنے
کا حال پوچھے کہ تونے مول لی ہے یا نہین اگر وہ اقرار خریدنے کا کری یا قسم کھانے
سے انکار کرے یا شفیع گواہون سے اوسکی خرید ثابت کردی تو قاضی حکم کردے کہ یہہ
زمین شفیع کو پہنچتی ہی اور مشتری سے اُسکو دلادی۔ اور شفیع پر لازم نہین کہ دعوی
شفعہ کیوقت ثمن بھی لادی بلکہ بعد حکم قاضی کے ثمن کا موجود کرنا زمین کی لینے کے لئے
ضرور ہے۔ اور اگر مبیع بائع ہی کے قبضہ مین ہو تو شفیع اُسی پر نالش زمین کے دلاپانے
کی کرے اور قاضی شفیع کے گواہ نہ سنے جبتک کہ مشتری حاضر نہو جب مشتری حاضر ہو تو
اوسکے سامنے بیع کو توڑ دی اور زمین شفیع کو دلادی اور زمین کی قیمت کا ضمان
بائع پر ہی یعنے زمین اگر دوسری کی نکلے تو ثمن کا ضمان بائع دیگا مشتری سے سروکار نہیں
اور جو شخص خریدنیکے لئے وکیل ہو وہ شفیع کا مدعا علیہ ہو سکتا ہے جبتک کہ
زمین مبیع کو اپنی موکل کے سپرد نکردی یعنے قاضی کی یہان شفیع اوسپر نالش طلب
شفعہ کی کرسکتا ہی اور اگر وکیل زمین کو موکل کے سپرد کردی تو اوسوقت وکیل سے کچھ
سروکار نہین مدعا علیہ موکل ہی ہوگا۔ شفیع کو دیکھنے کے بعد اور عیب نکلنے پر پھیر دینا
پھیر دینے کا اختیار ہی گو مشتری نے بائع سے کہہ لیا ہو کہ عیب نکلیگا تو نہ پھیرونگا
اگر شفیع اور مشتری قیمت مبیع کی مختلف بتادین تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور پیش
دونو گواہ پیش کرین تو شفیع کے گواہ مقبول ہونگے۔ اگر مشتری کچھ قیمت کم کرنے

بائع اس سے کم کے اور ابھی بائع نے قیمت وصول نکی ہو تو شفیع اسقدر قیمت دیوے جو بائع کہتا ہے اور اگر بائع قیمت مشتری سے لیچکا ہو تو شفیع اوسقدر کو لے جو مشتری بیان کرتا ہے۔ ثمن مین سے کچھہ کم کر دینا شفیع کے حق مین ظاہر ہوگا یعنے اگر مشتری کے سلئے بائع نے کچھہ ثمن کم کر دیا ہو تو شفیع بھی اوسیقدر کم کو لیگا لیکن اگر بائع نے مشتری کو بالکل معاف کر دیا ہو یا مشتری نے کچھہ زیادہ ثمن سے دیا ہو تو یہ دونو شفیع کے لئے لازم نہونگے۔ اگر مشتری نے زمین کے عوض مین اسباب یا کوئی زمین دی ہو تو شفیع کو مشتری کے اسباب یا زمین کی قیمت دینی آویگی اور اگر اسباب مثلی چیزون مین سے ہوگا تو اُس جیسا دینا آویگا۔ اگر مشتری نے ثمن کے دینے کی کوئی مدت ٹھہرائی ہو تو شفیع کو اختیار ہے چاہے اوسیوقت دام دیکر زمین لیلے خواہ صبر کرے یہانتک کہ مدت گذر جاے اور وعدہ پر ثمن دیکر لیوے۔ اگر ذمی نے شراب یا سور کے بدلے زمین خریدی ہو تو شفیع بھی اگر ذمی ہو تو شراب اور سور دیکر اوسکو لیلے اور اگر شفیع مسلمان ہو تو اون دونوکی قیمت دیکر لیوے۔ اگر مشتری نے زمین مبیع مین عمارت بنالی ہو یا درخت لگائے ہون تو شفیع کو اگر وہ عمارت و درخت لینے منظور ہون تو ثمن زمین کے ساتھہ اونکی قیمت جسقدر لوگ دیوین مشتری کے حوالہ کرے ورنہ مشتری سے بزور اونکو اکھڑوا ڈالے اور ثمن دیکر زمین لیلے۔ اگر زمین شفعہ مین عمارت و درخت شفیع نے قائم کئے پہر وہ زمین دوسرے کی نکلی اور اوسنے لیلی تو شفیع بائع سے صرف زمین کا ثمن پھیری (عمارت اور درخت کے دام اوس سے نہین پھیر سکتا) اگر زمین مبیع مین کوی مکان تھا کہ وہ مشتری کے قبضہ مین آکر گر گیا یا درخت تھا کہ سوکھہ گیا تو شفیع کو زمین کا کل ثمن دینا ہوویگا (اس نقصان کا اعتبار نکیا جاویگا) اگر مشتری زمین مبیع کے مکانکو توڑ ڈالے تو

شفیع صرف میدان کی قیمت دیکر زمین لیلے ملبہ مشتری کا رہیگا اوسکے دام ندیگا اگر مشتری
نے زمین اور اوسکے اندر کے درخت مع پہل مول لئے یا درختونپر پہل مشتری کے پاس
آکر لگے تو شفیع زمین اور درخت مع پہلون کے لیگا اور اگر پہل پہلے سے لگے ہوئے
تھے مشتری نے اونکو توڑ لیا تو شفیع ثمن مین سے اونکا دام کم کردے۔

باب اون چیزونکے بیان مین جنمین شفعہ ہوتا ہے اور جنمین نہین ہوتا۔ شفعہ اوسی زمین
مین متحقق ہوتا ہے جو مال کے بدلے مین ملک مین آویگی اور جس صورت مین کہ عوض مال نہوگا اوسمین
شفعہ بھی نہوگا مثلاً کوئی مکان مہر مین لیا جاوے تو اوسمین شفعہ نہوگا۔ اسباب منقول مین
اور کشتی مین اور عمارت اور درخت مین جو بدون زمین کے فروخت ہوون حق شفعہ
نہین ہوتا۔ مکان جو مہر ٹھہرادیا ہو یا اجرت کے عوض مین کسیکو دیا ہو یا عورت
نے طلاق لینے کے عوض شوہر کو دیا ہو یا خون کے مقدمہ مین کسی مکانپر صلح ہوئی
ہو یا غلام کے آزاد کرنیکے عوض مین کسیکی ملک مین آیا ہو یا کوئی مکان کسی نے دوسرے کو
ہبہ کرڈالا ہو اور موہوب لہ نے اسکا عوض کچھ نہ ٹھہرایا ہو تو ان صورتونمین حق شفعہ شفیع
کو نہین پہونچتا اگر مکان یا زمین اسطرح بیع ہوئی کہ بائع کو اوسکے پہیر لینے کا اختیار رہا
تو جبتک بائع کو اختیار رہیگا تب تک اوسمین شفعہ ثابت نہوگا۔ اگر بیع فاسد سے کوئی زمین
بکی تو جب تک اس بیع کے فسخ کرنے کا حق مشتری کو رہیگا تب تک اوسمین شفعہ نہوگا ہان
اگر مشتری اوس زمین مین مکان یا درخت تیار کرے اور حق فسخ جاتا رہے اوس
صورتمین البتہ شفعہ ثابت ہوگا۔ اگر شرکت کی زمین شریکون نے باہم تقسیم کی تو
اوسمین شفعہ نہوگا۔ اگر شفیع نے حق شفعہ مشتری کو دیدیا پہر زمین مبیع مشتری نے
بسبب خیار رویت یا خیار شرط یا خیار عیب کے بائع کو حاکم کے حکم سے پہیر دے

تو اب اسمین حق شفعہ ثابت نہوگا ہان اگر بدون حاکم کے حکم کے واپس کی یا بائع و مشتری نے بیع کا اقالہ کر لیا ہو تو شفعہ ثابت ہوگا۔

باب شفعہ کی باطل کرنیوالی چیزونکے بیان مین (جاننا چاہیئے کہ شفعہ کی طلب کے دو طور ہین ایک طلب مؤاثبت اگہ بفور سننے خبر بیع کے اُٹھہ کھڑا ہوا اور اپنی شفعہ کے طلب کرنے پر گواہ کر دے دُوم) طلب تقریر اگہ بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس جا کر گواہ طلب شفعہ کی کر دے پس ان دونوں کے نکرنیسے شفعہ باطل ہوجاتا ہی (یعنی اگر بیع کی خبر سنتے ہی شفعہ کی طلب کے گواہ نکئے نہ بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس جا کر گواہ کئے تو پہر اگر شفعہ طلب کریگا تو دعوی سنا نجاویگا۔ اگر شفیع مشتری سے کچھہ لیکر شفعہ سے دست بردار ہو تو شفعہ باطل ہے اور شفیع پر اس عوض کا مشتری کو پھیر دینا واجب ہی شفیع اگر مرجاوے تو شفعہ باطل ہوگا مگر مشتری کے مرنے سے شفعہ باطل نہوگا اگر شفیع نے کسی زمین کی جہت سے دعوی شفعہ کیا اور ہنوز قاضی نے حکم شفعہ کے ملنے کا نہین کیا تہا کہ شفیع نے وہ زمین بیچڈالی تو اوسکا حق شفعہ باطل ہوجاویگا۔ اور شفعہ نہین ہے اوس شخص کو جو کسیکے لئے وکالةً فروخت کرے یا خود اوسکے لئے فروخت ہوی ہو اول مسئلہ کیصورت یہہ ہے کہ بائع نے ایک مکان کے فروختکا زید کو وکیل کیا اور اوسنے مکان کو فروخت کیا مگر اوسکا شفیع بھی زید ہی تو اب زیدکا شفعہ بیع کا وکیل ہونے سے جاتا رہا اور دوسری کیصورت یہہ ہی کہ مکان کا بائع زید کا مضارب ہی کہ اوسکے لئے مال فروخت کرتا ہے اگر مضارب مذکور مال مضاربت مین سے کسی مکان کو بیچیگا تو زید کو اوسمین شفعہ نہ پہونچیگا اگر زید نے ایک مکان بیچا اور عمرو نے مشتری سے ضمان درک کیا (یعنی یہہ کہا کہ اگر کسی کا نکلیگا تو مین ضامن ہون تو) اس ضمانت

باب شفعہ کی باطل کرنیوالی چیزون کے بیان مین

سے عمرو کا شفعہ جاتا رہیگا۔ اور جو شخص کسیکے لئے وکالۃً خریدے یا خود اوس کے لئے خرید واقع ہو تو اوسکو شفعہ پہونچیگا (یعنے خریدنے کا وکیل اگر شفعہ کا مدعی ہو یا مضارب کسی مکان کو مال مضاربت سے خریدے اور رب المال دعویٰ شفعہ کرے تو دعویٰ مسموع ہوگا) اگر شفیع نے لوگون سے سنا کہ مکان ہزار روپیہ کو بکا تو اوسنے شفعہ طلب نکیا لیکن پھر معلوم ہوا کہ وہ کم کو بکا ہے یا گیہون خواہ جو کے عوض مین بکا ہے جنکے قیمت ہزار یا زیادہ ہے تو اسصورتمین شفعہ کا دعویٰ کرسکتا ہے اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اشرفیون کے عوض مین فروخت ہوا ہے جنکی قیمت ایکہزار ہے تو شفعہ نہ پہونچیگا۔ اگر شفیع نے سنا کہ مشتری زید ہے اور وہ شفعہ سے دست بردار ہوا پھر معلوم ہوا کہ مشتری عمرو ہے تو اوسکو شفعہ پہونچ سکتا ہے۔ اگر کسی نے اپنی زمین اسطرح بیچی کہ جو جانب شفیع کیطرف ملی تھی اوسمین سے ایک گز کم کرکے بیچدی (یعنے شفیع کی طرف کی گز بھر زمین فروخت نکی) تو شفیع کو شفعہ نہ پہونچیگا اسلئے کہ شفعہ کی زمین زمین مبیع سے ملی ہوئی نرہی اور یہ امر شفعہ کے ساقط کرنے کا ایک حیلہ ہے۔ اگر مکان مین سے ایک حصہ مثلاً تہائی یا چوتھائی کسی ثمن کے عوض مشتری نے خریدا بعد اسکے باقی سہامونکو خرید لیا تو ہمسایہ کا حق شفعہ صرف پہلے حصہ مین ہوگا باقی حصونمین نہوگا اسلئے کہ مشتری جب اول خرید چکا تو صرف مشتری ہی نہین رہا بلکہ اوس مکان کا شریک ہوگیا اور شریک ہمسایہ سے مقدم ہوتا ہے اور یہہ صورت بھی شفعہ کے ساقط کرنیکی تدبیر ہے کہ اول ایک سہام کو بہت سے دام دیکر لیلیا بعد اوسکے باقی ثمن سے بقیہ سہامونکو خرید لیا تاکہ ہمسایہ باقی سہامونکو تو اسوجہ سے نلے کہ مشتری بوجہ خرید اول کے شریک ہوگیا ہے اور اول سہام کو بسبب گرانی قیمت درکار آمد نہونیکے نخریدے۔ اگر زمین کو ثمن کے عوض

ف حیلہ [illegible]

خرید کرا اوسکے بدلے مین کپڑا بائع کو دے تو شفیع کو شفعہ وہی ثمن دینا ہوگا نہ کپڑا۔
اور شفعہ کے ساقط کرنے اور زکوۃ کے نہ واجب ہونیکے لئے حیلہ کرنا مکروہ نہین
لیکن علما کے نزدیک مختار یہہ ہے کہ اگر حیلہ شفیع کے ضرر سے بچنے کے لئے ہو تو اوسکا
کچھ مضایقہ نہین جائز ہے اور اگر ایسا نہین تو مکروہ ہے باقی رہا زکوۃ کے ساقط کرنے
کی تدبیر تو وہ دینداری کے خلاف ہے چنانچہ دیندار پر یہہ امر مخفی نہین اگر بائع ایک
ہو اور کئی مشتری ہونکے ہاتھہ اپنی زمین فروخت کرے تو شفیع کو اختیار ہے کہ بعض مشتریونکا
حصہ لیلے اور بعض کا ترک کرے اور اگر چند بائع زمین مشترک کو ایک مشتری کے ہاتھہ
بیچین تو شفیع کو اختیار نہین کہ بعض کا حصہ لے اور بعض کا چھوڑ دے۔ اگر مشتری
نے آدہا مکان بغیر تقسیم کیا ہوا لیا تو شفیع مشتری کا حصہ لیسکتا ہے جو بائع تقسیم
کردے۔ اگر مالک کوئی مکان بیچے اور غلام ماذون قرضدار اوسکو شفعہ مین
لیلے تو درست ہے اسیطرح اسکا عکس بھی جائز ہے یعنی مالک کو بھی حق شفعہ غلام
مدیون ماذون کے فروخت مین پہونچتا ہے اگر کمسن لڑکے کا باپ یا وصی حق شفعہ
سے دست بردار ہون تو درست ہے اور اگر وکیل شفعہ لینے کے لئے موکل کیطرف سے
حق شفعہ سے درگذرے تب بھی درست ہے۔

کتاب القسمۃ

اسمین مشترک چیز کے بانٹنے کا بیان ہے۔ جو حصہ کسی چیز معین مین پہیلا ہوا ہے
اوسکو ایکجا کر دینے کا نام قسمت ہے مثلاً نصف زمین کا حصہ جو متعین نہین کہ کونسا
ہے قطعہ خاص مین اوسکو علحدہ اور معین کردین تو یہ قسمت ہوگی۔ پہر قسمت مین
دو باتین ہوتی ہین ایک حصہ کا جدا کرنا دوسری ایک حق سے دوسرے حق کا بدلجانا

کتاب القسمۃ

واسطے کہ حصہ دونو شریکون کا ہر جزو مین مشترک چیز کے موجود ہے تو بانٹنے مین مبادلہ ضرور ہوگا) اور مثلی چیزون یعنے کیلی اور موزون وغیرہ کے بانٹنے مین جدا کرنے کو غلبہ ہے اسیلئے ایک شریک اپنا حصہ دوسرے شریک کے غائب ہونے کیصورت مین مثلی چیزون مین لے سکتا ہے (کیونکہ اپنے حق کے جدا کرنے مین حاجت دوسرے کے آنے کی نہین (اور جو چیزین غیر مثلی ہین انکی تقسیم مین مبادلہ کو غلبہ ہے اسوجہ سے ایک شریک دوسرے کی غیبت مین اپنا حصہ نہین لے سکتا کیونکہ ایک مال کو دوسرے مال سے بدلنے مین دونو بدلنے والونکی حاجت ہوتی ہے اگر مال ایک جنس کا ہے جسمین بہت لوگ شریک ہین اور کوی شریک درخواست اوسکی تقسیم کی ہر ایک شریک موجود سے کرے تو شریک مذکور پر تقسیم کرنیکی لیے جبر کیا جاویگا (اور شریکون کا انتظار نہوگا) لیکن اگر مال مختلف جنسونکا مشترک ہوگا اسمین زبردستی موجود شریک پر تقسیم کے لئے نہوگی (اس لئے کہ ایک جنس ہونے مین تو جدا کرنے کو غلبہ ہے پس حاکم حق جدا کرنے پر جبر کرسکتا ہے اور مختلف جنسونمین مبادلہ کی صورت کو غلبہ ہے جسکے لئے جبر نہین کرسکتا) مستحب ہے کہ قاضی ایک بانٹنے والا مقرر کرے جو شرکا کا مال کو تقسیم کردیا کرے اور اُن سے اپنی اُجرت نلے بلکہ اُسکا روزینہ بیت المال مین سے ملے۔ اگر بیت المال مین گنجایش نہو تو بانٹنے والیکو اُجرت شرکا سے بحسب شمار شریکونکے ملنی چاہیئے (یعنے اُجرت سہام پر موقوف نہو بلکہ شرکا کی شمار پر ہو مثلاً اگر ایک مال مین دو شخص شریک ہون ایک تہائی کا اور دوسرا دو تہای کا اور قاضی کا امین دونومین اُسکو تقسیم کرے تو اوسکی اجرت دونون سے آدہی آدہ ہوگی تہائی اور دو تہای نہوگی)۔

بانٹنے والا ایک عادل اور امانت دار اور تقسیم کے علم سے واقف ہونا ضرور ہے۔ قسمت کرنے کو ایک ہی شخص خاص نکرنا چاہیے کہ اوسکے سوا دوسرا تقسیم نکرنے۔ ایک اسباب کی تقسیم مین چند قسمت کرنیوالے شریک ہونے پاوین۔ اگر وارث کسی زمین کو میراث مین ملنے کا اقرار کرین اور تقسیم کے خواہان ہون تو وہ زمین تقسیم نکیجاوے جبتک کہ وارث اپنی مورث کے مرنیکے اور وارثونکے شمار کے گواہ نہ گذارین۔ اور اگر چند شرکا منقول چیز کی تقسیم کے خواستگار ہون یا یہہ کہین کہ یہہ زمین ہمنے خریدی ہی اسکی تقسیم چاہتے ہین یا ملک کا دعوے کرین کہ ہماری ملک مین ہے (سبب ذکر نکرین کہ کسو جہہ سے ملک مین آئی) تو ان صورتون مین تقسیم کر دینا درست ہی۔ اور اگر دو شریک دعوی کرین کہ یہہ زمین ہماری تصرف مین ہی اسکو تقسیم کر دو تو تقسیم نکیجاوی جبتک کہ دونو اپنی ملکیت کے گواہ پیش نکرین۔ اگر دو وارثون نے گواہ گذرانے کہ ہمارا مورث مرگیا اور اوسکے وارث اتنے ہی ہین جتنے ہم کہتے ہین اور مکان موروثی اونکے قبضہ مین ہے اور اونکے ساتھ ایک وارث ہی جو اوسوقت موجود نہین یا صغیر ہی اور درخواست تقسیم کی کرین تو قاضی اُس مکان کو تقسیم کر دے اور غائب کیطرف سے وکیل خواہ بچہ کیطرف سے وصی مقرر کر دے کہ وہ اپنے موکل خواہ بچہ کا حصہ اپنے قبضہ مین رکھے۔ اور اگر جو لوگ باہم تقسیم مکان چاہتے ہین وہ سب خریدار ہون اور ایک مشتری اونمین سے غائب ہو یا مکان مشترک صورت سابقہ مین غائب وارث کے یا صغیر کے قبضہ مین ہو یا قاضی کے سامنے وارثونمین سے ایک ہی ہو اور باقی غائب ہون تو ان سب صورتونمین مکان تقسیم نکیا جاویگا۔ اگر مال مشترک کی تقسیم کا ایک شخص خواستگار ہو اور تقسیم سے ہر شریک اپنے حصہ سے نفع لے سکتا ہی تو تقسیم

کردیا جاویگا اور اگر سب کا نقصان متصور ہی تو قسمت نکیا جاویگا جبتک سب راضی
نہون اور اگر بعضون کا فائدہ ہوتا ہو اور بعضونکو تھوڑا حصہ ملنیکی جہت سی نقصان ہوتا ہو
تو اس صورت مین اگر بڑا حصہ والا خواستگار تقسیم ہوگا تو تقسیم کردیا جاویگا چھوٹے حصہ
والے کی درخواست سی تقسیم نہوگا۔ اگر اسباب ایک جنس کا ہو تو شرکا مین تقسیم کردیا
جاویگا گو سب راضی ہون یا نہون۔ اور اگر مال مشترک دو جنسین ہون خواہ جواہر یا
غلام یا حمام یا کنوان یا چکی ہو تو انکو قاضی بدون سب شرکا کی مرضی کے تقسیم نکرے
اگر مال مشترک کئی حویلیان ہون یا ایک مکان اور زمین زراعت ہو یا مکان اور
دوکان ہو تو ہر ایک چیز کی تقسیم جدا جدا ہوگی کیونکہ ہر ایک چیز مین سب شریک مشترک
مین تقسیم کرنیوالے کو چاہیے کہ جس مکان یا زمین کو تقسیم کری اسکا نقشہ کھینچے اور حصے برابر
درست لگاوی اور گز سے پیمایش کرے اور ملبے کے دام لگاوے اور ہر ایک شریک کا حصہ
مع راہ آمد و رفت اور پانی کے حق کے جدا کردے اور ان حصون پر نشان اول اور دوم
اور سوم لکھدے پھر شریکون کے نام لکھکر قرعہ ڈالدی جسکا نام پہلے نکلے اوسکو پہلا
حصہ دے جسکا دوسری بار نکلے اوسکو دوسرا اور علے ہذا القیاس اور روپیونکو بدون
رضامندی شرکا کے قسمت مین داخل نکرے اسلیے کہ روپیون مین کسیکے تقسیم
کردینے کی حاجت نہین اونہین گن لینا کافی ہوتا ہی اگر مکان یا زمین کی تقسیم ہوی
اور ایک شریک کے پانی بہنے کا راہ یا آمد و رفت کا رستہ دوسری کی ملک مین رہا
اور تقسیم کیوقت اسطرح نہین ٹھہر چکا تھا تو اگر ہو سکے تو اسکا راہ اوسیکی ملک مین
کو کردیا جاوے اور اگر نہو سکے تو یہہ تقسیم توڑدیجاویگی اور از سر نو تقسیم ہو
(اور اونہین پیچھ خلجان نہ پڑے) اگر مال مشترک ایک مکان ہو جسکے اوپر بالاخانہ ہو

اور ایک مکان مدین بالاخانہ ہو اور ایک مکان صرف بالاخانہ ہی ہو تو اون کی تقسیم
اسطرح ہوگی کہ ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگا کر قیمت کے اعتبار سے تقسیم کردئے
جاوینگے۔ اگر شرکا مین سے کوی کہے کہ مین نے اپنا حق نہین پایا اور دو بانٹنے والے
گواہی حق پا لینے کی دیوین تو اونکی گواہی مقبول ہوگی۔ اگر اول ایک شریک نے
اقرار کیا کہ مین اپنا حصہ پا چکا پھر دعوی کیا کہ میرا اسقدر حصہ فلان شریک کے قبضہ
مین ہے تو بدون گواہی کے اوسکا قول معتبر نہوگا (اور) اگر دوسرے شریک سے کہے کہ مین اپنا
حق سارا پا چکا تھا مگر بعد کو تو نے کچھ دبالیا تو مدعا علیہ یعنی دوسرے شریک کا قول
قسم کے ساتھہ معتبر ہوگا اور اگر مدعی نے اپنے حصے کے بھر پانے کا اقرار کیا ہو اور
دعوی کرے کہ فلان جگہہ تک میرا حصہ ہے مدعا علیہ نے مجھے نہین دیا اور مدعا علیہ نے
اوسکو جھوٹا بتایا تو دونو کو قسم کھانی پڑیگی اور قسم کے بعد قسمت توڑ دیجاوےگی
اگر حاکم کو تقسیم مین بہت سا غبن معلوم ہو تو تقسیم کو توڑ دے۔ اگر شرکا مین مکان
تقسیم ہوگیا اور ایک شریک کے حصہ مین سے کچھہ سہام کا حقدار کوی اور نکلا جسنے
اپنا حق اوس شریک سے لیلیا تو یہ شریک دوسرے شریکون سے بقدر حقدار کے حصہ
کے دلا پاویگا اور تقسیم کو فسخ نکرینگے۔ اگر دو شریک ایک مکان یا دو مکانون مین
رہنے کی باری مقرر کرلین یا ایک غلام خواہ دو غلامون سے خدمت لینے کی نوبت
مقرر کرلین یا ایک احاطہ یا دو احاطے کے کرایہ کی باری ٹھہرالین (مثلا یون ٹھہرالین
کہ اس گھر مین ایک مہینا ایک رہے اور ایک مہینا دوسرا یا ایک مہینے کا کرایہ ایک لے
ایک کا دوسرا یا غلام سے ایک مہینا ایک کام لے اور ایک مہینا دوسرا)
تو درست ہے۔ اگر ایک غلام کی یا دو غلامون کی اجرت مین یا ایک خچر یا دو خچرون

کے کرایہ مین یا اونکی سواری مین یا کسی درخت کے پھل مین یا بکری کے دودھ مین باری
ٹھہراوین تو درست نہین ۔

کتاب المزارعة

اس مین مزارعت کا بیان ہی مزارعت اوس معاملہ کو کہتے ہین کہ زمین کی پیداوار زمین سے
کسیقدر کے عوض مین اوسکو کاشت کرایا جاوے اس معاملہ کی درستی کے لئے اٹھ
شرطین ہین اول زمین کا قابل زراعت ہونا دوم زمیندار وکسان کا عاقل و بالغ ہونا
سوم مدت زراعت کا بیان کردینا چہارم بیج کے مالک کا بیان کردینا (کہ زمیندار کا
ہوگا یا کسان کا) پنجم اوسکی جنس بیان کرنی (کہ گیہون ہونگے یا جو) ششم کسان کے
حصہ کا ذکر ہوجانا (کہ کل پیداوار زمین سے کسقدر ہوگا) ہفتم زمین کو خالی کرکے کسان
کے حوالہ کرنا ہشتم زمین کی پیداوار مین مالک اور کسان کا شریک رہنا پس زمین
اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ امور دوسرے کے ہونے یا ایک کی
فقط زمین ہو اور باقی چیزین دوسرے کے متعلق ہون (ان شرائط سے اگر کاشت کرائے
جاویگی تو درست ہوگی) اگر زمین اور بیل ایک کے ہون اور بیج اور محنت دوسرے کی یا
بیج ایک کا ہو اور باقی لوازم دوسرے کی یا بیج اور بیل ایک کے ہون اور باقی
دوسرے کے یا زمین کی پیداوار مین سے ایک کے لئے چند پیمانے معین کردئیے (سب کو
مشترک نرکھا) یا یون ٹھہرایا کہ جو کچھہ پانی کی نالیون اور گولون کے قریب اوگے
وہ ایک کا اور باقی دوسرے کا یا یہہ کہ بیج ڈالا صرف اپنا بیج لیلے باقی دونون کے
سانجھے مین رہے یا خراج یعنی حق حاکم پیداوار زمین سے مجرا دیکر باقی مشترک رہے تو ان
سب صورتون مین مزارعت فاسد ہوجاویگی ہان اگر خراج معین پیمانے ٹھہونگے ۔ بلکہ

پیداوار کا کوئی حصہ غیر معین مثلاً تہائی یا چوتہائی ہوگا تو مزارعت درست ہوگی (پہلی صورت مین) مزارعت فاسد مین پیداوار سب بیج والے کی ہوگی اور دوسرے کو جسقدر اوسنے کام کیا ہوگا اوسکی مزدوری معمول کے موافق ملیگی اور اگر یہہ صورت ہوتی ہے کہ زمین دوسرے کی تھی اور اگر زمین بھی اوسیکی ہو تو) زمین کا کرایہ بھی لیگا مگر یہہ مزدوری اور کرایہ اوسقدر سے زیادہ نہ دیا جاویگا جو آپسمین دونوں کے ٹھہر چکا تہا۔ اور اگر مزارعت شرائط کے ساتھ درست ہو تو پیداوار اسیطرح پر تقسیم ہوگی جو اونہون نے آپسمین شرط کر لی ہو اور اگر زمین مین کچھہ پیدا نہو تو محنت کرنیوالیکو کچھہ نہ ملے گا۔ بعد معاملہ زراعت کے اگر دونوں مین سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنے سے انکار کرے تو اُس سے بزور کام لیا جاویگا لیکن اگر بیج والا انکار کرے تو اوسپر زبردستی نکیجاوے۔ اگر دونو عقد کرنیوالو نمین سے کوئی مر جاوے تو مزارعت باطل ہو جاویگی۔ اگر مدت جو زراعت کے لئے معین کی تہی گذر جاوے اور کھیتی پکی نہو تو کسان کو زمین کی اُجرت اسجگہ کے معمول کے موافق دینی ہوگی جبتک کہ کھیتی تیار ہو (یعنے زائد دنوں کا کرایہ مثل اسکے ذمہ ہوگا) کھیتی مین جو خرچ پڑے (مثلاً کاٹنے اور اوٹھانے اور داہین چلانے اور سیلانے مین) وہ دونوں کے ذمہ حقوق کے موافق پڑیگا اور اگر شرط کر لین کہ سب خرچ کسان کے ذمہ رہے تو عقد فاسد ہو جاویگا۔

کتاب المساقاۃ

اسمین درختونکو پانی دینے کے معاملہ کرنے کا بیان ہے۔ مساقات اس عقد کو کہتے ہین کہ اپنے درخت کسی شخص کو پرورش کے لئے یہہ ٹھہرا کر دے کہ انمین جو پھل لگے وہ ہم دونوں مین مشترک ہوگا اس عقد کا حال سب باتونمین مثل مزارعت کے ہے

شرائط المساقاۃ

میوہ کے درختوں اور انگوروں اور رطبہ میں اور بینگنوں کی جڑ میں بھی معاملہ کرنا درست ہی۔ اگر پھل لگے درخت پرورش کو دے اور پھل ایسے ہوں کہ پانی دینے اور محنت کرنے سے بڑھتے ہوں تو درست ہے اور اگر انکا بڑھنا پورا ہو چکا ہو تو مساقات درست ہوگی جیسے مزارعت (کہ کھیتی تیار ہونے کے بعد درست نہیں ہوتی)۔ اور عقد مساقات جب فاسد ہوجاوے تو پھل سب درخت والے کے ہونگے اور کام کرنے والے کو معمولی مزدوری ملیگی۔ یہہ عقد دونوں عقد والوں میں سے ایک کے مرجانے سے باطل ہوجاتا ہی اور عذر کے سبب سے فسخ ہوجاتا ہی جیسے مزارعت عذر کے سبب ٹوٹجاتی ہے اور عذر یہ ہے کہ مثلاً کارکن چور ہو یا بیمار ہو کہ کام نکرسکے۔

ایک کام میں دو جانوروں کی طرح جانوروں کو کھلانے میں

کتاب الذبائح

کتاب الذبائح

اسمین ذبح کیے ہوئے جانوروں کا بیان ہی۔ ذبائح جمع ذبیحہ کی ہے اور ذبیحہ اُس جانور کو کہتے ہیں جو ذبح کیا جاوے اور ذبح گلے کی رگین کاٹنے کو کہتے ہیں۔ مسلمان اور اہل کتاب (یعنے یہودی اور نصرانی کا) اور لڑکے اور عورت اور گونگے اور بے ختنہ شخص کا ذبیحہ (یعنے حلال کیا ہوا جانور) حلال ہے۔ اور آتش پرست اور بت پرست اور مرتد اور احرام باندھے ہوئے شخص کا اور ذبح کیوقت جانکر بسم اللہ کے چھوڑنیوالے کا ذبیحہ درست نہیں لیکن اگر بھول کر بسم اللہ نہ کہے تو اوسکا ذبیحہ حلال ہے (اور امام شافعی کے نزدیک اگر جانکر بھی بسم اللہ نہ کہے تو اوسکا ذبیحہ حلال ہی اور دلیل امام اعظم رح کی قول اللہ تعالی کا ہے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ یعنی مت کھاؤ ان جانوروں میں

سو کہ جسکے ذبح کیوقت خدا کا نام ذکر نکیا گیا ہو اور اگر بھولکر بسم اللہ چھوڑ دی ہو تو حلال
ہوگا اسلئے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ
یعنے میری امت سے بھول چوک معاف ہوا اور ذبح کیوقت خدا تعالی کے نام کے ساتھہ
اور کسیکا نام لینا یا یوں کہنا کہ الٰہی اسکو فلانے کیطرف سے قبول کر ذبیحہ کو مکروہ کر دیتا ہے
اور یہ الفاظ اگر بسم اللہ سے اور جانور کے لٹانے سے پیشتر کہیگا تو مکروہ نہیں آور
ذبح کا مقام گلے کے اور سینہ کے اوپر کی ہڈی کے بیچمیں ہے آور ذبح مین نرخرا
یعنی سانس کی رگ اور کہانے پینے کی رگ اور دو شہ رگین اوسکے آس پاس کی کاٹنی
چاہئیں اور ان چارونمین سے اگر تین بھی کٹجاوینگے تو کافی ہوگا اگرچہ ناخن سے یا دانت
سے کہ بدن مین نہ لگے ہون علحدہ ہون یا سینگ سے یا ہڈی سے یا نرکل کے پوست یا تیز
پتھر سے یا ایسی چیز سے جو خون جاری کردے ذبح کیا ہو لیکن اگر دانت اور ناخن بدن مین
لگے ہون تو اونسے ذبح درست نہوگا۔ ذبح کیواسطے چھری کا تیز کر لینا مستحب ہے ذبح
مین اتنا کاٹنا کہ گلے کی ہڈی کے گودے تک چھری پہونچ جاوے یا سر علحدہ ہوجاوے مکروہ
ہے (اور) گدی کیطرف سے بھی ذبح کرنا مکروہ ہے۔ اور جو شکار وحشی کہ ہل گیا ہو اسکو
ذبح کرنا چاہیئے[له] اور جو چوپایہ پلاؤ کہ وحشی ہوکر بھاگجاوے یا کنوئین مین گر پڑے اور
اسکا ذبح کرنا ممکن نہو تو اوسکو زخم لگا دینا چاہیے (کہ پھر ذبح کی حاجت نہوگی)۔
اونٹ کے لئے نحر مسنون ہے یعنے اوسکے سینہ کے اوپر یا گردن کے نیچے
نیزہ ماریں) اور گائے بکری کا ذبح کرنا مسنون ہے اور اوسکا الٹا کرنا (کہ گائے
بکری کو نحر کریں اور اونٹ کو ذبح کریں) مکروہ ہے (ایسا نکرنا چاہیے) اور اگر ایسا
کریں تو جانور حلال ہوجاویگا۔ ماں کے ذبح ہونے سے اوسکے پیٹ کا بچہ فذبح

له یعنے اسطرح حاصل نہ ہو کہ سامنے سے ذبح کرے جسم زخم لگادے کافی ہوگا ١٢

نہین ہوتا (یعنے اگر کسی گای بکری کو ذبح کیا اور اوسکے پیٹ کے اندر سے مرا ہوا بچہ نکلا تو وہ ذبیحہ مین داخل نہوگا مردار ہوگا اور اگر زندہ بچہ نکلا تو اوسکو ذبح کرنا چاہیئے ورنہ حرام ہوگا اور امام شافعی رح کے نزدیک ماں کے ذبح سے بچہ بھی ذبح ہو جاتا ہے اور اوسکا کھانا حلال ہے چنانچہ بعضی حدیثون سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور دلیل امام اعظم رح کی یہہ ہے کہ اللہ تعالے نے مُنْخَنِقَة کو حرام فرمایا ہے (یعنے اُس جانور کو جو سانس رک کر مرجاوے) اور یہہ بچہ بھی ایسا ہی ہے کہ سانس رکنے سے مرجاتا ہے یا اسمین شبہہ ہے کہ ماں کے ذبح سے مرجاتا ہے یا سانس رکنے سے اور جس چیز مین شبہہ حلال اور حرام ہونیکا ہوتا ہے اسمین حرام ہونیکی طرفکو غلبہ ہوتا ہے اسلیے حرام ہے)

فصل اُن جانورون کے بیان مین جنکا کھانا درست ہے اور جنکا نادرست۔ درندون مین سے کچلیون والے جانور یعنی ٹیڑھے دانت کے اور پرندون مین سے جو پنجہ سے شکار کرین حرام ہین۔ جو کوا کہیتی کھاتا ہے (اور ناپاکی نہین کھاتا) حلال ہے مگر جو کوا ابلق کہ مردار کھاتا ہے حرام ہے (اور مراد ابلق سے یہی دیسی کوا ہے کہ اسکی گردن کا رنگ نسبت پرون کے سفید ہوتا ہے) اسکا کھانا حرام ہے کفتار اور گوہ اور بجو اور کچھوا اور زمین مین رہنے والے جانور (جیسے چوہا اور سانپ اور بچھو) اور بستی کا گدہا اور خچر اور گھوڑا حلال نہین اور بستی کا گدہا اسلیے کہا کہ وحشی گدہا یعنی گورخر حلال ہے) اور خرگوش حلال ہے۔ جس جانور کا کھانا درست نہین ذبح کرنے سے اُسکا گوشت اور پوست پاک ہوجاتا ہے (اگرچہ کھانا حرام ہے) لیکن آدمی اور سور کو اگر ذبح بھی کرین تو چمڑا اور گوشت پاک نہوگا) پانی کے جانورون مین سے مچھلی کے سوا اور کوئی حلال نہین اور اُسمین بھی یہہ شرط ہے کہ خود مرکر پانی پر نہ تیر آئی ہو (کہ اُسکا کھانا حرام ہے)

اور مچھلی بدون ذبح کے حلال ہے جیسے ٹیڑی ربے ذبح کئے ہوئے حلال ہے اور
امام شافعی رح اور امام مالک رح کے نزدیک سب جانور دریا کی پیدایش کے حلال ہین
اور دلیل امام اعظم رح کی اللہ تعالی کا ارشاد ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ یعنی حرام
کرتا ہی اونپر خبیث چیزین اور مچھلی کے سوا دریای جانور لطیف طبعون کے نزدیک سب
خبیث ہین اور یہہ جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَاُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ یعنی تمکو
دریا کا شکار حلال ہے اس سے مراد مچھلی ہی ہے کہ عرب مین اسکے سوا اور چیز کا شکار نہین
کرتے اور آنحضرت صلعم نے جس دوا مین مینڈک ہوا وسکے کہانیسے منع فرمایا اور
کیکڑی کی بیع سے منع فرمایا اگر ذبح کرنیوالیکو بکری خواہ دوسری جانور کی موت حیات
کا حال معلوم ہوا ور ذبح کرنیسے وہ حرکت کرے یا خون نکلے تو وہ حلال ہے اور اگر ان
دونومین سے کچھہ نہو تو حرام ہی اور اگر اوسکو ذبح کے وقت اسکا جینا معلوم ہو تو
حلال ہے اگرچہ حرکت نکرے اور خون نہ نکلے۔

کتاب الاضحیہ

اسمین قربانی کا بیان ہے۔ قربانی کرنا اُس مسلمان پر واجب ہے جو آزاد اور مقیم اور تونگر
ہو قربانی اپنی طرف سے چاہیئے مالدار لڑکے کیطرف سے اوسپر واجب نہین اور قربانی
کم سے کم ایک بکری کی یا اونٹ یا گائے کا ساتوان حصہ بدنہ کا یعنی گائے اور اونٹ کا ہی عید اضحے
کی صبح سے لیکر بارہوین تاریخ کی شام تک اور سا وقت ہی شہر کا رہنیوالا نماز عید
سے پہلے قربانی ذبح نکرے گانوا لے کو اختیار ہے کہ نماز سے پہلے قربانی کردے
قربانی کا جانور اگر بے سینگ کا ہوا خصی ہو یا دیوانہ اسکی قربانی درست ہے لیکن اندھا
یا کانا اور اتنا دبلا کہ ہڈیون مین گودہ نہو اور لنگڑا اور کان اور دُم اور آنکھہ اور چکدی

مین سے زیادہ حصہ کسیکا ہو درست نہین ۔ اونٹ کی اور گاے کی اور بھیڑ بکری ہی کی قربانی
درست ہے نر ہون یا مادہ اونٹ کی عمر پانچ برس سے کم نہو اور گاے کی دو برس سے
کم نہو اور بکری سال بھر سے کم نہو اور بھیڑ مین سے وہ بھی درست ہے جسکی عمر چھ مہینے سے
زیادہ ہو بشرطیکہ بڑی بھیڑون مین ملجادے یعنی بچہ نہ معلوم ہوتی ہو ۔ اگر سات شریکون
نے ایک گاے یا اونٹ کی قربانی کرنی چاہی اور ایک انمین سے مرگیا اور اوسکے وارثون
نے کہا کہ اسکو میت کیطرفسے اور اپنی طرفسے ذبح کرلو تو یہ قربانی کرنی درست ہی ۔ اگر
چھ آدمی قربانی کرنی چاہتے ہین اور ساتوان شریک نصرانی یا مرتد ہو یا مسلمان ہے
کہ اوسکی نیت قربانی کرنے کی نہین بلکہ گوشت کا شریک ہے تو یہ قربانی کسیکی طرف سے
درست نہوگی ۔ قربانی کے گوشت مین سے آپ کھانا اور مفلس اور تونگر کو کھلانا اور رکھ
چھوڑنا درست ہی اور مستحب ہی کہ مفلسونکو تہائی سے کم خیرات نکرے ۔ قربانی کے چمڑے
کو خیرات کردینا چاہیے یا اُسکا کوئی تھیلا یا چھلنی بنالے کہ لوگونکے کام آوے ۔ اگر
ذبح کرنا جانتا ہو تو مستحب یہہ ہی کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے ۔ یہودی اور نصرانی سے
ذبح کرانا مکروہ ہی ۔ اگر دو شخص غلطی سے ایک دوسرے کی قربانی کو ذبح کردین تو دونو
کیطرفسے قربانی ہوگئی ۔ اور کسیکو دونو مین سے دوسرے کے جانور کی قیمت دینی نہ پڑیگی ؛

کتاب الکراہتہ

اسمین ممنوع چیزون کا بیان ہے ۔ مکروہ چیز حرام کے قریب ہی اور امام محمد صاحب نے
تصریح فرمائی ہی کہ ہر مکروہ حرام ہی **فصل** کھانے پینے کی چیزونکے بیان مین ۔ مکروہ ہے
کہ بی کا دودھ پینا اور سونے اور چاندی کے برتن مین کھانا اور پینا
اور تیل اور خوشبو لگانا ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ سبکو مگر رانگ اور کانچ اور بلور

فصل

عقیق کے برتن مین کہانا پینا وغیرہ مکروہ نہین جس برتن پر چاندی لگی ہو یا زین پر
یا کرسی پر چاندی کا کام ہو اسکا استعمال حلال ہی مگر اسطرح استعمال کرے کہ چاندی کی جگہہ
بچی رہی مثلا برتن کے کنارہ پر نہو کہ منہ اوسپر لگے یا زین اور کرسی پر بیٹھنے کی جگہہ خالی
ہو) اور کافر کا قول حلال اور حرام ہونے مین مقبول ہوگا (مثلا کسی مسلمان کا خادم مشرک
ہو اور وہ گوشت لا دے اور کہے کہ یہ مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہی تو اُس مسلمان کو اُس کا
کہانا درست ہوگا) غلام اور لڑکے کا قول ہدیہ اور اذن کے باب مین مقبول ہی (مثلا
غلام یا لڑکا کہے کہ یہ کہانا تمکو ہدیہ بھیجا ہی یا کسی شخص سے کہے کہ تمکو صاحبخانہ اندر
بلاتا ہی تو اوسکا کہا مان لیا جاویگا) بدکار شخص کا قول معاملات مین مقبول ہی اور دین
کی باتون مین معتبر نہین (مثلا اگر مضاربت اور وکالت اور قاصدی اور تجارت مین بدکار
کچھہ کہیگا تو مان لینگے اور اگر پانی کی نجاست وغیرہ امور دینی مین کچھہ کہیگا تو نمانینگے
اور جس شخص کی کوی ضیافت ولیمہ مین کرے اور وہان راگ رنگ ہوتا ہو تو یہ شخص بیٹہکر
کہانا کہاوے مترجم کہتا ہی کہ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ اگر شخص مذکور اون
لوگون مین سے ہو جنکے افعال کی سند لوگ پکڑتے ہون اور وہ راگ رنگ کو منع بھی کر سکتا
ہو تو وہ بکھیڑا موقوف کرا دے اور کہانا کہاوے اور اگر منع نہین کر سکتا تو شہر کی دعوت
نہو چلا آوے اور اگر عامی شخص ہے تو اوسکا حکم وہی ہی جو کتاب مین ہی اور یہ سب
اُسوقت ہی کہ پہلے علم نہو اور اگر پہلے سے معلوم ہو کہ وہان بدعت ہی تو جانا ہی نچاہیے
کذا فی العینی فصل پہننے کے احکام کے بیان مین مردونکو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے
دیبج کا تانا بانا دونو ریشم ہون) مردونکو (حرام ہے) عورتونکو حرام نہین اور
ریشم کی گوٹ مقدار چار انگل کے مردون کو بھی حلال ہے ریشمی کپڑے کا تکیہ

فصل

یا بچھونا مردونکو درست ہی۔ جس کپڑیکا تانا ریشم کا ہو اور بانا روئی یا اون کا اس کا پہننا مردکو حلال ہے اور جسکا تانا سوت یا اون کا ہو اور بانا ریشم کا اسکا پہننا مردونکو صرف لڑائی مین حلال ہے۔ مردونکو چاندی کا زیور نہ پہننے کہ حرام ہی ہان اگر چاندی کی انگوٹھی اور پیٹی اور تلوار کا ساز ہو تو مضائقہ نہین۔ اور سوای پادشاہ اور قاضی کے اور لوگونکے حق مین افضل یہہ ہے کہ انگوٹھی نہ پہنین۔ اور پتھر اور لوہے اور پیتل اور سونے کی انگوٹھی پہننی حرام ہی نگینہ کے سوراخ مین سونے کی کیل لگانی اور دانتونکو چاندی کے تارون سے باندہنا درست ہی سونے کی تارون سی درست نہین۔ لڑکونکو سونا اور ریشمی کپڑا پہنانا مکروہ ہی۔ وضو کا پانی خشک کرنے کو رومال رکھنا یا ناک صاف کرنے کو کپڑا رکھنا یا بات کے یاد رکھنے کو انگلی مین دھاگا باندہنا مکروہ نہین **فصل** دیکھنے اور ہاتھ لگانیکے بیان مین۔ آزاد عورت جو اجنبی ہو مردکو اسکے چہرہ اور ہتھیلیون کے سوا اور کچھہ دیکھنا درست نہین اور جس مردکو دیکھے سی شہوت ہوتی ہو اوسکو چہرہ کا دیکھنا بھی نہچاہیے مگر حاکم اور گواہ اور نکاح کا پیام دینے والا (یعنے جو اُسعورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو وہ اگر چہرہ دیکھے تو مضائقہ نہین) اور طبیب کو بیماری کی جگہہ کا دیکھنا درست ہے۔ مرد کا تمام بدن سوا برہنگی (یعنے ناف سے زانو تک) کے مردکو دیکھنا جائز ہی اور عورت کا دیکھنا مرد اور عورت کو بھی ایسا ہی ہے (یعنے عورت دوسری عورت یا مرد کے تمام بدنکو سوا برہنگی کے دیکھہ سکتی ہی) مرد اپنی بیبی اور لونڈی کے مکان مخصوص کو دیکھہ سکتا ہی اور محرم عورت کے چہرہ اور سر اور سینہ اور پنڈلیون اور بازونکو دیکھہ سکتا ہے مگر پیٹھہ اور پیٹ اور رانونکو دیکھنا درست

فصل

نہین جن اعضا کو دیکہنا جائز ہے اونکو ہاتہہ لگانا بہی درست ہے۔ غیر کی لونڈی مثل
محرم عورت کے ہے (یعنے اوسکے سر اور بازو وغیرہ کا دیکہنا درست ہی) اور اگر اوسکے
خریدنے کا ارادہ ہو تو جن اعضا کو دیکہنا درست ہی اونکو ہاتہہ بہی لگا دے گو شہوت ہو
جب لونڈی بالغ ہو جاوے تو اوسکو صرف ایک تہہ بند باندہکر مردون کے سامنے نہ آنے
دین (بلکہ اوپر کوئی کپڑا ضرور ہونا چاہیے) اور خصی اور آلت کٹا ہوا اور ہیجڑا مرد ہین
شمار ہین (یعنے دیکہنے اور ہاتہہ لگانے مین جو مردونکو جائز ہے وہی اونکو بہی درست
ہے) عورت کا غلام مثل اجنبی مرد کے ہے (یعنے عورتکو اوس سے بہی پردہ ضرور ہے)
مرد کو اپنی لونڈی سے بدون اجازت اور بی بی سے اوسکی اجازت کے ساتہہ عزل
درست ہے (یعنے صحبت کیوقت انزال باہر کرنا لونڈی سے بلا اجازت اور بیبی سے بلا اجازت درست ہے)

فصل عورتکے رحم کو صاف کر لینے کے بیان مین۔ جس شخص کی ملک مین کوئی لونڈی
آوے تو اوسکو اوسکے ساتہہ صحبت کرنا اور ہاتہہ لگانا اور اوسکی شرمگاہ کو
شہوت سے دیکہنا درست نہین جبتک کہ اوسکو ایک حیض نہ آچکے۔ ایک شخص کے پاس
دو بہنین اوسکی لونڈیان ہین اور اوسنے دونونکا بوسہ شہوت سے لیا تو ایک سے بہی دونون مین
سے کسیکے ساتہہ صحبت کرنی یا لوازم صحبت کرنے (مثلاً مساس یا گلے چمٹانا حرام ہے)
جبتک کہ ایک کی شرمگاہ کو اپنے اوپر حرام نکر دے (یعنی جبتک ایک کو اپنی ملکیت سے
باہر نکر دے) مثلاً دوسرے کے ہاتہہ بیچے یا ہبہ کر دے یا کسیکے ساتہہ اوسکا نکاح کر دے
یا آزاد کر دے تب تک دوسری سے صحبت نکرے مرد کو مرد کا بوسہ لینا اور معانقہ کرنا
ایک تہہ باندہے ہوے مکروہ ہے اور اگر تہہ پر کرتہ بہی پہنے ہو تو درست ہے جیسے ہاتہہ ملانا جائز ہے

فصل بیع اور غلہ بہرنے اور احارہ و دیگر دکے بیان مین۔ آدمی کے پاخانہ کا

بیچنا مکروہ ہے مگر گوبرا اور لید کی بیع مکروہ نہین - اگر بکر نے عمرو سے کہا کہ یہہ لونڈی
زید کی ہے اور اوسنے اوسکے بیچنے کے لئے مجھے وکیل کیا ہی تو عمرو کو اوسکا خرید نا جائز
ہے گواہونکی گواہی پر خرید کو موقوف نرکھے (گر وکالت ثابت ہو تو خرید کرے) اگر زید
کا قرضہ عمرو کے ذمہ ہی اور دونو مسلمان ہین اور عمرو نے شراب بیچکر وہ قرضہ ادا
کیا تو زید کو شراب کا دام قرضہ مین لینا مکروہ ہی اور اگر عمرو کافر ہے تو شراب بیچکر
اگر قرضہ ادا کرے تو زید کو وہ دام لینے مکروہ نہین آدمی کی غذا مثل گیہون وغیرہ
کے اور جانورونکی غذا مثل بھس وغیرہ کے گرانی کی نیت سے ایسے شہر مین بند کر رکہنا
مکروہ ہے جہان بند کر رکہنے سے لوگونکو تکلیف ہو لیکن اپنی زمین کا غلہ بند کر رکہنا یا دوسرے
شہر سے تجارت کے لئے لاکر روک رکہنا مکروہ نہین - حاکم اپنی طرف سے نرخ مقرر نکرے مگر
جس صورت مین کہ غلہ فروش نہایت گران کر دین (اسوقت نرخ مقرر کرنا درست ہے)
شراب بنانیوالے ہاتھ شیرہ بیچنا جائز ہی اور نواح شہر مین گہر کا کرایہ دینا کہ کرایہ دار اوسمین
آگ کو پوجے یا یہودی خواہ نصرانی اوسکو اپنی عبادت گاہ مقرر کرین یا اسمین شراب
بیچا کرے درست ہی اور نواح شہر کی قید اسلئے ہی کہ خاص شہر کے اندر یہ امور ہونے بادشاہ
کیطرف سے ممنوع ہونے چاہئیں اسلئے یہ باتین شہر کی باہر ہی ہونگے تو اتکے لئے وہان مکان
کرایہ دینا جائز ہے ذمی کی مزدوری کرنی شراب اوٹھانیکے لئے جائز ہی اور صاحبین
کے نزدیک مکروہ ہی شہر مکہ کے مکانونکی عمارت اور زمین کا بیچنا اور قرآن مجید مین
آیتون پر نشان (عشر) آیت کا کرنا اور اوسکے حروف پر نقطے اور اعراب لگانی
اور سونے چاندی سے اوسکو مزین کرنا اور ذمی کا مسجد کے اندر آنا اور ذمی کی بیمار پرسی
کرنی اور پچھوا پینکو بہیا کرنا اور گدہون کو گھوڑیون پر چھوڑ کر نسل کے لئے کروانا اور زر دون

امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک ان امور کے لئے کرایہ دینا ناجائز ہی اسلئے کہ گناہ پر مدد ہی

غلام تاجر کا ہدیہ قبول کرنا اور اوسکی ضیافت ماننی اور اُس سے سواری کا جانور مانگ لینا یہہ سب باتین جائز ہین۔ اور اگر غلام ماذون کسیکو کپڑا پہننے کو دے یا ہدیہ مین روپیہ اشرفی بھیجے تو مکروہ ہی۔ خصیے نکلے ہوئے آدمی کو زنانہ مکانین آنے دینا اور یون دعا مانگنی کہ الٰہی عرش پر اپنی عزت کے انعقاد کی جگہہ کے طفیل سے یہہ کام کردے یا یون دعا کرنا کہ الٰہی بحق فلان یہہ کام کردے مکروہ ہے۔ شطرنج کھیلنا اور گٹون سے کھیلنا اور سے تمام کھیل مکروہ ہین۔ اور غلامی کا نشان مثل لوہی کے طوق وغیرہ کے غلام کے گلے مین ڈالنا مکروہ ہی مگر اوسکو قید کرنا درست ہی۔ دوا کے لئے حقنہ کرنا۔ اور قاضی کا روزینہ بیت المال مین سے مقرر کرنا۔ اور لونڈی اور ام ولد کو بدون محرم سفر کرنا۔ جو چیزین بچہ کے لئے ضروری ہون اونکو اوسکے چچا خواہ مان کا مول لینا یا بیچنا ان جائز ہے اسیطرح جو شخص کوئی بچہ پڑا ہوا پاوے وہ بھی بچہ کی ضروریات کی بیع و شرا کرسکتا ہے۔ بچہ کو کسی کا مزدور کرانا یا نوکر رکھنا صرف مان کو جائز ہے اور دوسرے کو اختیار نہین۔

کتاب احیاء الموات

اسمین ویران زمین کے زراعت کرنے کا بیان ہے۔ موات اُس زمین کو کہتے ہین جسمین کھیتی پانی کے نہونے یا پانی کی کثرت کے باعث نہو سکے اور وہ زمین بستی سے دور ہو کہ چلانے کی آواز وہان سے بستی مین نہ پہونچے اور کسیکی ملک نہو جب ایسی زمین کو اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے آباد کرے (یعنے کھیتی کے قابل کرے) تو وہ زمین اوسیکی ہوجاتی ہے۔ اگر موات زمین کے گرد کوئی پتھرونکی مینڈہ باندہ دی یا اور کوئی نشان مقرر کردی تو اوس سے اُسکا مالک نہوگا اور آبادی کے قریب کی زمین کا زراعت

کے قابل کرنا جائز نہیں (یعنے زراعت کے قابل کرنیسے اُسکا مالک نہوگا) ویران زمین
مین اگر کوئی شخص کنوان کہودوائی تو کنوئین کے سب طرفسے ۴۰ گز اسکا حق ہوگا اور چشمہ
(یعنے تالاب وغیرہ) کا گرد چہار طرف ۵۰۰ گز ہوگا) پس اگر کوئی شخص کنوئین کے گرد
۴۰ گز کے اندر اور چشمہ کے گرد ۵۰۰ گز کے اندر دوسرا کنوان (یا چشمہ) بنایا چاہے تو
اُسکو بنانے نہ دینگے - نہر کا گردہ اُسقدر ہوتا ہے جو اوسکے مناسب ہو - دریا مرا ورد
زمین اگر ایسی ہو کہ پہر وہان دریا نہ آویگا تو اُسکا حکم موات کا ہے اور اگر احتمال دریا کے
پہر آنیکا ہو تو موات نہین اگر موات زمین مین کوئی نہر کہود دے تو اُسکا گردہ کچھہ نہوگا (
صرف کنارونکی مٹی جس جگہہ پڑی ہے وہی اُسکا حق ہے اور کچھہ نہین) **فصل پانی
کے گھاٹ کے مسائل مین** گھاٹ مین سے کہیتی اور جانورون
لئے حصہ اور باری ہونیکا نام شرب ہے - بڑی نہرین مثلاً دجلہ اور فرات اور گنگا جمنا کسی
ملک نہین اُنسے اپنی زمین کو پانی دینا اور وضو کرنا اور پینا اور اونپر پن چکی قائم کر
اور اونمین سے نہر کہود کر اپنی زمین مین لانی بشرطیکہ عام لوگونکا ضرر نہو ہر شخص کو جائز
ہے اور جو نہرین کہ کسیکی ملک ہون اونسے اور کنوؤن اور حوضون سے ہر شخص کو ا
پینے اور اپنے جانورونکو پانی پلانیکا اختیار ہے مگر زمین کو سینچنے کا اختیار نہین اونٹ
بیلون کی کثرت سے نہر کے خراب ہونے کا خوف ہو تو اونکو پانی پلانے سے مالک منع کر
سکتا ہے - اور پانی جو مٹکے وغیرہ مین رکہا ہوا ہو اوسکو بدون اجازت مالک کے ریت
مین لانا درست نہین - اور چھوٹی نہرون کا صاف کرنا جو کسیکی ملک نہون بیت المال سے
سے چاہیئے اور اگر بیت المال مین خرچ صفائی کا نہو تو لوگون سے اوسکے لئے بزور لگانی
چاہیے - اور جو نہر کسیکی ملک ہو اوسکی صفائی اوسکے ذمہ لازم ہے اگر مالک انکار کرے تو ایسی
اور زور

فصل پانی کے گھاٹ کے مسائل مین

تو بزور اُس سے معاف کرای جاویگا اور مشترک نہر کے کوڑے وغیرہ نکالنے کا خرچ شریکون
کے ذمہ ہے نہر کے اوپر کیجانب سے (یعنے شروع منبع کیطرف سے) ہوگا پس جس شریک
کی زمین سے نہر آگے بڑہجاویگی وہ صفائی کے خرچ سے بری ہوجاویگا۔ اور جو آدمی اور
جانور ایسی نہر و زمین سے پانی پیتے ہون اونپر اوسکا صاف کرنا لازم نہین گہاٹ پر سے
پانی لینے کا دعوی کرنا بدون زمین کی ملکیت کے بہی درست ہے کچھ لوگون مین ایک نہر
مشترک ہو اور وہ اوس سے پانی لینے مین جہگڑا کرین تو نہر انکو زمین ہر ایک شریک
کا حصہ اتنا ہوگا جتنی اوسکی زمین ہے اور وہ مشترک رہیگی اشریکونمین سے کسیکو
اختیار نہوگا کہ نہر مشترک مین سے دوسری نہر اپنی زمین مین کہود لاوے یا اوسپر پنچکی
لگاوے یا رہٹ یا چرخہ سے پانی لیوے یا اوسپر پل باندہے یا نہر کے دہانہ کو چوڑا کرے
پانی کی تقسیم دنونکے اعتبار سے کرے اور پہلے قلابون کے اعتبار سے ہو چکی ہو یا
اپنے حصہ کا پانی اس نہر کا اپنی دوسری زمین مین لیجاوے جسکا پانی دینا اس نہر مین
سے نہوتا ہو (اور یہ امور اگر) شرکا کی (رضامندی سے کرے تو مضائقہ نہین) بدون
رضامندی کسیکو اختیار انکا حاصل نہین) پانی دینے کا حق میراث مین وارثکو پہنچ
سکتا ہے اور بعینہ اُس سے نفع لینے کی وصیت دوسرے کو کردینی (کہ میرے بعد تو کام مین
لائیو) درست ہے مگر اوس حق کا بیچنا اور ہبہ کرنا درست نہین اگر ایک شخص نے اپنے کہیت
کو پانی سے بہرا اور اوس سے اوسکے ہمسایہ کی زمین کو ضرر پہونچا یا ڈوب گئی تو اوسپر
اوس زمین کا کچھ تاوان دینا نہ آویگا۔

کتاب الاشربۃ

شرابون کا ذکر ہے شراب شریعت مین اس چیز کا نام ہے جو نشہ کرے بسیار

کوزے اور مُزفّت اور نقیر مین نبیذ بنانا یعنے پھلون وغیرہ کا پانی ان برتنون مین رکھنا حلال ہے شروع اسلام مین ان برتنون مین نبیذ بنانا حرام ہوگیا تہا اسلئے کہ یہہ برتن شراب کے ہوتے تھے بعد اسکی حرمت منسوخ ہوگئی کہ برتن کی جہت سے حرام نہین بلکہ حرمت نشّے کا سبب ہے۔ اگر شراب خود بخود سرکہ ہوگئی یا کچھہ ڈالکر اوسکو سرکہ بنا لیا تو اوسکا کہانا جائز ہی شراب کی تلچھٹ کا پینا اور اوسمین تر کرکے کنگھی کرنی جیسے بعض عورتونکی عادت ہی مکروہ ہی اور جو شخص تلچھٹ پیوے اوسپر حد نماری جاوے جبتک کہ مست نہووے

کتاب الصید

اسمین شکار کرنیکے مسئلے ہین۔ شکار کرنا سکھائے ہوے کتّے اور چیتے اور باز اور سب سکھائے ہوے شکاری جانورون سے حلال ہی۔ شکار کرنے مین تین باتین ضروری ہین اول تو جانور شکاری کی تعلیم اور کتّے کا تعلیم یافتہ ہونا یہہ ہے کہ شکار کو پکڑکے خود نہ کہانے لگے جب تین بار ایسا کرے تو وہ تعلیم یافتہ ہوگیا اور باز کی تعلیم یہہ ہی کہ بلانے سے پھر آوے دوسری بات یہہ ہی کہ جب شکار پر جانور چھوڑا جاے اوسوقت بسم اللہ کہکر چھوڑے تیسرے یہہ کہ شکاری جانور کسی جگہہ مین زخم کردے۔ اگر شکار پکڑکر باز خود کہانے لگے تو اُس شکار کو کہانا جائز ہی اور اگر کتا یا چیتا کہانے لگے تو اُسکا کہانا درست نہین اگر شکار کھیلنے والا شکار کو زندہ پاوے تو اوسکو ذبح کرے اگر زندہ پانیکی صورت مین ذبح نکریگا تو وہ شکار حرام ہوجاویگا اور یہی حال ہی اگر کتا شکار پر زخم نہ لگاوے بلکہ گلا گہوٹ کر مار ڈالے یا شکاری کتّے کے ساتہہ بدون تعلیم کیا ہوا کتا یا کسی کافر کتابی کا کتا یا ایسا کتا جسکے چھوڑتے وقت شکاری نے قصداً بسم اللہ نکہی ہو شکار مارنے مین شریک ہوگیا ہو تو شکار حرام ہوجاویگا۔ اگر ایک مسلمان نے اپنا کتا شکار پر چھوڑا ۔۔

اُسکو کسی مجوسی نے ہکارا اور کتے نے ہکار پر تیز ہوکر شکار مارا تو شکار حلال ہوگا اور اگر کتے
کو مجوسی نے چھوڑا اور مسلمان نے ہکارا اور کتے نے ہکار سے تیز ہوکر شکار مار لیا تو یہ شکار
حرام ہوگا۔ اور اگر کتے کو کسی نے نہین چھوڑا تھا بلکہ وہ آپ ہی شکار پر چلا تھا پھر اوسکو
کسی مسلمان نے ہکار دیا اور اوسنے چستی کر کے شکار مارا تو یہ شکار حلال ہوگا۔ اگر مسلمان
بسم اللہ کہکر شکار کے تیر مارے اور تیر سے وہ شکار زخمی ہو جاوے تو اسکا کھانا درست ہوگا
اور اگر شکار کو زندہ پاوے تو ذبح کرے اور باوجود زندہ ملنے کے اگر ذبح نکرے گا تو حرام
ہو جاویگا۔ اگر شکار کے تیر لگا اور تیر کھا کر وہ غائب ہوگیا اور شکاری اوسکو ڈھونڈھتا
رہا پھر زخمی مرا ہوا ملا تو حلال ہے اور اگر تیر مارنیکے بعد شکاری فوراً اسکی جستجو نکی اور بیٹھ
رہا اور پھر وہ شکار مردہ پایا تو حلال نہوگا۔ اگر شکار کے تیر لگا اور وہ پانی مین گر گیا
یا کسی چھت پر یا پہاڑ پر گرا پھر وہان سے زمین پر گر کر مر گیا تو وہ حرام ہوگا اور اگر اول
ہی زمین پر گر کر مر جاویگا تو حلال رہیگا۔ اگر تیر کو لکڑی کیطرح مارا اور شکار مر گیا یا غلّے
اور گولی سے شکار مارا تو وہ حرام ہوگا۔ اگر شکار کے تیر مارا اور اُس سے کوئی عضو اسکا
جدا ہو گیا تو شکار کھایا جاویگا اور وہ عضو نہین کھایا جاویگا اور اگر شکار کو دو ٹکڑے
اسطرح کیا کہ تہائی سر کیطرف اور دو تہائی دھڑ کیطرف ہون تو سارا شکار کھایا جاوے گا
مثلاً اگر ہرن کو تلوار سے مارا اور اوسکے ایسے دو ٹکڑے ہوگئے کہ تہائی سر کیجانب رہی تو
سبکا کھانا درست ہے اور اگر ٹکڑے ایسے ہون کہ سر کیجانب آدھی سے زیادہ ہے اور چوتڑون
کیطرف کم رہی تو اسصورت مین چوتڑون کیطرف کا حصہ نہ کھایا جاویگا اور مجوسی اور بت
پرست اور مرتد کا مارا ہوا شکار حرام ہے اسلئے کہ انکا ذبیحہ درست نہین۔ اگر زید نے شکار
کے تیر مارا مگر وہ سست نہوا پھر اوسکے عمرو نے تیر مارا اور شکار مر گیا تو وہ شکار عمرو کا

ہوگا اور اوسکا کہانا حلال ہوگا اور اگر زید کے تیر سے شکار ڈہیلا پڑ گیا تہا اور پہر عمرو کے تیر سے مر گیا تو شکار زید کا ہوگا اور اوسکا کہانا حرام ہوگا اسلئے کہ جب شکار مضمحل ہوگیا تہا تو چاہیئے تہا کہ اوسکو ذبح کرتا چونکہ مار ڈالا اسلئے حرام ہوگیا) اور عمرو اوس شکار کے دام زید کو دیوے مگر اوسکی قیمت مین سے اوسقدر دام مجرا کرے جو زید کے تیر کے زخم سے اوسمین نقصان ہوا ہو شکار کرنا سب جانورون کا درست ہے خواہ گوشت انکا کہایا جاتا ہو یا نہو اسلئے کہ جنکے گوشت سے نفع نہین اونکی ہڈی اور چمڑے سے نفع ہوسکتا ہے۔

کتاب الرہن

اسمین گرو کرنے اور رکہنے کا بیان ہی کسی حق کے عوض مین مثل قرض وغیرہ کی ایسی چیز کو روک رکہنیکو رہن کہتے ہین جس سی روکنیوالا اپنا حق وصول کر سکے اس سے یہ نکلا کہ حدود وقصاص کی عوض اگر گرو کیا تو درست نہوگا اسلئے کہ گرو کی چیز سی حدود وقصاص کا ملنا ممکن نہین گرو کرنے والیکو راہن کہتے ہین اور جو گرو رکہتا ہی اوسکو مرتہن بولتے ہین اور گرو کی چیز کو مرہون) یہہ معاملہ ایجاب وقبول اور رہن کی چیز پر مرتہن کے قابض ہونے سے لازم ہوجاتا ہے مگر مرہون چیز تقسیم کی ہوئی اور راہن کے تصرف اور ملک سی خالی چاہئے اگر راہن نے مرہون چیز کو اپنی ملک وتصرف سی خالی کرکے مرتہن کے سامنے کر دیا اسطرح کہ وہ اوسکو لیسکے یا بائع نے بیع کو مشتری کے سامنے اسیطرح رکہدیا تو یہ صورت قبضہ کرنے مین داخل ہی راہن کو اختیار ہی کہ اگر مرتہن نے شی مرہونہ پر قبضہ نکیا ہو تو اپنے عقد رہن سے رجوع کرے یعنے اپنی چیز ہٹالے اور گرو نرکہے اور مرہون چیز اگر مرتہن کے پاس جاتی رہے تو اوسکی قیمت اور قرض کی راہن مین سے جونسا کم ہوگا وہ جاتا رہا اور مرتہن کو دینا

آویگا یعنے اگر قرض کی مقدار کم ہوگی تو وہ دینی آویگی اور اگر اوس شے کی قیمت کم ہووے
تو اوتنی ہی دینی آویگی) اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس صورتمین کہ مرہون چیز ہلاک ہو
اور اوسکی قیمت اور راہن کے ذمہ جو قرضہ مرتہن کا چاہیے دونو کی تعداد برابر ہو تو
اسصورتمین مرتہن اپنا روپیہ بھر چکا (کہ جتنا اسکا راہن کے ذمہ تھا اوتنا ہی راہن کی چیز
کا اوسکے ذمہ ہوگیا) اور اگر مرہون چیز کی قیمت قرض ذمگی راہن سے زیادہ ہو تب بھی
اپنا حق پاچکا اور جسقدر قرض سی زیادہ کی چیز وہ تھی وہ زیادتی مرتہن کے پاس امانت
ہو (یعنے اُسکا تاوان کچھہ ندینا ہوگا) اور اگر قرض راہن کے ذمہ زیادہ ہو اور مرہون
کی قیمت کم تو اسصورتمین مقدار قیمت مرہون کی تو مرتہن گو پاچکا مگر باقی قرضہ راہن سے
وصول کریگا مرتہن کو اختیار ہی کہ بعد رہن کے راہن سے اپنے قرضہ کا تقاضا کرے اور
قرضہ کی بابت اوسکو قید کرے (غرضکہ رہن کر دینے سے یہہ نہین ہوتا کہ قرضخواہ مانگنا
اور مواخذہ چھوڑدے) رہن کے چھڑانے مین مرتہن کو حکم ہوگا کہ مرہون چیز حاضر
کرے پھر راہن کو حکم ہوگا کہ قرضہ اسکا اول اداکردے (پھر اپنی چیز لیلے) اور جبکہ
مرہون چیز مرتہن کے پاس ہو اوسکو اختیار ہے کہ راہن کو اوسکے بیچنے سے روکدے جبتک
کہ اپنا قرض راہن سے نہ بھرلے اور جب قرضہ وصول کرچکے تو مرہون کو اوسکے حوالہ کردے
مرتہن کو مرہون چیز سے فائدہ لینا یعنی اگر غلام وغیرہ ہو تو اوس سے کام لینا اور
مکان وغیرہ ہو تو اوسمین رہنا اور کپڑا ہو تو اوسکو پہننا یا مرہون چیز کو مزدوری پر
چلانا یا مانگے دینا درست نہین مرہون چیز کی حفاظت مرتہن اپنے آپ کرے یا اُسکی
بی بی یا خواہ لڑکا خواہ خادم جو اوسکے متعلق ہو (یعنے خوراک پوشاک وغیرہ اوسکے
ذمہ ہو) کرے اگر انکے سوا کسی اور سے حفاظت کراویگا یا کسیکو بطور امانت دیدیگا

یا اوسیطرحکی زیادتی مرہون چیز پر کریگا اور وہ تلف ہو جاویگی تو مرتہن کو اوسکی قیمت دینی آویگی۔ جس گھر مین مرتہن چیز کی حفاظت کرے اوسکا کرایہ اور محافظ کی تنخواہ مرتہن کے ذمہ ہی اور مرہون چیز کے چرانیوالے کی اجرت اور اوسکے کھانے پینے کا دام اور اگر زمین خراجی ہو اوسکا خراج راہن کے ذمہ ہوگا ✦

باب اُن چیزونکے بیانمین جنکا رہن کرنا اور جنکے عوض رہن کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ غیر معین چیز کا بدون تقسیم رہن کرنا (مثلاً یون کہنا کہ اس گھر کا نصف یا تہائی گرو کرتا ہون بدون تقسیم کے) درست نہین اسیطرح پہلونکا گرو کرنا بدون درخت کے اور کہیتی کا رہن کرنا بدون زمین کے اور زمین مین لگے درخت کو بدون زمین کے گرو کرنا اور آزاد اور مدبر اور مکاتب اور ام ولد کو رہن کرنا درست نہین اور امانت کے عوض مین کوئی چیز امین کی گرو رکھنی یا اس خوف سے کہ مبیع کسی اور کی نہ نکل آوے کوئی چیز بائع کی گرو لینی یا مشتری نے ابھی مبیع پر قبضہ نہین کیا تو بائع سے اوسکی عوض کوئی چیز گرو کرنی درست نہین رہن رکہنا اس قرض کے عوض مین مصارف جو واجب الادا ہو گو اوسکے ادا کا وعدہ دوسرے وقت پر ہو اور اگر رب المال مضارب سے رأس المال کی عوض کوئی چیز رہن رکھلے تو درست ہی۔ اگر بیع صرف مین قیمت کے عوض کوئی چیز گرو رکھلے یا بیع سلم مین جس چیز مین سلم کی ہے اوسکی قیمت کے بدلہ مین کوئی چیز گرو رکھے تو جائز ہی پس اگر ان صورتون مین مرہون چیز ہلاک ہو جاوے تو مرتہن اپنا حق لے چکا اب راہن سے کچھ نہ پاویگا) باپ کو اختیار ہی کہ اپنے ذمہ کے قرضہ مین اپنی نابالغ لڑکے کے غلام کو رہن رکھلے۔ چاندی سونے کو رہن رکہنا اور کیلی چیزون کو (مثل گیہون اور جو وغیرہ کے) اور

وزن کی چیزون کو (مثل تانبے اور لوہے کے) گرو رکھنا درست ہی۔ اگر ایک جنس کو اوسیکے عوض رہن رکھا اور مرہون چیز جاتی رہی تو اوسیقدر قرض مین مجرا ہوجاویگی اور کھرے کھوٹے کا اسمین اعتبار نہوگا (یعنے مرہون چیز اور جسکے عوض رہن ہوا ہی اگر دونو ایک جنس ہون تو کھرے کھوٹے ہونیکا فرق دونومین نکرنا چاہیے) اگر ایک شخص نے اپنا غلام فروخت کیا اس شرط پر کہ مشتری ثمن کے بدلہ مین ایک معین چیز بائع کے پاس رہن کردے پھر مشتری نے اس چیز کے گرو رکھنے سے انکار کردیا تو اب مشتری پر زور نکیا جاویگا (کہ خواہی نخواہی گرو کردے) مگر بائع کو اختیار ہی کہ اگر مشتری ثمن نقد ادا نکرے یا اُس شے کی قیمت جسکو رہن کرنا مشروط کیا تھا رہن کے اعتبار سے ندیوے تو بیع کو توڑ ڈالے۔ اگر کوی مشتری بائع سے کہے کہ جبتک مین دام دون تم اس کپڑے کو رکھہ لو تو وہ کپڑا رہن ہوجاویگا اگوزبانسے لفظ صریح رہن کا نکلا ہو) اگر دو غلامونکو ایک ساتھ ہزار کے عوض مین گرو کیا ہو تو یہہ نہین ہوسکتا کہ راہن اونمین سے ایک حصہ کا روپیہ ادا کرکے اوسکو پھیرلے جیسے یہہ نہین درست ہی کہ مشتری ثمن مین سے اسیقدر ادا کرکے حصہ رسد مبیع کو لیلے۔ اگر ایک شی معین کو دو شخصون کے پاس رہن رکھا تو درست ہی مگر تلف ہونیکی صورت مین تاوان دونو پر بقدر حصہ ہر ایک کے قرضکے ہوگا پس اگر راہن نے دونومین سے ایک کا قرض ادا کردیا تو وہ چیز دوسرے کے پاس رہن رہیگی جسکا قرض ادا نہین کیا ہی (زید اور عمر دونو بکر کے غلام کے مدعی ہین یعنے ہر ایک اوس سے یہہ کہتا ہی کہ اس غلام کو تونے میرے پاس گرو رکھا تھا اور مین نے اوسپر قبضہ کرلیا تھا اب تو نکال لایا ہی) اور دونو نے اپنے دعوے کے گواہ گذرانے تو دونو کے گواہ باطل ہونگے

(بلکہ پر کسیکا دعویٰ ثابت نہوگا) اگر راہن دو مرتہنون کے قبضہ مین غلام چھوڑکر مر جاوے
اور دونو مرتہن گواہ بموجب بیان سابق گذرانین (یعنے ہر ایک یہی ثابت کرے کہ
میت نے میرے پاس گرو رکھا ہے) تو اسصورت مین وہ غلام دونو کے پاس اُن دونو کے
حق کے عوض مین آدہا آدہا رہن رہیگا +

باب مرہون چیز کو قرضخواہ کے سوا کسی اور معتبر آدمی کے پاس رکھنے کے بیان
مین - اگر راہن اور مرتہن مرہون چیز کو کسی دوسرے معتبر کے پاس رکھدین تو درست
ہے اور دونو مین سے کسیکو اوسکے لے لینے کا اختیار نہوگا اور اگر وہ چیز جاتی
رہیگی تو تاوان مرتہن پر ہوگا (یعنے اُسکا قرضہ راہن کے ذمہ سے ساقط ہوجاوے گا)
اگر راہن قرضہ کی میعاد پوری ہونے پر مرتہن یا اُس معتبر شخص کو یا کسی اور کو مرہون
چیز کے فروخت کرنیکا وکیل کردے تو درست ہی اور اگر رہن کرنے وقت یہہ وکالت
ٹھہ گئی ہو تو وکیل مذکور راہن کے موقوف کرنے سے اور اوسکے مرنے سے اور مرتہن
کے مرجانے سے معزول نہوگا (بلکہ اُسکی وکالت بدستور قائم رہیگی) وکیل کو مرہون چیز
کا بیچنا راہن کے وارثون کے پیٹھ پیچھے درست ہے - اگر وکیل مرجاوی تو اوسکی وکالت
باطل ہوجاویگی - راہن اور مرتہن مین سے کسیکو مرہون چیز کے بیچنے کا اختیار بدون
دوسرے کی رضامندی کے حاصل نہین - اگر مدت وعدہ کی پوری ہوجاوی اور
راہن موجود نہو تو اوسکے وکیل پر شے مذکور کے فروخت کرنیکے لئے جبر کیا جاویگا جیسے
جوابدہی کے وکیل کا حال ہی کہ اگر موکل جوابدہی نکرے اور غائب ہوجاوی تو وکیل سے
مقدمہ کی جوابدہی بزور کرائی جاویگی - اگر معتبر شخص نے اُس شے کو بیچکر مرتہن کو اوسکا
دام دیدیا اب وہ مرہون چیز کسی اور کی نکلی اور معتبر شخص سے اُسکا تاوان لیا گیا تو وہ

مرہون چیز کی قیمت یا راہن سے بدلے یا مرتہن سے وہ دام وصول کرے جو اُس سے مستحق کو دلوائے گئے ہوں۔ اگر غلام یا گھوڑا مرہون مرتہن کے یہان مرجاوے اور وہ کسی دوسری کا نکلے اور مالک راہن سے اسکی قیمت بھرے تو اب یہ مرہون مرتہن کے دین کے عوض مریگا (یعنے مرتہن کو اب راہن سے کچھ نہ ملیگا) اور اگر مالک مرتہن سے مرہون کا دام وصول کرے تو مرتہن یہ دام جو مالک کو دئے اور اپنا قرضہ راہن سے لیوے اسلئے کہ قرضہ ابھی ادا نہین ہوا ہے۔

باب مرہون کے اندر تصرف کرنے اور اُسمین نقصان ڈالنے اور مرہون کے دوسرونکا نقصان کر دینے کے بیانمین اگر راہن نے مرہون کو بیچ ڈالا تو یہ بیع مرتہن کی اجازت پر ملتوی رہیگی خواہ مرتہن کے قرض کے ادا کر دینے پر موقوف رہیگی (یعنے اگر مرتہن اس بیع کی اجازت دیدے یا راہن مرتہن کا قرض ادا کر دے تو بیع جاری ہو جاویگی) اگر راہن نے غلام مرہون کو آزاد کر دیا تو آزاد ہو جاویگا لیکن اگر قرضہ کی میعاد نہین ہے تو راہن سے مرتہن کے قرضہ کا مواخذہ کیا جاویگا اور اگر قرضہ کی میعادی ہے تو راہن سے غلام مذکور کی قیمت لیکر مرتہن کے پاس غلام کے عوض رکھدیجاویگی اور اگر راہن مفلس ہوگا کہ غلام کی قیمت نہین دے سکتا تو غلام مذکور اپنی قیمت یا مرتہن کا قرض دونون مین سے جونسا کم ہو مرتہن کو کما دے اور جو کچھ مرتہن کو دیوے اپنے مالک یعنے راہن سے لیوے (جسکی عوض مرتہن کو دیا تھا) اور اگر راہن مرہون چیز کو تلف کر دے یا مار ڈالے تو اوسکا حکم مثل آزاد کرنیکے ہے۔ اگر مرہون کو کسی اجنبی شخص نے تلف کر دیا تو مرتہن اُسکی قیمت اجنبی سے وصول کرے اور یہ قیمت مرتہن کے پاس رہن رہیگی اگر مرتہن مرہون چیز راہن کو مانگے دے تو اوسکے تاوان سے بری ہو جاویگا یعنے اگر وہ چیز ہلاک ہو جاویگی تو

باب مرہون مین تصرف اور نقصان کے ذکر مین

مفت مین راہن کی جاویگی ہان اگر راہن پہر مرتہن کو دیدی تو مرتہن پیتا وان پہر آدیگا
۔ اگر راہن یا مرتہن نے ایکدوسری کی اجازت سی مرہون چیز کسیکو مانگی دی تو اسکا تاوان
مرتہن کے ذمہ نرہیگا اور دونوںین سے ہرایک کو اختیار ہے کہ مانگنے والے سی اُسکو واپس
لیکر بدستور گرو رکھے اگر رہن کے لئی کسی سی کپڑا مانگے تو درست ہی لیکن اگر مالک مقدار
اور جنس اور شہر کو معین کر دی (مثلا کہدی کہ اس کپڑے کو دس روپیہ یا دس من
گیہون کے عوض یا فلان شہر مین رہن رکہنا) اور راہن مالک کے کہنے کے بموجب
نکرے تو مالک کو اختیار رہے چاہی اپنے کپڑے کے دام راہن سے لیوی خواہ مرتہن سے
اور اگر راہن مالک کے کہنے کے بموجب کرے اور وہ کپڑا مرتہن کے پاس سے جاتا رہے
تو مرتہن تو اپنا دین بھرپا دیگا اور راہن پہ واجب ہوگا کہ جسقدر دین مرتہن کا اوسکے
ذمہ سی ساقط ہوا ہی اوسقدر حوالہ مالک کے کرے اور اگر مالک اپنا کپڑا مرتہن سے طلب
کرے اور راہن مرتہن کا قرض ادا کرچکا ہو تو مرتہن اوسکے دینے مین تامل نکرے۔ راہن
اور مرتہن اگر مرہون چیز کا نقصان کردین تو اُسکا تاوان دینا ہوگا (یعنی اگر راہن اوسکو
تلف کردیگا تو اُسکی جگہہ اور چیز رہن رکہنی پڑیگی یا مرتہن کا قرض ادا کرنا ہوگا اور اگر مرتہن
اوسکو تلف کریگا تو اُسکا دین ساقط ہو جاویگا) مرہون چیز اگر راہن خواہ مرتہن کا کچھ
نقصان کردی یا اونکے مال کو بگاڑدی تو کچھ تاوان نہوگا۔ اگر ہزار روپیہ کا غلام
ہزار روپیہ کے عوض رہن رکہا اور روپیون کے ادا کا مدت پر وعدہ تھا اس اثنا مین
غلام کی قیمت کم ہوکر سو روپیہ رہگئی اب اس غلام کو کسی نے مارڈالا اور قاتل کو سو
روپیہ تاوان دینی آئی اور مرتہن کے قرضہ کی میعاد پوری ہوگئی تو مرتہن سو روپیہ
قاتل سے اپنے حق مین وصول کرے اور راہن سے کچھ نپاویگا اور اگر مرتہن راہن کی

اجازت سے اسکو سو روپیہ کو بیچ دے تو روپیہ مشتری سے لیوے اور نوسو راہن سے طلب کرے
اور اگر غلام مذکور کو کوئی دوسرا غلام مار ڈالے جسکی قیمت سو روپیہ کی ہو اور غلام قاتل
مقتول کی عوضمین مرتہن کو ملجاوے تو راہن اُس غلام کو تمام قرضہ کی عوضمین چھوڑا دے۔
(یعنی جتنا قرض اوسکے ذمہ ہو سب مرتہن کو دیکر فک رہن کرے) اگر راہن مرجاوے تو اوسکا وصی رہن
کو بیچکر مرتہن کا قرضہ ادا کرے اور اگر اُسکا وصی کوئی نہو تو قاضی ایک وصی مقرر کردے اور اسکو مرہون
کے بیچنے کا حکم کرے **فصل** دس روپیہ کا شیرہ انگور دس روپیہ کے عوض مین رہن رکھا
پھر وہ شیرہ شراب بنکر سرکہ ہو گیا اور اس سرکہ کے دام بھی دس روپیہ ہین تو یہہ
سرکہ شیرہ کی عوض رہن رہیگا۔ اور اگر دس روپیہ کی بکری دس روپیہ کے عوض گرو رکھی اور
وہ مرگئی اور اُسکی کھال کو پکالیا اور کھال ایک روپیہ کی ہوی تو یہ کھال مرتہن کے پاس ایک روپیہ
کی عوض رہن رہیگی اور باقی نو روپیہ راہن کے ذمہ قرض رہین گے مرہون مین جو کچھہ
بڑہے مثلا لونڈی مرہونہ بچہ جنے اور درخت مرہون پر پھل لگے یا دودہ کا جانور
دودہ دے یا اُسکی اون اُترے یہہ سب راہن کا ہوگا اور اصل کے ساتھہ گرو رہے گا
اور اگر یہ زیادہ ہوی چیز جاتی رہیگی تو مفت جاویگی (یعنے اوسکے مقابل مین
کچھہ قرض مرتہن کا ساقط نہوگا) اور اگر اصل جاتی رہی اور زیادتی بچ رہے تو راہن
اوسکے موافق دام حصہ رسد دیکر چھوڑالے اسطرح کہ اصل رہن کے وہ دام لگادے
جو مرتہن کے قبضہ کرنیکے دن تھے اور زیادتی کے وہ دام جو فک رہن کے روز
ہون اور ان دونو کے مجموع پر مرتہن کے قرضہ کو پھیلادے پھر جسقدر اصل رہن کے
مقابل پڑے وہ تو اوسکے ذمہ سے ساقط ہوگا اور جسقدر زیادتی کے مقابل پڑے
اوسقدر مرتہن کو دیکر اوسکو چھوڑالے۔ مرہون چیز کا زیادہ کرنا درست ہے مگر اوسکے

عوض کے قرض کا بڑہانا درست نہین یعنے اگر ایک کپڑے کو دس روپیہ کے عوض
رہن کیا ہی تو ہو سکتا ہی کہ اوسکے ساتھ دوسرا کپڑا او شامل کر دی یہ نہین ہو سکتا
کہ اُسی کپڑے کو رہن رہنے دی اور دس کی جگہہ بیس روپیہ کر لے اگر ایک غلام ہزار
روپیہ کے عوض رہن رکھا پھر دوسرا غلام اُسکی جگہہ پر مرتہن کے حوالہ کیا اور ان
دونو غلامون مین سی ہر ایک کی قیمت ہزار روپیہ ہی تو اس صورت مین اول ہی غلام رہن
ہوگا دوسرا نہوگا لیکن اگر مرتہن اول کو راہن کے سپرد کر دی تو اب البتہ دوسرا
رہن ہوگا اور جبتک دونو مرتہن کے پاس رہین تو مرتہن دوسرے غلام کے باب مین
امانت دار ہوگا یعنے اگر وہ مرجاویگا تو اسکا قرضہ ساقط نہوگا نہ تاوان دینا
ہوگا ہان اگر دوسرکو اول کی جگہہ رہن کر لیگا تو تاوان دینا آویگا اسلئے کہ اب
دوسرا غلام رہن ہوگیا اور اول غلام رہن سے باہر ہوا ؛

کتاب الجنایات

اسمین خون کرنے اور اعضا کے نقصان کرنے کا بیان ہے (قتل یعنی جان سے
مار ڈالنے کی چار صورتین ہین اور ہر ایک کا جدا حکم ہے اول) قتل عمد (ہے)
یعنی جان بوجھکر کسیکو ہتھیار سے یا ایسی چیز سے مارے جو بدن کا اجزا جدا کر سکے
مثلاً دہار دار لکڑی یا دہار دار پتھر یا بانس کی کھپاچ تیز سے قصداً مارے یا آگ سے
جلادے اس قتل کا حکم یہ ہے کہ قاتل گناہگار ہوتا ہے اور قصاص معین لازم آتا ہے
(یعنے قاتل ہی مقتول کے عوض مارا جاویگا) اور اس قتل کا کفارہ نہین (یعنے
سوائے قصاص کے اور کوئی عوض مقرر نہین) لیکن اگر مقتول کے وارث معاف
کر دین تو قاتل پر سے قصاص جاتا رہتا ہے (دوسرا) قتل شبہہ عمد یعنی قصداً

کتاب الجنایات

مارنے کی مثل ہی وہ اسطرح ہی کہ قاتل اُن چیزون کے سوا جو اوپر مذکور ہوئین (یعنی ہتھیار
یا ایسی چیز جس سے بدن کے اجزا جدا ہو سکین) کسی اور چیز سے قصدًا مارے اس قتل کا حکم یہہ
ہی کہ قاتل پر گناہ ہوتا ہی اور کفارہ لازم آتا ہی اور اوسکے قبیلہ پر دیت مغلظہ لازم ہوتی
ہی اور قاتل پر قصاص اسصورت مین نہین تیسری قسم قتل خطا ہے یعنے چوک اور دھوکے سے
مارنا قصدًا نمارنا اُسکی یہہ صورت ہی کہ کسیکو اس خیال سے تیر مار دیا کہ شکار ہے یا کافر جانکر
مارا اور وہ مسلمان نکلا یا تیر نشانہ پر مارتا تہا وہ کسی آدمی کو لگ گیا یا اور کوئی اسیطرحکی
صورت ہو مثلاً کوئی سوتا ہوا دوسرے پر گر پڑے اور وہ دوسرا شخص دبکر مر جاوے اور اس قتل کا
حکم یہہ ہی کہ قاتل پر کفارہ اور اوسکے کنبے پر دیت لازم ہوتی ہی چوتھی قسم قتل بسبب ہے
یعنے قاتل نے ایسا سبب کیا جس سے مقتول مرگیا مثلاً قاتل نے دوسرے کی ملک مین کنوان
کہودا اور اوسمین کوئی گر کر مرگیا یا دوسرے کی زمین مین پتہر رکہدیا اور اس سے کوئی ٹکر
کہا کر مرگیا اور اس قتل کا حکم قاتل کے کنبے پر دیت ہی کفارہ قاتل پر نہین۔ ان چارون
صورتمین تین صورتین اول کی قاتل کو مقتول کی میراث سے محروم کر دیتی ہین مگر پچہلی صورت
سے یعنی سبب سے اگر قتل ہوگا تو قاتل میراث سے محروم نہوگا شبہہ عمد ار تج
مار ڈالنے کے سوا اور اعضا کی نقصان مین حکم عمد رکہتا ہی مثلاً اگر کوئی شخص ے یعنی
پتھر یا لکڑی سے کسیکا ہاتھ کاٹ ڈالے تو ایسا ہوگا کہ گویا چھری اور خنجر سے کاٹا اور
اُسکا قصاص اوس سے لازم ہوگا یعنی اُسکا ہاتھ بھی کاٹا جاوے گا (+)

باب اُن صورتون کے بیان مین جنمین قصاص واجب ہوتا ہے یا نہین ہوتا۔

خون کا قصاص (یعنی عوض مین مار ڈالنا) ایسے شخص کے قصدًا خون کرنے سے ہوتا ہی
جسکے مار ڈالنے کی اجازت شریعت مین کبھی نہین اور وہ ہمیشہ کو قتل سے محفوظ ہی یعنے

یعنی شبہہ عمد جان مار ڈالنے کے سوا اور کسی صورت مین نہین ہوتا یا عمد ہوتا ہے یا خطا کذا فی العنایہ ۱۲

باب قصاص کی صورتون کے بیان مین ۱۲

جسکا خون کرے وہ کافر حربی اور مستامن اور محصن زناکار اور مرتد نہو) آزاد شخص آزاد
اور غلام کے عوضمین مارا جاویگا اور مسلمان اگر ذمی کو مار ڈالے تو اوسکے عوضمین مارا
جاویگا مگر مسلمان یا ذمی اگر مستامن کو مار ڈالین تو اوسکے عوضمین نماری جاوینگے
۔مرد اگر عورت کا خون کرے یا بڑا آدمی یعنی بالغ کسی نابالغ کو مار ڈالے یا تندرست
آدمی اندھے کو خواہ اپاہج کو یا جسکے ہاتھ یا نو نہون اُسکو یا دیوانہ کو قتل کرے تو قصاص
لیا جاویگا بیٹا اگر باپ کو جان سے ماردے تو اُس سے قصاص لیا جاویگا (اور امام شافعی رح
کے نزدیک آزاد آدمی کو غلام کے عوض اور مسلمان کو ذمی کے عوض نہین قتل کرتے
اور امام اعظم رح کی دلیل قول اللہ تعالےٰ کا ہے کہ النفس بالنفس یعنی جان کے عوض جان
اور دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو ذمی
کے عوضمین قتل فرمایا اور امام محمد رح نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رض نے مسلمان کو
ذمی کے عوض قتل کیا اور بیہقی اور عبدالرزاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رض نے
مسلمان کو ذمی کے عوض قتل کیا) باپ اگر اپنے لڑکے کو مار ڈالے یا مان اپنے
بچہ کو مار ڈالے تو انکو لڑکے کے عوض نمارا جاویگا۔ اور دادا نانا اور دادی
نانی مثل باپ ان کے ہین (یعنے اگر اپنے پوتے یا نواسے کو مار ڈالین تو اُن سے قصاص
نلیا جاویگا) مالک اگر اپنے غلام یا مدبر یا مکاتب کو مار ڈالے یا اپنے بیٹے کے غلام کو
قتل کرے یا ایسے غلام کو قتل کرے جسمین تھوڑا قاتل کا ہے تو اُس سے قصاص نہ لیا
جاویگا اور جو شخص اپنے باپ پر قصاص کا وارث ہوجاوے تو قصاص جاتا رہتا ہے
(مثلاً ایک شخص نے اپنی بیبی کو مار ڈالا اور اوسکا لڑکا قصاص کا وارث ہے تو وہ باپ
سے قصاص نہ لیوے) قصاص تلوار ہی سے لیا جاتا ہے (یعنی قاتل کو تلوار سے مارنا چاہیے

گو قاتل نے مقتول کو تیر یا خنجر سے مارا ہو۔ اگر مکاتب کو کوئی شخص قصداً مار ڈالے اور مکاتب
مذکور اتنا مال چھوڑے کہ بدل کتابت اوس سے ادا ہو سکے اور اوسکے آقا کے سوا کوئی
اُسکا دوسرا وارث نہو یا اُسکا دوسرا وارث تو ہو مگر مال جو بدل کتابت کو کافی ہو نچھوڑے
تو ان دونو صورتوںمین اوسکے قاتل سے قصاص لینگے اسلیے کہ ان صورتونمین قصاص کا
مدعی اسکا مالک ہوگا اور یکے دعوی سے قصاص لینگے) اور اگر مکاتب مذکور مال بھی اتنا
چھوڑے کہ بدل کتابت کے لئے کافی ہو اور مالک کے سوا دوسرا وارث بھی اسکا رہے تو اس
صورتمین قصاص اوسکے قاتل سے نہ لیا جاویگا (کیونکہ اسصورتمین مدعی مین شبہہ پڑگیا ہے
اسلیے کہ اگر مال کے موجود ہونیکے باعث مکاتب مذکور کو آزاد کہین تو اسکا مدعی وارث
ٹھہرتا ہے اور چونکہ مال مالک تک ابھی نہین پونچا اس لحاظ سے اگر اوسکو غلام کہین تو
مدعی قصاص کا اوسکا مالک ہوتا ہے پس مدعی مین شبہہ ہونیکی جہت سے قصاص ساقط ہوگیا
قاتل سے قیمت غلام مقتول کی لیکر اوسکے وارث کو دلائی جاویگی) اگر غلام مرہون کو کوئی
قتل کر ڈالے تو اُسکے قاتل سے قصاص نہ لیا جاویگا جبتک کہ راہن اور مرتہن دونون
دعوی قصاص نکرین۔ اگر بیعقل آدمی کو کوئی مار ڈالے تو اوسکے باپکو اختیار ہے کہ
قاتل سے اُسکا قصاص لے یا مال لیکر صلح کرے لیکن اگر بےعقل کا ولی اُسکو مار ڈالے تو
اُسکو اوسکے خون کا معاف کرنا درست نہین (مثلاً بیعقل کا لڑکا اگر اپنے باپ کو مار ڈالے
تو بیعقل کا باپ اپنے پوتے سے یا قصاص اپنے بیٹے کا لے یا مال لیوے معاف نکرے)
اور اس مسئلہ مین قاضی باپ جیسا ہے یعنے اگر بےعقل کا باپ نہو تو قاضی اوسکا
قصاص لے یا مال پر صلح کرے اور اگر بیعقل کا وصی ہو (اور باپ نہو) تو وصی کو بھی اختیار
ہے کہ مال پر صلح کرے (قصاص کا اختیار نہین) اور صغیر سن بچہ احکام مین مانند بیعقل کی ہے

(اسکی صورت یہہ ہی کہ لڑکے کی ماں اپنے بچہ کو مار ڈالے تو بچہ کا باپ یا اس سے
قصاص لے یا مال لے معاف نکرے) اگر مقتول کے وارث نابالغ اور بالغ دونون ملے ہوئے
ہین تو بالغون کو اختیار ہی کہ قاتل سے اپنے مورث کا قصاص لے لین انتظار نابالغو
کے بالغ ہونیکا نکرین۔ اگر کوئی شخص کسیکو کدال وغیرہ سے مار ڈالے تو اگر تیز طرف
سے ماریگا تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا اور اگر موٹھہ کیطرف سے ماریگا تو قصاص نہ
لیا جاویگا (اسلئے کہ موٹھہ کیطرف سے مارنا ایسا ہی جیسا پتھر اور لاٹھی سے مارنا ہے
پس اسصورت مین دیت واجب ہوتی ہے) اور یہی حال ہے اگر کسی کو گلا دبا کر یا پہاڑ سے
دیکر مارے یا پانی مین ڈبو دے (کہ اسصورت مین بہی قاتل کے کنبی پر دیت ہوتی ہے
قصاص نہین ہوتا) اگر کسی شخص نے دوسرے کو قصداً زخمی کیا جس سے مجروح بہت دنون
چارپائی سے نہ اوٹھا اور آخر کو مر گیا تو اوس شخص سے اوسکا قصاص لیا جاویگا گو اس
زخم سے اوسیوقت نہین مرا) اگر ایک شخص نے اپنے زخم لگایا اور زید نے بہی مجروح پر ایک
زخم لگایا اور شیر نے بہی اسکو زخمی کیا اور ایک سانپ نے بہی اسے کاٹا اور وہ چار دن
کے بعد وہ مر گیا تو زید پر اسکی تہائی دیت لازم ہوگی (اسلئے کہ اسکی موت تین طرحکے
فعلون سے ہوئی ایک اسطرحکا فعل ہی کہ اسکی پوچہہ دنیا اور آخرت دونون مین نہین
وہ تو شیر اور سانپ کا زخم ہی اور ایک فعل ایسا ہے کہ اسکا مواخذہ صرف آخرت
مین ہی دنیا مین نہین وہ اپنے آپ کا زخم کرنا ہی اور ایک ایسا ہی کہ اسکی بازپرس دنیا و آخرت
دونون مین ہی وہ زید کا زخمی کرنا ہی پس اسکی دیت تین جگہہ بٹ گئی اور زید کو تہائی دینی آئی)
جو شخص مسلمانون پر تلوار کھینچے یعنے انکے خون کا ارادہ کرے) تو اسکا مار ڈالنا واجب ہی
اور ایسے شخص کے مار ڈالنے سے کچہہ واجب نہین ہوتا نہ قصاص نہ دیت) اگر زید نے رات کو یا دن کو

شہر مین یا غیر شہر مین عمرو پر ہتھیار کہینچا یا رات کو شہر مین اور دن کو غیر شہر مین اوسپر لاٹھی اوٹھائی اور عمرو نے اسکو مار ڈالا تو عمرو پر کچھ دیت یا قصاص لازم نہوگا اور اگر زید نے عمرو پر دن کو شہر مین لاٹھی اوٹھائی تھی اور عمرو نے زید کو مار ڈالا تو عمرو سے قصاص لیا جاویگا - اگر دیوانہ آدمی زید پر مثلاً ہتھیار کہینچے اور زید اوسکو قصداً مار ڈالے تو زید پر اُس دیوانہ کی دیت ادا کرنی واجب ہوگی اسیطرح اگر لڑکا کسی پر تلوار کہینچے اور وہ لڑکیکو مار ڈالے تو اوسپر دیت واجب ہوگی - اور اگر کوئی جانور کسی پر حملہ کرے اور وہ شخص جانور کو مار ڈالے تو جانور کی قیمت مالک کے حوالہ کرنی ہوگی اگر زید عمرو پر ایک تلوار کا ہاتھہ لگا کر چلا گیا اور بکر نے اگر اسکو مار ڈالا تو بکر کو اوسکے عوض مین قتل کرینگے (لیکن یہہ حکم اوس صورت مین ہے کہ عمرو زید کے زخم سے زندہ رہے اور اچھا ہو جائے) اگر کسیکے گھر مین چور گھس آوے اور مال چورا کر باہر نکلے اور مالک اوسکے پیچھے پڑے اور چور کو مار ڈالے تو مالک کے ذمہ کچھہ لازم نہوگا ؛

باب جان مار ڈالنی سے نیچے کے نقصانون کا قصاص (یعنے عوض) لینے کے بیان مین - اگر زید نے عمرو کا ہاتھہ پہنچے سے کاٹ ڈالا ہو تو زید کا ہاتھہ بھی پہنچے سے اوڑا دیا جاویگا گو زید کا ہاتھہ عمرو کے ہاتھہ سے بڑا ہو اور پانو کا حال بھی یہی ہے (کہ اگر جوڑ پر سے کاٹا ہوگا تو اُسکا پانون بھی جوڑ پر سے کاٹا جاویگا) اور اگر زید نے عمرو کا نتھنا ناک کا خواہ کان کاٹ لیا یا آنکھہ ایسی پھوڑی کہ اوسکا نور جاتا رہا مگر اپنی جگہہ قائم رہی تو زید سے قصاص لیا جاویگا اور اگر آنکھہ کو بالکل نکال لی تو اسمین قصاص نہوگا (بلکہ دیت ہوگا) اور اگر دانت توڑ دی تو اوسکے دانت بھی توڑی جاوینگے گو دونو دانتونمین بڑی چھوٹے ہونیکا فرق ہو - جو زخم اسطرحکا ہو کہ ویسا زخم زخمی کرنیوالے پر کر سکتے

تو اسکا عوض لیا جاویگا (اور جو زخم اسطرحکے نہون یعنی یکسان نہو سکتی ہون انمین قصاص
نہوگا مثلاً) اگر زید عمرو کی ہڈی توڑدی تو زید سے قصاص نہ لینگے (اسلیے
کہ یہہ نہین ہوسکتا کہ جس طرح عمرو کی ہڈی ٹوٹی ہی اوسیطرح زید کی بھی ٹوٹی ٹیطرح)
اگر کوئی مرد کسی عورت کا ہاتھہ یا پانون کاٹ ڈالے یا عورت مرد کا ہاتھہ یا پانون
کاٹے تو قصاص نہ لیا جاویگا (اسلیے کہ عورت مرد کے ہاتھہ پانوین مماثلت نہین
اور آزاد آدمی اگر غلام کا ہاتھہ کاٹ ڈالے یا ایک غلام دوسری کا ہاتھہ کاٹے
تو انمین مماثلت کے نہونے سے بھی قصاص نہین ہان مسلمان اور کافر کے ہاتھہ
پاون یکسان ہین (اگر ایک دوسرے کے ہاتھہ پانو کاٹینگے تو عوض لیا جاویگا)
اگر کوئی کسیکا ہاتھہ آدھی پونہچے سے کاٹ ڈالے تو قصاص نہوگا (اسلیے کہ ہڈی ٹوٹنے
مین برابری ممکن نہین) اور پیٹ کا زخم اگر اچھا ہوگیا ہو تو اوسمین قصاص نہین اور
زبان اور ذکر کے کاٹ ڈالنے مین قصاص نہین (اسلیے کہ یہہ دونو چیزین سکڑتی
پھیلتی ہین انمین مساوات ممکن نہین) لیکن اگر ساری کاٹی ہوگی تو البتہ قاتل
سے قصاص لیا جاویگا - اگر زید نے عمرو کا ہاتھہ کاٹ لیا اور زید کا ہاتھہ سوکھا
ہوا ہے یا انگلیان چھوٹی ہین اور عمرو کا ہاتھہ اچھا اور انگلیان پوری تھین تو عمرو
کو اختیار ہے چاہی زید سے قصاص لے یا قیمت اپنے ہاتھہ کی لیلے اور یہی حال ہے
اگر زید نے عمرو کے سر مین زخم کیا ہو اور زید کا سر بہت بڑا ہو (اور عمرو کا ذرا سا ہو)

فصل اگر قصاص کے طالب مال لیکر صلح کرلین تو مال دینا قاتل پر اوسیوقت
واجب ہوجائیگا اور قصاص ساقط ہوجاویگا - اگر ایک شخص آزاد اور دوسرا
غلام ملکر زید کو مار ڈالین اور آزاد اور غلام کا مالک عمرو یہی کہین کہ زید کے وارثو

ہے اس خون کی صلح ہزار روپیہ کے عیوض کرا دوا و عمرو انکو ہزار لینے پر راضی کر دی تو آزاد
شخص اور مالک غلام کو آدہی آدہی دینا ہونگے یعنی ہر واحد کے ذمہ پانسو ادا کرنے ہونگے
- اگر مقتول کے وارثون مین سے کوئی اپنے حصہ کے عوض مال لینے پر صلح کرلے یا قاتل
کو اپنا حق معاف کر دی تو اس صورت مین بہی قصاص جاتا رہیگا اور باقی وارثون کو
خونبہا کا حصہ ہی ملیگا اگر کئی شخص ملکر ایک کو قتل کرین تو سب قتل کئے جاوینگے
اور اگر ایک شخص کئی کو قتل کری تو صرف اُس قاتل کا قتل کرنا کافی ہے پس اگر
مقتولون کے وارثون مین سے ایک مقتول کے وارث آوین اور قاتل سے قصاص کی
درخواست کرین تو اوسکے عوض مین قاتل کو قتل کیا جاویگا اور باقی مقتولون کے وارثونکا
حق ساقط ہوگا جیسے قاتل کے مرنے سے حق قصاص کا جاتا رہتا ہے اور قاتل کے
وارثون سے اُسکا مواخذہ نہین رہتا - اگر دو شخصون نے ملکر ایک کا ہاتھ کاٹ ڈالا
تو دونوںکا ہاتھ کٹیگا بلکہ ہاتھ کی دیت دونو سے لیجاویگی - اگر ایک شخص دو آدمیون
کا ہاتھ کاٹ ڈالے تو اُن دونو کو اختیار ہے کہ اسکا ہاتھ کاٹین اور آدہی دیت ہاتھ
کی اُس سے وصول کرین اور اگر اون دونو مین سے ایک حاضر ہوکر خواہان مجرم کی
ہاتھ کٹنے کا ہو اور اُسکا ہاتھ کاٹا جاوی تو دوسرا دادخواہ نصف دیت ہاتھ کی پاویگا
- اگر کوئی غلام اقرار کری کہ مین نے دانستہ خون کیا ہے تو اُس سے قصاص لیا جاویگا
- اگر ایک شخص نے قصداً تیر دوسرے کے مارا اور وہ تیر دوسرے کو پار ہوکر تیسرے کے
لگا اور دونو مر گئے تو تیر مارنیوالے کو دوسرے کے عوض مین قتل کیا جاویگا اور
تیسرے شخص کی عوض مین اوسپر دیت لازم ہوگی ؛

فصل اگر زید عمرو کا ہاتھ کاٹے اور پہر اُسکو مار ڈالے تو زید سے دونو قصاص

کا مواخذہ ہوگا اگرچہ دونو جرکتین یعنی دانستہ کی ہون یا خطا سی خواہ ایک دانستہ
کی ہو اور دوسری چوک مین ہوگئی ہو اور دو کامون کے بیچ مین عمرو اچہا ہو ا ہو یا نہو
دنعرضکہ ان سب صورتو مین دونو جرمون کا مواخذہ اُس سی ہوگا) لیکن اگر چوک
مین ہاتھہ کاٹا ہو اور ابھی عمرو اُس سی اچہا نہوا تہا کہ چوک ہی سی اوسکو قتل کیا تو اس
صورتمین البتہ ایک دیت زید کے ذمہ پر واجب ہوگی اسیطرح یہہ صورت ہی کہ زید نے
عمرو کے سنو کو ڑی لگائی تو ٹی سی تو وہ اچہا ہوگیا اگر دنٹس سی مرگیا تو اسصورتمین
بھی ایک ہی دیت لازم آویگی - اگر زید نے عمرو کا ہاتھہ کاٹ ڈالا اور عمرو نے
یہہ ہاتھہ کاٹنا زید کو معاف کر دیا اور پہر اوسی تکلیف مین مرگیا تو زید کو
اُسکی دیت دینی ہوگی اور اگر یون معاف کیا کہ یہہ ہاتھہ کاٹنا اور جو کچہہ اس سے
آگی ہو مین نے معاف کیا یا یہہ کہا کہ یہہ تقصیر زید کی معاف کی اور مرگیا تو اسصورتمین
دیت زید پر نا آویگی اور اگر زید نے خطا سی ہاتھہ کاٹا تھا اور عمرو نے معاف کر دیا تو
عمرو کی تہائی مال مین سی دیت معاف ہوگی اور اگر قصداً ہاتھہ کاٹا تھا تو کل مال
سے دیت معاف متصور ہوگی - اگر ایکعورت نے زید کا ہاتھہ قصداً کاٹ ڈالا پہر زید
نے اُس سے نکاح کیا اور مہر اپنی ہاتھہ کا تاوان مقرر کیا اور اوسی تکلیف مین مرگیا تو عورتکو
اُسکا مہر مثل ملیگا اور دیت عورت کے مال مین سی دیجاویگی اور اگر خطا سی کاٹا ہوگا
تو دیت ہاتھہ کی اس عورت کی قوم پر پڑیگی اور اگر زید نے اس سی نکاح کیا اسطرح
کہ اس ہاتھہ کا کٹنا اور جو کچہہ اس سے آیندہ کو پیش آوی یا اس عورت کی تقصیر کو مہر قرار دیا
اور ہاتھہ کے درد سے مرگیا تو عورتکو دونو صورتو مین مہر مثل ملیگا اور عورت پر کچہہ دینا لازم
نہ آویگا اگر اوسنی ہاتھہ قصداً کاٹا ہوگا اور اگر براہ خطا ہاتھہ کاٹا ہوگا تو عورتکی قوم پر بقدر مہر مثل ساقط

ہوجائیگا اور جو کچھہ زید نے اپنی دیت سی چھوڑا ہوگا اُسکا تہائی حصہ عورت کی قوم کو پہونچیگا
وصیت کے سبب سے (اسلئی کہ زید مرگیا تو معلوم ہوا کہ عورت پر نفس یعنی جان کی دیت واجب
تھی ہاتھہ کی نتھی اور دیت مہر ہوسکتی ہی مگر چونکہ زید نکاح کیوقت بیمار تھا اور بیمار اگر کسی
عورت سی کسی مال کی عوض مین نکاح کیا کرتا ہی تو عورت کو مہر مثل ملا کرتا ہی اور جو کچھہ مہر
مثل سی زیادہ ہوتا ہی اسکو وصیت مین شمار کیا کرتے ہین اور اسصورت مین عورتکو لیاقت
وصیت کی نہین اسلئی کہ میت کی قاتل ہے اور قاتل کے حق مین وصیت نہین ہوسکتی
تو ضرور ہوا کہ یہہ وصیت زید کی اُسعورت کے کنبی لے لئے ہووی جب زید کی دیت
عورتکے کنبی کے لئی وصیت ٹھہری تو عورت کا حق اس دیت مین صرف مہر مثل ہے
اسلیئے مہر مثل اوسکی قوم پر سی ساقط ہوا اور دیت کا تہائی حصہ اوسکے کنبے کو ملیگا
لیکن یہہ تہائی اسصورت مین ہوگی کہ مہر نکالنی کے بعد جو کچھہ دیت مین سی بچی وہ ترکہ
میت کی تہائی ہوسکی تاکہ وصیت اسمین جاری ہوسکی) - اگر زید نے عمرو کا ہاتھہ
کاٹا اور اوسکے عوض مین زید کا ہاتھہ کاٹا گیا اور پہر عمرو ہاتھہ کے درد سے مرگیا
تو زید کو بھی قتل کیا جاویگا (یعنے ہاتھہ کٹنے کے باعث جان کا قصاص اُسکی ذمہ سے
نجاویگا) اگر مقتول کا وارث قاتل کا ہاتھہ کاٹ ڈالے اور مقتول کا خون اوسکو
معاف کردی تو وارث مذکور کو قاتل کے ہاتھہ کی دیت دینی ہوگی (اسلئی کہ اوسکا
حق قصاص لینی کا تھا ہاتھہ کاٹنی کا نتھا جب قصاص کو معاف کردیا تو ہاتھہ کاٹنا
اسکی طرف سی زیادتی ہوئی اسلئی ہاتھہ کی دیت لازم آویگی)

باب خون کے باب مین گواہی دینی کے بیان مین - موجود شخص جس صورتمین کہ اُسکا
بہائی غائب ہوا اور مدعی ہو اپنی گواہون کے باعث قصاص قاتل سی نہین لے سکتا

باب خون کے باب مین گواہی دینی کے بیان مین

(یعنی اگر مقتول کے دو لڑکے ہون ایک موجود ہو اور ایک غائب موجود نے دعوی قتل
قاتل پر پیش کرکے گواہ گذرانے تو ان گواہونکے سبب سے قاتل سے قصاص نلیگا
جب وہ غائب لوٹ آوے تو گواہونکو پہر سے حاضر عدالت کرین تاکہ قاتل سے قصاص
دونو بہائی لیوین اور اگر قتل خطا سے ہوا ہو تو دیت ثابت کرنیکے لئے دوسرے بہائی کا
آجانا شرط نہین اموجود شخص گواہون سے قتل خطا ثابت کردے قاتل پر دیت
لازم ہوجاویگی) اسیطرح اگر اونکے باپ کا کسیکے ذمہ قرض ہو اور موجود بہائی
گواہون سے مدیون کے ذمہ قرض ثابت کردے تو غائب کے آنے پر اور گواہونکے
دوہرانے پر منحصر رہیگا) اگر صورت مذکورہ بالا مین قاتل ثابت کردے کہ غائب
شخص نے اپنا حق مجکو معاف کردیا ہے (تو اُس سے قصاص نلیا جاویگا) اور اگر
دو بہائیون کا غلام مشترک مارا جاوے اور ایک بہائی وہان موجود ہو تو قاتل سے
بدون غائب کے موجود ہونیکے قصاص نلینا چاہیئے۔ اگر مقتول کے تین وارث مین اُنمین سے دو نے
گواہی دی کہ تیسرے نے اپنا حق قاتل کو معاف کردیا تو یہہ گواہی لغو ہوگی پہر اگر قاتل
نے اُن دونو کو سچا کہا تو قاتل سے دیت لیکر تینون وارثونکو ایک ایک تہائی مل جاویگی
اور اگر قاتل نے اُنکو جہوٹا بتایا تو اُن دونو وارثونکو کچہہ نملیگا تیسرے کو تہائی دیت کی
پہنچیگی۔ دو گواہون نے یہہ گواہی دی کہ قاتل نے مقتول کو پیٹا تہا اُسوقت سے وہ
چارپائی پر پڑا رہا اور صحت نپائی یہانتک کہ مر گیا تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا
اگر دونو گواہ جگہہ اور وقت مین یا جس آلہ سے قتل کیا مثلاً لاٹہی خواہ ہتہیار مین
اختلاف کرین یا ایک گواہ کہے کہ لاٹہی سے مارا اور دوسرا کہے کہ مجکو معلوم نہین کہ کس چیز سے
مارا تو وہ گواہی باطل ہوگی۔ اور اگر دونو گواہون نے بالاتفاق بیان کیا کہ مقتول کو اُس قاتل نے

مارا اور ہمکو معلوم نہین کہ کس چیز سے مارا تو قاتل پر دیت دینی آویگی اگر دو قاتلون نے
ایک مقتول کے مارنے کا اسطرح اقرار کیا کہ ہر ایک نے کہا کہ صرف مین نے تنہا
قتل کیا ہی اور مقتول کے وارث نے دعوی کیا کہ تم دونو نے ملکر قتل کیا ہی تو وارث
مذکور کو اختیار ہی کہ دونو کو قتل کری اور اگر اقرار کی جگہہ گواہی ہوتی تو لغو ہوتی یعنے
اگر دو گواہ گواہی دین کہ اسکو زید نے تنہا مارا ہی اور دو یہہ کہین کہ صرف عمرو نے
مارا ہی اور وارث کہی کہ عمرو اور زید دونون نے ملکر مارا ہی تو اسصورت مین
چارون گواہونکی گواہی بیکار ہوگی ؂

باب قتل کیحالت کے بیانمین کہ کسوقت قتل معتبر ہوتا ہی - دیت وغیرہ کی باب

مین تیر چلانے کا وقت معتبر ہی اُسوقت مقتول جیسا ہوگا اوسکے اعتبار سے دیت
ہوگی مثلاً اگر مسلمان پر تیر چلایا اور ہنوز تیر اوسکے نہ لگا تہا کہ وہ مرتد ہوگیا اور تیر
لگ کر مرگیا تو دیت واجب ہوگی اسلئے کہ تیر چلاتے وقت وہ مسلمان تہا اور اگر
کافر کے تیر مارا اور وہ تیر لگنی سی پیشتر مسلمان ہوگیا اب تیر سے مرگیا تو دیت نہ آویگی (
اسلئے کہ وہ تیر چلانی کیوقت کافر تہا) اور اگر غلام کے تیر مارا اور تیر لگنی سی پیشتر آزاد ہوگیا
اور تیر سے جان بحق ہوا تو غلام کی قیمت دینی ہوگی دیت نہ دینی ہوگی (اسلئے کہ تیر پہینکنے
کے وقت غلام تہا گو تیر لگتے وقت ان مقتولون کا حال بدلگیا) اگر زید کو سنگسار
کرنے کا حکم ہوا اور عمرو نے اسکی طرف پتھر پہینکا اور پتھر لگنے سے پیشتر کوئی گواہ اُسکے
زنا کا اپنی گواہی سی پھر گیا پہر زید پتھر لگنی سے مرگیا تو عمرو پر اوسکی دیت نہ آویگی (اسلئے
کہ پتھر پہینکنے کا وقت اسباب مین معتبر ہی پس جسوقت عمرو نے پتھر پہینکا
تہا اوسوقت زید کا سنگسار کرنا واجب تہا گو بعد کو گواہ زنا پہر گیا اور زید قابل رجم

نزلا) اگر تیر چلانے والا حالت اسلام مین شکار کیطرف تیر چلاوی اور پھر مرتد ہو جاوے
اور مرتد ہونیکے بعد تیر شکار کے لگے تو وہ شکار حلال ہوگا اور اگر حالت کفر مین تیر
چلایا اور پھر مسلمان ہوگیا تو شکار حرام ہوگا۔ اگر محرم آدمی شکار پر تیر ماری اور تیر لگنے
سے پیشتر حلال ہو جاوی تو شکار کی جزا دینی پڑیگی (کیونکہ تیر مارنیکے وقت احرام
باندہی تھا) اور اگر تیر چلا کر احرام باندہ لیا پھر تیر شکار کے لگا اور مرگیا تو جزا واجب
ہوگی (اسلئے کہ تیر چلاتے وقت محرم تھا)؛

کتاب الدیات

اسمین دیتون کا یعنی خونبہا کی تعداد وغیرہ کا بیان ہے۔ قتل شبہ عمد کی دیت ۱۰۰ سو
اونٹ چار طرحکے ہین ۲۵ پچیس ایسی جنکو دوسرا برس ہو اور ۲۵ پچیس جنکو تیسرا برس ہو اور ۲۵ پچیس
جنکو چوتھا سال ہو اور ۲۵ پچیس جنکو پانچوان سال ہو اور دیت سخت فقط اونٹون ہی
مین ہے (اگر کئی طرحکے دینی پڑتے ہین اگر درم یا دینار سے دیت ادا کرے تو ایک طرحکی
دیسکتا ہی) قتل خطا کی دیت بھی سو اونٹ ہین مگر پانچ طرحکے ۲۰ دوسری برس مین کے
نر اور ۲۰ اسی عمر کے مادہ اور ۲۰ تیسری برس کے اور ۲۰ جو چوتھی سال مین ہون
اور ۲۰ جو پانچوین مین ہون یا ہزار دینار یا دس ہزار درم سو اونٹون کے عوض دیوے
اور قتل شبہ عمد اور خطا دونو کا کفارہ وہ ہی جو قرآن مجید مین مذکور ہے یعنی مسلمان
بردہ کا آزاد کرنا اور اگر بردہ نہو سکے تو دو مہینے لگاتار روزی رکھنی کفارہ مین
قتل کے کہانا مساکین کو کھلا دینا جائز نہین اور نہ مان کے پیٹ کے اندر کے
بچہ کو آزاد کرنا درست ہی۔ ہان اگر بچہ دودہ پیتا ہو اور اوسکی والدین مین سے
کوئی مسلمان ہو تو اسکا آزاد کرنا کفارہ مین درست ہوگا (اور والدین مین سے

کسیکا مسلمان ہونا اصلی ہی کہ بچہ بھی اُسکی تبعیت سی مسلمان ہووی) عورت کی دیت خواہ جان کا بدلہ ہو خواہ ہاتھ پانون وغیرہ کا مرد کی دیت سی آدہی ہی اور مسلمان اور ذمیکی دیت برابر ہے

فصل
فصل سمو۔ تو ان مفصلہ ذیل مین پوری دیت واجب ہوتی ہے یعنی جان سے مارنے اور ناک کاٹنے اور زبان کاٹنے اور ذکر کاٹنے اور سیاری کاٹنے اور عقل دور کرنے اور قوت سننی یا دیکھنی یا سونگھنی یا ذائقہ کے دور کرنے اور داڑہی اور سر کو سطرح مونڈنے مین کہ پہر بال نہ جمین اور دونون آنکھین پھوڑ ڈالنے اور دونو ہاتھ خواہ دونو پانون خواہ دونو کان خواہ دونو خصیے خواہ عورت کی دونو چھاتیان کاٹ ڈالنے مین اور دونو ابرو کے مونڈ ڈالنے مین کہ پہر نہ جمین (دیت کامل دینی ہوگی) ۔ جو چیزین کہ دو دو ہین مثلاً آنکھ اور کان اور ہاتھ اور پانون مین سے ایک کے کاٹنے یا پھوڑنے سے نصف دیت لازم آویگی۔ اگر دونون آنکھون کے چارون پلکون کے بال دور کردے تو پوری دیت ہوگی اور ایک پلک کے بال دور کرے تو چوتھائی دیت دینی آویگی۔ ہاتھ اور پانو مین سے ایک انگلی کے کاٹنے سے دیت کا دسوان حصہ ہوگا اور جن انگلیون مین تین پورین ہین اونکی ایک پور کی دیت انگلی کی دیت کی تہائی ہی اور جنمین دو پورین ہین مثلاً انگوٹھا تو اوسکی پور کی دیت انگلی کی دیت کی آدہی ہوگی۔ ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ یا پانسو درم ہین۔ جو عضو کہ ضرب کے باعث بیکار ہوجاوے (یعنے جس کام کا تھا اُس سے جاتا رہے) مثلاً ہاتھ سوکھ جاوے یا آنکھ مین بینائی نرہے تو اُسمین پوری دیت لازم ہوگی

فصل
فصل زخمونکی دیت کے بیان مین۔ جس زخم سے کہ سر کی ہڈی کھل جاوے اوسکی دیت بیسوان حصہ دیت کا ہے اور جس سے ہڈی سر کی ٹوٹ جاوے تو دیت کا دسوان حصہ اور

جس سی ہڈی ٹوٹ کر سرک جاوی اُسکی دیت دسوان اور بیسوان حصہ دیت کا ہی (یعنی دونو کا مجموعہ) اگر زخم مغز تک پونہچا ہو تو تہائی دیت کی اُسکی دیت ہے اسیطرح پیٹ کا زخم جو اندر تک پونہچی اوسکی بہی دیت تہائی ہی لیکن اگر پیٹھ کیطرف پونہچ گیا ہو تو دو تہائی دیت کی اُسکی دیت ہوگی - اور جس زخم سی صرف سر کی کھال چھلجاوی اور خون نہ نکلے یا خون چھلکی اور بہی نہین یا خون بہی یا کھال کٹجاوی یا گوشت کٹجاوی یا ہڈی کے پاس کی جہلی تک زخم پونہچ جاوی تو یہہ زخم اگر خطا سی ہوئے ہون تو جو ایکمرد عادل انکی دیت دہی کو کہو اسقدر دیت دینی ہوگی - زخمون مین سوا اس زخم کے جس سے ہڈی کھلجاوی اور دانستہ زخم کیا ہو اور کسی زخم مین قصاص نہین - ایک ہاتھہ کی سب انگلیون مین اگرچہ مع ہتھیلی کٹی ہون نصف دیت ہوگی اور اگر نصف گٹی تک کٹی ہون تو انگلیون مین نصف دیت ہوگی اور باقی مین مرد عادل کا قول - اگر ہتھیلی مع ایک اونگلی کے کاٹی تو دسوان حصہ دیت کا اور دو انگلیون کے ساتھہ مین پانچوان حصہ دیت کا ہوگا اور ہتھیلی مین کچہہ واجب نہین - اگر کسیکی زائد اونگلی کاٹی یا بچہ کی آنکہہ مین چوٹ لگائی یا اُسکا عضو تناسل کاٹا یا زبان کاٹی اور بچہ کے دیکھنی سی آنکھہ کا حال اور بولنی سی زبان کا اور ہلنی سی ذکر کا حال معلوم ہوگیا کہ یہہ اعضا اچھی ہین تو مرد عادل کے کہنے کے بموجب دینا پڑیگا (اور اگر اونکی صحت کا حال معلوم نہو تو بچہ کا حال مثل بالغ کے اعضا کے ہوگا جنکا بیان اوپر گذر چکا ہے) اگر زید نے عمرو کے سر پر زخم لگایا جس سی اوسکی عقل جاتی رہی یا سر کے بال نہ جمی تو زید کو دیت کامل دینی ہوگی اور اس دیت مین زخم کی دیت بھی آگئی اور اگر زخم مذکور سے اوسکی سننی کی قوت یا دیکھنی کی یا بولنے کی بہی جاتی رہی تو انکی دیت اس دیت مین

داخل نہو گی بلکہ اوسکی دیت جدا دینی پڑیگی) — اگر زید کے سر پر ایسا زخم لگا جس سے اوسکی
آنکھین جاتی رہین یا ایک اونگلی کاٹی اور دوسری اونگلی بھی سوکھ گئی یا اوپر کی پور کاٹی
اوس سے نیچے کی باقی اونگلی سوکھ گئی یا ہاتھ نکما ہوگیا یا آدھا دانت توڑا اور باقی رہا ہوا سیاہ
پڑگیا تو ان سب صورتون مین قصاص نہ لینا چاہیے بلکہ مجرم پر دیت دینی ہر قصور کی
واجب ہوگی) اگر ایک شخص کا دانت دوسرے نے اوکھاڑ ڈالا اور اوسکی جگہہ دوسرا نکل آیا
تو دوسرے پر کچھ تاوان نرہیگا اور اگر دوسرے سے قصاص لیا گیا بعد قصاص کے اوس شخص کا بھی دو
دانت جم آیا تو اول پر دوسرے کے دانت کا تاوان واجب ہوگا اگر زید نے عمرو کے سر پر
زخم لگایا اور وہ زخم بھر گیا اور اوسکا نشان بھی باقی نرہا یا زید کی مار کی جہت سے عمرو
مجروح ہوگیا تھا پھر اچھا ہوگیا اور نشان نرہا تو زید پر کچھ تاوان نہوگا —
اور زخم کرنے کا قصاص جبتک کہ مجروح اچھا نہولے لینا نچاہیے (اسلیے کہ احتمال
ہے کہ زخم شاید بگڑ جاوے اور مجروح مرجاوے تو اس صورتمین مدعاعلیہ کو جانسے
مارنا لازم آویگا) جس قتل عمد مین کہ شبہہ سے قصاص جاتا رہے (جیسے باپ اپنے بیٹے کو
قصداً مار ڈالے کہ اسمین یہہ شبہہ ہے کہ اگر قصاص لیوین تو خون کے وارث کو خون
کے عوض مین مارنا ہوگا) تو ایسے قتل مین مقتول کی دیت خاص قاتل کے مال مین
ہوگی اوسکی قوم کے مال پر نہ آویگی اور یہی حال ہے اگر خون سے یا زخم سے مال پر صلح کی ہو
یا خون اور زخم قاتل کے اقرار سے ثابت ہوا ہو یا دیت بیسوین حصہ سے کم ہو (تو یہہ
مال بھی قاتل کے مال مین سے دینا ہوگا) بچہ اور دیوانہ جو کچھہ تقصیر خون اور زخم
کی قصداً کرین تو اوسکا حکم خطا کا سا ہے اور اوسکی دیت اونکے کنبے
پر ہوگی اور اونپر کفارہ نہین ہے اور نہ مقتول کی میراث سے محروم ہونگے

فصل

فصل حمل کے بچہ کے قتل کی صورتین - اگر کسی نے حاملہ عورت کے پیٹ پر مارا
اور اوسکا بچہ مرا ہوا گر پڑا تو مجرم پر ایک بردہ پوری دیت کے بیسوین حصہ کا دینا
آویگا اور اگر جیتا بچہ گر کر مر جاوے تو پوری دیت لازم ہوگی اور اگر مردہ بچہ گرے
اور پہر وہ عورت مر جاوے تو دیت عورت کی اور بچہ کی عوض بردہ لازم آویگا
اور اگر عورت پہلے مر جاوے پہر مردہ بچہ نکلے تو صرف دیت عورت کی لازم ہوگی
- اور جو حمل کہ اوسکے گرا دینے مین بردہ لازم ہوتا ہی اوس سی وراثت لیجاوے (اسلئے کہ اوسکو جیتے
کا حکم ہے یعنی گویا زندہ پیدا ہو کر مرا پس میراث بہی اوسکی وارثونکو ملنی چاہیے) مگر مجرم
اوسکے مال سی کچہہ نہ پاویگا مثلاً ایک شخص نے اپنی بیبی حاملہ کے پیٹ پر مارا اور
اُس شخص کا لڑکا جو پیٹ مین تہا وہ مردہ نکل پڑا تو اس شخص کے کنبے پر بردہ اُس بچہ کے
عوض لازم ہوگا اور باپ کو اُس بچہ کی میراث نہ پونہچیگی - اور لونڈی کے پیٹ کے
بچہ کی یہہ صورت ہی کہ اگر لڑکا گرے تو یہہ دیکہا جاویگا کہ اگر جیتا تو کتنے کا ہوتا جتنی قیمت
کا ٹہرتا اوسکا بیسوان حصہ مجرم کو دینا آویگا اور اگر لڑکی گرے تو بچہ کی قیمت کا
دسوان حصہ لازم آویگا - اگر زید نے عمرو کی لونڈی کے پیٹ مین مارا پہر عمرو
نے اوسکے حمل کو آزاد کر دیا بعد اُسکے اس لونڈی کا وہ حمل گر گیا اور بچہ مر گیا
تو زید کو زندگی کے حال کے اعتبار سی اوسکی قیمت دینی آویگی -
اور بچہ کے عوض مین بردہ کا کفارہ لازم نہوگا - اگر عورت نے حمل
گرانے کی دوا پی یا اپنی شرمگاہ مین کچہہ رکہہ لیا جس سی بچہ گر گیا تو اگر یہہ
کام بدون شوہر کی اجازت کے کیا ہوگا تو عورت کے کنبے پر بردہ دینا
بیسوین حصہ دیت کا لازم ہوگا اور اجازت سی کیا ہو تو کچہہ نہ لازم ہوگا ٭

فصل

فصل راہ مین اگر کوئی کچھ امر نیا کرے اوسکے بیان مین ؛ اگر کوئی شخص شارع عام کی طرف
سنڈاس یا پرنالہ نکالے یا برج خواہ چبوترہ یا دوکان بناوے تو ہر شخص کو ان
چیزون کے توڑنیکا اختیار ہے ۔ کوچۂ نافذہ مین گھر والیکو یہہ امور کرنے درست
ہین بشرطیکہ لوگونکو ضرر نہو اور سربند کوچہ مین بدون اوسکے باشندونکی اجازت کے
اسطرحکا تصرف جائز نہین ۔ اگر ایسی چیزون کے کرنے سے کوئی مر جاوے تو میت کی
دیت اُس شخص صاحب خانہ کے کنبے پر ہوگی اور یہی حال ہے اگر راہ مین کنوان کھودے
یا سل رکھدے اور ان کے سبب سے کوئی آدمی ضایع ہو جاوے تو اسکی دیت بھی اُس
شخص کے کنبے پر ہوگی لیکن اگر کوئی جانور تلف ہوگا تو اُسکا تاوان اس شخص کے مال مین ہوگا
(قوم پر دینا نہ آویگا) اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے راستہ مین پاخانہ وغیرہ
کے لئے کنواں بناوے یا اپنی ملک مین کھودے یا راستہ مین بلا اجازت بادشاہ کے لکڑی
رکھدے یا پل بناوے اور کوئی شخص قصداً اُس لکڑی اور پل پر ہو کر گذرے اور تلف ہو جاوے
تو ان سب صورتون مین تاوان نہ دینا ہوگا ۔ اگر کوئی شخص راہ مین بوجھ اوٹھائے جاتا ہے
اور وہ بوجھ کسی پر گر پڑا اور وہ دبکر مر گیا تو اس شخص پر ضمان ہوگا اور اگر چادر پہنے
جاتا تھا اور اوسکی گرنے سے کوئی مر گیا تو تاوان نہوگا ۔ اگر محلہ کے آدمیون مین سے
کسی نے وہانکی مسجد مین قندیل باندھی یا بورئے ڈالے یا کنکر بچھائے اور اس
سے کوئی آدمی مر گیا تو اس شخص پر ضمان نہوگا اور اگر ان کامون کا کرنیوالا اوس محلہ
کا رہنے والا نہو تو ضامن ہوگا ۔ اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹھا تھا کہ اُس سے دبکر
دوسرا ہلاک ہو گیا تو بیٹھنے والا گو اوسی محلہ کا ہو اگر نماز مین نہو گا تو ضمان دینا
پڑیگا اور نماز مین ہوگا تو ضمان لازم نہ آویگا ؛

فصل

فصل جھکی ہوئی دیوار کے بیان مین - اگر زید کی دیوار شارع عام کیطرف جھکی ہوئی
ہو اور کسی مسلمان خواہ ذمی نے زید سے اوسکے تڑوا ڈالنی کو کہدیا ہو اور جتنے
عرصہ مین کہ وہ تڑوا سکتا تھا اوتنی مدت گذر گئی تو اب جو کچھہ اوس دیوار سے جان خواہ
مال کا نقصان ہوگا وہ زید کو دینا پڑیگا - اور اگر اول ہی سے زید نے اسکو جھکی
ہوئی بنائی تھی تو اسصورتمین کسیکے کہنی وغیرہ کی کچھہ شرط نہین جو کچھہ اوس سے
نقصان ہوگا وہ زید کو دینا پڑیگا - اگر دیوار کسیکے مکان کیطرف کو جھکی تو اوسکے تڑوا نیکی
درخواست اس مکان کے مالک کے ذمہ ہے اگر مالک مکان دیوار والے کو
مہلت دیدی یا بری الذمہ کردی تو درست ہے (یعنی پھر مالک کا نقصان ہوگا تو دیوار
والیکو دینا نہ آویگا) بخلاف اوسصورت کے کہ دیوار شارع عام کیطرفکو جھکے (کہ اس
صورتمین کسی خاص آدمی کے مہلت دیدینی اور بری الذمہ کردینی سے دیوار والے پر سے
مواخذہ نجاویگا) اگر ایک دیوار پانچ آدمیونکی ملک ہی اور انمین سے ایک پر گواہ
کردی گئی کہ تیری دیوار جھک گئی ہے اسکو تڑوا ڈال پھر وہ دیوار گری اور کوئی شخص
دبکر مرگیا تو جس شخص سے توڑ ڈالنی کو کہدیا تھا اوسپر پانچوان حصہ دیت
کا لازم ہوگا - اگر ایک احاطہ مین تین شریک ہین اور انمین سے ایک نے
اسمین کنوان کہودایا دیوار بنائی اور اس سے کوئی شخص ہلاک ہوگیا تو اوسکے ذمہ
دو تہائی دیت کی دینی آوینگی (اسلئے کہ اپنی حصہ مین ان چیزون کے بنانے سے
ضمان نہین لازم آتا مگر چونکہ اپنی دو شریکون کے حصہ مین بہی امر کیا تو گویا غصب
کی راہ سے کیا اسلئے دو تہائی دیت کی دینی ہونگی ÷

باب

باب جانور اگر کسیکا نقصان کری یا کوئی جانور کا نقصان کری وہ دوسرے مسائل

سکے بیانمین - اگر سوار کی سواری کا جانور کوئی چیز یا آدمی اپنی ٹانگومین ملدی یا سر کی ٹکر سی یا مونہہ کے کاٹنی سی یا ٹاپ مارنے سی تلف کر دی تو سوار پر ضمان آویگا لیکن اگر جانور لات مارنے سی یا دم سی کچھہ نقصان کری تو ضمان نہ آویگا مگر اسصورتمین کہ سواری کو راہ مین کھڑا کر دیا ہو اکہ اسصورتمین نقصان کا ضمان دینا پڑیگا) اگر جانور کی ٹانگونسے کوئی کنکر یا گٹھلی اوچھلی یا خود اوسنی ٹانگون سی غبار یا چھوٹے ڈہیلے اڑائے اور انمین سی کسیکی آنکھہ مین کوئی کنکر گٹھلی وغیرہ جالگی اور اسکی آنکھہ پھوٹ گئی تو سوار پر ضمان نہوگا اور اگر جانور نے بڑی ڈہیلے اڑائی تو ضمان ہوگا - اگر راہ مین جانور کو لید پیشاب کرنیکے لئے کھڑا کیا اور اوسنی لید یا پیشاب کیا اور اوس سی کوئی تلف ہو گیا تو سوار پر ضمان نہوگا - اور اگر کسی اور مطلب کو کھڑا کیا تہا اور جانور نے ہگ موت دیا اور اس سی کوئی ضائع ہوا تو ضمان ہوگا اور جو کام کہ اون سے سوار پر ضمان آتا ہی اونمین سے جانور کے ہانکنی والے اور باگ نکیل تھام کر لیجانیوالے پر بھی ضمان آتا ہی فرق اتنا ہی کہ اگر کوئی جان سی مر جاوی تو سوار کو کفارہ دینا بھی لازم ہوتا ہی اور ہانکنی والے اور لیجانیوالے پر کفارہ لازم نہین - اگر دو سوار یا دو پیادے آپسمین ٹکرا کر ایکدوسرے کے دہکے سے مر جادین تو ہر شخص کی دیت دوسرے کے کنبی پر ہوگی - اگر ایک شخص نے اپنی جانور کو پیچھے سی ہانکا اور اسکا زین کسی آدمی پر گر پڑا اور وہ مر گیا تو ہانکنی والے پر دیت کا ضمان ہوگا - اگر زید اونٹونکی قطار نکیل تھامے آگے لئی جاتا تھا اور ایک اونٹ سکے جانوت تلے کوئی آدمی روندا گیا تو زید کے کنبے پر میت کی دیت آویگی اور اگر زید کے ساتھہ بکر قطار کو پیچھے سی ہانکتا تہا تو میت کی دیت زید اور بکر دونون پر آویگی

اور اگر اونٹ مذکور کسی قطار مین باندھ دیا تھا تو جو کچھ آگے سے لیجانیوالے کے لئے کو میت سکے
عوض دینا پڑے وہ اونٹ یا ندھنیوالیکے کنبہ سے بھی لیوین۔ اگر کوئی شخص کسی جانور
کو دوڑاوے اسطرح کہ پیچھے سے اوسے ہانکدے تو اول ہی دوڑنے مین اگر آدمے
یا مال کا نقصان ہو جاویگا وہ اوسکو دینا پڑیگا اور اگر پرند جانور کو اڑایا یا کتا چھوڑا
اور پیچھے سے نہ مارا یا چوپایہ خود بخود بھاگا اور اون سے کسیکی جان یا مال کا نقصان ہو دنکو خواہ
رات کو تو ضامن نہوگا۔ اگر قصائی کی بکری کی آنکھ نکال لی تو جسقدر بکری کی قیمت مین
نقصان ہوگا اوتنا دینا پڑیگا اور اگر بدنہ یعنی قربانی کی گائے اور اونٹ کی آنکھ نکالی تو اسکا
مثل دینا ہوگا اور اگر گھوڑے یا گدہے کی آنکھ نکالی تو چوتھائی قیمت دینی ہوگی ؛

باب بردہ کے نقصان کے بیان مین یعنی وہ کسیکا نقصان کرے یا اسکا کوئی نقصان

کرے۔ بردہ اگر بہت سے نقصان کرے تو واجب ہے کہ اسکو ایکبار مالک نقصان والونکی حوالہ کرے بشرطیکہ
بردہ مذکور حوالہ کرنیکے قابل ہو اور اگر وہ قابل حوالہ کرنیکے نرہا ہو (مثل بعد قصور کے مالک نے
اوسکو آزاد کردیا ہو) تو مالک اسکی ایک قیمت سب نقصان والونکی حوالہ کردے (یعنے سب نقصان والونکو
ایک ایک قیمت مالک ندیوے بلکہ ایک ہی قیمت سبکی حوالہ کردے) غلام نے قصد اکسیکا نقصان کیا
اور مالک نے غلام مذکور اسکی حوالہ کیا تو وہ اوس غلام کا مالک ہو جاویگا مبنا کہ مالک
اسکے نقصان کا عوض دیکر چھوڑا لے اب اگر مالک تاوان نقصان دیکر چھوڑادے اور غلام پھر کسیکا نقصان
کرے تو اسکا حکم مثل نقصان گذشتہ کے ہے کہ یہ مالک یا نقصان والے کو غلام دیڈالے یا اسکے نقصان کا
تاوان ادا کردے۔ اگر غلام دو نقصان ایک ہی دفعہ کرے تو اسمین بھی مالک یا دو نقصان والونکو
غلام دیڈالے یا دونو کے نقصان کا تاوان دے۔ اگر غلام نے قصور کیا اور مالک نے اسکا علم نہوا اور اوسکو
آزاد کردیا تو مالک کو اس نقصان کے تاوان و غلام کی قیمت مین سے جو کم ہوگا وہ دینا آویگا اور اگر اوسکے قصور کا

حال معلوم تہا اور آزاد کر دیا تو نقصان کا تاوان ہی دینا لازم ہوویگا سیطرح بیع کا حال ہے کہ اگر قصور سی مطلع ہوکر غلام کو بیچ ڈالیگا تو قصور کا تاوان دینا پڑیگا) اور اگر مالک غلام کی آزادی کو کسی شخص کے مار ڈالنے یا تیر مارنے یا اسکو زخمی کرنے پر مشروط کرے اسکے بعد غلام مذکور ان حرکات کا مرتکب ہو تو آزاد ہوجاویگا اور مالک کو تاوان میت یا مجروح کا دینا ہوگا۔ اگر غلام نے کسی آزاد کا ہاتھ قصداً کاٹ لیا اور مالک نے وہ غلام اس آزاد کو دیڈالا اور اوسنے غلام مذکور کو آزاد کردیا اور پہر اس ہاتھ کے درد مین مرگیا تو اس غلام کا دیڈالنا اوس تقصیر سی صلح ہوگی (یعنے تاوان آزاد کے قتل کا مالک کے ذمہ کچہ نہوگا) ہان اگر آزاد نے اوس غلام کو آزاد نکیا ہوا ور ہاتھ کے درد سی مرگیا ہو تو غلام مالک کو پہیر دینگے اور غلام سی قصاص لینگے اگر غلام ماذون قرضدار کسیکا نقصان خطا سی کرے اور مالک کو اوسکے قصور کی اطلاع نہوا ور وہ اوسکو آزاد کردے تو مالک غلام مذکور کی ایک قیمت تو قرضدارونکو دے اور ایک قیمت نقصان والے کو حوالہ کرے۔ اگر لونڈی ماذون قرضدار ہوا ور بچہ جنے تو اوسکو مع بچہ کے قرضہ مین فروخت کیا جاویگا لیکن اگر ماذون لونڈی کسیکا نقصان کرے اور بچہ جنے تو نقصان والے کو (صرف لونڈی ملیگی) اوسکا بچہ ندلایا جاویگا۔ زید کا ایک غلام ہے اور عمرو نے اقرار کیا کہ اوسکے آقا نے اوسکو آزاد کردیا ہے اب اگر غلام مذکور عمرو کے ولی مثلاً باپ کو خطا سی مار ڈالیگا تو عمرو کو اوس سی کچہ نہ ملیگا اسلئے کہ عمرو کے گمان مین تو وہ آزاد تہا اسلئے مالک سی مواخذہ نرہا اور چونکہ وہ واقع مین غلام ہے اسلئے اوسکے کنبے والون سی دیت کا مطالبہ نچاہئے) اگر آزاد کیے ہوئے غلام نے کسی شخص سے کہا کہ مین نے تیرے بہائی کو حالت غلامی مین قتل کیا ہے

اور اوسنے کہا کہ نہین بلکہ تو نے آزاد ہونیکے بعد قتل کیا ہے (یعنے اوسکا قصاص یا دیت تیرے ذمہ ہے مالک کے ذمہ نہین) تو اس صورت مین غلام کا قول معتبر ہوگا (اور ادس سے قصاص یا دیت کا مواخذہ کیا جاویگا)۔ اگر مالک نے اپنی لونڈی آزاد سے کہا کہ جب تو میری لونڈی تھی مین نے تیرا ہاتھ کاٹا تھا اور لونڈی نے کہا کہ تو نے آزاد کرنیکے بعد میرا ہاتھ کاٹا ہے (یعنے قصاص یا دیت تجہپر لازم ہے) تو لونڈی کا قول معتبر ہے اور یہی حال ہے اُن چیزون مین جو آزاد کی ہوی لونڈی سے مالک لی لیوے (اور دعویٰ کرے کہ مین نے آزادی سے پیشتر لی ہین اور لونڈی کہے کہ بعد آزادی کے تو لونڈی کا قول معتبر ہوگا) مگر اوس سے صحبت کرنے مین اور مزدوری کی کمائی مین (اگر اختلاف ہو تو قول مالک کا ہوگا نہ لونڈی کا) ایک غلام جو تجارت سے ممنوع تھا اوسنے ایک آزاد لڑکے سے کسی شخص کے مارڈالنے کو کہا اور اوس لڑکے نے مارڈالا تو اس میت کی دیت لڑکے کی قوم پر ہوگی (اسیطرح اگر غلام کو کوئی کسیکے مارڈالنے کو کہے اور وہ مارڈالے تو دیت اُسکی مالک پر ہوگی یا غلام کو مقتول کے وارث کے حوالہ کرنا پڑیگا) ایک غلام (زید اور عمرو کو قصداً مارڈالا اور زید کے بھی دو وارث ہین اور عمرو کے بھی دو وارث ہین جنمین سے ایک ایک نے خون غلام کو معاف کردیا تو مالک اُس غلام کا آدہا زید اور آدہا عمرو کے اُن دو وارثونکو دیوے جنھون نے معاف نکیا ہو اور اگر آدہا غلام نہ دے تو دیت آدہون آدہ ادن دو نو کو دیدے) اور اگر زید کو غلام نے قصداً مارڈالا اور عمرو کو خطا سے اور زید کے دو وارثون مین سے ایک نے معاف کردیا تو مالک یا تو پوری دیت عمرو کے دو نون وارثون کو اور آدہی دیت زید کے ایک وارث کو جسنے معاف نہین کیا حوالہ کرے

یا غلام کو ان تینو نکے حوالہ کریے کہ تہائی تہائی لے لین یعنے ایک حصہ زید کے ایک وارث کا اور دو حصے عمرو کے دو نو وارثون کے) دو شخصو نین ایک غلام مشترک تھا اوسنے اُن دو نو کے رشتہ دار کو مار ڈالا اور اُن دو نو نین سے ایک نے یہہ خون اوسکو معاف کر دیا تو مقتول کا سب خون ویسی ہی گیا یعنے دوسرے مالک کو اوسکے باب مین معاف کرنیوالے پر کچھ مواخذہ نہین پہونچتا **فصل** ایک غلام کو کسی نے خطا سے مار ڈالا تو قاتل سے اوسکی قیمت مالک کو دلائی جاویگی لیکن اگر اوسکی قیمت دس ہزار درم ہو گی تو اوسمین سے دس درم کم لینگے تا کہ غلام کی خونبہا آزاد شخص کی دیت کی برابر نہو جاوے اور اگر قیمت دسہزار سے زیادہ ہوگی تب بھی دس کم دسہزار دلا وینگے اور اگر لونڈی کو کوئی مار ڈالے اور اوسکی قیمت پانچہزار درم ہو تب بھی دس کم پانچہزار دلائے جاوینگے بخلاف اُس غلام کے جو کسی نے غصب کر لیا ہو اور غاصب کے پاس مر جاوے کہ اسصورت مین غلام مذکور کی پوری قیمت دینی غاصب پر لازم ہوگی گو دسہزار سے کتنی ہی زیادہ ہو آزاد کے لیے نقصان کے عوض مین جتنی دیت ٹھہری ہوی ہے وتنی ہی غلام کے نقصان مین اوسکی قیمت مین سے ہوگی مثلاً اگر غلام کا ہاتھ کوئی کاٹ ڈالے تو غلام کی نصف قیمت اوسکو دینی ہوگی (اسلیے کہ آزاد کے ہاتھ کاٹنے مین نصف دیت لازم ہوتی ہے) اگر کسی غلام کا ہاتھ کسی نے کاٹ ڈالا اور اوسکے مالک نے اسکو آزاد کر دیا اور آزاد ہونیکے بعد وہ ہاتھ کے درد مین مر گیا اور اوسکے دوسرے وارث بھی ہین تو قاتل سے قصاص نہ لیا جاویگا (اسواسطے کہ قصاص کا مدعی معین نہین ہے کہ مالک ہوگا یا وارث) اور اگر اسکا وارث اور کوئی نہو تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا اسلیے کہ اسصورت مین مدعی قصاص کا مالک ہی ہے اگر زید کے دو غلام ہین اور اوسنے دو نو سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد

ہے پہر کسی نے ان دونوکے سر کو زخمی کر دیا اور اب مالک نے بیان کیا کہ مین نے انمین سے فلان کو آزاد کیا تہا تو دونو کے زخم کا تاوان مالک کو ملیگا اگر زید عمرو کے غلام کی دونو آنکہین پہوڑ دی تو عمرو کو اختیار ہے چاہے غلام زید کے حوالہ کرے اور اوس سے پوری قیمت لے لے یا غلام اپنے پاس رکہے اور زید سے کچہ نہ لے اسلیئے کہ غلام جسم کے اعتبار سے تو زندہ آدمی ہے اور فائدہ کے اعتبار سے مردہ اور آنکہین پہوڑنے کی صورت مین تمام قیمت واجب ہوتی ہے اور وہ بدل اور آنکہون دونو کی ہے پس اگر غلام کو رکہیگا تو آدمی ہونیکا اعتبار لحاظ کیا جاویگا اور فائدہ اسکا تابع متصور ہوگا کیونکہ صفات ذات کے تابع ہین پہر اسصورت مین اگر زید سے کچہ لیگا تو بدل اور مبدل منہ دونو اوسکے پاس ہوجاوینگے اور یہہ درست نہین ہے اگر مدبر یا ام ولد کسیکا کچہ نقصان کر دین تو مالک کو انکی قیمت اور تاوان مین سے جونسا کم ہوگا دینا آویگا اور اگر مالک قاضی کے حکم سے انکی قیمت نقصان والیکو دیچکا ہو اور پہر وہ نقصان کرین تو دوسرا نقصان والا پہلے نقصان والیکا شریک انکی قیمت مین ہوگا جو مالک سے اوسنے لے ہے اور اگر مالک نے بدون حکم قاضی کے قیمت پہلے نقصان والیکو دی ہو تو دوسرے کو اختیار ہے کہ مالک سے اپنے نقصان کے تاوان کا مواخذہ کرے یا پہلے نقصان والے سے ؂

باب غلام اور مدبر اور لڑکے کے غصب کرنے اور اس اثنا مین انمین نقصان پڑجانیکے بیان مین

باب غلام وغیرہ کا غصب کی حالت مین نقصان پڑجانے کا بیان مین

اگر ایک غلام کا ہاتہ کسی نے کاٹ ڈالا ہو پہر اوسکو کوئی دوسرا شخص چہین لے اور غاصب کے پاس وہ غلام ہاتہ کی تکلیف سے مرجاوے تو غاصب پر ہاتہ کٹے غلام کی قیمت دینی آویگی صحیح سالم کی دینی نہ آویگی اگر زید نے

کسیکا غلام غصب کیا اور عمرو نے زید کے یہان اُسکا ہاتھ کاٹا اور وہ غلام مرگیا
تو زید اوسکے تاوان سے بری ہوگیا (یعنے اب تاوان عمرو پر دینا آویگا) ایک غلام
نے جسکو تجارت کی اجازت تھی آپ جیسے غلام کو چھین لیا اور وہ دوسرا غلام اس غلام
غاصب کے پاس مرگیا تو غاصب قیمت دوسرے غلام کی آویگی (اپنے آزاد ہونیکے بعد ادا
کریے) عمرو نے بکر کے مدبر غلام کو غصب کیا اور مدبر نے عمرو کے یہان خالد کا
قصور کیا پھر وہ مدبر بکر کو ملگیا اور اب زید کا اوسنے نقصان کیا تو بکر اُس مدبر کے
دام آدھے آدھے خالد اور زید کو حوالہ کرے یعنی غلام مذکور کی نصف قیمت اول عمرو
سے لیکر خالد کو دے اسلئے کہ اول خالد ہی مستحق تمام قیمت کا ہوا تھا زید اوسوقت اوسکا
مزاحم اور شریک تھا پھر بکر عمرو سے آدھی قیمت غلام مدبر کی اور لے اور یہ آپ رکھے)
اور اسصورت کے عکس مین غاصب سے نصف قیمت ایکبار لیجاویگی (یعنے اگر مدبر نے
بکر کے یہان زید کا نقصان کر دیا تھا کہ عمرو نے اُسکو غصب کیا اب عمرو کے یہان
خالد کا بگاڑ کیا تو اسصورت مین عمرو سے صرف آدہی قیمت لیجاوے گی) اور غلام مثل مدبر کے
ہی اسحکم مین صرف اتنا فرق ہے کہ غلام کیصورت مین مالک کو غلام حوالہ کرنا پڑتا ہے
قصور والونکو اور مدبر کی صورت مین اوسکی قیمت دینی پڑتی ہے۔ اگر عمرو نے بکر کا مدبر
غصب کیا اور عمرو کے یہان اوسنے زید کا بگاڑ کیا پھر وہ مدبر بکر کو ملگیا مگر عمرو دوبارہ
اوسکو چھین لیگیا اس دفعہ اوسنے خالد کا نقصان کیا تو بکر پر مدبر مذکور کی قیمت
زید اور خالد کو دینی لازم ہوگی اور پوری قیمت مدبر کی عمرو سے پھر لے اور اوسمین سے
نصف زید کو دیدے اور یہ نصف جو زید کو دیا اوسکو عمرو سے پھر وصول کرے (غاصب نے
ایک آزاد لڑکا غصب کیا جو اوسکے یہان آکر ناگہانی یا بخار سے مرگیا تو غاصب پر ضمان

ہوگا اور اگر بجلی اوسپر گری یا سانپ نے کاٹا اور مرگیا تو اُسکی دیت غاصب کی قوم پر
ہوگی اور یہی حال ہی اگر کسی لڑکے کے سپرد کوئی غلام کیا جاوے امانت کے طور پر اور وہ
لڑکا اُس غلام کو مار ڈالے تو لڑکے کے کنبے پر غلام کی قیمت آویگی اور اگر لڑکے کو
کہانا امانت سپرد کیا جاوی اور وہ کہالے تو ضامن ہوگا۔

کتاب القسامہ

اسمین قسامہ یعنی خون کے باب مین جو محلہ والون پر قسم لازم آتی ہی اُسکا ذکر ہے۔
اگر کسی محلہ مین مقتول پایا گیا جسکے قاتل کا حال معلوم نہین تو مقتول کا وارث اون
محلہ والون مین سی ۵۰ آدمیونکو چہانٹے اور اُن سی یہہ قسم لیجاوے کہ بخدا نہ ہمنے اسکو
قتل کیا نہ اوسکے قاتل کو جانین اگر اسطرحکی قسم کہالین تو محلہ والون پر اُس
مقتول کی دیت ہوگی اور اگر خون کا وارث اُسی محلہ مین رہتا ہو تو اوسکو قسم نہ دی
جاویگی اور جو شخص قسم کہانے سی انکار کرے اسکو قید کیا جاوی یہانتک کہ قسم
کہائی اور اگر محلہ کے قسم کہانیوالے ۵۰ نہون تو موجود شخصونکو مکرر قسمین دیکر ۵۰
قسمین پوری کر لیجاوینگی مثلاً اگر ۲۰ ہون تو دس آدمیونکو دو بار قسم دینگے
اور باقی کو ایکبار اور اگر دس ہی ہون تو سب کو پانچ پانچ بار قسم دیوینگے
(لڑکے اور دیوانہ اور عورت اور غلام پر قسامہ نہین ا یعنے خون کے مقدمہ مین
انکو قسم نہ دینی چاہیے) اور جس صورت مین کہ میت پر نشان زخم یا مار کا نہو یا یہہ
کہ ناک سی یا منہ سی یا مقام پاخانہ سی خون جاری ہو تو اسصورت مین نہ محلہ
والون پر قسم واجب ہوگی نہ اُس میت کی دیت دینی ہوگی (ناک منہ مقام پاخانہ
سی خون جاری ہونے کیصورتمین دیت نہونیکی وجہ یہہ ہی کہ انمین احتمال بیماری

کا ہی یقینی مار ڈالنا ثابت ہو گا) لیکن اگر آنکھوں سی یا کانوں سی خون چلتا ہو تو قسامہ
واجب ہو گا (اسلئے کہ ان جگہوں سی خون بدون چوٹ نہیں بہتا) اگر مقتول کسی جانور
لدا ہوا پایا گیا اور اُس جانور کو کوئی آگے سی پکڑ کی لیے جاتا ہی یا پیچھی سی ہانکتا ہی یا اوپر
سوار ہی تو اس ساتھ والے کے کنبی پر مردہ کی دیت ہو گی۔ اگر کوئی جانور جس
پر مقتول شخص ہے دو نوں گانو کے درمیان ہو کر نکلا اور کوئی اوس کے
ساتھ نہ تھا تو جو گانو نزدیک ہو گا اوس پر قسم اور دیت لازم ہو گی (اور اگر دونو
برابر فاصلہ پر ہوں تو دونو پر لازم ہو گی) اگر مقتول آدمی کسی کے مکان
مین پایا جاوی تو مالک مکان پر قسامہ ہو گا (یعنے ۵۰ قسمین کھائیگا) اور دیت
اُسکے کنبی پر لازم ہو گی۔ قسامہ زمیندار وں پر واجب ہی نہ رہنی والوں اور خرید
نیوالوں پر (یعنے جن لوگونکو بادشاہ نے زمین دی ہو اُن لوگوں پر قسم واجب ہی جو بعد کو
اور خریدار زمین کے ہوں ان پر واجب نہیں لیکن) اگر زمینداروں مین سی کوئی نہ رہا ہو
تو اس صورت مین خریدکر نیوالوں پر قسم ہو گی۔ اگر مقتول کسی حویلی مشترک مین پایا جاوی
اور شرکا کا حصہ یکساں نہیں (کوئی نصف کا مالک ہی کوئی چوتھائی وغیرہ کا) تو قسامہ
اور دیت شریکوں کے عدد کے اعتبار سی ہو گی (نہ اونکی ملکیت کے سہاموں کے
اعتبار سی) اگر ایسی حویلی مین مقتول ملا کہ اوسکی بیع ہو چکی تھی مگر مشتری کے قبضہ
مین نہیں آئی تھی تو دیت بائع کی قوم پر ہو گی اور اگر بیع خیار کے ساتھ ہوئی تھی
تو وہ حویلی جسکے قبضہ مین ہو گی اوسکی کنبی پر دیت لازم آویگی (خواہ قابض بائع
ہو یا مشتری) لیکن قابض کی قوم دیت ادا نکرین جبتک کہ اسبات کے گواہ
نہ گذر چکین کہ یہ حویلی قابض کی ملکیت ہی ورنہ صرف مکان مین رہنی سی بدون ملکیت

سے کے دیت اسکی طرفسے لازم نہوگی) اگر کشتی مین مقتول ملے تو جو اسمین سوار اور ملاح ہون اونپر قسامہ اور دیت ہوگی اور کسی محلہ کی مسجد مین اگر ملے تو محلہ والونپر ہوگی اور اگر شارع عام یا جامع مسجد مین ملے تو قسامہ اسصورت مین نہین اور دیت بیت المال مین سے دیجاویگی - اگر جنگل مین مقتول ملے یا بیچ مین دریا کے پایا جاوے تو اسکی کچھ پرسش نہوگی (نہ قسم ہوگی نہ دیت) اور اگر دریا کناری لگا ہوا یا بندھا ہوا ملے تو جو گانو وہان سے زیادہ نزدیک ہوگا اوسپر قسامہ لازم آویگا - اگر خون کے وارث نے اہل محلہ کی سوا کسی اور پر دعوے خون کا کیا تو قسامہ اُس محلہ والونپر سے جاتا رہیگا اور اگر محلہ والون ہی مین سے ایک شخص معین پر دعوے کیا تو قسامہ انپر سے نجاویگا - اگر ایک قوم تلوارین کھینچکر بھڑین اور ایک مقتول کو چھوڑکر جدا ہون تو قسامہ محلہ والونپر ہوگا جہان لڑائی ہوئی لیکن اگر خون کا وارث اُن لوگونپر جو تلوارین لیکر لڑے تھی دعوی کرے یا انمین سے ایک شخص معین پر مدعی ہو تو البتہ محلہ والونپر قسامہ نہوگا - محلہ والونمین سے قسم والے نے بیان کیا کہ مقتول کو ایک شخص خاص مثلاً زید نے مارا ہے تو اسکو اسطور پر قسم دیجاویگی کہ بخدا مین نے مقتول کو نہین مارا اور نہ سوای زید کے اُسکی قاتل کو جانون - محلہ والونمین سے اگر کچھ لوگ گواہی دین کہ غیر محلہ کے آدمی نے مارا ہے یا اُس محلہ کے ایک شخص معین کا نام لین کہ ہم مین سے فلان شخص نے مارا ہے تو یہہ گواہی باطل ہوگی ۱۲

کتاب المعاقل

اسمین دیتو نکا بیان ہے (کہ کون کون آدمی دیت دین) معاقل جمع معقلہ کی ہے جسکے معنی دیت یعنی جو خونبہا کہ نفس قتل پر دینا آتا ہے وہ عاقلہ پر ہوتا ہے (نفس قتل کی قید سے وہ خونبہا نکل گیا جو صلح کی راہ سے دیا جاوے یا شبہہ کی راہ سے مثلاً باپ اپنے بیٹے کو عمداً مار ڈالے کیونکہ ان دونصورتونمین خونبہا خاص

قاتل کے مال مین ہوتا ہی نہ عاقلہ پر اگر قاتل روزینہ دار یا سپاہی بادشاہی ہو تو اوسکی عاقلہ وہ لوگ ہین جنکے نام دفتر بادشاہی مین ہون یعنے بادشاہ کے دفتر مین اگر خاص قوم کے روزینہ دار یخواہ فوج کے لوگ لکھی ہون اور اونمین سی کوئی قاتل ہو تو باقی لوگ اوسکی عاقلہ ہین دیت کا روپیہ انکی تنخواہ سی تین برس کے عرصہ مین وصول کر لیا جاوی اور اگر اونکی تنخواہ تین برس سی زیادہ عرصہ مین یا کم مین وصول ہو تو اسیوقت دیت کو مجرا کر لین۔ اور اگر قاتل دفتر والونمین سی نہو تو اُسکا عاقلہ اسکا قبیلہ یعنی براوری والے رشتہ دار ہین دیت اُن سی تین برس مین بھانٹ کر لیجاویگی اور ایک شخص سے سال بھر کے عرصہ مین ایکدرم خواہ ایکدرم اور ایکدرم کی تھائی سے زیادہ لیا جاویگا تو اس حساب سی ایک آدمی سی تین برس کے عرصہ مین چار درم سے زیادہ نہین لیا جاویگا اگر اُس قبیلہ کے لوگ اتنے نہون کہ اس حساب سی پڑت پڑی بلکہ کم ہون اور چار درم سی زیادہ اونپر پڑتا ہو تو انہین عصبات کی ترتیب سے دوسرا قبیلہ انکا رشتہ دار ملا لیا جاویگا یعنے اول بھائیونکو پھر بھتیجون کو پھر چچون کو پھر اُنکے بیٹونکو قاتل کو منجملہ عاقلہ کے شمار کیا جاویگا یعنے جیسی اورون سی دیت وصول ہوگی ویسی ہی اس سی بھی لیجاویگی آزاد کیے ہوئے کا عاقلہ اُسکے آزاد کرنیوالے کی براوری ہے۔ اور موالے موالات کا عاقلہ وہ ہے جسکے ہاتھ پر وہ مسلمان ہوا ہو اور اوسکی کنبے کے لوگ۔ غلام کے بگاڑ کرنے کا تاوان عاقلہ پر نہین اور نہ اُس قصور کا کہ آدمی جان بوجھ کر کری اور نہ اُسکا جو صلح کری یا اقرار کری کہ انہین صرف مدعاعلیہ پر تاوان ہوتا ہی لیکن اگر مدعاعلیہ کے اقرار کی تصدیق عاقلہ کری تو عاقلہ پر تاوان ہوگا۔ اگر آزاد آدمی غلام کا بگاڑ خطا

کی راہ سے کری تو اُسکا تاوان اوسکی برادری پر ہوگا (یعنے خطا کی راہ سے بگاڑ
کرنے مین برادری پر دیت آنی برابر ہے خواہ آزاد کا نقصان ہووے
یا غلام کا ہو)

کتاب الوصایا

(اسمین وصیتون کا بیان ہے) اور وصیت وہ ہے کہ اپنی مرنیکے بعد کسیکے لیے
کچھ مقرر کرے جو وصیت کرتا ہے اوسکو موصی یعنی وصیت کرنیوالا کہتے ہین اور
جسکے لیے وصیت کی ہو اوسی موصی لہٗ کہتے ہین اور جس شخص کو وصیت کی تعمیل
کے لیے کہا ہو اسکو وصی کہتے ہین)۔ وصیت مرنیکے بعد کے زمانہ مین کسی چیز
کے مالک کرنے کو کہتے ہین اور وصیت کرنا مستحب ہے۔ میت کے مال متروک
کی تہائی سے زیادہ کی وصیت درست نہین۔ قاتل کے لیے وصیت درست نہین
(یعنے موصی اپنے قاتل کے لیے کچھ وصیت کری تو جائز نہوگی) مورث اپنے وارث
کے لیے اگر وصیت کری تو درست نہین بشرطیکہ دوسری وارث جائز نہ کہین
(لیکن اگر اور وارث اس وصیت کو جائز کہین تو درست ہے) مسلمان اگر ذمی کے لیے وصیت
کری یا ذمی مسلمان کیلیے تو درست ہے۔ وصیت کا قبول کرنا موصی کی موت کے بعد ہونا چاہیے
اور اگر اسکی زندگی مین موصی لہٗ اسکو قبول نکری یا قبول کری تو باطل ہے (بلکہ موت کے
بعد کا اعتبار ہے)۔ اور مستحب ہے کہ مال کی تہائی سی وصیت کم کری۔ اور
جب موصی لہٗ وصیت کی چیز کو قبول کرلے تو وہ اسکی ملک مین آجاتی ہے ہان اگر
موصی لہٗ موصی کے مرنیکے بعد ہی مرجاوی اور نوبت قبول وصیت کی نہ پہنچی تو
بدون قبول کے بھی ملک موصی لہٗ کی ثابت ہوجاویگی۔ قرضدار کا قرض اگر اوسکے

محیط ہو (یعنی اسکی برابر ہو یا زائد) تو ایسی قرضدار کی وصیت درست نہین ۔ اسیطرح
لڑکا اور مکاتب اگر کچھ وصیت کرین تو درست نہین ۔ حمل کے لیے کچھ مال کی وصیت
کرنی مثلاً یون کہنا کہ میرا اسقدر مال اس پیٹ کے بچہ کو ملے اور حمل کی وصیت کسی اور کو کرنے
(مثلاً یہہ کہنا کہ میری لونڈی کے حمل سے جو بچہ پیدا ہو وہ فلان شخص کو دیدینا) درست ہے
بشرطیکہ بچہ وصیت کیوقت سے چہ مہینے کے اندر پیدا ہو (اور اگر چہ مہینے یا زائد
مین ہوگا تو وصیت دونو صورتون مین نہو سکیگی اسلیے کہ وصیت کیوقت حمل کا یقین نہ ہوگا
حمل کے واسطے کوئی چیز ہبہ کرنی درست نہین ۔ اگر لونڈی کی وصیت کی اور اوسکے
حمل کو خارج رکہا تو درست ہے (موصی لہ کو لونڈی ملیگی حمل کا بچہ نملیگا) موصی اپنی وصیت سے
قول اور فعل سے پہر سکتا ہے (قول سے اسطرح کہ کہے کہ مین نے جو وصیت کی تہی اوس سے
رجوع کی ۔ اور فعل سے) اسطرح کہ جس چیز کی وصیت کی تہے اوسکو بیچڈالا یا ہبہ کردیا
یا کپڑا تہا اوسکو پہونت لیا یا بکری تہی اوسکو ذبح کرلیا ۔ اگر موصی وصیت سے انکار کرے
تو اس سے رجوع ثابت نہوگا (مثلاً یون کہے کہ مین نے وصیت نہین کی اور موصی لہ گواہون
سے ثابت کردے کہ وصیت کی تہی تو موصی لہ کو وصیت کی چیز پہونچیگی

باب اپنے مال کی تہائی کی وصیت کرنیکے بیان مین ۔ اگر موصی نے تہائی مال کی
زید کے لیے وصیت کی اور دوسری تہائی عمرو کے لیے اور وارثون نے دو تہائی کی
وصیت درست نرکہی تو ایک تہائی زید اور عمرو کو برابر تقسیم ہوجاویگی ۔ اگر زید کے
لیے تہائی کی وصیت کی اور عمرو کے لیے چہٹے حصہ کی اور وارثون نے جائز نرکہا
تو تہائی ترکہ موصی کا زید و عمرو کو اسطرح تقسیم ہوگا کہ تین حصے کرکے دو حصے زید کو
اور ایک حصہ عمرو کو دیا جاویگا ۔ اگر زید کے لیے کل مال کی وصیت کی اور عمرو کیلیے تہائی

باب یعنی مال کی
تہائی سے کم کی وصیت
کرنیکے بیان مین

مال کی اور ورثا نے وصیت کو جائز نرکہا تو ترکہ موصی کی تہائی زید و عمر مین آدہون آدہ
تقسیم ہو گی سو موصی لہ کو ترکہ کی تہائی سی زیادہ حصہ نہ ٹھہرایا جاوی مگر تین صورتونمین
اول محابات کی صورتمین (محابات بیع مین رعایت کرنیکو کہتے ہین کہ ہزار کا مال مثلاً پانسو
کو دیڈالے پس اگر موصی کے دو غلام ہون جنمین سی ایک کی قیمت بارہ سو ہو اور ایک
کی چہہ سو اور وہ وصیت کری کہ بارہ سو کا غلام زید کے ہاتھہ دو سو کو بیچڈالنا
اور چہہ سو کا عمرو کے ہاتہ سو کو بیچڈالنا اور دوسرا کوئی مال اوسکے پاس نہو اور
اوسکے وارث اس وصیت کو جائز نرکہین پس چونکہ صورت مذکور مین زید کی ساتھہ
ہزار روپیہ کی رعایت کی تو گویا ہزار اوسکے لیے وصیت کی اور عمرو کے ساتھہ
جو پانسو کی رعایت کی ہی تو گویا اوسکو پانسو کی وصیت کی ہے تو کل ترکہ مین سے
تہائی لیکر یعنی دونو غلامونکی قیمت جو اٹھارہ سو ہوتے ہین اوسکی تہائی چہہ سو
روپیہ زید و عمرو مین بموجب وصیت کے تقسیم کرینگے یعنے زید کا حصہ عمرو سی دونا
تہا تو اسقدر کی تہائی عمرو کو دینگی اور دو تہائی زید کو یعنی دو سو عمرو کو ملینگے اور چار سو
زید کو حالانکہ اسنظر سی کہ زید کو ہزار کی وصیت ہی جو تہائی ترکہ سی زائد ہی اوپر کے قاعدہ
کے بموجب تہائی مین دونو شریک برابر کے ہوکر ہر ایک کو تین سو ملنی چاہئین
مگر محابات کیوجہ سی اوپر کا قاعدہ جاری نہوا) دوم سعایت کی صورتمین اور
اوسکی کیفیت یہہ ہی کہ موصی کے دو غلام ہون ایک دو ہزار کا دوسرا ایک
ہزار کا اور وہ وصیت انکی آزاد کرنیکی کرجاوی اور سوا ان غلامونکے اور کچہہ مال اسکا
نہو اور اوسکی وارث وصیت کو جائز نرکہین تو کل ترکہ کی تہائی سی یہہ وصیت جاری
ہو گی یعنی بقدر ہزار کے آزاد ہونگے اور دو تہائی اپنی قیمت کی یعنی دو ہزار در تا کو کما دینگے

اسد ہر لڑکی آزادی مین وصیت کے بموجب ہر ایک کو حصہ ملیگا دونو کو برابر نملیگا) سوم دراہم
مرسلہ یعنی مطلق کیصورت مین (جنمین قید مال کی تہائی اور چوتھائی کی ہنو مثلا زید کو ہزار
روپیہ کی وصیت کری اور عمرو کو سات سو کی اور اوسکے پاس ان روپیون کے سوا اور
مال ہنو تو درصورت نارضامندی ورثا کے وصیت مذکور تہائی مال سے
جاری ہوگی اور زید وعمرو کو موافق اونکی وصیت کے حصہ رسد ترکہ کی تہائی مین
سے دیا جاویگا برابر ندیا جاویگا) اگر وصیت کی کہ موصی لہ کو میری بیٹی کا حصہ ملے
تو یہ وصیت باطل ہے اسلیے کہ بیٹی کا حصہ کسیکو نہین پونہچ سکتا) ہان اگر یون وصیت
کری کہ میری بیٹے کے حصہ کی برابر اوسکو دینا تو درست ہی اسصورت مین اگر موصی
کے دو بیٹے ہون تو موصی لہ کو تہائی مال ملیگا (اسلیے کہ بیٹے کا حصہ تو آدہا ہی وہ تو اسکو
مل نہین سکتا کیونکہ تہائی سے بڑہجاویگا اسی جہت سی تہائی مال دیا جاویگا
اور اب بھی اوسکا حصہ بیٹونکی برابر ہی رہیگا) اور اگر یہ وصیت کی کہ میرے
مال کا ایک سہام یا ایک جز فلانے کو دینا تو اسکا بیان کرنا ورثا کے
اختیار مین ہے (جو نسا سہام چاہین موصی لہ کو دین) ۔ اگر یہہ کہا کہ میری مال
کی تہائی فلانے کے لیے ہے پھر دوبارہ کہا کہ فلانے کے لیے میری مال کی تہائی ہے
(یعنے ایک تہائی ایک شخص کے لیے دوبار کہی) تو موصی لہ کو ایک ہی تہائی ملیگی
(اس سے زیادہ نہ ملیگا) اسیطرح اگر مال کے چہٹے حصہ کو موصی لہ کے لیے مکرر کہا تو اوسکو
ایک چہٹا حصہ ملیگا (دو حصے نہ ملین گے) اگر یون وصیت کی کہ میری نقد روپیون
یا بکریون مین سے تہائی فلان کو دینا پھر دو تہائی روپیہ خواہ بکریان تلف ہوجاوین
تو موصی لہ باقی بکریان یا روپے لے لیگا اور اگر غلامون یا تہانون یا گہرونکی نسبت ایسا

کہا تہا اور اُنمین سے دو تہائی جاتے رہے تو اب موصی لہ کو (باقی نہ مین گے بلکہ) باقی کی تہائی ملیگی - اگر وصیت کی کہ ہزار روپیہ فلان کو دینا اور ترکہ مال موجود اور لوگونکی ذمہ قرض ہی پس اگر مال موجود کی تہائی ہزار روپیہ ہو سکتی ہون تب تو ہزار روپیہ موصی لہ کو دیدین اور اگر موجود مال اتنا نہو تو جسقدر اُسکی تہائی ہو وہ موصی لہ کو حوالہ کرین اور پہر قرض مین سے جسقدر آتا جاوی اوسکی تہائی اوسکو دیتے رہین یہانتک کہ ہزار پوری ہو جاوین اگر وصیت کی کہ میرے مال کی تہائی زید کو اور عمرو کو دینا اور عمرو اُسوقت زندہ نہو تو تہائی ساری زید کو ملیگی اور اگر یون کہا کہ میرے مال کی تہائی مین شریک زید ہی اور عمرو زندہ نہو تو زید کو چہٹا حصہ ملیگا (اور عمرو کو کچہ نہ ملیگا کہ وہ مردہ ہے - اگر یہہ کہا کہ فلانے کو میرا تہائی مال ہی اور مال موصی کے پاس کچہ نہین تو موصی اپنے مرنے کیوقت جس چیز کا مالک ہوگا اوسکی تہائی موصی لہ کو پہنچیگی - اگر وصیت کی کہ میری مال مین سے تہائی میری تین ام ولدکو اور فقیرون اور مسکینون کو دینا تو تہائی ترکہ پانچ حصے کر کے تین حصے تین ام ولدکو اور ایک حصہ فقیرون کو اور ایک مسکینون کو دیا جاویگا - اگر وصیت کی کہ ترکہ کی تہائی زید اور مساکین کو دینا تو ترکہ کی تہائی مین سے آدہا زید کو اور آدہا مسکینون کو ملیگا - اگر سو روپیہ کی وصیت زید کو کی اور سو کی عمرو کو پہر بکر سے کہا کہ مین نے تجہے ان دونو کا شریک کیا تو بکر کو دونو سو مین سے تہائی ملیگا (یعنے سو کی تہائی زید سے اور تہائی کی عمرو سے اسصورت مین ہر ایک کا حصہ برابر ہوگا کہ ہر ایک کے پاس تہائی کی دو تہائی ہونگی) اور اگر زید کو وصیت چار سو کی کی اور عمرو کو دو سو کی اور بکر سے کہدیا کہ تجہکو دونو کا شریک کیا تو بکر کو ہر ایک سے آدہا حصہ ملیگا (یعنے زید کو ۲۰۰ ہم -

کی وصیت تھی دوسو اوسکے حصہ مین سے اور عمرو کو دوسو کی تھی سو اوسکی حصہ مین سے
بکر کو ملینگے غرضکہ بکر کو تین سو اور زید کو دوسو اور عمرو کو سو ملینگے - اگر موصی
نے اپنی وارثون سے کہا کہ زید کا مجہپر قرض ہے اور وارثون نے اوسکا قول مان لیا
تو یہہ تہائی ترکہ مین ہوگا (یعنے اگر زید دعوی قرض کا کریگا تو تہائی تک سماعت
ہوگی ترکہ کی تہائی سے زائد مین دعوی مقبول نہوگا) اگر موصی نے اول
اپنے ذمہ زید کے دین کا اقرار کیا بعد اوسکے بہت سی وصیتین کین تو
موصی کے مال کی ایک تہائی وصیت والون کے لیے اور دو تہائیان وارثونکے
لیے علحدہ کرکے دونو جماعتون سے کہین کہ تمکو اپنے حصہ مین سے جسقدر قرضہ کے
مدعی زید کو سچا ٹھہرانا ہو بیان کردو جب وہ دونو گروہ بیان کردین تو ہر ایک
کے حصہ مین سے اوسیقدر زید کو دیدیوین اور اہل وصیت کی تہائی مین جسقدر
بچے اوسکو وہ تقسیم حصہ رسد کرین اور ورثہ کی دو تہائی مین سے جو رہی وہ اوسکو
بانٹ لین - اگر موصی نے کسیقدر مال کی وصیت اجنبی شخص اور اپنی ایک وارث
سے کی تو اجنبی کو مال موصی بہ کا آدہا ملیگا اور وارث کے لیے وصیت باطل ہوگی
(اسلیئے کہ وارث کے لیے وصیت درست نہین) اگر تین تہان مختلف صفت کے
(یعنے ایک بہت عمدہ اور ایک میانہ اور ایک گہٹیا) زید اور عمرو اور بکر کو تین
وصیت کیے اور انمین سے ایک جاتا رہا اور یہہ معلوم نہوا کہ کس کے حصہ کا گیا
اور وارث میت تینون موصی لہ مین سے ہر ایک سے کہتا ہے کہ تیرے ہی حصہ کا گیا
تو اسصورت مین وصیت باطل ہوگی کسیکو کچھ نہ ملیگا لیکن اگر میت کا وارث دونو
باقی کے تہان اُن تینون کے سامنے لا رکہے اور کہدے کہ انکو آپسمین تقسیم کرلو

تو وصیت جائز ہے اور زید کو عمدہ تھان کی دو تہائی ملینگے اور بکر کو دو تہائی گھٹیا
تھان کی اور عمرو ایک تہائی اچھی کی لے اور ایک تہائی بُری کی (یعنے ان دونوں باقی
تھانون کو دو آدمی نہین لے سکتے مگر بطور مذکورہ بالا تینون تقسیم کرسکتے ہین اور اگر قرعہ
ڈالکر یا آپسمین راضی ہوکر وہی شخص انکو لے لیوین تو ہوسکتا ہی) اگر ایک حویلی مشترک
مین سے موصی نے ایک کوٹھری کی وصیت زید کو کی اور وہ حویلی بعد موصی کے مرنیکے
تقسیم ہوئی اور وہ کوٹھری موصی بہ موصی ہی کے حصہ مین پڑی تو وہ زید کو ملیگی اور اگر
وہ کسی اور شریک کے حصہ مین آگئی تو موصی کے حصہ مین سے اُسقدر زمین جتنی کوٹھری مین
ہے زید کو دیجاویگی اور اس باب مین اقرار کا حال مثل وصیت کے ہی (یعنے اگر بکر اپنی مشترک
حویلی مین سے کسی خاص کوٹھری کا عمرو کے لئی اقرار کرے تو بعد تقسیم حویلی کے اگر وہ کوٹھری
بکر کے حصہ مین پڑی تو بعینہ اوسیکو حوالہ عمرو کے کری ورنہ جسقدر زمین کوٹھری مین ہے
اسقدر اپنی حصہ مین سے اوسکے عوض دیدی) اگر زید نے عمرو کے مال مین سے ہزار روپیہ
معین کی وصیت بکر کو کردی اور مالک مال یعنی عمرو نے موصی کے مرنیکے بعد اُسکی
وصیت جائز رکھی اور ہزار روپیہ بکر کو دیدیا تو درست ہی مگر عمرو کو اختیار ہی کہ اجازت
کے بعد چاہی تو روپیہ ندی۔ موصی کے دو بیٹے اگر اسکا مال باہم بانٹ لین اور پھر ایک بیٹا
سی ایک اقرار کرے کہ ہماری باپ نے یہہ اتنی کی وصیت کی تھی تو اس اقرار سی صرف مقر
کے حصہ کی تہائی مین وصیت جاری ہوگی اور دوسری بھائی کے حصہ مین جاری نہوگی
اگر عمرو کے لئے لونڈی دینی کی وصیت کی اور موصی کے مرنیکے بعد اوسکے بچہ ہوا تو
اگر اس لونڈی اور اوسکے بچہ کی قیمت ملکر کل مال کی تہائی سی زیادہ نہو تو دونو عمرو کو
ملینگے اور اگر دونو کی قیمت ترکہ کی تہائی سی زائد ہو تو اول عمرو لونڈی لے اور پھر جسقدر تہائی مین

تہائی ترکہ کی کمی ہی وہ بیچ مین مجرا کری یعنے اوسکی غلام کرسکے ترکہ کی تہائی پورا کرسکے باقی پہتا وارثونکو پہیر دی) اتو موصی نے اپنی بیوی کا فرباد دوسری کے غلام کے لیرا اپنے مرض مین وصیت کی پہر وہ کافر مسلمان ہوگیا یا اُسکا بیٹا جو غلام تہا آزاد ہوگیا تو یہہ وصیت باطل ہے اسلیے اگر بیٹا کافر ہو یا دوسرے کا غلام ہو (اُسکو کچہہ ہبہ کرنا یا اوسکے لیے اقرار کرنا باطل ہے)۔ اپاہج اور فالج زدہ اور لنجا اور سل کی بیماری والا اگر اون کا مرض بڑہ جاوی اور اس مرض سے اونکے مرنیکا خوف نہو تو تمام مال سے اُنکا ہبہ کرنا معتبر ہوگا (اسلیے کہ اسطرحکا مریض تندرست کے حکم مین ہی) اور اگر مرض مذکور سے اُنکے مرجانیکا ڈر ہو تو صرف تہائی مال سے ہبہ کرنا معتبر ہوگا ؛

باب مرض موت مین آزاد کرنیکے بیان مین

مرض موت مین اپنی غلام کو آزاد کرنا یا اپنی مال کو کم قیمت پر فروخت کرنا یا کسیکو کچہہ ہبہ کرنا وصیت کے حکم مین ہی (یعنے یہہ امور مریض کے تہائی مال مین سے جاری ہونگے) اور اگر اوسکے وارث اوسکی بعد غلام کی آزادی جائز رکہین تو وہ وارثون کے لیے کچہہ نہ کما دی۔ زید کے دو غلام ہین سالم اور غانم اور اوسنے مرض موت مین سالم کو تو کم قیمت پر بیچا پہر غانم کو آزاد کردیا اور اوّل کی فروخت مین جتنی رعایت کی ہی اور دوسری کی قیمت ہر ایک زید کے ترکہ کی تہائی کے برابر ہی تو اسصورت مین سالم کی فروخت کا اعتبار کرنا بہتر ہے) کہ اسمین معاوضہ ہی یعنے سالم کی فروخت جائز ہوگی اور غانم آزاد نکیا جاویگا) اور اگر پہلے غانم کو آزاد کیا پہر سالم کو رعایت کے ساتہہ بیچا تو اب وہ دونو باتین برابر ہین (خواہ اِسکا اعتبار کرین خواہ اُسکا) موصی نے وصیت کی کہ ان خاص سو روپیون کے عوض میری طرفسے ایک غلام آزاد کردینا اور اُنمین سے لیکر دیئے جا بارہا تو وصیت

مذکور جاری نہوگی بخلاف وصیت حج کے (کہ اگر معین بعوض یون کہ حج اپنی طرف سے کرانے
کی وصیت کری اور اونمین سے کچھ جاتے رہین تو وصیت اوسکی دوسرے روپیون سے
جاری کرینگے) اگر اپنے غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کی اور موصی کے
مرنیکے بعد غلام نے کسیکا نقصان کیا اور وارثون نے غلام کو نقصان کے عوض نقصان
والیکے حوالہ کیا تو وصیت باطل ہوگی اور اگر وارث نقصان کا عوض اپنے مال سے ادا کردین
تو وصیت باطل نہوگی (یعنے غلام آزاد ہو جاویگا) اگر موصی اپنے مال کی تہائی زید کو وصیت
کرے اور ترکہ مین ایک غلام بھی ہے جسکو زید کہتا ہے کہ موصی نے ایام صحت مین آزاد
کیا ہے اور وارث کہتا ہے کہ مرض موت مین اسکو آزاد کیا ہے (یعنے یہہ غلام بھی داخل وصیت ہے)
تو اس صورت مین وارث کا قول مع قسم معتبر ہوگا اور اگر وہ غلام ترکہ کی تہائی سے کم کا ہو تو زید کو
کچھ نہ پہونچیگا (اسلیے کہ وصیت تہائی مال مین ہوتی ہے وہ غلام کے آزاد کرنے سے پوری
ہو گئی اور غلام کی قیمت تہائی ترکہ سے کم ہو تو جسقدر غلام کی قیمت سے ترکہ کی تہائی زیادہ
ہوگی اسقدر زید کو ملیگا) یا زید گواہون سے ثابت کردے کہ موصی نے غلام کو صحت کی حالت مین آزاد
کیا تھا تو اب پوری تہائی ترکہ کی زید کو ملیگی - ایک شخص نے میت پر دعوی کیا کہ میرا
قرض اوسکے ذمہ تھا اور اوسکے غلام نے یہہ دعوی کیا کہ مجھکو آزاد کر مرا ہے اور
وارث نے دونو کا کہنا معتبر جانا اور مال اس میت کا اور کچھ نہین تو غلام اپنی
قیمت کما دے اور آزاد ہو جاوے (اور یہہ قیمت قرضخواہ کے حوالہ کیجاوے) - اگر موصی
نے وصیت کی کہ جو حقوق اللہ تعالے کے میرے ذمہ ہین ادنکو ادا کرنا تو اول فرائض
ادا کیے جاوینگے بعد اونکے واجبات کو موصی نے اپنے کہنے مین فرائض کو پیچھے کہا ہو جیسے
حج اور زکوۃ اور کفارے پہلے ادا ہونگے اور اگر حقوق قوت مین برابر ہون (یعنے سب فرض

ایک طرح کے ہون یا واجب یکسان ہون) تو اول وہ ادا کیا جاویگا جو موصی کی زبان سے اول نکلا ہوگا اور جو بعد کہا ہوگا وہ بعد ادا کرینگے - اگر موصی نے اپنی طرفسے حج فرض کرانیکی وصیت کی ہو تو اوسکے وارث کسی شخص کو موصی کے شہر سے حج کرنیکو سوار کرکے روانہ کرین اور اگر خرچ اوس شہر سے نائب بھیجنے کو کافی نہو تو جہان سے کافی ہو وہانسے نائب روانہ کرین - ایک شخص اپنے شہر سے حج کے ارادہ سے چلکر راہ مین مرگیا اور وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے تو اوسکے نائب کو اسکے شہر سے حج کے لیئے روانہ کرینگے (جہان وہ مرا ہے وہان سے روانہ نکرینگے) اور دوسرے کیطرفسے حج کرنیوالیکا حال بھی ایسا ہی ہے (یعنے اگر وہ راستہ مین مرجاوے تو دوبارہ حج کے لیئے منیب کے وطن سے کسیکو روانہ کرنا پڑیگا مرنے کے مقام سے روانہ نکرینگے ۱۲)

باب رشتہ دارون وغیرہ کے لیئے وصیت کرنیکے بیان مین - موصی کے ہمسایہ وہ ہونگے جنکے گھر اوسکے گھر سے ملے ہون اور اوسکے سسری وہ ہونگے جو اسکی بیبی کے رشتہ دار محرم ہون (یعنے جنکا نکاح اسکی بی بی سے ہمیشہ کو حرام ہو) اور اوسکے داماد وہ ہونگے جو اُن عورتون کے شوہر ہون جنسے اوسکا نکاح نہین ہوسکتا اور اوسکے اہل اوسکی بیبی ہوگی اور آل سب گھر کے لوگ اور جنس باپ کے گھر والے ہونگے (یعنے اگر وصیت کریگا کہ میرا مال ہمسایون کو یا میری سسرون یا دامادون یا اہل یا آل یا جنس کو دینا تو اونسے یہہ لوگ مراد ہونگے اسیطرح اگر یون کہے کہ میرا مال فلانے کے اہل یا آل یا جنس وغیرہ کو دینا تو ان الفاظ سے یہی لوگ سمجھے جاوینگے جو اوپر مذکور ہوئے ۱۲) - اگر اپنے قرابت والون یا اقارب یا

باب رشتہ داروں وغیرہ کے لیئے وصیت کرنیکے بیان مین

ذوی الارحام یا اپنے خاندانیونکو وصیت کی تو اول جو سب سے قریب ہو اوسکو دینگے اور اگر دو ہون
تو جیسا اوسکے بعد قریب تر ہو اوسکو دینگے اور اس وصیت مین مان اور باپ اور لڑکا اور
جو موصی کا وارث ہو سکتا ہے داخل نہین (اسلیے کہ وصیت وارث کے لیے
درست نہین) اور اس وصیت کے مستحق دو شخص یا زیادہ ہونگے (اسلیے کہ جمع کا
لفظ موصی نے کہا ہے وہ ایک پر نہین ہو سکتا) اگر موصی نے اقارب کے لئے وصیت کی
اور اوسکے دو چچا اور دو ماموں ہین تو وصیت مذکور دونو چچا کو ہوگی اور اگر ایک چچا
اور دو ماموں ہون تو آدہی چچا کو اور آدہی دونو ماموں کو ملیگی اور اگر ایک چچا اور ایک
پھوپھی ہو تو دونو کو برابر نصف نصف ملیگی — اگر کہے کہ فلانے کی اولاد کو اسقدر دینا تو
مرد اور عورت کو برابر ملیگا اور اگر کہے کہ فلان کے وارثونکو دینا تو مرد کو دو حصہ اور
عورت کو ایک حصہ ملیگا (اسلیے کہ وارثونکا حصہ اسیطرح ہے ۱۲)

باب غلام کی خدمت اور مکانکی سکونت اور درختون کے میوہ کی وصیت کسیکو کرنیکے بیان مین

— اپنے غلام کی خدمت اور مکان مین رہنے کی وصیت کرنی دوسرے کیلیے
لئے مدت معین تک یا ہمیشہ کو درست ہے پس اگر غلام مال کی تہائی سے زائد نہو تو
موصی لہ کے حوالہ کردیا جاویگا کہ اسکی خدمت کرے اور اگر غلام کی قیمت مال کی
تہائی سے زائد ہو تو دو روز وارثون کی خدمت کرے اور ایک روز موصی لہ کی یعنی
اپنی مالیت کے حساب سے خدمت کرے جسقدر کہ مالیت وصیت مین آوے وہ حصہ
لہ کی خدمت کرے اور باقی ورثا کی) — اگر موصی لہ مرجاوے تو غلام موصی کے وارثون کو
پھیر دیا جاویگا اور اگر موصی لہ موصی کی زندگی ہی مین مرجاوے تو وصیت باطل
ہوگی — اگر موصی نے اپنے باغ کے میوہ کی وصیت کی اور مرگیا اور باغ مین میوہ

باب خدمت اور سکونت اور میوہ کی وصیت کے بیان مین

موجود ہی تو موصی لہ کو وہی میوہ موجود ملیگا اور اگر موصی نے وصیت مین لفظ ہمیشہ
بھی کہا تھا تو موصی لہ کو میوہ موجود اور جو آگے کو اُس باغ مین ہو سب ملیگا اگر
یون کہی کہ باغ کی آمدنی بیجا دی (تو جو پیدا وار اسوقت ہوگی یا آگے کو وہ سب
موصی لہ کو ملیگی) اگر اپنی بکری کی اُون یا بچون یا دودہ کی وصیت کی تو جسقدر اُنمین
سے موصی بہ موصی کے مرنیکے وقت موجود ہوگی وہ موصی لہ کو ملیگی خواہ لفظ ہمیشہ
کہا ہو یا نہ کہا ہو ؛

باب ذمی کی وصیت کرنیکے بیان مین

باب ذمی کے وصیت کرنیکے بیان مین - اگر ذمی اپنی گھر کو حالت صحت مین گرجا
نصارے کا یا یہودیون کی عبادت گاہ بنا دی تو اوسکے مرنیکے بعد وہ مکان اوسکے
وارثون کو میراث مین ملیگا اور اگر یون وصیت کی کہ میرے مکان کو بعد میرے فلان قوم کا
گرجا بنا دینا تو یہہ وصیت اوسکی مال کی تہائی سے جاری ہوگی اور اگر معین قوم کی
عبادت گاہ بنانے کو نہ کہی بلکہ غیر معین قوم کے لیے عبادت گاہ کی وصیت کرے
تو درست ہی اسیطرح اگر کافر مستامن اپنی تمام مال کی وصیت کسی مسلمان خواہ
ذمی کے لیے کرے تو درست ہے ؛

باب وصی کرنیکے بیان مین

باب وصی کرنیکے بیان مین (یعنی کسیکو اپنے بعد سربراہ کار کرنا کہ مال کو وارثون
مین تقسیم کردی اور جسکے ذمہ میت کا حق آتا ہو اُس سے وصول کرلے اور جو باتین وہ
کہہ مری اُنکی تعمیل کردی) - ایک شخص نے دوسری کو اپنا وصی کیا اور اوسنے موصی
کے سامنے وصی ہونا منظور کرلیا اور اوسکے سامنے پھر انکار کردیا تو اس انکار سے وصی
نرہیگا اور اگر سامنے انکار نکری اوسکے بعد انکار کری تو وصی ہونا رد نہوگا - وصی اگر موصی
کے ترکہ کو فروخت کری تو یہہ بیع کرنا اپنی وصی ہونیکو منظور کرلینا ہی - اگر موصی مرجاوے

اور وصی کو کہ مجبور ہونا قبول نہیں اور جو قبول کرلے تو درست ہی بشرطیکہ قاضی
اوسکے انکار کرنے کی جہت سے اوسکو وصی ہونے سے برطرف نکردے ورنہ پھر اسکا قبول
کرنا معتبر نہوگا - اگر دوسرے کے غلام کو یا کافر کو یا فاسق کو اپنا وصی کرے تو قاضی
اوسکو معزول کرکے دوسرا وصی اوسکی جگہ مقرر کرے اور اگر خاص اپنے غلام کو
وصی کرے اور اوسکے وارث صغیر سن ہوں تو وصی کرنا درست ہی اور اگر وارث بالغ
ہوں تو غلام کو وصی کرنا درست نہیں - اگر وصی وصیت کی بجا آوری سے عاجز ہو
(یعنے اوسکے حقوق ادا نکرسکے) تو قاضی اوسکو ساتھہ دوسرے شخص کو کردے تاکہ اسکی
اعانت سے وصیت کی تعمیل کرے - وصی اگر دو ہوں تو ایک کا فعل بدون دوسرے کے
ہوئے باطل ہوگا لیکن مردہ کے دفن کے لوازم اور کفن خریدنا اور صغیر سن وارثوں
کے لیے اونکی حاجت کی چیزیں مول لینی اور انکو اگر کوئی کچھہ دے اوسکو لے لینا اور
امانت معین کا مالک کو دیدینا اور موصی کا قرضہ ادا کرنا اور معین وصیت کا جاری کرنا
اور معین غلام کا آزاد کرنا اور میت کے حقوق مین جوابدہی کرنی (یہ امور اگر دو وصیون
مین سے ایک بھی کریگا تو درست ہونگے) وصی کا وصی دونو ترکون مین وصی ہوتا ہے
(یعنے اگر زید نے عمرو کو وصی کیا تہا اور عمرو نے بستر دم بکر کو وصی کر دیا تو بکر
زید اور عمرو دونو کے ترکون کا وصی ہوگا) وارثون کیطرفسے موصی لہ سے مال کی
تقسیم وصی کو جائز ہی اور اسکا عکس درست نہین (یعنے موصی نے اگر زید کو کچھہ
مال کی وصیت کی اور موصی کے وارث موجود نہون تو وصی وارثون کیطرف سے
انکا حصہ موصی لہ کے حصہ سے جدا کرسکتا ہی اور اگر موصی لہ نہو اور وارث
ہون تو موصی لہ کا حصہ وارثون سے تقسیم نہین کرسکتا) اور اگر وارثون سے موصی لہ کا حصہ لیکے

اور وہ موصی کے پاس جاتا رہا تو موصی لہ باقی مال کی تہائی وارثون سی لیگا۔
اگر موصی نے اپنی طرفسی حج کرانیکی وصیت کی تہی اور وصی نے مال وارثون مین تقسیم کردیا
اور حج کرانے کا خرچ اپنی پاس رکہا اور اوسکے پاس سے وہ خرچ جاتا رہا
یا وہ خرچ حج کرنے والیکو دیدیا تہا اوسکے پاس سی جاتا رہا تواب باقی ترکہ کی تہائی
مین سے موصی کی طرفسی حج کرایا جاویگا۔ اگر موصی لہ غائب ہو تو قاضی کو جائز
ہے کہ وارثونمین مال تقسیم کردی اور موصی لہ کا حصہ آپ اپنی پاس رکہے۔ وصی کو جائز
ہے کہ موصی کے قرضخواہ اگر موجود نہون تو اونکی پیٹہ پیچہے ترکہ کے غلام کو فروخت
کردی۔ اگر موصی نے وصیت کی تہی کہ میرا غلام بیچکر اوسکی قیمت خیرات کردینا
اور وصی نے غلام کو فروخت کردیا اور قیمت اپنی پاس رکہی اور وہ تلف ہوگئی پہر غلام
کسی اور کا نکلا تو وصی کو اوسکی قیمت مشتری کو پہیر دینی ہوگی اور جو کچہ مشتری
کو دیوی وہ ترکہ موصی مین سے لیلیے۔ اگر موصی کا ایک وارث صغیر سن لڑکا ہو اور
اوسکے حصہ مین کوئی غلام آوی اور وصی اوس غلام کو بیچکر اوسکی قیمت اپنے پاس رکہے اور
اوسکی پاس سی دام جاتے رہین اور وہ غلام کسی اور حقدار کا نکلی تو لڑکا وہ دام
اور وارثون سی لیوی۔ لڑکے کے مال کا اگر کوئی دوسری پر حوالہ کری یعنی اوتاردے
(مثلاً لڑکے کا مال زید کے ذمہ ہی اور وہ عمرو پر اوتاردی) تو وصی کو اس حوالہ کا
قبول کرنا درست ہی بشرطیکہ حوالہ مذکور لڑکے کے حق مین بہتر ہو۔ وصی اگر لڑکے
کے مال کو فروخت کری یا اونکی مال سی کچہہ خریدی اور اوسمین کچہہ نقصان ہو تو اگر اتنا
نقصان اس جیسی معاملات مین لوگونکو ہوجایا کرتا ہو تو وصی کی بیع وشرا درست ہوگی اور
اگر بہت سا نقصان ہوگا تو بیع وشراء مذکور درست نہوگی) وارث بالغ کی پیٹہ پیچہے اگر وصی

اوسکی چیز بیچڈالے تو جائز ہی لیکن زمین اور عمارت کی بیع درست نہوگی۔ وصی کو چاہیے کہ موصی کے مال مین سوداگری نکرے۔ لڑکے کے مال کے تصرف مین اوسکے دادا کی نسبت کہ اوسکے باپ کا وصی بہتر ہی (یعنے باپ کے وصی کے ہوتے ہوے دادا کو تصرف کرنا پوتے کے مال مین اچھا نہین) لیکن اگر باپ نے کسی کو وصی نکیا تو دادا اوس لڑکے کے مال مین تصرف کرنے مین باپ کی مانند ہی +)

فصل

فصل وصی کے گواہی دینے کے بیان مین۔ بکر اور عمرو میت کے دو وصیون نے گواہی دی کہ میت نے زید کو بھی ہمارے ساتھ مین وصی کیا ہی (یعنے تین شخصونکو وصی کیا ہی) تو یہ گواہی لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنے وصی ہونیکا دعوی کرے (اور بکر اور عمرو اوسکی گواہی دین تو البتہ زید کا وصی ہونا ثابت ہوگا) اسیطرح اگر موصی کے دو بیٹے گواہی دین کہ میت نے زید کو اپنا وصی کیا ہی اور زید وصی ہونے کا منکر ہو تو اون بیٹون کی گواہی لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنے وصی ہونیکا دعوی کرے تو البتہ گواہی اون دونو کی مقبول ہوگی) اسیطرح اگر دو وصی گواہی دین کہ فلان مال صغیر سن کے وارث کا ہی یا یہ مال فلان وارث بالغ کا ہی (میت کے مرکہ مین سے نہین تو یہ گواہی لغو ہوگی)۔ اگر زید اور عمرو یہ گواہی دین کہ بکر و خالد کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہین اور بکر اور خالد یہ گواہی دین کہ زید اور عمرو کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہین تو یہ گواہیان مقبول ہونگی۔ اگر وصیت کے باب مین اسیطرح گواہیان ہون (مثلاً زید و عمرو گواہی دین کہ میت نے ہزار روپیہ کی وصیت بکر اور خالد کے لیے کی ہی اور بکر اور خالد گواہی دین کہ زید اور عمرو کے لیے میت نے ہزار روپیہ کی وصیت کی ہی) تو یہ گواہیان (لغو ہونگی اور مقبول نہونگی

کتاب الخنثیٰ

اسمین خنثیٰ کا بیان ہی۔ خنثے اوسکو کہتے ہین جسکے مرد اور عورت دونوکی علامتین (یعنے ذکر اور فرج دونون) ہون پس اگر وہ ذکر سی پیشاب کری تو مرد کا حکم ہی اور دوسرے مقام سے پیشاب کرے تو عورت کا حکم ہی اور اگر دونو مقامونسے پیشاب کرے تو جس مقام سے اول پیشاب نکلتا ہو ویسا ہی حکم ہوگا اور اگر دونون مقامونسے پیشاب برابر نکلتا ہو تو وہ خنثیٰ مشکل ہی (اور زیادہ ہونیکی تمیز اوسمین نہین ہوسکتی) اور ایک راہ سے بہت پیشاب کا نکلنا معتبر نہین (یعنے اس سے نر و مادہ کا حکم نہین ہوسکتا) اور یہ علامتین بالغ ہونے سے پیشتر کی ہین۔ اب بالغ ہونے پر اگر اوسکے داڑھی نکلی یا عورتون سے صحبت کی تو مرد ہوگا اور اگر چھاتیان اوبھرین یا چھاتیون مین دودھ آگیا یا حیض اوسکو ہوا یا حمل رہگیا یا اوس سے مرد صحبت کرسکتا ہی تو عورت ہوگی اور اگر کوئی علامت مرد و عورت کی ظاہر نہووی یا دونون علامتین نمودین ہوں تو خنثیٰ مشکل ہوگا۔ خنثے مشکل نمازمین مردونکی صف کے پیچھے اور عورتون کے آگے کھڑا ہو اور اوسکے مال مین سے ایک لونڈی خریدی جاوی جو اوسکی ختنہ کرے اور اگر اوسکے پاس مال نہو تو بیت المال مین سے لونڈی خریدین اور ختنہ کے بعد لونڈی بیچدیجاوے (خنثیٰ مشکل کو بیٹے اور بیٹی کے حصہ مین سے جو نسا کم ہوگا وہ ملیگا مثلاً اگر ایک شخص نے ایک بیٹا اور ایک خنثیٰ مشکل چھوڑے تو بیٹے کو دو حصے ملینگے اور خنثیٰ کو ایک حصہ

مسائل متفرقہ گونگے کا اشارہ کرنا اور لکھنا وصیت اور نکاح اور طلاق اور بیع و شرا مین اور قصاص مین مثل زبان کے بیان کے ہی مگر حد کے باب مین اوسکا اشارہ اور لکھنا معتبر نہین (مثلاً اگر کسیکو اشارہ سے یا لکھنے سے زنا کی تہمت لگا دی تو اوسکو حد نہ لگیگی

اور اگر خون قصداً کرنیکا اقرار کریگا تو اوس سے قصاص لینگے ؟ بخلاف اوس شخص کے
جسکی زبان گویائی کے بعد بند ہو گئی ہو کہ اوسکا اشارہ اور لکھدینا مثل بیان زبانی کے
متصور نہوگا۔ اگر بہت سی بکریان بعضی ذبح کی ہوئی اور بعضی مری ہوئی ہوویں
اور آپسمین ملجاوین تو اونمین اگر ذبح کی ہوئی بہت ہون تو دل سے اٹکل کر کے اونمین سے
کہاے اور اگر مرے ہوئی زیادہ ہون تو اونمین سے نکہاوے - ناپاک کپڑا بھیگا ہوا ایک
پاک کپڑے خشک مین لپیٹ لیا اور ناپاک کی تری اوس پاک مین آگئی مگر اتنی ہی کہ اگر
اوسکو نچوڑین تو کچھ نہ نکلے تو وہ پاک کپڑا اوس تری سے ناپاک نہوگا - بکری کا سر خون مین
لتھڑا ہوا اگر جلایا جاوے اور خون اوسپر سے جاتا رہے اور اوسکا شوربا تیار کیا جاوے تو
اوسکا کہانا درست ہی نجاست کے دور کرنے مین جلا دینا مثل پانی سے دہو ڈالنے کے ہے
- اگر بادشاہ زمین کا خراج زمیندار کو دیدے اور نہ لیا کرے تو درست ہی لیکن اگر پیداوار کا
عشر یعنے دہ یکی مالک کے لیے مقرر کردے تو درست نہوگا - اگر بادشاہ اپنے
ملک کی زمین کسی قوم کو دیدی کہ وہ خراج دیا کرین تو درست ہی - اگر ایک شخص نے روزہ
قضا رمضان کا رکھا اور یہ نیت نہ کی کہ فلان روز خاص کا ہی تو یہ روزہ قضا مین محسوب
ہوگا جیسے نماز قضا پڑہی اور یہ نیت نکی کہ یہ شروع کی نماز ہی یا پچھلی قضا نمازون مین
کی ہی اسیطرح اگر روزہ قضا رکھا اور نیت کی کہ دو رمضان کے دو روزون کا ہے
(تو ایک رمضان کے ایک روزہ مین محسوب ہوگا) اگر روزہ دار کسیکا تھوک
نگلجاوے تو وہ شخص اگر روزہ دار کا محبوب ہو تب تو کفارہ دینا آویگا ورنہ کفارہ
نہوگا روزہ کی قضا ہوگی بعض حاجیون کا جان سے مارا جانا حج کرنیوالیکے لیے
اوس سال حج کو نجانے کیواسطے عذر ہی (اسلیے کہ راستہ مین امن نرہا) اگر کسی عورت سے

کہاکہ توزن من شدی یعنی تو میری عورت ہوئی اور اوسنے جواب دیا کہ شدم یعنے
ہوئی تو نکاح نہوگا اور اگر کہاکہ خویشتن را زن من گردانیدی یعنی تو نے اپنے آپکو
میری بیبی بنایا اور اوسنے جوابدیا کہ گردانیدم یعنے بنایا اور زوج نے پہر کہاکہ پذیرفتم
یعنے مینے قبول کیا تو نکاح ہوجاویگا - اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہاکہ دختر خویش
را بپسر من ارزانی داشتی یعنی تو نے اپنی لڑکی میرے بیٹے کو دی اور اوسنے کہاکہ داشتم
یعنی دیدے تو نکاح نہوگا - اگر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے پاس آنے سے منع کیا حالانکہ شوہر
اوسکے ساتھہ ہی رہتا ہی تو نافرمانی مین داخل ہی (عورت کے لیے نان نفقہ شوہر پر واجب
نہوگا) اور اگر شوہر غصب کے مکان مین رہتا ہو اور اوسوقت عورت اوسکے پاس آنے سے
کرکے تو نافرمان نہوگی (اوسکا نان و نفقہ شوہر پر واجب ہوگا) عورت کا شوہر سے یہ کہنا
کہ مین تیری لونڈی کے ساتھہ نہین رہتی اور مکان علیحدہ چاہتی ہون عورت کو نچاہیے -

ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہاکہ طلاق دو یعنی طلاق دیدے اور اوسنے جواب مین کہاکہ داد
گیر یا کردہ گیر یا دادہ باد یا کردہ باد یعنی دی ہوی اور کی ہوئی سمجھ لے یا ہوجیو تو طلاق واقع
نہوگی لیکن اگر شوہر طلاق کی نیت کریگا تو ہوجاویگی اور اگر شوہر کہے کہ دی ہی اور کی ہی تو
طلاق پڑجاویگی خواہ نیت کرے یا نکرے اور اگر کہے کہ دی ہوی جان یا کی ہوی فرض کر تو
نہ پڑیگی گو نیت طلاق کی کرے - اگر بیبی کے تذکرہ کیوقت شوہر کہے کہ وہ مجھے قیامت تک
یا عمر بہر نہین چاہیے تو طلاق بدون نیت کے نہ پڑیگی - شوہر نے اگر اپنی بیبی سے کہاکہ حیلۂ
زنان کن یعنی تو عورتونکا حیلہ کر تو یہ تین طلاقونکا اقرار ہوا اور اگر یہ کہاکہ حیلۂ خویش کن
یعنی اپنا حیلہ کر تو اونکا اقرار نہوگا - عورت نے اپنے شوہر سے کہاکہ مین نے تجہکو مہر بخشا
مجہسے ہاتھہ اوٹھالے اور شوہر اوسی مجلس مین اوسکو طلاق دیدے تو اوسکا مہر ساقط ہوجاویگا

ورنہ ساقط نہوگا (کیونکہ مہر کو طلاق کا عوض کیا تھا جب طلاق نہوئی تو مہر بھی ساقط
نہوا) اگر آقا نے اپنے غلام سے کہا کہ اے میرے مالک یا لونڈی سے کہا کہ مین تیرا غلام ہون
تو وہ ان الفاظ سے آزاد نہونگے۔ اگر کسی نے کہا کہ مجھپر قسم ہی کہ یہ کام نہ کرونگا
تو اللہ تعالی کی قسم کا اقرار ہوا اور اگر یون کہا کہ مجھپر طلاق کی قسم ہی کہ یہ کام نکرونگا
تو یہ طلاق کی قسم کا اقرار ہوا (اوس شخص کو وہ کام نکرنا چاہیے اگر کریگا تو اوسکی
بی بی کو طلاق پڑجاویگی) اور اگر شوہر کہے کہ مین نے یہہ جھوٹ کہا تھا تو اوسکا قول
نمانین سگے (طلاق پڑجاویگی)۔ اور اگر کہے کہ مجھے گھر کا قسم ہی کہ یہ کام نکرونگا
تو یہ اقرار طلاق کی قسم کا ہوگا۔ اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ قیمت ہٹادے اور
بائع نے کہا دیتا ہون تو بیع فسخ ہوگئی اگر کسی نے یون کہا کہ بخارا مین جبتک مین
ہون اگر فلان کام کرون تو ایسا ہو پھر بخارا سے چلا گیا اور دوبارہ اگر اس کام کو
کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی۔ اگر کسی نے گدھی فروخت کی تو اوسکا بچہ اوسکی بیع مین داخل
نہوگا۔ جسوقت زمین کی بابت جھگڑا ہوا اوسکو قبضہ والیکے تصرف سے نکالنا چاہیے جبتک
کہ مدعی اس بات کی گواہ نگذرانے کہ یہ زمین میری ملک ہی۔ جو زمین قاضی کی حکومت کے
ماتحت نہین اوسکے باب مین قاضی کو حکم کرنا چاہیے۔ جب دعوی صحیح ہوا اور
گواہ ٹھیک ٹھیک ہون اور قاضی گواہ سنکر کچھہ حکم اوس مقدمہ مین کردے پھر سکے
کہ مین نے اپنے حکم سے رجوع کیا یا مجھکو پہلے فیصلہ کے خلاف ثابت ہوا یا مین گواہونکے
دم مین آگیا یا مین نے اپنا حکم باطل کر دیا اور ایسا ہی کلمہ کہے تو معتبر نہوگا
اور وہی پہلا حکم جو دیچکا ہی جاری رہیگا۔ اگر زید نے کچھہ لوگونکو چھپا دیا اور پھر
عمرو سے جو مدعا علیہ ہی کسی چیز کا سوال کیا اور عمرو نے اوسکا اقرار کر دیا تو اگر

چھپے لوگ عمرو کو دیکھتے ہون اور اوسکی گفتگو سنتے ہون اور عمرو اونکو نہ دیکھتا ہو تو اون
لوگون کی گواہی عمرو کے اقرار پر درست ہوگی اور اگر عمرو کی کلام تو اونہون نے سنی مگر اوسکو
دیکھا نہین تھا اوسکے اقرار کی گواہی درست نہوگی - بائع نے ایک زمین فروخت کی اور اوسکا
کوئی رشتہ دار موجود ہی اور بیع کی اوسکو خبر ہی پھر اسکے بعد اگر وہ رشتہ دار اوس
زمین کا دعوی کریگا کہ میری ہی تو سنا نجاویگا - ایک عورت نے اپنا مہر شوہر کو بخشدیا
اور مر گئی پھر اوسکے وارثون نے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا اور کہا کہ عورت نے مہر
اپنے مرض موت مین بخشا تھا یعنے وصیت کے حکم مین ہی اور خاوند نے کہا کہ
حالت صحت مین بخشا تھا تو شوہر کا قول معتبر ہوگا - زید نے عمرو کے قرض یا کسی اور
چیز کا اپنے ذمہ اقرار کیا پھر کہا کہ مین نے تو جھوٹا اقرار کیا تھا تو عمرو سے یہ قسم
لیجاویگی کہ زید اقرار مین جھوٹا تھا اور مین اپنے دعوے مین باطل پر نہین ہون -
اقرار کرنا ملک کا سبب نہین ہوتا ہی یعنے اگر کسیکے لیے کچھ مال کا اقرار کردیا کہ واقع مین
اپنے ذمہ پر نہین تو جسکے لیے اقرار کیا ہوگا اوسکو اوس مال کا لینا درست نہوگا
اوس معاملہ مین جو اوسکے اور خدا تعالے کے درمیان ہی ہان اگر اقرار کرنیوالا اپنی
خوشی سے دیدے تو لے لے کہ یہ از سر نو مالک کرنا ہی اگر ایک شخص نے دوسرے سے
کہا کہ مین نے اس چیز کے بیچنے کا تجھکو وکیل کیا اور دوسرا اسکر چپ ہو رہا
(نہ اقرار کیا نہ انکار کیا) تو وکیل ہوجاویگا - اگر ایک شخص نے اپنی بیبی کو اوسکے
طلاق دینے کا وکیل کیا تو پھر شوہر کو اوس عورت کے معزول کرنیکا اختیار نہین
- زید نے عمرو سے یہ کہا کہ مین نے تجھکو اس کام کا وکیل کیا اس شرط پر کہ جب مین تجھکو
[illegible] ل کر [illegible] تب تو میرا وکیل ہی پس اس صورت مین اگر زید عمرو کو معزول کرنا

چاہے تو معزول کرنیکے الفاظ یون کہے کہ مین نے تجھے معزول کیا پھر اور معزول کیا
(دوسری دفعہ معزول کرنیکو کہنا اسلیے ہی کہ جو وکالت معزول کرنے پر مشروط کی تھی
وہ بھی برطرف ہوجاوے) اور اگر یون کہا تھا کہ جتنی دفعہ مین تجھے معزول کرون
اوتنی ہی بار تو میرا وکیل ہی تو اوسکے معزول کرنے کو یون کہے کہ مین نے
وکالت مشروطہ کی تھی اوس سے رجوع کیا اور جو وکالت اب ہی اوس سے معزول کیا
۔جس صورت مین کہ صلح دَین سے دَین کے عوض ہو تو اس صورت مین (صلح کے
جائز ہونے کے لیے جس دین پر صلح ہوئی ہو اوسکا) قبضہ کرنا شرط ہی (اوسی مجلس مین)
ورنہ (صلح درست نہوگی) اور اگر صلح ایک اسباب سے دوسری اسباب معین کے عوض لی
یا دَین سے اسباب معین کے عوض کی تو ان صورتون مین اوسی مجلس مین) قبضہ کرنا شرط
نہین (اور دَین سے دین کے بدلے صلح کرنے کی صورت یہہ ہی کہ مثلاً زید کے ہزار روپیہ
عمرو پر آتے ہین اور عمرو نے انکار کردیا پھر حجت کے بعد دس اشرفیون پر دس روز
کے وعدہ پر دونون نے صلح کرلی تو دس اشرفیان زید اگر اوسی مجلس مین لیگا
تو صلح درست ہوگی ورنہ نہوگی) ایک شخص نے ایک بچہ کے مکان پر دعوی کیا
اوسکے باپ نے اس بچہ کا کسیقدر مال مدعی کو دیکر صلح کرلی تو اگر مدعی کے پاس
اوسکے دعوی کے گواہ تھے اور مال جو باپ نے دیا وہ بھی گھر کی قیمت کے برابر
یا کسیقدر زائد ہو کہ اتنے کی لوگ پروا نکرتے ہون تب تو یہ صلح درست ہوگی اور اگر
مدعی کے پاس گواہ نہونگے یا گواہ ہون مگر عادل نہون تو صلح ناجائز ہوگی۔ مدعی نے
اول بیان) کیا کہ میرے پاس گواہ نہین پھر گواہ پیش کیے یا گواہ نے اول کہا کہ میری گواہی
نہین ہی پھر گواہی دیدی تو یہہ گواہی مقبول ہوگی۔ اگر بادشاہ نے امام کو حکومت دی تھی

تو امام کو اختیار ہی کہ شارع عام مین سے کسی شخص کو کوئی قطعہ زمین کا دیدے اسلیے بشرطیکہ راستہ چلنے والونکو ضرر نہو جس شخص پر بادشاہ نے ڈنڈ ڈالا ہوا اور یہہ نکہا ہو کہ اپنا مال بیچکر ادا کرنا اور وہ شخص اپنا مال بیچکر تاوان ادا کرے تو اوسکی بیع درست ہوگی اور اگر بادشاہ نے کہدیا ہو کہ اپنا مال بیچکر ڈنڈ ادا کر اور اس صورت مین فروخت کرے تو یہہ بیع درست نہوگی اسلیے کہ زبردستی سے ہوئی اوسکی رضا سے نہین ہوئی اور اگر اس صورت مین بھی قیمت کو بائع اپنی رغبت سے قبض کرے تو درست ہوگی کیونکہ نارضامندی اور زبردستی نرہی)۔ اگر اپنی بیبی کو مارے ڈرایا تاکہ وہ مہر بخشدے اور شوہر اوسکے مارنے پر قادر بھی ہو تو اس صورت مین اگر بخشدیگی تو یہ ہبہ درست نہوگا (کہ زبردستی سے ہوا اور اگر شوہر مارنے پر قادر نہو اور وہ عورت مہر بخشدے تو درست ہی اسلیے کہ زبردستی ثابت نہوئی) اور اگر عورت پر خلع کرنیکو زبردستی کی تو طلاق ہوجاویگی اور خلع کے عوض کا مال لازم نہوگا۔ ایک عورت کے ذمہ زید کا کچھہ قرض ہی اوسنے اپنے مہر مین وہ قرضہ شوہر پر اوتار دیا پہر شوہر کو مہر بخشدیا تو یہہ ہبہ درست نہوگا۔ زید نے اپنی ملک مین کنوان یا پائخانہ کا کھتا بنایا اوس سے اوسکے ہمسایہ کی دیوار کو تری پہونچی اور ہمسایہ نے اوسکے ہٹائے جانے کی درخواست کی تو زید پر اوسکے ہٹا لینے کے لیے جبر نکیا جاویگا اور اگر ہمسایہ کی دیوار گر پڑیگی تو زید پر اوسکا تاوان نہوگا۔ شوہر نے اپنی بیبی کے احاطہ مین اپنے مال سے اوسکی اجازت لیکر عمارت بنائی تو یہہ عمارت اوسکی بیبی کی ہوگی اور جو کچھہ اوسمین خرچ پڑا ہوگا وہ عورت کے ذمہ قرض ہوگا اور اگر عمارت اپنے لیے بدون اجازت کے بنائی تو عمارت شوہر کی ہوگی اور اگر بی بی کے لیے مکان بدون اوسکی اجازت کے بنایا تو مکان بی بی کا

ہوگا اور روپیہ جو عمارت مین لگا وہ سلوک کے طور پر ہوگا یعنے عورت کے ذمہ پر قرض نہوگا) - اگر کسی قرضخواہ نے قرضدار کو پکڑ پایا اور کسی شخص نے اوسکے ہاتھ سے قرضدار کو چھین کر چھوڑ دیا تو یہہ چھوڑنیوالا قرض کا ذمہ دار نہوگا۔ کسی شخص کے پاس دوسرے آدمی کا مال ہی اور بادشاہ نے اوس سے کہا کہ یہہ مال مجھے دیدے ورنہ تیرا ہاتھہ کاٹ ڈالونگا یا پچاس کوڑے مارونگا اور وہ شخص مال بادشاہ کے حوالہ کردے تو اوس مال کا تاوان مالک کے لیے اوسکو دینا آویگا۔ شکاری نے بسم اللہ کہکر برچھی گاڑ دی کہ گورخر کا شکار کری اور دوسرے دن اگر گورخر کو زخمی اور مرا ہوا دیکھا تو اوسکا کھانا درست نہین - حلال جانور کی یہ چیزین کھانی مکروہ ہین اول نرگاہ دوم کپورے سوم غدود چہارم پھکنا پنجم پتہ ششم خون جاری ہفتم آلہ تناسل ہشتم پیٹھہ کی ہڈی کا گودا واضح ہو کہ خون روان مطلق حرام ہی اور باقی سات چیزین مکروہ ہین) غائب شخص اور لڑکے کے مال کا اور پڑے پائے مال کا قاضی کو قرض دینے کا اختیار ہی (جسکو چاہے قرض کے طور پر دیدی) - جس لڑکے کی سپاری اتنی کھلی ہو کہ اگر کوئی دیکھے تو ختنہ کیا ہوا جانے اور اوسکے ذکر کی کھال مشکل سے کٹتی معلوم ہو تو اوسکی ختنہ نکرنی چاہیے اسیطرح اگر کوئی بوڑھا شخص مسلمان ہوا اور تجربہ کار لوگ کہین کہ اسمین طاقت ختنہ کی نہین تو اوسکی ختنہ بھی نکرین - ختنہ کے لیے مستحب وقت ساتوان سال ہی - گھوڑدوڑ کرنی اور اونٹون کو آپسمین دوڑانا یا پیادہ دوڑانا کہ کون آگے نکلتا ہی یا تیر چلانا کہ کسکا نشانہ پر لگتا ہی درست ہی اور دونو طرف سے شرط بدنی حرام ہی (یعنی اگر زید اور عمرو گھوڑدوڑ کرین اور یہہ بدین کہ زید کا گھوڑا آگے نکلے تو عمرو سو روپیہ دے اور عمرو کا نکلے تو زید سو روپیہ دے تو یہہ حرام ہی اور اگر شرط ایک ہی طرف سے ہو مثلاً زید کا گھوڑا آگے نکلجائیگا

ترجمہ وسے متنوں لیے جاوینگے) یہہ حرام نہین پیغمبرون اور فرشتون کے سوا دوسرے شخص پر درود و سلام بھیجنا نچاہیے لیکن اونکے ساتھہ مین مضائقہ نہین (مثلاً یون لکھنا چاہیے کہ اللہم صل وسلم علی فلان یعنی الٰہی درود اور سلام بھیج فلان شخص پر بلکہ یون کہے تو درست ہی کہ اللہم صل وسلم علی محمد و علی فلان یعنی الٰہی درود و سلام بھیج اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور فلان شخص پر) کافرون کے تیوہار (مثلاً نوروز اور مہرگان) کے نام سے (کہ شروع ماہ بیساکہہ اور کاتک کا نام ہی) کسیکو کچھہ دینا جائز نہین - گوشہ دار ٹوپی کے پہننے مین مضائقہ نہین - سیاہ کپڑے کا پہننا اور عمامہ کا شملہ دونو مونڈھون کے درمیان مین آدھی کمر تک رکھنا مستحب ہی - بوڑھے آدمی جاہل سے جوان آدمی عالم کا بڑھ کر چلنا جائز ہی - حافظ قرآن کو مناسب ہے کہ چلے مین ایک ختم کر لیا کرے (یعنی پڑھنے مین جلدی نہ کرے)

کتاب الفرائض

اسمین میت کے وارثون کے حصے جاننے کا بیان ہی (مردہ کے مال سے اول وہ قرض ادا کرنا چاہیے جو اوس مال سے متعلق ہو مثلاً اگر مال کچھہ روپیون کے عوض گرو ہوا اور اوسکا ترکہ اور کچھہ نہو تو اول رہن کا روپیہ اوس مال سے ادا ہوگا بعد اسکے وہ ترتیب ہی جو کتاب والا لکھتا ہی) ترکۂ میت سے اوسکے کفن و دفن کا سرانجام پہلے کیا جاوے پھر جو کچھہ بچے اوس سے اوسکا قرض ادا کیا جاوے پھر باقی مین سے اوسکی وصیت پوری کیجاوے پھر جو بچے اوسکو وارثون مین تقسیم کرنا چاہیے اور وارث (تین طرح کے ہین فرض والے اور عصبی اور ذوی الارحام)

کتاب الفرائض

(فرض والونکا بیان) فرض والے (وہ وارث) ہین جنکا حصہ کلام مجید مین (یا شریعت مین) ٹھہر چکا ہی (اور وہ بارہ آدمی ہین **اول** میت کا) باپ ہی (اوسکو میت کے پسر خواہ پوتے یا پر پوتے (یعنی اولاد مذکر کے) ساتھہ مین چھٹا حصہ ملتا ہی (اور اگر میت کی بیٹی یا پوتی یا پر پوتی یعنی مونث اولاد ہو تو چھٹا حصہ بھی ملیگا اور جو فرض والونسے کچھہ بچ رہی وہ بھی ملیگا اور اگر میت کی اولاد نہ مذکر ہو نہ مونث تو باپ عصبہ ہوگا) **دوسرا** صحیح دادا جسکا ناتا اگر میت سے بیان کرین تو اوس ناتے مین میت کی مان نہ آوے (مثلاً باپ کا باپ اور باپ کا دادا وغیرہ) تو ایسے دادا اور باپ کا حکم فرض مین ایک ہی (یعنے اگر باپ نہو تو داداکے وہی تین حال ہین جو اوپر مذکور ہوے) لیکن (دو باتونمین دادا اور باپ مین فرق ہی اول یہہ کہ) اگر میت کے مان باپ اور شوہر یا بی بی بچے تو مان کو دو نو صورتونمین شوہر کے حصہ کے بعد جو باقی بچتا ہی اوسکی تہائی ملتی ہی داداکے ہوتے یہہ صورت نہوگی (مثلاً ایک عورت مری اور اوسنے شوہر اور مان باپ چھوڑے تو اوسمین شوہر کو نصف ترکہ پہونچیگا اور مان کو نصف کا تہائی یعنے چھٹا حصہ اور باپ کو باقی ملیگا اور اگر اس صورتمین باپ کی جگہہ دادا ہو تو نصف ترکہ شوہر کو اور کل ترکہ کی تہائی مان کو اور باقی بچا دادا کو ملیگا یا ایک مرد مرا اور اوسنے ایک بی بی اور مان باپ چھوڑے اس صورت مین جو تہائی بیبی کو دیکر باقی کی تہائی مان کو اور پھر جو کچھہ بچے باپ کو ملیگا اور اگر باپ کی جگہہ دادا ہو تو مان کو کل ترکہ کی تہائی ملتی ہی دوسرا فرق یہہ ہی کہ باپ کے ہوتے ہوئے باپ کی مان کو یعنی دادی کو حصہ نہین ملتا) اور دادا کے ہوتے ہوے دادی محروم نہین ہوتی (اور باتونمین باپ دادا یکسان ہین) چنانچہ بھائی بہنونکو داداکے ہوتے ہوئے کچھہ نہین ملتا (جیسے باپ کے ہوتے ہوئے

کچھہ نہین ملتا تیسری اہل فرض) میت کی مان (ہی اوسکو) میت کی اولاد خواہ اولاد
کی اولاد کے ساتھہ کتنے ہی نیچے کی ہو (اور مذکر ہو یا مونث) اور نیز (میت) کے دو
یا زیادہ بھائی یا بہن کے ساتھہ (خواہ حقیقی ہون خواہ علاتی خواہ اخیافی) نہ بھائی
جنکی مان ایک ہو علاتی بایک باپ
بہنونکی اولاد کے ساتھہ (ترکہ کا) چھٹا حصہ ملتا ہی اور میت کے باپ اور خاوند یا بیبی کے
ساتھہ تہائی اوس مال کا ملیگا جو خاوند یا بیبی کو دیکر بچے (چنانچہ اسکی مثالین ابھی
اوپر گذرین (چوتھی اہل فرض) میت کی جدہ صحیحہ (ہی) جسکا ناتا میت سے بیان
کرنے مین جد فاسد یعنی نانا میت کا نہ آوے (تو وہ دادی اور نانی اور پردادی اور
نانی کی مان وغیرہ ہوگی نانا کی مان یا دادی نہوگی اور جدہ) کو ایک ہو یا بہت ہون
چھٹا حصہ ملیگا اور جس جدہ کے میت سے دو ناتے ہون اور جسکا صرف ایک ناتا ہو
وہ دونو برابر ہونگی (دو ناتی اسطرح ہو سکتے ہین مثلاً دادا کی مان بھی وہی ہو اور نانی کی
مان بھی وہی ہو مثلاً ہندہ کے ایک پوتا اور ایک نواسی ہی اور پھر اون دونونکا آپس مین
نکاح ہوگیا تو انکی اولاد کا رشتہ ہندہ سے دو قرابت کا ہوگا) اور جس جدہ کا ناتا
میت سے دور ہو وہ قریب کے ناتے والی سے محروم ہو جاویگی اور سب جدات خواہ
دور کی ہون خواہ نزدیک کی مان کے ہوتے ہوئے محروم رہتی ہین (پانچوان
اہل فرض) میت کا شوہر (ہی) اوسکو بیبی کے ترکہ کا نصف ملتا ہی اور میت کی اولاد کے
ہوتے ہوے ترکہ کا چہارم ملتا ہی خواہ اولاد کتنی ہی نیچے کی ہو (چھٹی اہل فرض
میت کی بیبی (ہی اوس) کو شوہر کے مال مین سے چہارم ملتا ہی اگر شوہر کے اولاد نہو
اور اولاد کے ساتھہ مین خواہ کتنی ہی نیچے کی ہو بیبی کو آٹھوان حصہ ملتا ہی (اگر بیبیان دو
یا تین ہون تو اونکا حصہ زیادہ نہوگا چوتھائی بے اولاد کے اور آٹھوان مع اولاد کے

سب آپسمین تقسیم کرلین تہنا تو ین فرض والی) بیٹی (ہے اور وہ) اگر ایک ہو تو ترکہ
آدھا اوسکو ملیگا اور دو بیٹیان یا زیادہ ہون تو ترکہ کی دو تہائیان پاوینگی اور
(اگر وارث بیٹا اور بیٹی دونو ہون تو) بیٹونکے ساتھہ (ملکر بیٹیان) عصبہ ہوجاتی ہین
(اور اس صورت مین بیٹی کو پسر کے حصے سے آدھا ملتا ہی یعنے کوی حصہ مقرری نہین رہتا
بلکہ ایک پسر کا حصہ جسقدر ہو اوسکا آدھا بیٹی کو ملتا ہی) پوتا مثل میت کے بیٹے کے ہی جبکہ
بیٹا نہو اور بیٹے کے ہوتے ہوے پوتے کو کچھہ نہین ملتا اگر بیٹی پوتے کے ساتھہ ہو تو جو
مذکر قریب تر میت سے ہوگا اوسکو باقی ملیگا یعنے آدھا بیٹی کو دیکر باقی پوتے کو ملیگا
اسلیے کہ عصبہ ہی آور کنز مین اقرب ذکور اسلیے کہا کہ ولد الابن پوتی کو بھی کہہ سکتے ہین
مگر اوسکو باقی نہین ملتا اوسکا حال آگے آتا ہی (آٹھوین فرض والی) میت کی پوتی
(ہے اوس) کو سگی بیٹی کے ساتہہ چھٹا حصہ ملتا ہی تاکہ دو تہائی کامل ہوجاوین) کیونکہ
پوتی بھی گویا بیٹی ہی ہے دو تہائی جو بیٹیونکا حق ہی وہ ان دونو کو ملیگا اس طرح
کہ آدھا بیٹی کو دینگے اور چھٹا حصہ پوتی کو تاکہ دونون ملکر دو تہائی ہوجاوین پس)
پوتی ایک ہو یا زیادہ (ایک بیٹی کے ساتہہ مین چھٹا حصہ پاویگی) اور اگر بیٹیان ایک سے
زیادہ ہون تو پوتیان محروم رہینگی لیکن اگر اس صورت مین پوتیون کے ساتھہ مین
یا اونسے نیچے کوئی لڑکا ہوگا تو وہ اپنے ساتھہ والیون اور اوپر والیون کو سواے
فرض والی بیٹیون کے عصبہ کردیتا ہی اور مرد کو دونا حصہ عورت سے ملجاتا ہی اور جو
اس سے نیچے ہون اونکو کچھہ نہین پونہچتا مثلاً اگر میت کے دو بیٹیان اور ایک پوتی
اور ایک پڑوتا اور ایک پڑوتی اور ایک پوتے کی پوتی ہون تو بیٹیون کو دو ثلث
ملینگے اور ایک تہائی ترکہ کی جو بچی وہ پڑوتے کے سبب سے پڑوتی اور پوتی

اور پڑپوتے مین مرد کو عورت سے دونا تقسیم ہو جاویگی اور پوتے کی پوتی جو پڑپوتے سے نیچے درجہ مین ہی اوسکو کچھہ نملیگا حاصل یہہ کہ پوتیون کی چھہ حالتین ہین اگر اونکے ساتھہ بیٹی کوئی نہو تو ایک پوتی کو آدھا اور دو کو دو تہائی اور اگر اونکے ساتھہ ایک بیٹی ہو تو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر دو بیٹیان ہون تو محروم ہونگی اور اگر اونکے ساتھہ لڑکا ہو تو سواے فرض والیون کے برابر اور اوپر والیون کو عصبہ کر دیتا ہے اور مال مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو ایک اونمین تقسیم ہوتا ہی اور اگر میت کے بیٹا ہو تو پوتیون کو کچھہ نہین پہونچتا (نوئین اہل فرض) میت کی حقیقی بہنین ہین اونکا حال بیٹیون کا سا ہی جس صورت مین کہ بیٹیان اور پوتیان نہون (یعنے بہن ایک ہو تو آدھا مال پاویگی اور دو ہون تو دو تہائی) اور بہائی اگر اونکے ساتھہ ہو تو مرد کو عورت کی نسبت دونا حصہ ملیگا) بھائیون کے ساتھہ مین عصبہ ہوجاتی ہین اور اگر بہنون کے ساتھہ مین بیٹیان یا پوتیان ہونگی تب بھی بہنین عصبہ رہینگی (اور فرض والون سے بچتا مال پاوینگی وسوئین فرض والی) علاتی بہنین (ہین) اونکا حال پوتیون کا سا ہی (یعنے جو حال پوتیونکا) بیٹیون کے ساتھہ (تھا وہ حال علاتی بہنون کا سگی بہنون کے ساتھہ ہی کہ اگر سگی بہنین نہون تب تو ایک علاتی بہن کو آدھا اور زیادہ کو دو تہائی اور ایک سگی بہن کے ساتھہ مین چھٹا حصہ خواہ علاتی بہن ایک ہو خواہ زیادہ اور دو سگی بہنون کے ساتھہ مین کچھہ نہین ملتا ہان اگر اونکے ساتھہ علاتی بہائی اس صورت مین ہو تو وہ اونکو عصبہ کرتا ہی اور عصبہ کے ساتھہ مین اونکو مرد کے حصے سے آدھا ملتا ہی اور بیٹیون اور پوتیون کے ساتھہ مین علاتی بہنین بھی عصبہ ہوجاتی ہین (اور اوسوقت اہل فرض سے

جو مال بچتا ہی وہ انکو پونچتا ہی خواہ ایک ہو یا زیادہ گیارہوین اہل فرض میت کی اخیافی بہن (ہی) اور بارہوین اہل فرض اخیافی بھائی (ہی) ان دونون کا یہہ حال ہی کہ اگر ایک ہو تو چھٹا حصہ پاتا ہی اور زیادہ ہون تو تہائی مال کی ملتی ہی اور انمین عورت مرد کا برابر حصہ ہی (یہہ نہین کہ مرد کو عورت سے دونا ملے) - بھائی اور بہن خواہ حقیقی ہون یا علاتی یا اخیافی میت کے پسر اور پوتے اور پرپوتے وغیرہ اولاد نر کے ہوتے ہوئے خواہ میت کے باپ یا دادا کے ہوتے ہوئے کچھہ نپاوینگے اور سگی بیٹی اور پوتی (یعنے میت کی اولاد مونث) صرف اخیافی بہن بھائی کو محروم کرتی ہی (سگی اور علاتی کو نہین کرتی) +

عصبون کا بیان

عصبون کا بیان عصبہ اوس وارث کو کہتے ہین کہ اگر اکیلا ہو تو تمام مال لیوے اور اگر فرض والونکے ساتھہ ہو تو باقی مال لیوی (جو اونسے بچے) اور عصبہ دو قسم پر ہیے ایک نسب کا یعنی بباعث میت کی قرابت کے دوسرا عصبہ سبب کا یعنی میت کا آزاد کرنیوالا نسبی عصبہ دوسرے سے میراث مین مقدم ہی اور اوسکی ترتیب یون ہی کہ سب سی زیادہ حقدار بیٹا ہی پھر پوتا پھر پرپوتا پھر اوسکی اولاد نر کتنے ہی نیچی کی ہو پھر باپ پھر دادا پھر پردادا کتنے ہی اوپر کا ہو پھر سگا بھائی پھر علاتی بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علاتی بھائی کا بیٹا پھر میت کے چچے تائے پھر باپ کے چچے تائے پھر دادے کے چچے تائے بترتیب سابق (یعنی سگے اول اور علاتی بعد ہونگے ان) عصبات نسبی کے بعد عصبہ سبب (یعنی آزاد کرنیوالا میت کا اوس) کے مال کا حقدار ہی اور اگر وہ نہو تو اوسکے عصبون کو اسی ترتیب سے پونچیگا (یعنے اول اوسکی اولاد نر پھر باپ یا دادا پھر بھائی وغیرہ کو جیسا اوپر بیان ہوا) جو عورتین ایسی ہین کہ حصہ اونکا آدھا اور دو تہائی ہی (یعنے بیٹیان اور پوتیان اور سگی اور علاتی بہنین) وہ اپنے

بھائیون کے ساتھ مین عصبہ ہوجاتی ہین اونکے سوا اور عورتین اپنے بھائیونکے ساتھ
مین عصبہ نہین ہوتین (اور حسب اونکے ساتھ اونکے بھائی ہوتے ہین تو مال اون مین
اس طرح تقسیم ہوتا ہی کہ مرد عورت سے دونا پاوے بخلاف اخیافی بہنون کے جنکا حصہ
آدھا اور دو تہائی نہین تو اونمین مال کی تقسیم مرد وعورت مین برابر ہی) جس شخص کا
ناتا میت سے کسیکے ذریعہ سے ہوتا ہی وہ اوس ذریعہ کے ہوتے ہوے قابل نہین پاتا مثلا
پوتا یا دادا کہ انکا رشتہ میت سے بذریعہ بیٹے یا باپ کے ہی تو پسر کے ہوتے پوتا اور باپ
کے ہوتے دادا حصہ نپاویگا) مگر اخیافی بہن بھائی (اس قاعدہ سے خارج ہین اونکا
رشتہ میت سے بذریعہ ماں کے اور ماں کے ہوتے ہوے وہ محروم نہین ہوتے)
جو شخص محجوب ہو یعنے کسی رشتہ دار قریب کے جہت سے ترکہ سے محروم ہو وہ دوسرے
کو محجوب کرسکتا ہی مثلا اگر میت کا باپ اور ماں اور دو بھائی یا دو بہنین ہون تو
(باوجودیکہ باپ کے ہونیسے بھائی بہنون کو کچھ نہ ملیگا مگر وہ) ماں کے حصہ کو تہائی سے
چھٹا کر دینگے (اگر یہ نہوتے تو ماں کو تہائی ملتا انکے سبب سے ماں کے حصہ مین
نقصان ہوگیا گو وہ خود محروم ہین) جو شخص غلام ہونے کی جہت سے یا میت کو
اپنے ہاتھ سے قتل کرنیکے باعث سے یا دین کے اختلاف کی جہت سے یا وارث کے جدا ہونے
کی جہت سے محروم ہو وہ دوسرے کو محروم نہین کرسکتا (مثلاً میت کا بیٹا اگر دوسرے کا غلام ہی
یا میت کا قاتل ہو یا کافر ہو یا دار الحرب مین رہتا ہو تو میت کے اور وارثون مثلا بھائی بہن
وغیرہ کو محروم نکریگا) ایک کافر دوسرے کافر کا وارث ہوتا ہی جسطرح ایک مسلمان دوسرے کا وارث
ہوتا ہی خواہ نسب کی جہت سے (مثلا باپ بیٹا بہن بھائی ہونیکی جہت سے) یا سبب کے علاقہ سے
(مثلا شوہر اور بیبی) ہونیسے یا آزاد کرنے سے وارث ہو اور دو سببون سے بھی وارث

حرام کی اولاد اور لعان کے بچہ کا بیان

ہوتا ہی مثلاً شوہر اپنی بیبی کا آزاد کرنیوالا بھی ہو تو شوہر ہونے کی جہت سے اور آزاد
کرنے کے سبب سے دونو سے وارث ہوگا) اگر کافر کی دو قرابتونمین سے ایک محجوب ہو اور ایک
حاجب تو وہ حاجب کی قرابت سے میراث پاویگا نہ محجوب کی (مثلاً کسی کافر نے اپنی لڑکی سے
نکاح کیا اور اوس سے لڑکا ہوا تو یہہ لڑکا اوس کافر سے دو قرابت رکھتا ہی اوسکا بیٹا بھی ہی
اور نواسا بھی مگر نواسی ہونے کی قرابت محجوب ہی اور بیٹی کی قرابت حاجب تو اوس کافر کی
میراث بیٹی ہونیکی جہت سے پاویگا نہ نواسے ہونے کی سبب سی)- کافر اگر اپنے محرم سے نکاح کرلے
(مثلاً مان سے یا بیٹی سے) تو شوہر ہونے کی میراث اوسکو نملیگی- حرام کی اولاد
اور وہ بچہ جسکی جہت سے شوہر و بیبی مین لعان ہوا ہو وہ مان ہی کیطرف سے میراث
پاوینگے (یعنی مان کے ترکہ مین سے اونکو حصہ ملیگا باپ کے ترکہ مین نملیگا کیونکہ باپ سے
اونکا رشتہ علیحدہ ہوگیا ہی) حمل کیواسطے ایک بیٹے کا حصہ علیحدہ کرلیا جاویگا (یعنی اگر
میت کی جورو حاملہ ہی اور وارث خواہان تقسیم ترکہ ہون تو حمل کے لیے ایک پسر کا حصہ
رکھہ چھوڑینگے باقی مال بانٹ دینگے) پھر وہ بچہ آدھی سے زیادہ مان کے پیٹ سے پیدا ہوکر
اگر مرجاویگا تو وارث ہوگا اور اگر تھوڑا ہی سا نکل کر مرجاویگا تو وارث نہوگا- چند شخص
اگر جلجاوین یا ڈوب کر مرجاوین تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہونگے ہان اگر یہہ
معلوم ہوجاوی کہ فلانا پہلے مرا اور فلانا پیچھے تو انمین وراثت جاری ہوگی+)

ذوی الارحام کا بیان

ذوی الارحام کا بیان ذو رحم اوس رشتہ دار کو کہتے ہین جسکا حصہ شریعت مین
مقرر نہوا اور نہ وہ عصبہ ہو- ذو رحم کسی فرض والے اور عصبہ کے ساتھہ مین وارث نہین
ہوتا بجز شوہر یا بیبی کے ساتھہ کے اسلیے کہ اونپر مال رد نہین ہوتا (یعنے اگر شوہر یا بیبی کے
ساتھہ مین ذو رحم ہوگا تو باوجودیکہ یہہ دونو صاحب فرض ہین مگر انکے ساتھہ مین

وہ وارث ہوتا ہی اور اوسکی وجہ یہہ ہی کہ شوہر یا بیبی کو بچتا مال دوبارہ نہین دیتے
بخلاف اور فرض والون کے کہ اگر اونکے حصون سے کچھہ مال بچتا ہی تو وہ پھر اونہین کو حصہ رسد
دیا جاتا ہی پس جب شوہر یا بیبی کو دیکر کچھہ بچے اور وہ اونکو پھر دیا نہین جاتا تو اوس کا
وارث بجز ذو رحم کے اور کون رہا اسلیے اونکے ساتھہ مین وارث ہوتا ہی ذوی الارحام
کی ترتیب مثل عصبات کی ترتیب کے ہی یعنے اول میت کی فروع یعنی بیٹیون پوتیون
کی اولاد گو نیچی کی ہون پھر اسکے اصول یعنی جد فاسد اور جدات فاسدہ کتنی ہی اوپرکے
ہون پھر اوسکے مان باپ کے فروع یعنی عینی یا علاتی یا اخیافی بہن بھائیونکی اولاد
پھر اوسکے جد اور جدہ کی فروع یعنی ماموں خالہ پھوپھی تائے اور چچا کی لڑکیان پھر
باپ کے ماموں خالہ وغیرہ)۔ ذوی الارحام مین درجہ کے قرب سے ترجیح ہوتی ہی
(یعنی قریب کے رشتہ دار کے ہوتے ہوے دور والے کو نملیگا اگر قرب مین برابر ہون
تو پھر اس بات کو دیکھتے ہین کہ اسکی اصل وارث ہی یا نہین اگر وارث ہو تو اوسکو
مقدم کرتے ہین اوسپر جسکی اصل وارث نہو مثلاً بھتیجے کی بیٹی اور ہمشیرزادی کا بیٹا اگر وارث
رہین تو مال برادرزادہ کی دختر کو ملیگا اسلیے کہ اوسکی اصل یعنی برادرزادہ عصبہ ہی اور ہمشیرزادی کے
پسر کو نہ ملیگے اسلیے کہ اوسکی اصل یعنی ہمشیرزادی وارث نہین ذو رحم ہی جسوقت کہ ذوی الارحام
کی جہت قرابت میت سے مختلف ہو تو جسکی قرابت باپ کی طرف سے ہوگی اوسکو دونا ملیگا
اور جسکی مان کی طرف سے ہوگی اوسکو ایک حصہ ملیگا (مثلاً اگر میت اپنی باپ کا نانا اور ماں کا دادا چھوڑے
تو دادا کو دو تہائی اور دوم کو ایک ملیگی ذوی الارحام کی اصلین اگر ایک سی ہون تو ترکہ
کو اونکی گنتی پر تقسیم کرینگے مثلاً ایک بہن کی اولاد یا دو بہنونکی اولاد ہو تو سب بہنون
بھائی بھتیجونکو شمار کرکے ترکہ برابر تقسیم کردین اگر سب مذکر ہون یا سب نسف اور اگر

کچھ مرد کچھ عورتین ہون تو مرد کو دونا حصہ عورتون کی نسبت دیوین) اور اگر اونکے اصول متفق نہون (یعنے بعضونکی اصل مرد ہو اور بعضونکی عورت) تو شمار شخصونکا (اوسوقت بھی) اونہین سے ہوگا مگر جس درجہ مین کہ پہلی اختلاف ہوا ہی مرد و عورت کا فرق اونہین کر لیا جاویگا (مثلا میت کے ایک نواسی کی بیٹی اور ایک نواسے کی بیٹی بچے تو اول کو ایک تہائی دینگے اور دوسری کو دو تہائی اسلیے کہ اول جہان اختلاف ہوا ہی وہان ایک جا نواسی ہی اور دوسری جا نواسا اسلیے تہائی عورت کے اعتبار سے ہوئی اور دو تہائی مرد کے اعتبار سے اور شمار پچھلون کی بموجب ہوتی ہی یعنے مثلاً اگر پہلی صورت مین چار بیٹیان ہون اور دوسری مین تین ہون تو پہلی صورت والیونکو وہی ایک تہائی چار حصہ مساوی مین تقسیم کر دیجاویگی اور دوسری صورت والیون کو دو تہائی تین جگہ تقسیم برابر کر دیجاویگی) حصے (جو کلام مجید مین) مقرر ہین وہ چھہ ہین تین ایک قسم کے (یعنی) آدہا چوتھائی آٹھوان اور (تین دوسری قسم کے یعنی) دو تہائی تہائی اور چھٹا اور اونکی مخرج (یعنے ایسے عدد کہ اونسے یہہ حصے نکل سکین سات ہین) آدہے کے لیے دو کا عدد ہی (یس جسکو نصف مال پونہچتا ہو چاہیے کہ مال کے دو سہام مقرر کر لین اور چوتھائی کے لیے چار کا عدد ہی اور آٹھوین حصے کے لیے آٹھہ کا عدد ہی اور دو تہائی اور تہائی کے لیے تین کا عدد ہی اور چھٹے حصے کے لیے چھہ کا (اور ان دونو قسمونمین پچھلا عدد اپنے پہلے حصونکا بھی مخرج ہو سکتا ہی مثلاً چار کا عدد آدھی کا بھی مخرج ہی اور آٹھہ کا عدد چوتھائی اور آدھے کا مخرج ہے اور چھہ تہائی کا مخرج ہی اور ایک دوسرے کے ملنے سے بارہ اور چوبیس مخرج ہوتے ہین

بیان مخرجون کا حصون اور

(یعنے ایک قسم کا حصہ جب دوسری سے ملیگا خواہ سب حصون سے ملے خواہ ایک سے
تو اونکی صورتین تین ہین اول یہ کہ آدہا دوسری قسم سے ملے اس صورتین چہہ مخرج ہوگا
دوسری یہہ کہ چوتہائی دوسری قسم سے ملے اس صورتین بارہ مخرج ہوتا ہی تیسرے یہہ کہ
آٹھوان حصہ دوسری قسم سے ملے اسمین چوبیس مخرج ہوتا ہی) اور مخارج زیادہ ہوجاتے
ہین حصون کے مخرج کے کمی کے باعث (یعنے جس صورت مین کہ عدد حصون کے مخرج کا
کم ہو اور سہام اوسکے ملکر زیادہ ہوجائین تو کچہہ مخرج مین زیادہ کردیا جاتا ہی تاکہ
سب حصہ والون کو اونکے سہام پہنچ جاوین اور اس بڑہانے کو عول کہتے ہین
اور یہہ بات تین مخرجون مین ہوتی ہی جو دو نو قسمون کے ملنے سے پیدا ہوتے ہین)
پس چہہ کا عدد دس تک عول ہوجاتا ہی طاق اور جفت دونو (مثلاً ایک میت کا خاوند
اور دو بہنین سگی بچین تو یہان خاوند کا نصف اور بہنون کا دو ثلث ہی عدد چہہ سے
دونو نکل سکتے ہین لیکن چہہ کا آدہا تین ہی اور دو تہائی چار مجموعہ سہامونکا سات ہوا
تو چہہ کو عول کرکے سات کردینگے جو طاق ہی اور ترکہ کے سہام سات کرکے
تقسیم کیے جاوینگے اور اگر مثال مذکور مین میت کی ماں بہی ہو تو چہٹا حصہ یعنی ایک
اوسکو بہی ملنا چاہیے تو سہام آٹہہ ہوجاوینگے اس صورت مین چہہ کا عول آٹہہ کرینگے
یہہ عول جفت ہی اور اگر ایک بہن اخیافی بہی مثال مین ہو تو ایک سہام اوسکا ہوگا اور
تعداد سہامونکی ۹ ہوگی اور یہہ عول طاق ہوگا اور اگر دو بہنین اخیافی ہون تو چہہ کا
عول دس ہونا چاہیے) اور بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہی مگر طاق ہوتا ہی جفت نہین ہوتا
یعنی تیرہ ۱۳ پندرہ ۱۵ سترہ ۱۷ تین عول ہوتے ہین مثلاً ایک میت کی بیبی اور دو بہنین
علاتی اور ایک ماں وارث ہون تو یہان بیبی کا چوتہائی اور بہنون کا دو تہائی اور ماں کا

چھٹا حصہ ہی اور یہ سب حصے بارہ مین سے نکل سکتے ہین مگر بارہ کی چوتھائی تین اور
دو ثلث آٹھ اور چھٹا حصہ دو ہین اور یہ کل تیرہ ہوے تو بارہ کا عول تیرہ کیا جاویگا
اور اگر ان وارثون مین ایک اخیافی بہن بھی ہو تو چھٹا حصہ بارہ کا یعنی دو سہام اوسکو بھی
ملنے چاہیین تو اب پندرہ سہام ہونگے اور بارہ کا عول پندرہ کر لیا جاویگا اور اگر دو بہنین
اخیافی ہون تو سہام سترہ ہونگے اور عول بھی سترہ اور ۲۴ کا عول صرف
ایک ہی ہوتا ہی یعنی ستائیس (اور اسکی صورت یہ ہی کہ ایک میت کی بیبی اور دو بیٹیان
اور مان اور باپ وارث رہین یہان سب وارثونکے حصے ۲۴ سے نکل سکتے ہین مگر اونکے
سہام یعنی تین سہام بیبی کے اور سولہ سہام بیٹیون کے اور چار چار مان باپ کے
ملکر ۲۷ سہام ہوتے ہین پس ۲۴ کا عول ۲۷ کر لیا جاتا ہی اور اس مسئلہ کو مسئلہ
منبریہ کہتے ہین اور یہ عول سب اعداد کی تلاش سے اتنے ہی نکلے ہین) - اگر ایک
فرقہ کا حصہ اوسکے شخصون یعنی مستحقون پر پورا نہ تقسیم ہو (مثلاً سہام حصہ کے چار
ہون اور اونکے لینے والے چھہ تو اگر دونون مین توافق کی نسبت ہو) تو مستحقون کے
شمار کا وفق لیکر اصل مسئلہ مین (جو مخرج سب حصونکا قرار دیا گیا تھا) ضرب کرینگے
جیسے اوپر کی مثال مین ۴ اور ۶ مین توافق ہی یعنی دونو نصف ہو سکتے ہین تو چھہ کے
وفق تین کو مخرج اصلی مین ضرب کرینگے) اور اگر دونون مین توافق نہو (بلکہ تباین ہو)
تو کل عدد مخرج اصلی مین ضرب کرینگے اور جو کچھہ حاصل ضرب ہوگا وہ مسئلہ کا مخرج
ہوگا (اوس سے سب کو پورا حصہ پونہچیگا) اور اگر کسر کئی جگہ ہو (یعنی وارث کئی فرقہ
ہون اور ہر فرقہ پر اوسکے سہام ٹھیک نہ بٹین کسر پڑے) اور وہ فرقے آپسمین تماثل
رکھتے ہون (یعنی شمار مین برابر ہون) تو ایک فرقہ کی شمار کو اصل مسئلہ مین

ضرب کرلینا چاہیے اور اگر فرقے آپسمین متداخل ہون تو جنکی شمار سب مین زیادہ ہو اوسکے
عدد کو اصل مسئلہ مین ضرب کرلین اور اگر توافق رکھتے ہون تو ایک کی شمار کے وفق کو
دوسرے مین ضرب کرلین (اور حاصل ضرب کو اس مسئلہ مین ضرب کرین اور اگر سب فرقون
کی تعداد آپسمین متباین ہو تو ایک کی تعداد کو دوسرے کی تعداد مین ضرب کرین اور
حاصل ضرب کو تیسری کی تعداد مین) اور حاصل (اخیر کو اصل مسئلہ مین ضرب دیکر تصحیح
مسئلہ کی کرین) اور (اگر اصل مسئلہ عول رکھتا ہو تو عول) مین ضرب کرنا چاہیے (واضح ہو
کہ دو عدد وںمین چار نسبتون مین سے ایک ہوا کرتی ہی تماثل یا تداخل یا توافق یا تباین تماثل
دونو عدد ون کے برابر ہونے کو کہتے ہین جیسے چار چار یا دس دس اور تداخل
اوسکو کہتے ہین کہ دو عدد ون مین سے بڑا چھوٹے پر پورا بٹجاوے کسر نہ پڑے یا یہہ کہ
اگر چھوٹے کو اوسمین سے نکالتے چلے جاوین تو دوبار یا زیادہ مین بڑا عدد ہو چکے مثلاً ۲۵
اور پانچ مین تداخل ہے کہ ۲۵ پانچ پر پورا بٹجاتا ہی یا پچیس مین سے پانچ پانچ اگر کم کرتے جاوین
تو پانچ دفعہ مین ۲۵ فنا ہوجاویگا اور توافق اوسکو کہتے ہین کہ دو عدد ون کو کوئی
تیسرا عدد ایک سے زیادہ فنا کرے جیسے آٹھہ اور بیس کہ ان دونو کو عدد چار
فنا کرتا ہی اور تیسرے عدد مثلاً چار کو وفق کہتے ہین اور ان دونو عدد ون مین
توافق بالربع کہلاتا ہی اور ایک کے ربع کو ضرب کیا پڑتا ہی اور اگر تہائی مین موافق ہون
تو ایک کی تہائی کو ضرب کرتے ہین اور علی ہذا القیاس اور تباین اسکو کہتے ہین
کہ کوئی تیسرا عدد بھی اون دونو کو فنا نکرے صرف عدد ایک کا دونو کو فنا کرے جیسے
نو اور دس ہین اور ترکیب ان تینون نسبتون اخیر کے معلوم کرنیکی یہہ ہے کہ بڑے عدد کو
چھوٹے پر تقسیم کرین اگر اول تقسیم مین کچھہ نرہے تو تداخل ہے اور اگر کچھہ

باقی رہی تو باقی پر چھوٹے کو تقسیم کرین اور پھر بھی بچے تو دوسری باقی پر پہلی باقی کو
تقسیم کرین اور اسیطرح کرتے جاوین اگر کسی تقسیم مین کچھہ نہ رہے تو دیکھین کہ اوسکا
مقسوم علیہ کیا ہی اگر دو ہون تو دونو عددون مین توافق بالنصف ہوگا اور اگر ۳ ہون
تو بالثلث اور علی ہذا القیاس اور اگر پہلی تقسیم مین یا اور کسی تقسیم مین عدد ایک بچ رہے
تو اون دونو عدد و نمین تباین ہوگا) — اور اگر وارثون کے سہام اصل مسئلہ سے کم ہون
اور اس جہت سے کچھہ مال بچ رہی تو وہ مال اہل فروض کو موافق اونکے حصون کے دیدینا
چاہیے لیکن شوہر یا بیبی کو اس مقدار زائد مین سے کچھہ نہ ملیگا (اور وارثون کو مال زائد اسطرح
دیتے ہین کہ جن وارثون پر رد ہو سکتا ہے اگر وہ ایک جنس کے ہون تو مسئلہ کو اونکے
شمار کے موافق کر لینگے مثلاً (اگر) میت کی وارث دو بیٹیان یا دو بہنین ہون (تو چونکہ اونکا
حصہ دو تہائی تھا اس جہت سے مسئلہ تین سے ہوگا اور تین کی دو تہائی یعنے دو بیٹیون
خواہ بہنون کو ملینگے اور باقی ایک تہائی زائد رہیگا اسکو بھی اونپر ہٹا دینے کی ضرورت
ہوئی اسلیے چونکہ ایک جنس کے حصہ وار تھے اونکے شمار کے موافق مال کے دو حصہ کرکے
ایک ایک ہر ایک کو دینگے اس ہٹا دینے کو رد کہتے ہین) — اگر جن وارثون پر رد ہو سکتا ہی
وہ کئی جنس کے ہون تو مسئلہ اونکے سہامونکی شمار سے ہوگا (یعنے اصل مسئلہ مین سے
جسقدر سہام اونکو پہونچے ہون اونکو جمع کرکے جو حاصل جمع ہو وہی مسئلہ قرار دیا جاویگا
مثلاً اگر دو سدس جمع ہون (جیسے میت کی جدہ اور اخیافی بہن رہی تو اصل مسئلہ چھہ سے
ہوگا اور اوسمین سے ایک ایک سہام دونو وارثون کو ملیگا اور دونو نکا مجموعہ دو ہین)
تو مسئلہ دو سے کیا جاویگا (اور اگر تہائی اور سدس جمع ہون)، تو مسئلہ تین سے ہوگا
(جیسے جدہ اور دو یا زدہ اخیافی بہنین جمع ہون کہ جدہ چھٹا حصہ اور دو یا زیادہ

رد کا بیان

اخیافی بہنون کو تہائی ملتا ہی اور دونو کے سہام اگر چھ سے نکالین تو تین ہوتے ہین اسلیے مسئلہ تین سے ہوگا، اور اگر نصف اور سدس جمع ہون تو مسئلہ چار سے ہوگا (مثلاً جدہ اور سگی بہن وارث ہون تو جدہ کو چھٹا حصہ اور بہن کو نصف ہی اور چھ مین سے دونو کے سہام ملکر چار ہین تو چار سے مسئلہ کرکے ایک جدہ کو اور تین بہن کو دینگے) اور اگر دو تہائی اور چھٹا حصہ جمع ہون یا نصف اور دو چھٹے حصہ ہون یا نصف اور ایک تہائی ہو تو ان تینون صورتون مین مسئلہ پانچ سے ہوگا (اول کی مثال دو سگی بہنین اور ایک جدہ ہی کہ چھ مین سے چار بہنون کے اور ایک جدہ کا اور دونون ملکر پانچ ہوے اور دوم کی مثال جیسے مان اور بیٹی اور پوتی کہ چھٹا مان کا اور آدھا بیٹی کا اور چھٹا پوتی کا اور چھ مین سے یہ سہام نکالین تو سب ملکر پانچ ہوتے ہین اور تیسرے کی مثال جیسے سگی بہن اور مان کہ بہن کا نصف اور مان کا ایک تہائی ہی اور چھ مین سے دونو کے سہامون کا مجموعہ پانچ) - اور اگر وارث ایک جنس کے ہون اور اونکے ساتھ شوہر بیبی مین سے بھی کوئی ہو (جسکو مال رد نہین کرسکتے تو اس صورت مین شوہر یا بیبی کے حصہ کا کمتر مخرج نکال کر اوسکا حصہ اوسمین سے دیدینا چاہیے اور باقی کو ایک جنس کے وارثون پر تقسیم کردینا چاہیے (اگر تقسیم ہوسکتی ہو) جیسے میت کا شوہر اور تین بیٹیان ہون (تو مسئلہ بارہ سے ہوتا ہی مگر سہام دونون کے گیارہ ہین اسلیے ضرورت رد کی ہوئی تو شوہر کا حصہ چوتھائی تھا اوسکا کمتر مخرج چار ہی اوسمین سے اوسکا حصہ ایک سہام اوسکو دیکر باقی تین سہام جو بچے تین بیٹیون کو برابر ایک ایک پونہچ گیا) اور اگر باقی سہام ایک جنس کے وارثون پر پورے نہ بٹین اور سہامونمین اور اونکے شمار مین توافق ہو تو شمار کے

وفق کو شوہر یا بیبی کے کمتر مخرج مین ضرب کرینگے مثلاً اوپر کی مثال مین بیٹیان
چھ ہون (تو تین سہام اونپر پورے تقسیم نہونگے اور تین اور چھ مین تداخل ہی جسکو علم
فرایض کے ایسے مقام مین توافق سے تعبیر کرتے ہین یعنی انمین توافق بالثلث بولینگے
پس چھ کا وفق یعنے دو لیکر کمتر مخرج شوہر یعنی چار مین ضرب کیا تو آٹھ ہوئے انمین سے
دو سہام شوہر کے اور چھ سہام چھئون بیٹیون کے ہوئے) اور اگر سہامون مین توافق
یا تداخل نہو بلکہ تباین ہو تو کل شمار ورثہ کو کمتر مخرج مذکور مین ضرب کرنا چاہیے مثلاً
مثال مذکور مین تعداد بیٹیونکی پانچ ہو تو تین سہامون اور پانچ مین تباین ہے
اسلیے پانچ کو چار مین ضرب کرینگے تو ہونگے بیس مین سے پانچ شوہر کو اور پندرہ
بیٹیون کو یعنی ہر ایک کو تین تین ملینگے اور اگر شوہر یا بیبی کے ساتھ مین دو جنس کے
وارث ہون تو جن پر رد ہو سکتا ہی اونکے مسئلہ کے نکالنے کا طور اوپر گذر چکا ہے اوس
قاعدہ کے بموجب سہامون سے اونکا مسئلہ نکال لینا چاہیے پہر شوہر یا بیبی کو اقل
مخرج سے اوسکا حصہ دیکر باقی کو اوس مسئلہ مذکورہ پر بانٹ لینا چاہیے (اگر بٹ سکے)
مثلاً میت کی ایک بیبی اور چار جدات اور چھ اخیافی بہنین ہون (کہ اس صورت مین اقل
مخرج بیبی کے حصہ کا چار ہوا تو اوس مین سے ایک اوسکو دیا اور جدات کا اور اخیافی بہنونکا
مسئلہ جو نکالا تو چھٹا حصہ جدات کا اور تہائی بہنونکا ہی اسلیے اونکا مسئلہ تین سے ہوا
اس تین پر مخرج سے بچے ہوئے تین کو بانٹا تو پورا ہی یعنے ایک جدات کا اور دو بہنونکا
حصہ ہوا اب بموجب قواعد گذشتہ انکی تصحیح کر لو یعنی ایک چار جدات پر نہین تقسیم ہو سکتا
نہ دو چھ بہنون پر اسلیے اول حصون اور شمار حصہ دارون مین نسبت دیکھی تو چار جو شمار
جدات کی ہی اوسمین اور اونکے حصہ کے سہام ایک مین تباین ہی اور چھ بہنون کی تعداد

اور دو مین جو اونکے سہام ہین تداخل یعنے توافق بالنصف ہی تو چھ کا نصف لیلیا تین ہوئے اب دونو تعدادونمین جو نسبت دیکھی یعنے چار اور تین مین تو تباین پایا اسلیے ۴ کو ۳ مین ضرب کیا بارہ ہوئے اور بارہ کو اقل مخرج ۴ مین ضرب کیا تو ۴۸ ہوئے اس سے سب کو سہام پورے پونہچین گے یعنی بارہ بیبی کو اور بارہ چارون جدات کو یعنی ہر ایک کو تین تین اور ۲۴ چھوٹون بہنون کو یعنی ہر ایک کو چار چار اور تصیح مسئلہ مین اس قاعدہ کا یاد رکھنا چاہیے کہ اول سہامون اور تعداد مین نسبت دیکھتے ہین پھر ہر جنس کی تعدادون مین نسبت دیکھتے ہین اور تب بموجب مثال گذشتہ تصیح کرتے ہین (۱) اور اگر کمتر مخرج سے شوہر یا بیبی کے حصہ کے بعد باقی بچا ہوا وارثان مختلف کے سہامون پر پورا نہ بٹے تو جن پر رد ہو سکتا ہی اونکے سہام کو شوہر یا بیبی کے فرض کے مخرج مین ضرب کرنا چاہیے پھر ہر ایک کا حصہ دریافت کرنیکے لیے شوہر یا بیبی کے سہام کو جن پر رد ہو سکتا ہی اونکے مسئلہ مین ضرب کرو اور اونمین سے ہر فریق کے سہام کو مخرج فرض شوہر یا بیبی کی باقی مین ضرب کرو جیسے اس مثال مین کہ میت کی چار بیبیان اور نو لڑکیان اور چھ جدات ہون (کہ کل مسئلہ ۲۴ سے ہوتا ہی مگر سہام ۲۳ ہین اسلیے مسئلہ اقل مخرج بیبیونسے یعنی آٹھ سے کرکے ایک اونکو دیا اور سات جو بچے اونکو دیکھتے ہین وہ لڑکیون اور جدات کے سہامون پر یعنی پانچ پر تقسیم نہین ہوتے اسلیے پانچ کو آٹھ مین ضرب دیا ۴۰ ہوئے اب بیبیونکا سہام جو ایک تھا اوسکو پانچ مین ضرب دیا ۵ ہوئے یہ حصہ بیبیونکا ہوا اور ۳۵ لڑکیون اور جدات کے رہی یعنی سات جدات کے اور ۲۸ لڑکیون کے) اب ہر فریق کے سہام جو اپنے مستحق پر پورے نہین ہوتے بموجب قاعدہ سابق کے تصیح مسئلہ کی کرکے اونکو پورا بانٹ دینگے (یعنی اول سہامون

اور تعداد اشخاص مین نسبت دیکھے سب جگہ تباین پایا پھر بیبیون اور لڑکیون کی تعداد مین
نسبت دیکھی تو ۴ اور ۹ مین تباین پایا دونو کو آپسمین ضرب کر لیا ۳۶ ہوے ۳۶ اور
جدات کی تعداد مین نسبت دیکھی تو تداخل پایا اسلیے ۳۶ مین اصل مسئلہ یعنی ۲۴ کو ضرب دیا
تو کل تصحیح ۸۶۴ ہوے اب ہر ایک کے سہامونکو ۳۶ مین ضرب کرلو ہر ایک کا سہام ہو جاویگا
مثلا بیبیونکے سہام پانچ تھے اونکو ۳۶ مین ضرب دیا ۱۸۰ ہوے یہ حصہ چارون زوجہ کا ہوا
ہر ایک ۴۵ پاویگی اور جدات کے سہام ۴ تھے اونکو ۳۶ مین ضرب دیا تو ۱۴۴ ہوے
یہ حصہ چھون جدات کا ہوا ہر ایک کو ۲۴ ہونگے اور ۲۸ جو سہام لڑکیون کے تھے
اونکو ۳۶ مین ضرب دینے سے ۱۰۰۸ یہ حصہ نو لڑکیون کا ہوا اور ہر ایک کو اونمین سے
۱۱۲ پہنچینگے) — اگر مال کے تقسیم کرنیسے پہلے کوئی وارث مرجاوے تو (مناسخہ

بیان مناسخہ

کرنا چاہیے اور اوسکی صورت یہہ ہے کہ پہلے اول میت کی تصحیح بموجب قواعد گذشتہ کے
کر لین اور سہام ہر وارث کا اسمین سے دیدین پھر دوسری میت کے مسئلہ کی تصحیح کرین
اور جو کچھہ اوسکو پہلی تصحیح سے سہام ملے ہون اون سہامونمین اور دوسری تصحیح مین
نسبت دیکھین اگر وہ سہام دوسری تصحیح پر پورے بٹجاوین تو حاجت ضرب کی
نہوگی دونو مسئلہ تصحیح اول سے درست ہوجاوینگے (مثلا ایک شخص مرے اور ماں اور
زوجہ اور ایک چچا وارث چھوڑے اور پھر اوسکی زوجہ مرے اور ایک سگا بھائی اور
سگی بہن وارث رہین تو پہلے میت اول کے مسئلہ کو جو دیکھا تو ۱۲ سے نکلتا ہے
جسمین سے چار سہام یعنی تہائی ماں کو اور تین زوجہ کو اور باقی پانچ سہام چچا کو
ملین گے اور دوسری میت کی جو تصحیح کی تو تین سے ہوے جسمین سے دو اوسکے بھائی کو
اور ایک بہن کو پہنچتے مین اور تین ہی سہام زوجہ کو تصحیح اول سے ملے تھے پس وہ

تصحیح ثانی پر پورے تقسیم ہو گئے تو اب حاجت ضرب کی نہین مال کے ۱۲ سہام کر کے ۴ میت کے مان کو اور ۵ چچا کو اور دو سالے اور ایک سالی کو دیدین) اور اگر دوسری تصحیح کے عدد پر میت ثانی کے سہام پورے نہ بٹین تو ان دونوں نین نسبت دیکھین اگر دونوں مین توافق ہو تو وہی وفق تصحیح ثانی کا لیکر تصحیح اول مین ضرب کرین (جیسے پہلی مثال مین ماں مر جاوے اور ایک بیٹی اور ایک بھائی اور ایک بہن وارث چھوڑے تو پہلے میت کی تصحیح تو ۱۲ سے تھی اوسمین سے چار مان کو ملے تھے اب اسکے وارثون کی جو تصحیح کی تو چھہ سے ہوتی ہی جسمین سے تین اوسکی بیٹی کو اور دو بھائی کو اور ایک بہن کو ملتا ہی اور اس چھہ اور چار مین نسبت توافق بالنصف کی ہی اسیلیے ۶ کا وفق یعنی آدھا لیکر تصحیح اول یعنے ۱۲ مین ضرب کرینگے تو ۳۶ کل دونوں مسئلونکی تصحیح ہو جاویگی اور اگر دوم تصحیح اور میت دوم کے سہامون مین تداخل ہو اور تصحیح ثانی کے عدد زیادہ ہون تو اوسکو حکم توافق کا ہوگا یعنی بموجب سہام میت ثانی کے وفق تصحیح ثانی کا نکالکر اوسکو مسئلہ اول کی تصحیح مین ضرب کرنا چاہیے) اور اگر تصحیح دوم اور میت دوم کے سہامون مین تباین ہو تو کل تصحیح اول مین ضرب کرنا چاہیے (مثلا مثال گذشتہ مین چچا مر جاوے اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان وارث چھوڑے تو اوسکی تصحیح ۴ سے ہوگی اور اوسکے سہام میت اول سے پانچ تھے اور ان دونوں نین تباین ہی تو کل چار کو تصحیح اول ۱۲ مین ضرب کر کے ۴۸ کو دونوں مسئلونکی تصحیح کہین گے۔
جب معلوم ہو جاوے کہ دونون مسئلونکی تصحیح یہہ عدد ہوا تو میت اول کے وارثون کے سہام (تباین کیصورت مین) تصحیح دوم کے کل مین ضرب کرو اور توافق کیصورت مین) اوسکے وفق مین (غرض کہ جس عدد مین تصحیح اول کو ضرب دیا ہو اوسمین

اوسکے وارثون کے سہام کو ضرب کرو حاصل ضرب وارثونکا حصہ ہوگا) اور میت
ثانی کے وارثون کے سہام کو (درصورت تباین اوسکے) کل مافی الیدمین (یعنے
جو سہام اوسکو میت اول سے ملے تھے اونمین ضرب کرو) اور (درصورت توافق)
مافے الیدکے وفق مین (حاصل ضرب وارثان میت ثانی کے سہام تصحیح کل مین ہی ہونگے۔
اور) اگر حصہ ایک فریق کو میت اول کے وارثونمین سے اوس عدد مین ضرب کرو جسمین
اصل مسئلہ کو ضرب دیا ہی تو حاصل ضرب حصہ ہر فریق کا ہوگا (جاننا چاہیے کہ پہلے
جو وارثون کے سہام دریافت کرنے کی ترکیب لکھی ہی اوس سے مراد کل سہام
کل وارثون کے ہین اب اس بیان مین ترکیب ہر فرقہ کے علیحدہ علیحدہ حصہ معلوم کرنیکی
بیان کی مگر مناسخہ مین کل سہامون کے دریافت کرنیکی چندان ضرورت نہین ہوتی
لہذا ترکیب دوم استعمال کرنی کافی ہے) اور میت ثانی کے ہر فریق کا حصہ بھی
اسیطرح معلوم کرنا چاہیے کہ ہر وارث کے سہام کو کل مافے الید یا اوسکے وفق مین
ضرب دیلینا چاہیے اب ہر فریق مین سے ایک ایک شخص کا حصہ دریافت کرنا چاہین
تو دیکھین کہ اصل مسئلہ سے اوس فریق کو کتنے سہام ملے ہین جتنے اوسکے سہام اصل
مسئلہ مین سے ہون اونکو اس فرقہ کی شمار سے نسبت لگادین کہ اون سہامونسے ایک کو
کتنا ملتا ہی جتنا حساب سے پڑے وتنا ہی اوس عدد مین سے جو اصل مسئلہ مین ضرب ہوا ہے
اوسکو دیدین (مثلاً مثال بالا مین میت کی چار بیبیان اور نو لڑکیان اور چھ جدات
تہین اونکا اصل مسئلہ ۲۴ تھا اور اوسکو ۳۶ مین ضرب کرکے تصحیح کی تھی ۸۶۴
اور چار زوجات کا حصہ اصل مسئلہ مین سے ۳ تھے اور چار مین سے چار کو دیکھا تو سوا
پونہچتا ہی اگر ۳۶ کو سوا یا کریں تو ۴۵ ہوتے ہین یہی حصہ ہر ایک کا ہوتا ہی لیکن

سہل ترکیب یہ ہی کہ ہر فریق کے سہام بموجب بیان سابق دریافت کرکے اونکو اس
فریق کے شمار پر تقسیم کردین خارج قسمت ایک کا حصہ ہوگا مثلاً مثال مذکور مین
چار زوجات کا حصہ پانچ ضرب کیے ہوے ۳۶ مین ہین یعنے ۱۸۰ اور اوسکو اگر ۴ پر
تقسیم کردین تو خارج قسمت ۴۵ ہوتے ہین جو حصہ ایک زوجہ کا ہی۔ اگر مناسخہ مین
دو سے زیادہ میت ہون تو دو میتون کی تصحیح بموجب بیان سابق کرکے اوسکو بجای
میت اول کے شمار کرین اور سوم کو بجاے دوم اور وہی قواعد عمل مین لاوین جو اوپر
مذکور ہوے) اگر میت کے ترکہ کو وارثون مین تقسیم کرنا ہو تو تصحیح مین سے جتنا ایک وارث کو
پونہچے اوسکو کل ترکہ مین ضرب کرو اور حاصل ضرب کو تصحیح پر بانٹ دو (خارج قسمت
وارث مذکور کا حصہ ترکہ مین سے ہوگا مثلاً مثال گذشتہ بالا مین میت کے چار زوجات
نو لڑکیان اور جدہ جدات تھین اور تصحیح ۱۴۴۰ سے تھی اور حصہ ہر ایک زوجہ کا ۴۵ اور لڑکی کا
۱۱۲ اور جدہ کا ۴۲ تھا اگر ترکہ میت کا نوے روپیہ فرض کرین اور دریافت کیا چاہین کہ
ہر وارث کا کیا حصہ ہوگا تو اول ایک زوجہ کا حصہ دریافت کیا یعنی ۴۵ اوسکے سہام تھے
اوسکو کل ترکہ یعنی ۹۰ مین ضرب کیا تو ۴۰۵۰ ہوے اوسکو تصحیح پر یعنی ۱۴۴۰ پر تقسیم کیا
خارج قسمت ۲ ہوے ۱۱۷۰ بچے انکے آنے کیے تو ۱۸۷۲۰ ہوے اونکو پھر ۱۴۴۰ پر
بانٹا تو ۱۳ خارج قسمت ہوے اور کچھ نہ بچا معلوم ہوا کہ ہر زوجہ کا حصہ دو روپیے
تیرہ آنے ہوتے ہین اور لڑکی کے حصے ۱۱۲ کو ۹۰ مین ضرب دیا ۱۰۰۸۰ ہوے انکو
۱۴۴۰ پر تقسیم کیا تو پورے سات نکلے معلوم ہوا کہ ہر لڑکی کا حصہ سات روپے ہین اور
جدہ کا حصہ ۴۲ ہی انکو ۹۰ مین ضرب دیا تو ۳۷۸۰ ہوے اوسکو ۱۴۴۰ پر بانٹا تو
۲ نکلے اور ۹۰۰ بچے اسکے آنے کیے ۱۴۴۰۰ ہوے ۱۴۴۰ پر بانٹنے سے ۱۰ آنے

وارثون مین ترکہ کی تقسیم کا بیان

خارج قسمت ہوے اس سے معلوم ہوا کہ ہر جدہ کا حصہ ۲۲ روپیہ ۱۰ آنہ ہوتے ہین کا
اسیطرح (اگر) قرضخواہ ہونکا مختلف قرضہ میت کے ذمہ ہو اور اوسکا ترکہ سبکو
وفا نکرے تو سب قرضہ کی تعداد کو بجاے تصحیح کرنا چاہیے اور ہر شخص کے قرض کی مقدار
کو بجاے ہر وارث کے سہام ہونگے اور ایک شخص کے قرضہ کو ترکہ مین ضرب دیکر مجموع
قرضون پر تقسیم دینا چاہیے (خارج کی تعداد اوس قرضخواہ کو ملیگی مثلاً زید کا قرضہ
میت کے ذمہ ۱۴۰ روپیہ اور عمرو کا ۷۰ روپیہ اور بکر کا ۸۰ روپیہ اور خالد کا ۱۱۰
روپیہ ہی اور ترکہ میت کا کل تنو روپیہ ہی تو اب کل قرضونکی جمع کرکے جو دیکھا تو
۴۰۰ ہوے اسکو بجاے تصحیح رکھا اب ہر ایک کا حصہ اسطرح نکالا کہ اول زید کے قرضہ
یعنی ۱۴۰ کو ترکہ مین یعنی ۱۰۰ مین ضرب دیا ۱۴۰۰۰ ہوے اوسکو ۴۰۰ پر تقسیم کیا تو ۱۳ روپیہ
پانچ آنے اور ایک تہائی آنے کی یعنی چار پائی زید کا حصہ ہوا اور علی ہذا القیاس
اورونکا حصہ نکال سکتے ہین)۔ اگر میت کے وارثونمین سے کوئی کچھ مال لیکر صلح کرلے
تو اوسکو ایسا سمجھو کہ گویا وارثونمین تھا ہی نہین اور ترکہ مین سے وہ مال نکال ڈالو جسپر
اوسنے صلح کی ہو اور باقی کو باقی وارثونمین تقسیم کردو (یعنی اول تصحیح مسئلہ کی مع اوس
وارث کے کرنی چاہیے پھر اوسکے سہام تصحیح مین سے خارج کردینی چاہیین تو گویا بعد نکالنے کے
جتنے رہینگے وہی تصحیح اصل سمجھی جاویگی اور باقی ترکہ کو بقیہ وارثونمین بموجب قواعد
مصرحہ بالا تقسیم کردینا چاہیے) وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ہے

قطعہ تاریخ ختم ترجمہ از مترجم عفی عنہ

ہوئی فقہی مسائل مین کتاب بینظیر احسن — نہووے سیر جسکے دیکھنے سے نفس شائق کا
سن ختم اسکا مین چاہا تو ہاتف غیب سے بولا — لکھو گنج حقائق ترجمہ کنز الدقائق کا
۱۲۸۴

تمہید طبع بار دوم از مترجم

جب اول بار یہ ترجمہ چھپ کر منتشر ہوا تو چند احباب نے فرمایا کہ بعض جا اس ترجمہ کی عبارت
نسخ مطبوعہ حال سے مختلف ہی اسلیے مین نے اس دفعہ حرف بحرف نسخ مطبوعہ کے موافق اس ترجمہ کو
کر دیا اور بہت جگہہ محو و اثبات کرنا پڑا جن لوگونکے پاس اول بار کا چھپا ہوا نسخہ ہو وہ اسکو
اس دفعہ کے طبع کے موافق کر لین کہ یہہ نہایت صحیح ہے اور عینی سے بھی مطابق کر لیا گیا ہی۔

اشتہار

مرتبہ اوسکا بیچ
کا پیہہ سے حقوق مین سے نے ہدایت یار خانصاحب ولد مولوی آلہ یار خانصاحب
تاجر کتب بریلوی کو بخشدیے ہین آیندہ کو مجھکو میرے ورثا اور دیگر اہل مطابع کو
اختیار نہین کہ بدون اجازت خانصاحب موصوف اسکو طبع کرین

۱۸ پ

اشتہار

مین نے اس کتاب کو بعد حاصل کرنے حق ترجمہ کے دو مرتبہ بصحت تمام چھپوایا ہی
اب تیسری مرتبہ مولوی عنایت علیصاحب کو ایک مرتبہ اسکے چھپوانے کی اجازت
دی ہی آیندہ کوئی صاحب بدون اجازت فقیر کے اسکے چھپوانیکا قصد نفرماوین ورنہ
قانوناً حق تلفی مین ماخوذ ہونگے نفع سے بدلے نقصان اوٹھائینگے۔

المشتہر

ہدایت یار خان بریلوی

محمد بیدعلی احسانہ کتاب حسن المسائل باجازت ہدایت یار خانصاحب ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۳ ہجریہ مین بیچ مطبع علوی
محمد علی بخش خان مرحوم کے باہتمام مولوی محمد معشوق علی صاحب بمقام لکہنؤ واقع کٹرہ محمد علیخان چھپکر تیار ہوئی